

ماکم اور ازدواجی

مؤلف: مولانا سید مفتی نزال حسین کاظمی

ما تم او س از واج نبی

مصنف

مفتی سید زکریٰ حسین کاظمی

ایم اے اسلامیات، ایل ایل بی (آزاد کشمیر)
فاضل عربی لاہور، ایم اے عربی، اسلامیات،
فاضل علوم الاسلامیہ جامعہ المنتظر لاہور

ناشر
ادارہ منہج الصالحین لله

جذع ہائی تکمیلی مدارس اسلامیہ
042-38425372

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

کتاب : ماتم اور اذوای جنی
مصنف : منی سید نمازجت حسین کاظمی
تحمیق : رضا خسینی جعفری مخدوم شاہ
پروف ریڈنگ : محمد عمران حیدر چودھری
فنی تعاون : زہراء بتول، محمد شہ بتول جعفری
اشاعت : جون، 2011ء
اشاعت دوسری : اکتوبر، 2011ء
شابک : 978-969-300-300-1

الحمد لله رب العالمين

امدادار کیت غزنی سریت فرسٹ فور
دکان 20 اردو بازار لاہور

ملنے کا پتہ

فہرست

18	عرضی ناشر
21	ناظم اور اذواج انبیاء پر
23	سپاس شکر
25	آغاز تحریک و کلام حزن

باب اول

امام الانبیاء سرور کائنات اور فخر موجودات کے خصائص

30	امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب قرآن کی نکایں
33	خصائص سید المرسلین ﷺ اللہ تعالیٰ کے کلام سے محمد ﷺ اللہ کے رسول ﷺ
33	محمد اللہ کے رسول اور ختم الانبیاء ﷺ
34	اللہ اور ملائکہ کا محمد ﷺ پر صلوٰۃ وسلام پر محتا
34	محمد ﷺ کوامت پر گواہ، بشیر اور نذریہ بنانا
34	محمد ﷺ نجات کے روشن چراغیں
35	محمد ﷺ کوامت کے لیے اعلیٰ نعمونہ ہیں
35	محمد ﷺ عالمیں پر رحمت ہیں۔
35	محمد ﷺ موسیٰ شیخیٰ اور مہربان ہیں
36	محمد ﷺ تمام جہان کے اہل علم پر بشیر اور نذریہ ہیں
36	محمد ﷺ پر نبوت کے بھارا تارنے کی آسانیاں
37	محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور گمراہی میں
38	محمد ﷺ آسمان اور زمین کے مائبس کی جانب رسول ہیں
38	سورۃ الکوثر

39 عمر ہر جگ کے قیغ
 محل اللہ تعالیٰ کامل ہے

باب: دوم

ازدواج مطہرات کے فضائل قرآن حکیم کی روشنی میں

42	ازدواج خیرامت کی تاکیں ہیں
50	ازدواج نبی پر پردہ لازم تھا
51	آزادی اور اختیار
51	ازدواج انہی کا مقام و مرتبہ عام حورت کی طرح نہیں
52	ازدواج انہی کی عظمت اور شان گھر میں عی قیام ہے
53	پاک نبی کا گھر وہی جبراں کل ہے
54	پاک نبی کریمؐ کے حرم میں بھلی زوج کا شرف
54	سیدہ خدیجہ الکبریٰ
54	کو حاصل تھا ان کے مقام و مرتبہ
54	قرآن حکیم کی روشنی میں
54	سورہ زادہ
61	حوالہ جات

باب: سوم

پاک نبی کی زبان اطہر سے ازدواج مطہرات کا مقام و مرتبہ

68	حوالہ جات
69	سیدہ خدیجہ الکبریٰ
69	کاجنٹ میں افضل مقام و مرتبہ اور فضیلت
72	عمارت کتب
77	کتب تغیر کتب ملی بیت
81	حوالہ جات

82	سیدہ خدیجہ الکبریٰ
82	عورتوں میں افضل اور سردار جنت حسیں
83	متن کتب
86	حوالہ جات
87	نبی کریمؐ کی نبوت کی تصدیق کرنا ان پر ایمان لانے والی بھلی خاتون سیدہ خدیجہ الکبریٰ حسیں
88	حضرت خدیجہ الکبریٰ اعلان نبوت سے قبل شمازی اور تجدیگز اور حسیں
92	کتب حوالہ جات
93	حضرت ام المؤمنین عائشہؓ کے فضائل
98	ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کی فضیلت
99	ام المؤمنین حضرت زینبؓ کی فضیلت

باب: چہارم

سنت کی جیت

101	سنت کیا ہے؟
102	سنت نبوی کی اہمیت از ثقا و قرآن

باب: پنجم

آقوال صحابہ اور ازاد اصحاب مطہرات کی جیت

107	قانون
107	املی بیت اطہار کا طریقہ استدلال
108	تاریخ محدثین اور نقہاء
110	اگر اہمیت اطہار سے مردی احادیث اور استدلال
110	مفہیمان اسلام

باب: چشم

مظلوم کا حق کروہ ظالم کے خلاف نفرت اور احتجاج کرے

115	مظلوم کی یاد میں احتجاج
-----	-------------------------

باب: پنجم

پاک نبی کریم کافر مان: گریہ (روزا) "رحمت ہے برب نجات ہے"

121	قانون اور استنباط شریعت
122	متن روایات
128	حوالہ جات
129	صیحت پر درنا جائز ہے لازم جب حزن و ملال بہت بڑھ جائے تو پھر ردا عمارت ہے
131	میت پر گریہ کرنا حضرت عائشہ صدیقہ کے نزد یہک جائز اور خالق احادیث شفطہ ہیں
133	قانون
134	متن روایات
142	حوالہ جات

باب: هشتم

بلند آواز سے گریہ (آہ و بکاء) کرنا سنت یعقوب ہے

شدید گریہ کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت ہے

کثرت گریہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی پینائی گئی
اور کمر بھی خشیدہ ہو گئیں

حضرت یعقوب نے حضرت یوسف پر اسی (۸۰) سال تک
جزع دفع کیا، جبکہ یوسف زندہ تھے، اور آپ کے مل姆 میں تھا

145	غم کا سال
145	دریں غیرت
146	واقعات کے اثرات
147	شدید ترین گریہ
149	قانون
158	حوالہ جات

159	امام حسین علیہ السلام پر گریے جن تفرض ہو جاتی ہے قانون ممائت
159	عمرات
161	حوالہ جات
164	گریہ کا جواز
165	قانون اور فقیہی استبطاط
166	حوالہ جات متن
167	حوالہ جات کتب المہنت
174	ہلاکت کی موت اور شہادت کی موت
175	حضرت یعقوبؑ کے سخت گریہ کرنے سے بیٹوں کا احتجاج
176	رضائے افیؑ کی طلب کے لیے فکارت اور گریہ کرنا
177	قانون ممائت
178	عمرات متن
180	حوالہ جات
183	حوالہ جات متن
185	حوالہ جات
188	یوسفؑ کی جداانی اور گریہ سے حضرت یعقوبؑ کی بیانی گئی اور بنی ایمین کی صدے میں کر کر بڑی ہو گئی
189	حوالہ جات متن کتب
189	حوالہ جات
192	حضرت یعقوبؑ کی الجنا
193	اسے اللہ امیں بڑھا گیا ہوں
193	اب تو میرے دونوں پھولوں کو پلانا دے
193	خلاصہ کلام
194	

نام وہ نفع ابھی

باب: نہم

نوح

نبی کریمؐ کا حضرت جزہ پر نوح اور گریپ کرنے کا حکم دینا

- | | |
|-----|---|
| 196 | نوح، گریپ، ہاتھ اور تاریخ نوح |
| 197 | مجھ پر اسکی مصیتیں آپڑی ہیں کہ اگر دونوں پر پوتھیں تو وہ راتیں بن جائتے |
| 201 | قانون |
| 201 | استبلاط حکم |
| 202 | روايات کتب الہی منت |
| 218 | حوالہ جات |
| 219 | کتب الہی بیت سے نوح و گریپ کی جواہر |
| 222 | عائشہ صدیقۃؓ نے |
| 222 | اپنے والد حضرت ابو بکرؓ کی وقت پر |
| 222 | نوح خوانی کی مجلس کا اہتمام کیا |
| 223 | عمارات متن |
| 225 | حوالہ جات کتب |
| 226 | حضرت عمرؓ پر جنات کا نوح اور سورج گریب، مرشیہ |
| 226 | ذکر رہنماء الجمیل عصر جنات کا حضرت عمرؓ کے فہم پر نوح خوانی |
| 228 | حوالہ جات |
| 229 | حضرت آدمؑ و حوا کا ہائل پر نوح کرنا |
| 229 | بوناہم کا امام حسینؑ پر گریپ نوح کرنا مدینہ میں امویوں کی خوشیاں |
| 231 | متن عمارات |
| 233 | حوالہ جات کتب المحت |
| 234 | جنات کا امام عالی مقام پر نوح اور گریپ کرنا |
| 234 | متن عمارات |

237	کتب حوالہ جات الحافت
238	جتناب سیدہ فاطمہ زہرا کام انجیام پر مرشیہ اور لوح
238	متن عمارت
242	حوالہ جات
243	نوحی کی جوازیت کتبہ ال بیت میں
243	محض پرائی مصیحتیں آپ کی ہیں کہ اگر لوگوں پر پتیں تو وہ راتیں بن جاتے

باب: دھم

ماقم

249	حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجی بی سارہ کا ماقم
249	قانون اور استباط افتہ
251	کتبہ ال بیت کے متوجین
251	اس آہت پر فخر ہیں اسلام کی آراء
260	کتب حوالہ جات نقایر
260	نقایر کتبہ ال بیت
261	ازدواج انجی کام انجیام پر ماقم
263	تفہمی مہابت
263	قانون
264	تفہمی استباط
265	متن کتب
269	کتب حوالہ جات

باب: نیاز دھم

پیغمبر اسلامؐ کی شدت پیاری اور رحلت پر
صحابہ کرام کا عقل و حواس کھو دینا، آہ و بکا اور گریا (مام) کرنا

279	سیدہ فاطمہ زہراؑ کا باب پر ماتم اور آدوب کرنا، مرثیہ پڑھنا
281	رسول رحمت حضرت فاطمہؓ کا حزن
285	حوالہ جات
286	حسینؑ مرنے کا نام پر گریہ کرنا
290	حوالہ جات
291	رسول خداؑ کی رحلت امت پر عظیم مصیبت تھی
291	(آپؑ نے ماتم داری اور تعزیت کا طریقہ بیان فرمایا)
292	کتب متن
298	نئی کریمؑ کی مصیبت سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہے۔
301	حوالہ جات
301	کتب الہلیت کی کتب۔
302	حضورؐ نے ابوطالبؑ اور خدیجۃؑ الکبریؑ کی وفات کے لیے عظیم مصیبت قرار دیا
302	اس سال کا نام عام الحزن رکھا
302	متن روایات
304	کتب روایات
305	امام الانبیاءؑ کا حضرت حمزہؑ کے لاش پر گریہ، ندب اور ماتم کرنا
306	قانون و استبلال
307	متن کتب
307	[حُزْنُ الرَّسُولِ عَلَى حَمْزَةَ وَتَوْعِدُهُ الْمُشْرِكُونَ بِالْمُثْلَدِ]
310	حوالہ جات
311	امام الانبیاءؑ نے حضرت حمزہؑ پر گریہ کرنے کا حکم دیا اور خود بھی گریہ فرمایا
311	خواصیں انصار نے حضرت حمزہؑ پر تو حادث ماتم کیا
314	حوالہ جات
315	جعفر طیارؑ کی شہادت پر

11

امام اہل سنت حنفی انجینئرنگ اسلام

پاک نبی کریم نے سخت گریہ کیا اور مگر والوں کا ماتم، تین دن تک کھانے کا انتظام کرنے کا حکم

315

سالاروں کی نامزدگی

315

پاک نبی کریم کا جھٹڑ کے گھر فرم زدہ حالت میں تشریف لانا اور سخت گریہ کرنا

317

قانون

325

حوالہ جات کتب المحدث

باب: دوازدھم

گریہ اور ماتم کرنے کی اجازت نبی کریم نے
خود گریہ فرمایا: ماتم کا انتظام کرنے کا حکم دیا

328

متن کتب

335

حوالہ جات

336

ماجی گھر میں تین دن تک سوگ اور کھانے کا انتظام کرنے کا حکم

336

کتبہ الیت سے متعلق احادیث شہادت جھٹڑ طیار

338

حوالہ جات

340

کتاب

341

امام الائمه کا اپنی والدہ کی قبر پر بلند آواز سے گریہ (ماتم) کیا اور صحابہ کرام نے گریہ کیا۔

باب: سیزدهم

سردار انجیاو پر گریہ اور ندب

جز و فروع کیا ہے؟

344

عمل کی اجازت

345

حضرت ابو بکرؓ کا پاک نبی کریمؐ کی رحلت پر گریہ اور ندب

346

حوالہ جات

355

حضرت عائشؓ کا پاک نبی پر ندب کرنا

356

رسولؐ کی حضرت عائشؓ کی زاد حلال

356

356

حوالہ جات

باب: چہاردهم

صحابہ رسول اللہ، ازواج عثمان، اور صحابیہ کا ماتم

358

حضرت ابو بکر پر الہی مدینہ کا گیری

359

حوالہ جات

360

ازواج اور بنات کا حضرت عثمان پر ماتم

361

متن کتب

362

حوالہ جات

363

حضرت یوسف علیہ السلام کا ماتم

365

متن روایات کتب الہی سنت

366

حوالہ کتب

367

حوالہ متن

368

حوالہ جات

369

حضرت عمر پر جنات کا ماتم

370

حضرت خالد بن ولید پر سرات دون تک ماتم

370

قانون

374

حوالہ جات

375

امام احمد بن حبل پر ماتم

375

خونہ بنت جعیش کا شہر کی شہادت پر جنیں بار کرو دنا

376

قانون اور حکم استبطاط

378

حوالہ جات

باب: پانز دهم

سر زمین کر بلہ پر سیدہ زینب بنت قاطرہ زبراء کا اخطراب اور ماتم

380

تشیل اور جوازیت ماتم

382	مراثت
382	حشیل
383	قانون
383	متن روایات
384	حوالہ جات
385	سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کام تم؟
385	کتب متن
386	کتب حوالہ جات اہل سنت
387	میری بیٹوں کا لاشر حسین پرماتم
389	حوالہ جات کتب اہل سنت
390	بنا میں کی خواتین کا دشیں میں امام عالی مقام کا نوح خوانی اور ماتم کرنا
390	شام کی حکومت کو فرنے کے لوگوں کے خلاف فحایت اور ناراضی
391	متن کتب
393	حوالہ جات
394	بنا میں کام حسین پرمگری اور ماتم امویوں کی خوشیاں
395	متن مبارات
398	حوالہ جات کتب اہل سنت
399	مدینہ میں امام سلیمان زوجہ میری بر کام
399	کتب متن
401	حوالہ جات

باب: شانزدھم

امام الانبیاء عاشورہ کے دن کربلا میں موجود تھے
آپ کا سر اور ریش مبارک مٹی سے اٹی تھی۔

14

حضرت نبی عباس کا خواب پاک نبی کریم کا اضطراب

اور کربلا کے واقعہ میں عینی گواہ ہوتا

405	متن روایات
407	حوالہ جات
408	نبی کریمؐ کا کربلا کی زمین پر
408	سر اور ریش سبادک غبار آسودہ ہونے پر
408	ام المؤمنین حضرت امام علیؑ کا اضطراب اور پریشانی
410	حوالہ جات کتب الہیست

باب: حق تدھم

آسان اور زمین پر خون امام حسین علیہ السلام کے اثرات

413	متن کتب
418	حوالہ جات
419	کربلا کی سرخ مٹی، نبی کریمؐ کا گریہ کرنا،
419	امام حسین کی پیدائش اور شہادت کی خبر واقعہ سے (۵۷) سال قبل تھی

باب: ہیجدم

434	مرثیہ
434	حسان بن ثابتؓ کے نبی کریمؐ کی شان میں ماتھی اشعار

434	مرثیہ عرب کی درافت
435	مرثیہ قدیمی
441	حوالہ جات
442	استیغاب، بیرت ابن و شام،
442	تاریخ البدایہ والنہایہ، الروضۃ الانف
443	حوالہ جات

- 444 شہدائے احمد پر مرثیہ
حضرت جعفرؑ طیار پر حسان بن ثابت کا ماتم اور مرثیہ
حوالہ جات
- 446 شعر حسان فی بُشَّاءِ ابْنِ حَارِثَةِ وَابْنِ رَوَاحَةَ
طف کربلا کے متفکروں کا مرثیہ
- 447
448
450
451
- کتب حوالہ جات

باب: نونزدھم

شعارِ الاسلام

- 453 شعائر اللہ کیا ہے؟
پہاڑ شعائر اللہ ہیں
- 453 چار ماہ ذوالقدر، ذوالحج، محرم اور رجب سمجھی شعائر اللہ ہیں
- 454 قربانی کے بڑے حلال جانور شعائر اللہ ہیں
- 455 مساجد، شعائر اسلام ہیں
- 456 بیت اللہ مشعح کے موقع پر کسی شے کو مارنا اور ذرا حرام ہے
- 457 مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سمجھی شعائر اللہ ہیں
- 458 شعائر مسلمک
- 459 تقدیمہ ہب
- 460 رمضان کے نوافل
- 461 تمکن طلاق
- 462 تقریباً سو سی لاکھ محرم، شعبی، احتیاجی، جلسے اور جلوس
- 463 شعائر ریاست
- 464 شعائر حکومت
- 465 سفیر ریاست
- 466 شعائر تنظیم پارٹی

- مشریعین اسلام کی شعائر اللہ شعائر اسلام پر آراء
شعائر اللہ کی تفسیر
شعائر کیا ہے؟
شعائر اسلام
شعائر اللہ کا مفہوم
حوالہ جات

باب نیستم

بیزید کا مسلک اور عقائد

- امام عالی مقام اور صحابہ کرام سے بیعت کا مطالبہ اور قتل کا حکم
حوالہ جات
امام الانبیاء کا امام حسین کے بارے میں عقیدہ
حوالہ جات
بیزید کا مسلک امام عالی مقام کے
دانت مہارک کی توصیہ کی
جہاں پاک نبی پورا دیا کرتے تھے
حوالہ جات
سچنبوی کے بارے میں بیزید کے گھناؤ نے انفال
مدینہ میں تین دن تک قتل عام
حوالہ جات
نبی کریم کا حکم جو منہ نبی کی بے حرمتی کرے کا
وہ جنہی اور عتیقی ہے
حوالہ جات
بیزید کا بیعت اللہ کے بارے میں عقیدہ
غانتہ کعبہ پر عکباری

499	خاتہ کے بھیں آتش زنی
500	خانہ کے بھپر سکباری
501	خانہ کے بھپر سکباری
503	کعبہ پر مخفیت سے سکباری
504	حوالہ جات
505	بیزید کا عقیدہ، ماں، بہن سے نکاح جائز ہے
506	حوالہ جات
507	بیزید کا کردار اور عقاوی
507	سوق بیزید و عمالہ
508	بیزید اور اس کے عمال کی بد کرداری
510	حوالہ جات

عرض ناشر

سید نزاکت حسین کاظمی صاحب حوزہ علمیہ جامعۃ المشنون کے ایک ہونہار اور مختصر طالب علم تھے۔ اسٹوڈنٹ لیڈر تھے۔ فکری چالس اور مباحثہ علمی کے روح روایت ہوتے تھے۔ زمانہ طالب علمی میں ہی اپنی پیچان کروائچے تھے۔ علوم و فنون میں تو ایک عادی طالب علم کی طرح تھے، لیکن حالات حاضرہ پر خاصی توجہ مرکوز رکھتے تھے۔ سیاست ان کا دلچسپ موضوع تھا۔ تجزیہ و تحلیل کرنا ان کے باس کی بات تھی کہ کام تھا۔ مکتبی حوالہ سے ایک مضبوط پروگرام رکھتے تھے۔ سیاسی پیشگوئی اس قدر تھی کہ ایک طالب علم کے ناطے آنہوں نے آزاد کشمیر میں ایک مذہبی تنظیم کی بنیاد رکھتی تھی جس کے پلیٹ فارم سے حکومت و دلت کو مشاورت سے نوازتے رہتے تھے۔ کئی دفعہ وزیر اعظم آزاد کشمیر نے انہیں مختلف موضوعات کے حوالہ سے ان کی رائے کے لیے انہیں طلب کیا، اور ان سے مشاورت کی۔ اساتذہ کرام کی خصوصی توجہ ان پر مرکوز رہتی تھی، مختلف مکاتب فکر کے پلیٹ فارم پر تعریف لے جاتے اور دبک انداز میں اپنے نظریہ کا دفاع کرتے۔ استدلال میں اس قدر مضبوطی ہوتی کہ مخالف اش اش کر اٹھتا۔ غرضیکہ طالب علمی کے مشاغل ہمارے سامنے ہیں۔ ایک دن اچانک ہمیں معلوم ہوا کہ کاظمی صاحب آزاد کشمیر میں امتحان میں کامیابی حاصل کر کے عہدة قضادوت پر مستکن ہو چکے ہیں اور حکومت کو اپنے مکتبی سائل سے نوازتے رہتے ہیں، چونکہ تحقیق کرنا اور مسائل کی تہہ تک پہنچانا ان کا پرانا مشغله تھا، لہذا انہوں نے اپنی اس روایت کو باقی رکھا۔ ایک معلوماتی، تحقیقی، فکری اور تحلیلی و تجزییاتی کتاب ”نام اور ازواج نبی“ کے نام سے مرتب کی۔ یہ ایک نہایت ہی استدلالی کتاب ہے جس میں قرآن مجید، احادیث پیغمبر، عمل رسول، ازواج نبی اور سیرت صحابہ سے استدلال کیا گیا ہے کہ روانا، پیشنا اور ماتم و گریہ زاری کرنا ایک مباح اور مستحب عمل

ہم اور نفع اشیٰ

ہے۔ قرآن مجید نے ماتم کرنے اور گریہ و حزن و ملال پر کئی ایک انبیائے کرام کے واقعات بیان کیے ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ماتم سنت انبیاء ہے اور یہ ایک فطری عمل ہے جس سے کوئی بھی صاحبِ دل انسان مفرغ نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید نے زیادہ رونے پر زور دیا ہے اور زیادہ ہنسنے سے منع کیا ہے۔ رو نے سے عقل و شعور میں اضافہ ہوتا ہے اور زیادہ ہنسنے سے عقل کے زائل ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اسلام وین فطرت ہے۔ فطرت کا تقاضا ہے کہ عزیز کی جدائی پر، تا گہانی آفات پر اور پھر کسی مظلوم انسان پر گریہ و ماتم کیا جائے۔ اس سے مظلوم سے محبت کا اظہار ہوتا ہے اور ایک انسان ہونے کا ثبوت بھی دیا جاتا ہے۔

سبحان آل محمد اور عزاداران امام مظلوم کربلا نے واقعہ کربلا کو ہمیشہ زندہ جاوید رکھا۔ امام عالی مقام کی شہادت پر سوز پر کسی قسم کی قربانی دینے سے انکار نہ کیا۔ اس میں بڑے بڑے مصائب برداشت کیے۔ مجلس عزا کی محفلین برپا کیں، نوحہ خوانیاں کیں اور پھر کربلا والوں کی یاد میں ماتم و عزاداری برپا کی۔ چنانچہ تمام مسلمانان عالم نواسہ رسولؐ کے غم میں برابر کے شریک ہو کر رسول اسلام کو پرسہ دیتے۔ علی و جتوؐ کی دعاوں کے شرات سکھتے۔ اور اپنے عمل سے حصینی ہونے کا ثبوت بھم فراہم کرتے اثاثاً ماتم حصین اور عزاداری امام مظلوم پر طرح طرح کے فتوے لگائے۔ اور مراکم عزاداری کو حرام قرار دیا۔ چودہ صد یاں گواہ ہیں کہ اس پاداں میں عزاداران حصین کا خون بھانا مباح قرار دیا گیا۔ بچوں کو، دُس کی گودوں میں قتل کیا گیا، اور نوجوانوں کو جہہ تنخ کیا گیا۔ لیکن سبحان آل محمد نے کسی قسم کی قربانی دینے سے دربغ نہ کیا، بہت ساری مشکلات کے باوجود یہ سلسلہ عزاداری روز بروز بڑھتا چلا جا رہا ہے اور گھر گھر ماتم حصین برپا ہو رہا ہے۔

زیر نظر کتاب مفتق سید نزاکت حصین کاظمی کی انتہک محنت کا نتیجہ ہے۔ آپ کا استدلال تحریر علمی اور تحقیقی ہے۔ مخالفین کی کتاب سے حوالہ جات عبارات کے ساتھ نقل کیے گئے ہیں۔ ہر باب کے آخر میں قانونی نکات بیدار کیے گئے ہیں۔ فریق مخالف کی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تو ہیں و تذلیل بالکل نہیں کی گئی۔ یہ اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔ مصنف نے عرق ریزی سے کام لیا ہے اور یہ اپنے موضوع پر بے پناہ دلائل و شواہد رکھنے والی کتاب ہے۔ مفتی کاظمی نے انتہا حجت کر کے یہاں پر حوالہ جات اٹھانے کے لیے ہیں وہاں پر تحقیق کرنے والے کے لیے ایک نیا باب واکیا ہے کہ فتن مناظرہ پر بھی شائشی سے کام لینا ضروری ہے۔ چونکہ مفتی صاحب نے کپیوڑ کی سکرین کا سہارا لیا ہے، اس لیے الفاظاں میں اسقام رو گئے ہیں۔ ہم نے پوری کوشش کی ہے، لیکن اصل تحریر کو تبدیل کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے اپنے قارئین کرام سے متعلق مذکور خواہ ہیں۔ دعا ہے کہ پروردگار عالم مفتی صاحب کو بحق محمد و آل محمد و بنین میمن کی مزید خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَالسَّلَامُ عَلَى الْأَكْرَامِ
طَالِبُ دُعَا

جَهَنَّمَ لِلْمُنْكَرِ
لِلْأَرضِ حُسَيْنٌ حَمْفُورٌ
فَاطِلِيٌّ قَمْ

الْأَوَّلُ مُهَاجِرُ الْآخِرُ الْجَنَّةُ لِلْمُؤْمِنِ

ما تم اور از و ایج نبی پر ایک نظر

زیر نظر کتاب جوہ الاسلام حضرت علامہ مفتی سید نزاکت حسین کاظمی حفظہ اللہ کی شانہ روز یا صتوں و کادشوں کا فخر شیریں ہے، جو موضوع کے اعتبار سے منفرد ہونے کے ساتھ ساتھ کتب فرقہین اور مبالغہ اصلیٰ کے حوالہ جات کی بنا پر مستند بھی ہے۔ ایک نادر کتاب قبل ازیں کہیں نظر سے نہیں گزری ہے۔ رقم چوتھے گزشتہ سولہ (۱۶) سالوں سے مجالس و معاشر کے حوالہ سے منبر سے مر بوط ہے، لہذا علماء و اعظیم اور ذاکریں کے لیے رقم کی رائے یہ ہے کہ انہیں گریہ و ندہ، نوح اور ما تم کے موضوع پر اتنی روایات اس کتاب کے علاوہ اور کہیں بھی شاید بحث و تیاب نہ ہوں۔ نیز آنکہ اس موضوع پر لکھاری حضرات کے لیے کتاب ایک مستند حوالہ کا کام دینے کی پوری صلاحیت کی حال ہے۔

قبل مفتی کشمیر نے پوری عرق ریزی سے کام لیتے ہوئے ازدواج مطہرات ہی کی سیرت مبارکہ سے وغیرہ گرامی ﷺ کی وفات حضرت آیات پر گریہ و ما تم کو کتب فرقہین سے پایہ ثبوت تک پہنچانے کے علاوہ سرکار رسالت آب ﷺ کے اوسہ حسن سے ① قبور کی زیارت ② قبور پر دعا ③ مریض پر رونا ④ مستقبل میں آمدہ مصائب پر زندہ جاوید پر رونا ⑤ حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف پر گریہ کرنا ⑥ حضرت سارہ زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ما تم ⑦ نبی پاک کا شہید پر آہ و بکا اور نوح پڑھنا، خواہش ظاہر فرمانا اور زنان انصار کے ذریعے اس کا پایہ بخیل کو پہنچنا ⑧ محضر پر رونا ⑨ زندہ پر رونا اور مردہ پر رونا وغیرہ جیسے اہم اعتراضات کو بھی حسن اور مدل انداز میں ثابت کیا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر اہم موضوعات کو انتہائی دلنشیں پر ڈھنے میں بیان کیا گیا ہے۔ جس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سے قاری کو اول تا آخر کہیں بھی اکتا ہٹ کا احساس نہ ہو گا۔
اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ بحق محمد وآل محمد علیہم السلام قبلہ مفتی صاحب کی توفیقات
علیہ میں اضافہ فرمائے اور انہیں طویلی عرض افرمائے، تاکہ یہ مزید تصنیفات و تالیفات
سے قوم کی علمی خدمت کرتے رہیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

اٰلاحر

سید تصور حسین نقوی الجوادی
متفر آباد

سپاس شکر

گریہ، نوحہ، مرثیہ، ماتم شعائرِ مدھب کا شرعی نقطہ نظر سے بیان کرنا اشد ضروری تھا چونکہ اس موضوع پر روزمرہ مباحثہ ہوتا رہتا ہے جس پر ایک قاری کامطالعہ نہ ہونے کی بنا پر کچھ بحث کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ جبکہ اصل حفاظت یک جانب پوشیدہ رہتے ہیں اور اس موضوع پر کمل دسترس نہ ہونے کی پر غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ لہذا مناسب بحث سمجھا گیا کہ ایک جامع اور مختصر کتاب کا انتظام کیا جائے جو تاریخی اور شرعی نقطہ نظر کو واضح کرتے ہوئے تمام موضوعات پر بحیط ہو جائے۔ بنده اس کاوش میں کس حد تک کامیاب ہوں اس بات کو قارئین و ناظرین حضرات پر چھوڑتا ہوں۔ البتہ ہمارا موضوع قلم، قرآن اور حدیث ہے، اور تحریر زبان اخلاق رسول اللہ ہے اور خدمت دین اسلام ہے۔ مقولہ خاموش زبان اور محفوظ تحریر و تحقیق منزل آخرت کی بقا اور حیات ہے۔

یہ کتاب زیر پرستی شہنشاہ خطاب مفتی سید کنایت حسن نقوی بمیر اسلامی نظریاتی کوںل آزاد کشمیر بھیل پائی۔ یہ کتاب اجر و ثواب کے لیے ہدیہ کرتا ہوں جتاب مفتی صاحب کے والدین اور سید یا سین شاہ (والدہ ذاکر سید عابد حسن شاہ ہمدانی پراجیکٹ ڈائریکٹر پیر امینہ کل سکول میرپور) کو جن کی محبت اور نصیحت نے رزق حلال کمانے اور کھانے میں میرے عزم و ارادہ کو پختہ کیا اور جتاب ذاکر پروفیسر سید غلام حیدر کاظمی (اسکی علم دوست اور دینی شناس شخصیت جن سے وفا فو فما استقادہ کیا جاتا رہا ہے) کے والدین کو اور والد گرامی جتاب ذاکر حسن علی مژرا نائب ناظم امور حیوانات مظفر آباد کو جنمبوں نے لکھنے میں میری بھنگی مدد فرمائی۔ میں ویلے محمد اآل محمد اور قائم اآل محمد کی سر پرستی کا متنی ہوں۔ یہ کاوش میں تمام مرحومین کے اجر و ثواب کے لیے ان کے نامہ اعمال میں درج ہونے کی امید رکھتا ہوں۔ آخر میں شکر گزار ہوں جتاب علامہ تغیر حسن شیرازی خطیب

امام احمد رحمانیؒ

اما میہ مسجد پور کا جنہوں نے میری علمی معاشرات میں مشاورت فرمائی۔ ان سب کی حکمت و سلامتی کے لیے دعا گو ہوں اور علامہ سید تصور حسین نقوی الجوادی جو سیرت اور صورت کے ساتھ ساتھ خطابت میں بے مثال ہیں اور اتحاد میں اسلامیین کے داعی ہیں اور شب دروز اس کے لیے کام کرتے ہیں۔ ان کا بے حد شکر گذار ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کی تصحیح کرنے کی بھر پور کوشش کی اور ساتھ ساتھ اپنی علمی مشاورت فراہم کرتے ہوئے مزید چند طور سے کتاب کو مزین کیا۔ میں ان کی اس کاوش پر شکر گذار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے اور وہ دینِ محمد آل علیہ السلام ترویج کے لیے خدمت کرتے رہیں۔

قاری حضرات سے ڈیگر مذکورات خواہ ہوں کہ اگر تصحیح کرنے کے باوجود غلطی رہ گی ہو اس کو صرف نظر کیجیے۔ اور مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی درستگی کر دی جائے۔

طلیبہ دھما

مفتشی سینڈنر اکٹ حسین کاظمی

مفتشی صدر دفتر امور دینیہ مظفر آباد آزاد

کشمیر

مسنون

آغاز سخن و کلام حزن

یہ کتاب پاک نبی کریمؐ کے وقت وصال پر کیے جانے والے اس ماتم کے نام پر ہے جو آپ کی ازواج مطہرات نے وقت وفات پر آپ نبی (صلوات اللہ علیہ وسلم) کا روایت انوار کے قبل ہونے پر گریدی کے ساتھ ساتھ اپنے منہ اور خسار کو پیٹ لیا تھا اور یہ وہ فطری عمل تھا جس کی بنا پر ہر انسان جب اس کے ہاں کوئی بڑا صدمہ ملا تھا تو انسان خود کو قابو اور ضبط میں رکھنے سے باہر ہو جاتا ہے۔ لہذا آپ (صلوات اللہ علیہ وسلم) کی ازواج کو بھی وہ غم والم پہنچا تھا جس کے صدر سے تھا آپ ازواج نہ تھیں بلکہ یہ وہ غم اور الم تھا جس میں صحابہ کرامؐ اور اہل بیت اطہار بھی برابر کے شریک تھے۔ ازواج مطہرات کو ایک غم جداگانی اور یہ وہ ہونے کا کافی نہیں تھا بلکہ وحی الہی کے منقطع ہونا اور جریلن میں کارک جانا اور رحمت کے دروازے بند ہو جانے کی بھی وجہ تھیں۔ یہ وہ وجہ ہے کہ جن کی بنا پر صبر کے تمام پہلو اور پیمانے لبریز ہونے کی صورت میں اپنے چہروں اور سینوں پر بے ساختہ پیٹ لیا گیا تھا۔ اس غم والم میں شہر مدینہ سو گوار غم زدہ تھا اور جہاں جہاں آپ کی رحلت کی خبر پہنچی تھی وہاں وہاں بھی غم و حزن کا ماحول تھا۔ ایک جانب پیغمبر اسلام کا خاندان بالخصوص سیدہ قاطرہ زہرا اپ کے غم میں اتنی بڑھاں ہو چکی تھی کہ دنیا کی فکر اور لذت سے بے خبر تھیں جبکہ دوسری جانب صحابہ کرام پر بھی غم والم کی اسی کیفیت طاری تھی کہ لذت دنیا سے نفرت کا ماحول بن چکا تھا۔ زبانوں میں لکنت آچکی تھی اور ظاہری حواس کھو چکے تھے۔ بعض صحابہ کرام ایسے بھی تھے جنہوں نے آپ کی پرودہ پوشی پر ترک مدنیت کے لیے رخت سفر کا ارادہ کر لیا تھا۔ اگرچہ تمام مدینہ کی فضا سو گوار ہو چکی تھی البتہ آپؐ کی ازواج پر اس لیے زیادہ الم و غم تھا کہ ان کا سہاگ لش چکا تھا اور مستقبل کے تھے حالات کا سامنا کرنا دشوار نظر آگئا تھا۔ دوسری جانب وحی الہی کا منقطع ہونے کا غم تھا اس لیے ان پر جو نظری کیفیت

باقم اہم اتفاق انبیٰ

تحقیقی وہ زیارہ ہی حاس اور متاثر کن تھی۔ یہ امر واقعہ ہے کہ جب انسان پر کوئی قتیل خبر آجائے اور وہ اس کو سنتے کے لیے تیار نہ ہو تو کچھ محدثات کے چذبات اور کیفیات کے عمل بدل جاتے ہیں۔ اور انسان اپنے چذبات پر قابو رکھنے میں ناکام ہو جاتا ہے۔ اس کی ایک مثال قرآن حکیم نے بیان کی ہے کہ جب انسانی سخل کے ساتھ اللہ تعالیٰ اکی جانب سے ملا نکہ حضرت لوٹ کی قوم کی تباہی کے لیے اُترے تو کچھ محدثات کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاں سہماں سُبھرے اور جاتے وقت یہ خوش خبری سناتے ہوئے روانہ ہو گئے کہ ابے اللہ کے غیر بیر! اللہ تعالیٰ آپ کے ہاں ایک پینٹا عنایت کرنے والا ہے۔ اگرچہ یہ ایک خوش خبری تھی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ سنتہ مہ حضرت سارہ پر یہ خبر بخیل کی طرح گری۔ انہوں نے اپنی جنہے والی طبعی عمر گزر جانے کی بنا پر از روئے حیرت یہ کہتے ہوئے منہ پر تھیز رسید کر لیے کہ بڑھا پا اور اولاد! یہ کیسے ممکن ہے؟

ایک اور واقعہ جنگ احمد میں پیش آیا۔ جب صحابہ کرام کی بڑی تعداد شہید ہو چکی تھی۔ ان میں ہاشمی خاندان کے چہلو ان اور بہادر، اللہ کے شیر، دین کے محافظ حضرت حمزہ بھی تھے جن کی شہادت سے آپ نبی کریم ﷺ کی کمر ثوٹ پچلی تھی۔ اس واقعہ میں آپ ﷺ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سیمت کثرت سے صحابہ شدید رخصی بھی ہوئے تھے۔ جب غزوہ احمد سے آپ ﷺ والہیں مدینہ تحریک لائے تو مدینہ منورہؓ زدہ قہاںہ طرف لوگ اپنے اپنے بہادروں اور فتحسواروں پر مرشیہ پڑھ رہے تھے۔ انصار کے گروں سے جب آپ کے کافوںؓ میں مرشیہ اور نوحہ کی آوازیں آگئیں تو حضرت بھری شاہ کے ساتھ یہ کلمہ زبان مبارک سے ٹھاکر کا شکر کوئی میرے چچا حمزہ پر بھی روئے والا ہوتا یہ کلمہ سننا تھا کہ انصار کے مرد اپنے اپنے گروں میں گئے اور اپنے گروں کو پاک نبی کے گھر لائے اور آپ کے چچا کے نام سے مرشیہ اور نوحہ کے ساتھ ماتم کیا۔ جس پر آپ نبی کریم ﷺ نے انصار اور انکی خواتین کا ٹھکریا ادا کیا اور یہ دعا دی کہ اللہ تعالیٰ آپ اور آپ کی اولادوں کو ہزارے خیر دے۔ اس سنت کو برقرار رکھتے ہوئے جب آپ کے ایک صحابی جناب ابو بکرؓ کی صحت و اقدح ہوئی تو حضرت نبی ﷺ نے باپ کے فناک اور مناقب بیان کرنے

کے لیے نوح کر خواتین کو طلب کیا اور نوح خواتینی کروائی۔

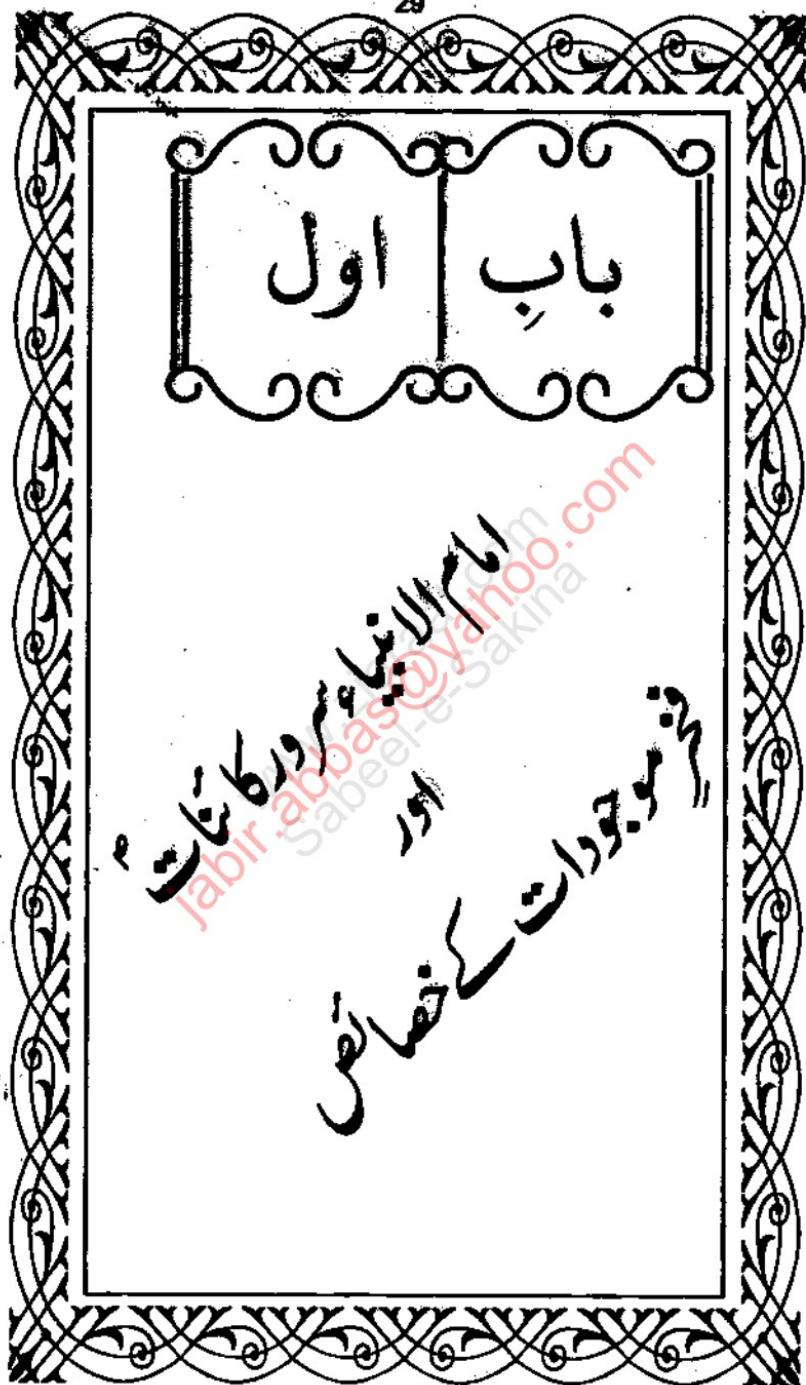
اس کے علاوہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی پر دعیم کیا جو ہمہ وقت ہائے ہائے یوسف کے کلے کو درپنالیا، جو اسی (۸۰) سال تک جاری رہا۔ جس سے آنکھوں کی پیٹائی جاتی رہی اور کسر کبڑی ہو گئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے بھی اپنے بچا حمزہؑ کے لاش کو جب مثل حالت میں دیکھا تو صبر نہ کرتے ہوئے غش کھانے اور صحابہ کو فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی مشرکین پر فتح کا موقع فراہم کیا تو بد لے میں ہم بھی ایسا کریں گے۔ اور دوسری جانب امام عالی مقام کی شہادت کی بخوبی پیدائش کے ساتھ سے سات سال تک جبراٹل ایشن ساتھ رہے اور پھر کربلا کی متی لا کر دی اور اس جگہ کا توارف بھی کرایا جسے کربلا کہتے تھے۔ پھر کیا تھا کہ جب نظر بیٹھنے پر پڑے تو بن آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ ایک وقت آیا کہ آپ عاشورہ کے دن کربلا میں موجود تھے شہادتوں کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کیا اور امام المؤمنین ام سلمہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو دن کے وقت حالت خواب میں پورے واقع سے مطلع کیا تھا۔ اس واقعہ کی تفصیل کتاب میں آگے مل کر اپنے مقام پر تحریر ہو گی، علاوہ ازیں اس کتاب میں شریعت کے ان قواعد اور ضوابط پر بحث ہو گی کہ شریعت کی تفسیر و تجیہ کے مأخذ اور قرآن حکیم کے مفسر کون ہو سکتے ہیں؟ نیز شریعت کا مفسر ہونے میں صحابہ کرام، ازواج مطہرات اور الہمیت اطمہنار کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟ ان کے اقوال، اعمال اور افعال دین۔ اس کی تفصیل اپنے اپنے مقالہ پر بیان ہو گی۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بَابُ اول

لِمَ الْأَنْتَ مَوْرِطٌ
جَانِبَاتِيْكَ مَوْرِطٌ
أَوْرَادِيْكَ مَوْرِطٌ
مُوْجَدَاتِكَ مَوْرِطٌ



امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مناقب قرآن کی نگاہیں

اس مقام پر امام الانبیاء علیہ السلام کے ان خصائص کا تذکرہ کیا جاتا ہے، جس کا تعلق اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب نبی ﷺ کا تعارف اور مقام بیان کرنا تھا، کہ میرے محبوب کا میرے نزدیک اور سابقہ انبیاء کرام سے کتنا مختلف ہے، اور مقامِ عبودیت سے مقامِ بندگی تک کا سفر کیا ہے، لہذا ذاتِ ذوالجلال نے مخلوق کے سامنے ایسی ذات کا تعارف کرایا کہ توحید کی پیشان اور محمد ﷺ کا تعارف پر وہ گار عالم خود انتظام فرمایا ہمارا موضوعِ سخن ایک جہت نہیں ہے بلکہ اس کا حدود دار بعدہ اس شعبہ زندگی سے ہے، جس کا احاطہ انسان کے روزمرہ زندگی کے علاوہ ہر اس ذات سے بھی ہے جہاں انسان کو اختیار اور ذمہ داری قرار پاتی ہے، اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں نبی کو معاشرے کا قیامِ عدل کے لیے معبوث فرمایا تھا تاکہ معاشرہ صاحبِ قرار پائے اور جو ظلم عدم تو ازان اور ناصافی کے ساتھ جوڑا گیا ہے اس کی حوصلہ لٹکنی ہو سکے۔ اس کا خاتمہ کیا جاسکے۔ معاشرے کے ظالموں سے کمزور طبقے کو نجات دی جاسکے بشرطیکہ یہ مظلوم اور خدا کے بندے قرار پائے چونکہ شرکِ خود بھی ایک ظلم ہے جو اصلاح کرنے کے باوجود بھی ان میں تہذیلی نہ آسکے تو اس میں اس طرح ایک تعریف یہ بھی کی جاتی ہے کہ شرک ایک ظلم ہے جو انسان کو نجات کے بجائے جہنم کی دعوت دھا ہے لمبہ امعاشرے کی نجات اتباع پیغمبر اور اطاعت باری تعالیٰ میں ہے۔ اگر اس پر حضرت انسان جمل نکلتے تو جو کوئی رکاوٹ اس سفر میں ہوئی ہو وہ ناصافی اور ظلم پر ملتی ہوگی۔ جس کی اصلاح کے لیے ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں کو معبوث کرتا آیا ہے۔ ظلم کی اگرچہ تعریفیں کی جاسکتی ہیں لیکن یہ معروف طریقہ کہ غیر سخت کو سخت قرار دینا، غیر ضرورت مندرجہ ضروری قرار دے کر نوازندہ آخر اس ناصافی کو بھی معاشرے سے خارج کرنا بھی ضروری تھا ایک زمانے تک تو انبیاء کرام کو معبوث کیا جاتا رہا لیکن پاک نبی

کی بیوت کو حفظی اور آخري قردادے کرنبوت کے دروازے بند کر دیے لیکن اس مشن کو رووال دوال رکھنے کے لیے بیوت کی تفسیر و تعبیر کے لیے اپنے نائین کا انتخاب عمل لایا گیا تاکہ جہاں کہیں دین کی رکاوٹ اور تصریح کی ضرورت محسوس ہو وہاں اس کی تعبیر کردی جائے اور اس سلسلہ کے لیے نائین کا انتخاب اور تعارف قیامت تک کے لیے کر دیا گیا تاکہ انسان گمراہی سے نجی سکے اس لیے امامت اعلان فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لے کر امام مهدیؑ کے نام سے تعارف کرائے۔

دوسری جانب یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ معاشرے میں اسی بھی مثالیں موجود ہیں جس کو ہر انسان کو جانتا ضروری ہے۔ اس کی مثال یوں بھی بیان کی جاسکتی اگر ایک شخص ریاست کا امیر ہو اور ریاست کے تغیر و ترقی اور ملکی و سائل کو یکساں بنیادوں پر تصرف نہ کیا جائے تو یہ بھی عدل و انصاف کے خلاف ہے، اور اس طرح ملکی بھتی قائم نہیں رکھی جاسکتی، اور وہ عمل اور کردار جو میعاد عدل سے گردیا جائے تو اس کو ظلم کہتے ہیں، لہذا بشری تقاضے پورے کرنے والا انسان ایک حقیقت سے دور ہو جائے اور اپنی پوزیشن پر قائم رہنا مشکل نہیں بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے، تو ایسے شخص کو صالح معاشرے میں ناپسندیدہ قرار دیا جاتا ہے بلکہ اس کے کسی قول اور فعل پر اعتماد نہیں کیا جاتا۔ نا انصافی وہ عمل ہے جسے شریعت کی زبان میں ظلم کہتے ہیں۔ اچھے معاشرے میں انصاف تو نظر آتا ہے لیکن عدل کا تقاضہ اس سے مختلف ہے، انصاف تو یکساں عمل کا نام ہے، لیکن عدل ضرورت کی تجھیں کا نام ہے۔ دنیا میں جو افراتغیری اور بے چینی کا عالم ہے، وہ انصاف کے فرماہی ہونے کے باوجود وہ اس اور آشتنی کا ماحول فراہم کرنے سے قاصر ہا چونکہ معاشرے میں انصاف حقائق کے ساتھ مشروط ہو گیا ہے، جو پسند اور ناپسند کے ساتھ چکڑ گیا ہے لمبہ اور نیا میں امن ناپسید ہوتا چلا جا رہا ہے، لیکن دنیا کو عدل سے کام لیتا چاہے تو بد امنی کا فقط خاتمہ ہی نہیں ہو گا، بلکہ ایک سکون اور آشتنی کا ماحول پسید، ہو جائے گا۔ چونکہ عدل مشروط ترجیحات کے خلاف ایک بلند آواز ہے۔ ایک واقعہ جو تاریخ کے سنبھری باب سے ایک ان مٹ نشان ہے، اس کی مثال بیان کرنا مناسب ہو گی، غزوہ ختن میں پاک پیغمبر ﷺ نے طالب دنیا کو مال و دولت سے

ہم اور تعلیج اپنی

مالا مال کر دیا، اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس سحر کے میں موجود تھے جب انہیں اس موقع پر کچھ نہ دیا گیا تو ان کے دلوں میں ہلاک سامال پیدا ہوا لہذا ان کو دور کرنے کے لیے ارشاد گراہی ہوا، کہ آپ کو ایمان کی دولت نصیب ہو گی ہے اور طالب مال کو مال کی دولت سے مالا مال کر دیا گیا ہے، انصاف تو یہ تھا کہ سب کو یکسانیت کے مطابق سلوک کیا جاتا لیکن وہی الہی کے مالک نے دل کے بھید کے مطابق فیصلہ کیا، اور تقسیم دولت کی۔ اس طرح کثرت سے مثالیں موجود ہیں، کہ مولائے کائنات نے مملکت کے وسائل اور دولت کو عوام انس کی ضرورت کے مطابق تقسیم کرتے ہوئے خزانے کے شور کو اپنے ہاتھوں سے مجاہد و دے کر اور دور کعت نماز شکرانہ ادا کر کے خالی ہاتھوں گھر روانہ ہو جاتے باوجود ضرورت کے اپنے گھر کے لیے کچھ پسند نہ کرتے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو خلق پر عدل اجتماعی کے نظام کے لیے حکومت الہی کے قانون کے نفاذ کے لیے مبیوث فرمایا، اور معاشرے کے مجرموں ظلم و زیادتی کے خاتمے کے خلاف جہاد کرنے کو نبی اور رسول ارسال کیے، اور ان کو حکم دیا کہ اپنے قول و فعل کے ساتھ معاشرے کے عدم توازن ماحول کو پھر عدل کے ذریعے دوام دی جائے، تاکہ کمزور معاشرہ نشونما پاسکے، اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے، اور سبکی ایک نبی کی غرض خلقت کا باعث بنا، و گرہ عبادت الہی کے لیے فرشتوں میں کمی نہیں تھی۔ اس مقدمہ کا مقصد خصائص نبی کریم ﷺ اور جیت بیان کرنا ہے تاکہ قرآن حکیم نے بعد دین کی تعریف و تجیری کی وضاحت ہو جائے اور آپ کے ہر قول عمل کی جیت قائم ہو جائے اور چند خصائص تبرکات بیان کیے جاتے ہیں۔ جس کی بنابر ایمان کی تازگی کے ساتھ ساتھ مسئلہ کی وضاحت بھی ہو جائے گی۔

خاص سید المرسلین ﷺ کے کلام سے

محمد ﷺ کے رسول ہیں

(الفتح: ۲۹)

محمد رسول اللہ

”محمد کے رسول ہیں۔“

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ، (آل عمران: ۱۲۳)

”محمد کے رسول ہیں۔“

تشریح: اس کلام میں، اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو خود محمد ﷺ کی وضاحت فرمائی اور کہا وہ اللہ کے رسول ہیں۔

محمد اللہ کے رسول اور ختم الانبیاء ہیں

ما کَانَ مُحَمَّدًا أَخْدِرَ قَنْ رِجَالًا كُفَّارَ لِكِنَّ رَسُولَ

اللَّوَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ ۖ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلَيْهِ أَعْلَمُ

(الاحزاب: ۳۰)

”محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، ہاں وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں، اور اللہ ہر چیز کا خوب جانتے والا ہے۔“

تشریح: حقیقی نسل اور نسب ہی جائز اولاد ہوتی ہے، مگر منسوب کی گئی نسبت اولاد حقیقی نہیں ہوتی، اس لیے مردی زید کو اولاد سے خارج کیا، اور یہ قرار دیا کہ پاک نبی ﷺ امت کے کسی فرد کے باپ نہیں البتہ اپنی بیٹی کی اولاد کے باپ ہیں۔ سید المرسلین ﷺ کے رسول اے اللہ تعالیٰ کے رسول اور آخری نبی ہیں، اور قیامت تک کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔

اَمْ اُولَئِنَّجُ اُبَيْنِ
اللَّهُ اَوْ رَسُولُهُ كَمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ
إِنَّ اللَّهَ وَمَلِكُكُتُهُ يُصْلِلُونَ عَلَى التَّقِيٍّ
أَمْنُوا أَصْلُوا عَلَيْهِ وَسَلِلُوا أَشْلَلَهُ@ (الاحزاب: ۵۶)

”اللہ اور اس کے فرشتے یقیناً نبی پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو تم بھی ان پر درود اور سلام مجبو جیسے سلام بھجنے کا حق ہے۔“

تشریح: (نبی اکرم ﷺ نے اس آیت کی تفسیر کی اور فرمایا کہ اس میں سلام اور درود کے سنت حمد ﷺ کا سلام تھا۔)

مُحَمَّدُ
اَمَّا الْكَوَافِرُ
كَوَافِرُ
بِشِيرٍ اُرْنَدِيرْ بَنَانَا
لَيَكِيْهَا التَّقِيٍّ اِنَّا اَرْسَلْنَا شَاهِدَنَا وَمُبَدِّيَرَا وَلَذِيْرَا@

”اے نبی تم نے آپ کو گواہ اور بشارت دینے والا اور تعبیر کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔“ (الاحزاب: ۲۵)

تشریح: اللہ تعالیٰ نے انسان پر تکمیل انسانیت کے لیے، دنیا پر گواہ، آخرت کی بشارت اور گمراہ پر اصلاح کے لیے تعبیر کی ہے۔

مُحَمَّدُ
وَدَاعِيَا إِلَى اللَّهِ بِرَادِيْهِ وَسَرَاجِا مُبَدِّيَرِ@ وَبَشِيرِ
الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ قَمَنَ اللَّهِ وَفَضْلًا كَبِيْرَا@

(الاحزاب: ۳۶)

”اور اس کے اذن سے اللہ کی طرف دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنانا کرو اور مومنین کو بشارت دیجیے کہ ان کے لیے اللہ کی طرف سے برافضل ہو گا۔“

تشریح: محمد ﷺ مومنین کے لیے رحمت آخرت کے لیے روشن چراغ اور اللہ تعالیٰ کی امت پر رحمت ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

محمد ﷺ امت کے لیے اعلیٰ نمونہ ہیں

لَقَدْ كَانَ لَكُفُرٍ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَشَوَّهٌ حَسْنَةٌ لِمَنْ كَانَ

يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْأَخِيرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَفِيرًا ⑩

”تحقیق تمہارے لیے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے، ہر

اس شخص کے لیے جو اللہ اور روز آخرت کی امید رکھتا ہو اور کثرت

سے اللہ کا ذکر ہو۔“ (الاحزاب: ۲۱)

تشريع: اول ماذل تخلیق ہوتا ہے پھر اس کی مثال سے ماہر دیگر اشیاء تیار کرتا ہے، ماذل

ہی دیگر اشیاء کی صفات ہے، تاکہ اس دیکھادیکھی عمل کیا جائے جو مستقبل کی صفات ہے۔

محمد ﷺ عالمین پر رحمت ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلنَّعْلَمِينَ ⑪ (الأنبياء: ۷)

”اور (اے محمد) ہم نے آپ کو بس عالمین کے لیے رحمت بنا

کر بیجا ہے۔“

تشريع: محمد ﷺ زمانے حال اور مستقبل کے فقط رسول نہیں بلکہ ماشی سے لے کر

قیامت تک عالمین کے لیے رحمت ہیں، (اویس اور آخرين انبیاء کی امت کے شافعی ہیں)۔

محمد ﷺ مومنین پر شفیق اور مہربان ہیں

لَقَدْ جَاءَكُفُرُ رَسُولُنَا مِنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِمْ مَا عَنْتُمْ

حَرِيصٌ عَلَيْهِمْ كُفُرُ الْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ⑫

(التوبہ: ۱۲۸)

”تحقیق تمہارے پاس خود قم میں سے ایک رسول آیا ہے، تمہیں

تکلیف میں دیکھنا اس پرشاق گزرتا ہے، وہ تمہاری بھلائی کا

نہایت خواہاں ہے اور مومنین کے لیے نہایت شفیق، مہربان

ہے۔“

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تشریع: محمد ﷺ عالمیں پر نی ضرور ہیں لیکن ان کی شفقت اور ہمراپیاں مومنین کے لیے خاص ہیں۔

محمد ﷺ تمام جہان کے اہل علم پر بشیر اور نذیر ہیں
 وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كُفَّالَةً لِّلَّٰهِ أَنَّمَا يَهْدِي إِلَيْهِ أُولَٰئِكَ
 الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (سبا: ۲۸)

”اور ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لیے قطب بھارت دینے والا اور سبھی کرنے والا بنا کر بھیجا ہے، لیکن لوگ نہیں جانتے ہیں۔“

تشریع: محمد ﷺ تمام انسانیت پر بشیر اور نذیر تو ہیں مگر جاہل اور ضدی قوم (گراہ) کے لیے نہیں ہیں۔

محمد ﷺ پر نبوت کے بھاراتیوں کی آسانیاں
 سورۃ الحشر:

الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
 ”کیا ہم نے آپ کے لیے آپ کا سیند کشاوہ نہیں کیا؟“
 وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ

”اور ہم نے آپ سے آپ کا بوجوہ نہیں اتنا را؟“
 الْذِي أَنْقَضَ ظَهِيرَكَ

”جس نے آپ کی کمر توز کھی تھی۔“
 وَرَفَعْنَا لَكَ ذِيْكَرَكَ

”اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کر دیا۔“
 فَإِنَّ مَعَ الْعَشِيرِ يَسِّرَاهُ

”البَيْتِ شُكْلٍ كَسَاتِحَ آسَانِيْ هَے۔“

إِنَّ مَعَ الْعُشْرِ يُسَرِّ أَنْ

”بَقِيَّةً شُكْلٍ كَسَاتِحَ آسَانِيْ هَے۔“

فَإِذَا فَرَغْتَ فَأَنْصَبْتَ

”لَهُدَاجْبَ آپَ فَارَغَ هُوْجَابِيْ مَيْسَرَ كَرَ“

وَإِلَى رَتْكِ فَازَ غَبَبْ

”او راہنے رب کی طرف راغب ہو جائیں۔“

تشریح: نبوت کے اعلان سے قبل اور بعد کی مخلقات کے تذکرے میں ان لکات کی وضاحت کی گئی کہ ان مصائب سے نجات کے لئے جانب ابوطالبؑ کو مخلقات سے لے کر حماقت تک اور جتاب خدیجہؓ کے مال سے دھنی سے دوستی تک کام آیا۔ بہر حال ہر مشکل گھری میں انتقامات ہوئے۔

محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور مگر ان میں

وَالضَّحْنِ وَالنَّيلِ إِذَا سَلَقَ مَا وَدَعَكَ رَتْكَ وَمَا

تَلِ وَلَلَّا يَخِرُّهُ حَمِيلٌ لَكَ وَمِنَ الْأُولَى وَلَسْوَقَ

يُنْطِلِكَ رَتْكَ فَتَرْطِلِي وَاللَّهُ يَعْلَمُكَ يَتَبَشَّرُ مَا فَاؤَيْ

وَوَجَدَكَ طَالِا فَهَذِي وَوَجَدَكَ عَالِلًا فَأَغْلِي

فَإِمَّا الْبَيْتَمَ فَلَا تَقْهِرْ فَإِمَّا السَّلَلِ فَلَا تَنْهِرْ

وَإِمَّا بِنْعَمَةِ رَتْكَ لَخْلِيقْ (سورۃ الفصل)

”تم ہے روز روشن کی اور رات کی جب (چھا جائے، آپ کے

رب نے آپ کو نہیں چھوڑ اور نہ آپ سے ناراض ہوا، اور آخرت

آپ کے لیے دنیا سے کہیں بہتر ہے، (۵۵) مفتریب آپ کا رب

آپ کو اتنا عطا فرمائے گا، کہ آپ راضی ہو جائے گے، کیا س نے
آپ کو شیم نہیں پایا پھر بناہ دی؟ اور اس نے آپ کو نادا قف پایا تو
راستہ دیکھایا؟ اور آپ کو تخلصت پایا تو مالدار کرو یا۔“

تشریح: اس سورہ میں پاک پیغمبر ﷺ پر ابتدائی ان مشکلات کا تذکرہ کیا ہے، جو
انہیں درپیش تھیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے جن عنایات کا تذکرہ فرمایا وہ انسان کے لیے سبق
آموز اور جناب ابو طالب اور جناب خدیجہؓ کی خصوصیات عام کرنا تھا تھیں۔ اس کلام
میں ضبط فرمایا گیا۔

محمد ﷺ آسمان اور زمین کے مالک کی جانب رسول ہیں
فَلَمْ يَأْكُلْهَا النَّاسُ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ أَيْكُلُهُ مَعِينًا الَّذِي
لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُعْلِمُ
وَمَنْ يُشَرِّكُهُ فَأَمْنِيوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ الَّذِي أَكْتَبَ لَكُمْ مِنْ دُونِ
نَفْسِكُمْ إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

(اعراف: ۱۵۸)

”اے محمد! ان سب کو جو نسل انسانی کے انہر را خلی جاندیں
کر میں تم سب کی طرف اس خدا کا رسول ہوں جو آسمان اور
زمین کا مالک ہے اور اس کے سوابے اور کوئی بھی موجود نہیں۔“

تشریح: اللہ تعالیٰ خالق ہونے کی وضاحت فرمائی اور جہاں تک اس کی خدائی کا
حدود دار بوجہ ہے، اس پر محمد رسول ہیں۔

محمد ﷺ کوثر کے مالک اور صاحب اولاد ہیں۔

سورۃ الکوثر

إِنَّا أَخْطَلْنَاكَ الْكَوْثُرَ
”بے شک ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمائی۔“

فصلِ لیٹریت و المختصر

”لہذا آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیں اور قربانی دیں۔“

ان شانیات میں الکبڑی

”یقیناً آپ کا دشمن ہی بے اولاد رہے گا۔“

تشریح: انتہائی اور عظیم نعمتیں مقام علیین اور نسب کوثر ہیں، جن کا پاک پیغمبر ﷺ کو مالک قرار دیا ہے لہذا یہ مقام و مرتبہ دشمن کے لیے ناگوار ہے۔

محمد ﷺ کو بغیر جنگ کے فتح

إِنَّمَا فَتَحْنَا لَكُمْ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لَيَغْفِرَ لَكُمْ اللَّهُ مَا تَعْدُمُونَ

تَقْدِيرٌ مِّنْ كَلِيمَكَ وَمَا تَأْخُرٌ وَلَيَرْمَمُ لِعْنَتَهُ عَلَيْكَ

فَطَهِيْرَكَ وَرَاطَلَا مُسْتَقِيْمَهُ ۝ وَلَيَصْرُكَ اللَّهُ تَهْرِيْرًا

عَزِيزًا ۝ (الفتح: ۳)

”(اے محمد) ہم نے آپ کو فتح دی، ایک نمایاں فتح، تاکہ اللہ آپ کی اگلی اور پچھلی (باتیں) خوبیں دشمن آپ کی (خطا) کس (شار کرتے ہیں) دو فرمائے اور آپ پر اپنی نعمت پوری کرے اور آپ کو سید ہے رائے کی راہنمائی فرمائے اور اللہ آپ کو ایسی نصرت عنایت فرمائے کہ بڑی غالب ہے۔“

تشریح: پاک پیغمبر کو دو مرتبہ بغیر جنگ کے فتح فرمائی۔ ایک مقام حدیثیہ دو سرا مقام مبلغہ، جہاں اسلام کے شیدائیوں کو بغیر کسی فقصان اور خروج کے فتح دی، اور اس کے مستقبل میں فواکہ ظاہر ہوئے۔ اللہ کے رسولؐ کے وہ فیصلے تھے، جو علم غائب سے تعلق رکھتے تھے۔ پاک نبی کو پہلے علم تھا اور اصحاب کرام کو بعد میں قرآنی شکل میں مطلع کیا گیا تھا۔

محمد ﷺ عمل اللہ تعالیٰ کا عمل ہے

فَلَمَّا تَفَعَّلُوا هُمْ وَلِكُنَّ اللَّهَ قَاتِلُهُمْ ۝ وَمَا رَمَيْتَ إِذْ

اہم اور ناجائزی

رَقْبَتِهِ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَّبُّهُ، وَلِسَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ مِنْهُ بَلَاءٌ

حَسْنًا وَإِنَّ اللَّهَ سُوْفَ يُعَلِّمُهُ ⑤ (سورہ الانفال)

”(اے عمر) جب آپ سکریاں پھیک رہے تھے، اس وقت

آپ نے نہیں بلکہ اللہ نے سکریاں پھیکیں جیسے تاکہ اپنی طرف
سے مومنوں کو بہتر آزمائش سے گزارے، بے شک اللہ سخنے والا

جانے والا ہے۔“

تشریح: پاک پیغمبر ﷺ کے ہر عمل کو اللہ تعالیٰ نے اپنا مل قرار دیا۔ اس سے صاف ظاہر
ہے کہ پاک نبی ﷺ کا ہر قول، فعل، فعل نشانے ربی اور سماج و جی ہے، جو ایک لمحہ بھی جدا نہیں۔
محمد ﷺ موسیٰ بن پریس تعالیٰ کا احسان ہیں جن کے فرانفس انسان کا تذکیرہ
نفس، کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذَا تَعَفَّفَ فِي تَهْمِهِ رَسُولُهُ

قَنْ أَنْفُسِهِ يَتَلَوَّا عَلَيْهِ فَأَنْتَهُ وَلَئِنْ كُنْتَهُمْ

وَيَعْلَمُهُ الْكِبَرَى وَالْجُنُكَةَ، وَإِنَّ كَلَوْا وَمَنْ قَبْلُ

لَيْلَقَلِيلٍ مُّغَيْبِينَ ⑥ (آل عمران: ۱۳۷)

”ایمان والوں پر اللہ تعالیٰ نے بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان
انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیات پڑھ کر سناتا
ہے، اور پاکیزہ کرتا ہے، اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا
ہے، جبکہ اس سے پہلے یا لوگ صریح گرامی میں جلا تھے۔“

تشریح: فرانفس نبوت انسان کی داخلی اور خارجی خرابیوں کے دوری کرنے کے علاوہ
محاشرے میں تعلیم کی تحریروتری کے ساتھ ساتھ صراط مستقیم پر قائم رکھنا ہے، (اس تو اوزن
کو قائم رکھنا تو حیدر اور عبارات کا ارتقا ہے)۔

باپ دوم

از دان معلم ایت کے فضل
مذکون بحکم کی روتی میں



ایک خاندان کی بھیل مرد کے علاوہ اس کی زوجہ اور بچوں سے ہوتی ہے۔ یہ وہ نظریہ ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا تھا۔ انبیاء کرام جن کے فرائض میں انسانیت کی بھیل ہے ان کا ظاہر و باطن امت کے لیے جوت ہے۔ یہ تب ہی ممکن ہے جب تمام جہات سے مکمل ہو اور پھر ایک سے زیادہ ازواج کو اللہ تعالیٰ حضرات انبیاء کرام کے لیے حلال کی تھیں تاکہ ان کے درمیان عدالت کے قیام میں امت کے لیے بہترین مثال بن سکے۔ اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد ان کے تمام عمل کے ترجمان اور خاص مکمل اے قرار پائے تھے تاکہ ان کی تربیت سے لوگ استفادہ کریں، لہذا پاک نبی کریم ﷺ کی زیر تربیت پاک نبی کریم کا مکمل مکمل ہے۔ مگر باہر کی زندگی اس میں جو بھی عمل آپ نبی کریم نے فرمایا ان کے ترجمان الحبیب الطہار کے علاوہ صحابہ کرام تھے اور دین کے داخلی مفسر جو آپ نے عمل فرمایا تھا اس عمل کے عین گواہان اور ترجمان ازواج نبی ﷺ تھیں۔ اب ازواج مطہرات کے مناقب اور فضائل کے علاوہ جو حقوق و فرائض قرآن حکیم نے بیان کیے ہیں ان کو تحریر کیا جاتا ہے۔

ازدواج پیغمبر امت کی ماہیں ہیں

ازدواج نبی کریم کا مقام و مرتبہ کا قیمن خود قرآن حکیم نے کیا ہے لیکن امت کی ماہیں اس نسبت سے تھیں کہ ان کے احترام و عزت کے ساتھ ساتھ ان کے ساتھ تلقیامت نکاح حرام قرار دیا گیا تھا۔

الثُّنْيُ أَوَّلٌ بِالْمُؤْمِنَاتِ وَمِنَ الْفَسِيْهَةِ وَآذَّ وَاجْهَةَ أَمْهَاتِهِمْ

(الاحزاب: ۶)

”یہ نبی (کرسی) مومنوں کے ساتھ ان کی جانب اور کی جانب سے زیادہ“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قریب اور حق دار ہیں اور آپ کی ازواج (طہرات) ان کی مائیں ہیں۔“

تفسیر ابن کثیر للامام العلام المفسر، المؤرخ الحجۃ الحافظ إسماعیل بن عمر بن ضوئی بن کثیر القرشی الشافعی التمذقی، قوله: [وَأَزْوَاجُهُ أَمْهَاتُهُمْ] أي: في الحرمة والاحترام، والإكرام والتوقير والإعظام، ولكن لا تجوز الخلوة بهن، ولا ينتشر التحریم إلى بناتهن وأخواتهن بالإجماع، وقد روى عن أبي بن كعب، وابن عباس أنهما قرأا: "النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم وأزواجهن أمهاتهم وهو أب لهم"، وروي نحو هذا عن معاوية، ومجاهد، وعکرمة، والحسن: وهو أحد الوجهین في مذهب الشافعی.

(حكاہ البغري وغيره، واستأنسو عليه بالحديث الذي رواه أبو داود)
 "حضور ~~رسول~~ کی ازواج طہرات حرمت، احترام اور اکرام میں بزرگی اور عظمت میں تمام مسلمانوں میں اسکی ہیں، جیسی خود ان کی مائیں، ہاں مائی کے دمکڑ احکام مثلاً خلوت یا ان کے لوكیاں اور بہنوں سے نکاح کی حرمت یہاں ثابت نہیں، اس پر اجماع ہے۔ ابو بن کعب اور ابن عباس کی قرأت میں احتمام کے بعد یہ لفظ **هُوَ أَبُكُمْ** ~~رسول~~ امامت کے والد ہیں، مذهب شافعی میں بھی ایک قول ہیں ہے، اور تائید احادیث

لئے بھی ہوتی ہے کہ آپ نے فرمایا: میں تمہارے لئے قائم مقام
بائیوں۔“

تفسیر روح المعانی مفسر علامہ الوسی
[وأزواجه أمهاتهم] أي منزلات منزلة
أمهاتهم في تحريم النكاح واستحقاق
التعظيم وأما فيما عدا ذلك من النظر
إليهن والخلوة بهن وارثنهن ونحو ذلك فنهن
كالأجنبيات، وفرع على هذه القسطلاني في
المواهب أنه لا يقال لبناتهن أخوات
المؤمنين في الأصل.

”ازواج مطہرات کا مقام تحریم، نکاح اور استحقاق احترام کی حد
تک مال کی مانند ہے، اس کے علاوہ ان کی جانب دیکھنا خلوت
کرنا، وارثت میںے احکام میں یہ ایضاً ہیں، علامہ قسطلاني نے
المواهب میں لکھا ہے۔ ازدواج نبی ﷺ کی بیٹیوں کو مونین کے
بیٹیں کہا صحیح نہیں ہے۔“

تفسیر ”محمد بن حنبل“ اخوندہ محاشرے پر رسول ہیں۔ جس کے
فرائض توحید کی علامات کو جانتے کے لیے دلائلی اور خارجی روشنی
تسلیم اور داش کے ساتھ مریوط کیا۔“

البیضاوی، [وأزواجه أمهاتهم] منزلات
منزلاتهن في التحرير واستحقاق التعظيم
وفيما عدا ذلك فكما الأجنبيةات، ولذلك
قالت عائشة رضي الله عنها : لسنا أمهات
النساء.

”ازوایج مطہرات کا مقام حرام نکاح اور استحقاق احرام کی حد تک مال کی مانند ہے، اس کے علاوہ ان کی جانب دیکھنا، خلوت کرنا، وارثت جیسے احکام میں یہ اجنبی ہیں، حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ ہم وورتوں کی مائیں نہیں ہیں۔“

تفسیر الخازن قوله تعالى، [وأزواجه أمهاتهم] يعني أمهات المؤمنين في تعظيم الحرجة وتحريم نكاحهن على التأييد لا في النظر اليهن والخلوة بهن، فإنه حرام في حقهن كما في حق الأجانب ولا يقال لبناتهن هن أخوات المؤمنين ولا لأخوانهن وأخواتهن هن أخوال المؤمنين وخالاتهن النساء.

”ازوایج مطہرات کا مقام حرام نکاح اور استحقاق احرام کی حد تک مال کی مانند ہے، اس کے علاوہ ان کی جانب دیکھنا، خلوت کرنا، وارثت جیسے احکام میں یہ اجنبی ہیں، اور یہ کہا گئیں جا سکا کہ موماں کی بیٹیں اور وہ ماوسوں اور خالوں پر ہیں۔“

تفسیر الجلالین، [وأزواجه أمهاتهم] في حرمة نكاحهن.

”حرمت نکاح نقطے ہے۔“

تفسیر الشعاعی وشَرْفَ تعالیٰ أزوایج نبیه
صلی اللہ علیہ وسلم بآن جعلهنِ أمهاتِ
المُؤْمِنِينَ فِي الْمَبَرَّةِ وَحُرْمَةِ النَّكَاحِ ، وَ فِي
مصحفِ أبی بنِ کعبٍ: وَأَزْوَاجُهُ أَمْهَاتُهُمْ

نام اور اتفاق انبیاء

وَهُوَ أَبُ لَهُمْ وَقَرَا بْنُ عَبَّاسٍ مِنْ أَنْفُسِهِمْ ، وَهُوَ أَبُ لَهُمْ وَوَافَقَهُ أُبَيُّ عَلَى ذَلِكَ.

”حضور ﷺ کی ازدواج مطہرات حرمت کا ح (اور احرام اور اکرام میں بزرگی اور عظمت میں تمام مسلمانوں میں ایسی ہیں، جیسی خود ان کی ماں، ماں کے دیگر احکام مثلاً غلوت یا ان کی لاکیاں اور بہنوں سے نکاح کی حرمت یا ماں ثابت نہیں، اس پر اجماع ہے)، ابی بن کعب اور ابن عباس کی تقریات میں امام قم کے بعد یہ لفظ و حواب کلم تخبر ﷺ اس کے والدین پڑھا گیا ہے۔“

تفسیرالکبیر فخرالدین الرازی ثم قال تعالى: [وأزواجه أمهاتهم] تقريراً آخر، وذلك لأن زوجة النبي صلى الله عليه وسلم ما جعلها الله تعالى في حكم الأم إلا لقطع نظر الأمة بما تعلق به غرض النبي عليه الصلاة والسلام ، فإذا تعلق خاطرة بأمرأة شاركت الزوجات في التعلق فحرمت مثل ما حرمت أزواجه على غيره: ”(وأزواجه أمهاتهم) اس میں اللہ تعالیٰ نے تخبر ﷺ کی ازدواج کو حکم مال قرار دیا ہے، اس کے علاوہ دیگر حرمات میں شرکت نہیں۔“

تفسیر طبری مفسر ابن جریر طبری محدثنا ابن وكيع، قال: ثنا حسن بن علي، عن أبي

موسى إسرائيل بن موسى، قال: قرأ الحسن هذه الآية (الَّتِي أُولَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ) قال: قال الحسن: قال النبي صلى الله عليه وسلم: "أنا أولى بكل مؤمن من نفسي" قال الحسن: وفي القراءة الأولى (أُولَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَهُوَ أَبُ لَهُمْ). قوله: (أَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ) يقول: وحرمة أزواجهم حرمة أمهاتهم عليهم، في أنهن يحرمون عليهم نكاحهن من بعد وفاته، كما يحرم عليهم نكاح أمهاتهم.

"الحسن کی قرأت (الَّتِي أُولَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ) کے لیے فرمایا کہ میں مؤمنین کے نفوں سے زیادہ خدار ہوں جب کہ اول قرأت میں ہے کہ پاک پیغمبر ﷺ امت کے باپ ہیں، ازواج پیغمبر کی رحلت کے بعد امت کی ماں ہیں اور ان کے ساتھ نکاح حرام ہے۔"

تفسير فتح القدير. [وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ] أي مثل أمهاتهم في الحكم بالتحريم ، ومنزلات منزلتهن في استحقاق التعظيم؛ فلا يحل لأحد أن يتزوج بواحدة منهن كما لا يحل له أن يتزوج بأمه ، فهذه الأمة مختصة بتحريم النكاح لهن وبالتعظيم لجنابهن ، وتخصيص المؤمنين يدل على أنهن

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لسن أمهات نساء المؤمنين ولا بناتهن
 أخوات المؤمنين ، ولا أخوتنهن أخوال
 المؤمنين قوله : [النبي أولى بالمؤمنين من
 أنفسهم] وهذا يشمل الرجال والنساء
 ضرورة . قال : ثم لان في مصحف أبي بن
 كعب : وأزواجه أمهاتهم ، وهو أب لهم ،
 وقرأ ابن عباس: أولى بالمؤمنين من
 أنفسهم وهو أب وأزواجه أمهاتهم (دادود)
 "حضور پیغمبر ﷺ کی ایواج مطہرات حرمت احترام اور اکرام
 میں بزرگی اور عظمت میں تمام مسلمانوں میں ایسی ہیں، جیسی خود
 ان کی ماگیں، ہاں ماں کے دمگرد اکام مغلظوت یا ان کی لڑکیاں
 اور بہنوں سے نکاح کی حرمت یہاں ثابت نہیں، اس پر اجماع
 ہے، ابی بن کعب اور ابن عباس کی قراءات میں اس حکم کے بعد
 یہ لفظ و هواب لهم "غیر پیغمبر ﷺ امث کے والد اور ازواج ماگیں
 ہیں۔"

تفسیر در المنشور علامہ جلال الدین
 سیوطی وأخرج ابن أبي حاتم عن قتادة
 رضي الله عنه في قوله [وأزواجه أمهاتهم]
 يقول: أمهاتهم في الحرمة، لا يحل لمؤمن أن
 ينكح امرأة من نساء النبي صلى الله عليه
 وسلم في حياته ان طلق ، ولا بعد موته. هي
 حرام على كل مؤمن مثل حرمة أمه.
 "قتادة کہتے ہیں کہ قول [وأزواجه أمهاتهم] حرمت میں

ہام اور نفع انجی

ماں ہیں، کسی شخص کو پیغمبر ﷺ کے اذواج کے ساتھ حیات میں
بھی حرام اگرچہ وہ مطلقہ ہوں اور حلت کے بعد ہر مومن پر ماں
کی طرح (نکاح) حرام ہیں۔“

وأخرج ابن سعد وابن المنذر والبيهقي في
سننه عن عائشة أن امرأة قالت لها : يا أمي
فقالت : أنا أم رجالكم ولست أم
نسائكم . وأخرج ابن سعد عن أم سلمة
قالت : أنا أم الرجال منكم والنساء
”حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ہم مردوں کی ماں ہیں لیکن
عورتوں کی نہیں ہیں، جبکہ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں، کہ ہم مرد اور
عورتوں کی ماں ہیں۔“

وأخرج عبد الرزاق وسعيد بن منصور
واسحاق بن راهويه وابن المنذر والبيهقي
عن بجالة قال : مر عمر بن الخطاب رضي
الله عنه بغلام وهو يقرأ في المصحف
النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم وأزواجهم
أمهاائهم وهو أب لهم فقال : يا غلام
حكها فقال : هذا مصحف أبي .

”حضرت عمر ایک لڑکے کے پاس سے گزرے وہ قرآن کی
خلافت کر رہا تھا، (النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم
وأزواجهم أمهاائهم وهو أب لهم) پیغمبر امت کے باپ
ہیں، اور اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ یا بی کعب کے قرآن کی
قرأت ہے۔“

الرَّمْخَشِرِيٌّ" وَفِي قِرَاءَةِ أَبْنِ مُسْعُودٍ : النَّبِيُّ أُولَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَهُوَ أَبٌ لَهُمْ .
وَقَالَ مُجَاهِدٌ : كُلُّ نَبِيٍّ فَهُوَ أَبُو أُمَّتِهِ . وَلِذَلِكَ
صَارَ الْمُؤْمِنُونَ إِخْرَوْهُ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُوهُمْ فِي الدِّينِ [وَأَزْوَاجَهُ
أَمْهَاتِهِمْ] تَشْبِيهٌ لَهُنَّ بِالْأَمْهَاتِ فِي بَعْضِ
الْأَحْكَامِ، وَهُوَ وَجُوبٌ تَعْظِيمُهُنَّ وَاحْتِرَامُهُنَّ،
وَتَحْرِيمٌ نَسَاجِهِنَّ : قَالَ اللَّهُ تَعَالَى : وَلَا أَنْ
تَنْكِحُوا الْأَزْوَاجَهُنَّ مِنْ يَعْدِلُهُنَّ أَبَدًا . (الْأَحْزَابِ: ٥٣)

"قَرَأَتْ أَبْنِ مُسْعُودٍ مِنْ : (النَّبِيُّ أُولَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ
أَنفُسِهِمْ وَهُوَ أَبٌ لَهُمْ) مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَ كَبَابِ هِنْ، مُجَاهِدٌ
كَتَبَتِ هِنْ كَهْ بِهِرْ نَبِيٍّ اسْتَ كَبَابِ هُوتَانِيَّ، اسْ طَرَحَ تَامَ مُؤْمِنِينَ
اخْرَوْهُ هِنْ، پَغْيَرَهُ دِينِ مِنْ بَابِ هِنْ اسْ طَرَحَ ازْوَاجَ بِهِيَ
مَانِكِي بَعْضِ احْكَامِ مِنْ مَانِكِي هِنْ، وَهُوَ تَعْظِيمٌ، احْتِرَامٌ، حَرْمَةٌ
نَسَاجٌ مِنْ وَجُوبٍ هِيَ، اور حَرْمَةٌ نَسَاجٌ بِهِيَ كَلِيَّ هِيَ - بِهِيَ
قُرْآنِ مِنْ نَسِيَّ هِيَ۔"

ازْوَاجَ نَبِيٍّ پَرِ پَرَوَهُ لَازِمٌ تَحَا

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَا إِرْأَاجَكَ وَبَلِّيْكَ وَنِسَاءُ
الْمُؤْمِنِينَ يُدْرِكُنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْهِنَّ ، ذَلِكَ
أَكْلَى أَنْ يَعْرَفُنَ فَلَا يُؤْكِلُنَ ، وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا

رَحِيْمًا . (الْأَحْزَابِ: ٥٩)

"اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی

عورتوں سے فرمادیں کہ (باہر نکلتے وقت) اپنی چادریں اپنے اوپر اوزھلیا کریں، یہ اس بات کے قریب تر ہے کہ وہ پیچان لی جائیں (کہ یہ پاک دامن آزاد عورتیں ہیں) پھر انہیں (آوارہ باندیاں سمجھ کر قلطی سے) ایذاہ نہ دی جائے، اور اللہ ہذا بتئے والا بڑا حرم فرمانے والا ہے۔“

آزادی اور اختیار

لَيَكُنْ لِلنَّٰٓيِّرِ قُلْ لَاٰرَوْا جِكَ إِنْ كُنْتُمْ تُرِدُنَ الْخَيْرَةَ
الَّذِيَّا وَرَيْتُمْهَا فَتَعَالَى إِنْ أَمْتَغَكُنْ وَأَسِّحُكُنْ
سَرَاحًا حَاجِيَّلَا ④ (الاحزاب: ۲۸)

”اے نبی (مکرم!) اپنی آزادی سے فرمادیں کہ اگر تم دنیا اور اس کی زینت و آرائش کی خواہش مند ہو تو آؤ میں تمہیں مال و متعای دے دوں اور تمہیں حسن سلوک کے ساتھ رخصت کر دوں۔“

وَإِنْ كُنْتُمْ تُرِدُنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْأَخْرَاءَ فَإِنَّ
اللَّهَ أَعْدَلُ لِلْمُحْسِنِّينَ مِنْكُنْ أَجْرًا عَظِيمًا ⑤

”اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دار آختر کی طلب گار ہو تو پیغمبر اللہ نے تم میں نیکو کار بیجوں کے لئے بہت بڑا اجر تیار فرمایا ہے۔“ (الاحزاب: ۲۸)

ازدواج انبیٰ کا مقام و مرتبہ عام عورت کی طرح نہیں
لِيَسَّأَءُ النَّٰٓيِّرِ مَنْ يَأْتِ مِنْكُنْ يِقَاحِشَةَ مُبَيِّنَةَ
يُضَعَّفُ لَهَا الْعَدَابُ هُمْ غَافِلُونَ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ
يَسِيرًا ⑥ (الاحزاب: ۳۰)

اہم اور نفع اتنی

”اے آزادیج میں (مکرم!) تم میں سے کوئی ظاہری محیت کی مرکب ہو تو اس کے لئے عذاب دو گنا کرو دیا جائے گا، اور یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔“

وَمَنْ يَلْقَنْ مِنْكُنْ يَلْوَ وَرَسُولِهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا
لُؤْلُؤَهَا أَجْرَهَا مَزْدَقَيْنِ ۝ وَأَعْنَدَ الَّهَا رِزْقًا كَرِيمَةٌ ۝

(الاحزاب: ۳۰)

”اور تم میں سے جو اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت گزار رہیں اور نیک اعمال کرتی رہیں تو ہم ان کا ثواب (بھی) انہیں دو گنا دیں گے اور ہم نے ان کے لئے جنت میں باعثت رزق تیار کر رکھا ہے۔“

لِنِسَاءِ الَّتِي لَنْ شَكَنَ كَأَخْدِيْنَ مِنِ النِّسَاءِ إِنِ الْقَنِيْنَ
فَلَا تَخْضُعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَظْلِمُ الْذِي فِي قُلُوبِهِ مَرْضٌ
وَقُلْنَ قَوْلًا مَغْرُوفَةً ۝

(الحزاب: ۳۲)

”اے آزادیج پیغمبر! تم عمر توں میں سے کسی ایک کی بھی مثل نہیں ہو، اگر تم پر ہمیز گار رہنا چاہتی ہو تو (عمر دوں سے حسپ ضرورت) بات کرنے میں زم لجہ اختیار نہ کرنا کہ جس کے دل میں (یناق کی) بیماری ہے (کہیں) وہ لامع کرنے لگے اور (بیش) نکل اور نکل سے محفوظ بات کرنا۔“

إِذْوَاجَ النَّبِيِّ كَيْ عَظَمَتْ اُورْشَانَ گھر میں ہی قیام ہے
وَقَزْنَ فِي بُهْرَوِيْنَ كَوْلَأَ تَدَكْجَنَ تَبَرَّجَ الْجَاهِلِيَّةَ
الْأَوَّلِ وَالثَّانِيَ الصَّلُوةَ وَاتِّنَ الرِّكْوَةَ وَأَطْعَنَ لَلَّهَ
وَرَسُولَهُ ۝

(الاحزاب: ۳۳)

”اور اپنے گھروں میں سکون سے قیام پذیر رہنا اور پرانی
جالیت کی طرح زیب وزیب کا تمہار مت کرنا، اور نماز قائم
رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا اور اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم) کی اطاعت گزاری میں رہنا۔“

پاک نبی کا گھروجی جبرائیل ہے

وَإِذْ كُنْتَ مَا يُشَلِّ فِي تَبِعَتْكُنْ وَمَنْ أَنْتَ اللَّهُ
وَالْحَكْمَةُ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا حَمِيدًا ﴿٣٢﴾ (الحزاب: ۳۲)

”اور تم اللہ کی آجیوں کو اور (رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی)
سنّت و حکمت کو جن کی تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہے
یاد رکھا کرو، پیشک اللہ (اپنے اولیاء کے لئے) صاحبِ لطف
(اور ساری خلائق کے لئے) خبردار ہے۔“

پاک نبی کریمؐ کے حرم میں پہلی زوجہ کا شرف

سیدہ خدیجہ الکبریؓ

کو حاصل تھا ان کے مقام و مرتبہ

قرآن حکیم کی روشنی میں

سیدہ خدیجہ الکبریؓ کی شادی نزول قرآن سے پندرہ سال قبل ہوئی تھی۔ آپ کا عرب میں تجارت کا وسیع کار و بار تھا اور تاجر لوگوں میں آپ کا ممتاز مقام تھا۔ ایک امیر خاندان کی شہزادی ہونے کے ناطے آپ نے پیغمبر اسلام کا انتخاب کیا۔ شادی کے بعد تمام مال و دولت اسلام کی ترویج، غرباً اور مسکین پر خرچ کر دی۔ اس سخاوت کا تذکرہ قرآن حکیم نے کیا ہے۔

سورہ وَا لَفْحًا

مَا وَدَعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى ⑥

”آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑ اور نہیں (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔“

وَوَجَدَكَ عَلَيْلًا فَأَغْلَقَنِي ⑦

”اور اس نے آپ کو (وصالِ حق کا) حاجت مند پایا تو آپ کو (جانب خدیجہ الکبریؓ کے مال سے) (مالا مال) کر دیا۔

اُتری (اس طرح اس بی بی کا ذکرہ قرآن نے کیا جو علم شناس خاتون تھی۔ ”)

مَا وَدَعْكَ رَبُّكَ وَمَا قُلْتُ

”آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہیں (جب سے آپ کو محظوظ بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔“

تفسیر الدر منثور علامہ جلال الدین سیوطی مسورة الضحی، وأخرج ابن جریر وابن المنذر عن عروة رضي الله عنه قال : أبطأ جبريل عن النبي صلى الله عليه وسلم فجزع جزعاً شديداً فقلت خديجة : أرى ربك قد قلاك مما يرى من جزعك ، فنزلت [والضحی] إلى آخرها.

وأخرج الحاكم وابن مردوه والبيهقي في الدلائل من طريق عروة عن خديجة قالت: لما أبطأ على رسول الله صلى الله عليه وسلم الوحي جزع من ذلك فقلت له مما رأيت من جزعه : لقد قلاك ربك مما يرى من جزعك ، فأنزل الله [مَا وَدَعْكَ رَبُّكَ وَمَا قُلْتُ]. [٣]

”حضرت خدیجہؓ نے (جب وہی کی آمد میں تاخیر محسوس ہوئی) وجہ جانا۔ چاہی تو آپ سے کہا کیا کوئی تاخیر کی وجہ رب کی ناراضگی تو نہیں؟ تو یہ آیت اُتری۔ آپ کے رب نے (جب

ام اور نفع اپنی

سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کوئی چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔“

”روایت میں ہے جب جبرائیل علیہ السلام کے آنے میں دیر ہوئی۔ حضور ﷺ کو تاخیر وی کا تجسس ہوا۔ اس کا سبب سیدہ خدیجہ الکبریٰ نے دریافت فرمایا تو آیت اُتری۔ آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کوئی چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔“

تفسیر ابن کثیر سورہ الضحی حدثنا ابن أبي الشوارب، حدثنا عبد الواحد بن زیاد، حدثنا سلیمان الشیبانی، عن عبد الله ابن شداد: أن خديجة قالت للنبي صلى الله عليه وسلم: ما أرى ربك إلا قد قلاك. فأنزل الله: [وَالضُّحْنِي ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا سَنَنِي ۝ مَا وَدَعَكَ رَبِّكَ وَمَا قَلَى ۝]

وقال أيضاً: حدثنا أبو حرنفی، حدثنا وَکیع، عن هشام بن عُرْوَة، عن أبيه قال: أبطأ جبریل علی النبی صلی الله علیه وسلم، فجزع جزعاً شدیداً، فقالت خدیجہ: إِنِّي أَرَى رَبِّكَ قَدْ قَلَاكَ مَا تَرَى مِنْ جَزْعِكَ. قال: فَنَزَّلَتْ: [وَالضُّحْنِي ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا سَنَنِي ۝ مَا وَدَعَكَ رَبِّكَ وَمَا قَلَى ۝] إلى آخرها

”حضرت خدیجہؓ نے (جب وہی کی آمد میں تاخیر ہوئی) وجہ جاننا چاہی تو آپ سے کہا کیا کوئی تاخیر کی وجہ بہ کی ناراضی تو

نہیں؟ تو یہ آیت اُتری۔ آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔“

روایت میں ہے جب جبرائیل علیہ السلام کے آنے میں دیر ہوئی حضور ﷺ کو تاخیر و تکمیل کا مجسم ہوا۔ اس کا سبب سیدہ خدیجہ الکبریٰ نے دریافت فرمایا تو آیت اُتری۔ آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے۔“

حدثنا این ابی الشوارب، قال: ثنا عبد الواحد بن زیاد، قال: ثنا سلیمان الشیبانی، عن عبد الله بن شداد أن خديجة قالت للنبي صلی الله علیه وسلم ما أرى ربك إلا قد قلاك، فأنزل الله: (وَالضَّحْنِي وَاللَّئِلِ إِذَا سَجَى مَا وَدَعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَ)، وَالضَّحْنِي وَاللَّئِلِ إِذَا سَفَقَ (ما وَدَعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَ) (ترجمہ ذکر ایضاً)

تفسیر روح المعانی الوسی سورہ آخر ج ابن حجریر و ابن المنذر عن عروة قال ابطأ جبریل علیہ السلام عن النبي صلی الله علیه وسلم فجزع جزعاً شدیداً فقالت خدیجۃ أرى ربک قد قلاک ما أرى من جزعک فنزلت [وَالضَّحْنِي وَاللَّئِلِ] إلى آخرها.

ترجمہ ذکر ایضاً

آیت (۲) سورہ الحسین۔

وَوَجَدَكُمْ عَلَيْلَا فَأَغْنَلَى ﴿٦﴾

”اور اس نے آپ کو (وصالِ حق کا) حاجت مند پایا تو اس نے (اینی لذت دید سے نواز کر ہیش کے لئے ہر طلب سے) بے نیاز کر دیا۔ (یا: اور اس نے آپ کو (جادو کریم) پایا تو اس نے آپ کے ذریعے (عجائب) کو غنی کر دیا۔“

ان تینوں تراجم میں یتیساً کو قاؤی کا، ضالاً کو قہڈی کا اور عائیلاً کو فاغٹی کا مفہول مقدم قرار دیا ہے۔ (ملحوظہ ہو: التفسیر الكبير، القرطبي، البحر للحيط، روح البیان، الشفاء اور شرح خواجهی)

تفسیر الكبير علامہ فخر الدین الرازی
سأَلَهُ الْأُولَى : العائل هو ذو العيلة ، وذكرنا ذلك عند قوله : [اللَا تَعُولُوا أَنفُسَكُمْ] [النساء: ۳] ويدل عليه قوله تعالى: [قَوْنَ يَخْفَتُخْ] (الثوبة: ۲۸) ثم أطلق العائل على الفقير ، وإن لم يكن له عیال ، وھ هنا في تفسیر العائل قولان وجھه الأول: أن الله تعالى أغناه بتربية أبي طالب ، ولما اختلت أحوال أبي طالب أغناه (الله) بمال خديجة:

”وقول ہیں ان میں وجہ یہ ہے کہ جب خانقت اور کفالت کی ضرورت تھی تو ابو طالب کی سرپرستی سے اللہ تعالیٰ نے مستفید کیا اور جب مال کی ضرورت تھی تو حضرت خدیجہؓ کے مال سے مستفید ہو گے۔“

تفسیر فتح القدیر سورہ الضھی و قیل:

فأغنى بما فتح لك من الفتوح . وفيه نظر، لأن السورة مكية. وقيل: بمال خديجة بنت خويلد.

”اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کو فتوحات کے ذریعے سے بھی مستقیٰ کیا اس پر قیاس ہے۔ چونکہ آیت کمی ہے البتہ یہ کہا گیا کہ حضرت خدیجہؓ کے مال سے مالا مال کر دیا تھا۔“

تفسير الظلال ولقد كنت فقيراً فاغنى الله نفسك بالقناعة ، كما أغناك بكسبك ومال أهل بيتك (خدیجۃ رضی اللہ عنہا).

”اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب آپ کے پاس مال کی کمی تھی اب آپ کے لئے کو قناعت سے مستقیٰ کر دیا اور جیسا کہ مال کے لیے آپ کے گمراہے حضرت خدیجہؓ کے مال سے مالا مال کر دیا تھا۔“

تفسیر نیشاپوری أَغْنَاهُ اللَّهُ بِتَرِيَةِ أَبِي طَالِبٍ أَوْلَأً، وَمَا اخْتَلَتْ أَحْوَالُ أَبِي طَالِبٍ أَغْنَاهُ بِمَالِ خَدِيجَةَ.

”جب خانقت اور کلفلت کی ضرورت تھی تو ابوطالب کی سرپرستی سے اللہ تعالیٰ نے مستفید کیا اور جب مال کی ضرورت تھی تو حضرت خدیجہؓ کے مال سے مستقیٰ ہو گئے۔“

تفسیر روح المعانی الوسی، [وَوَجَدَكَ عَابِلاً فَأَغْنَى] على نمط سابقه والعائل المفترض من عال يعيلاً وعيلة وعيلاً ومعيلاً

لهم اهملن حبّيْنِي

افتقر أَيْ وَجَدْكَ عَدِيمَ الْمَقْتَنِيَاتِ فَأَغْنَنَاكَ
بِمَا حَصَلَ لَكَ مِنْ رِبْعِ التِّجَارَةِ وَذَلِكَ فِي
سَفَرِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ مِيسَرَةٍ إِلَى
الشَّامِ وَبِمَا وَهَبْتَ لَكَ خَدِيجَةَ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهَا مِنَ الْمَالِ وَكَانَتْ ذَلِكَ مَالُ كَثِيرٍ
فَلَمَّا تَزَوَّجَهَا عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَهَبْتَهُ
جَمِيعَهُ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

”آپ کو حضرت خدیجہؓ نے اپنا اس مال سے نفع دے کر مستقی
کرو یا گیا تھا جو میرہ غلام کے ساتھ آمیختہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کو شام میں روائی کیا تھا۔ اس کے علاوہ بھی مال کو آپ کو ہبہ کیا
 تھا جو نکلہ آپ صاحبو مال چھیں اور شادی کے بعد تمام مال آپ
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہبہ کر دیا گیا تھا۔“

تفسیر ذمیشری [فَأَغْنَيْنَاكَ بِمَالِ
خَدِيجَةِ] فَأَغْنَاكَ بِمَالِ

”آپ کو مالِ خدیجہؓ سے مستقی کر دیا۔“

جمع البيان الطبرسي، تفسير أَيْ فَقِيرًا لَا
مَالَ لَكَ فَأَغْنَى أَيْ فَاغْنَى بِمَالِ خَدِيجَةَ
وَالْفَتَنَمِ.

”فقیر وہ جس کے پاس مال نہ ہو۔ اے میرے محبوب
نی ہبہ آپ کو خدیجہؓ اور فتنم کے مال سے مالا مال کر دیا۔“

حواله جات

- ١- (تفسير درستور سیوطی سوره الفصی پاره: ٣، جلد: ١، صفحه: ٢٨٣)۔
- ٢- تفسیر ابن کثیر حافظ ابن کثیر- سوره الفصی پاره: ٣، جلد: ٨، صفحه: ٣٢٧)۔
- ٣- تفسیر روح للعائی الوسیسوره الفصی پاره: ٣، جلد: ٢٣، صفحه: ٢٣)۔
- ٤- تفسیر الكبير علامہ فخر الدین الرازی- سوره الفصی پاره: ٣، جلد: ١٧، صفحه: ٨٢)۔
- ٥- تفسیر فتح القدیر- سوره الفصی پاره: ٣، جلد: ١٨، صفحه: ١٦)۔
- ٦- تفسیر الطلال- سوره الفصی پاره: ٣، جلد: ٨، صفحه: ٥٧)۔
- ٧- تفسیر کشاف ز خشری- سوره الفصی پاره: ٣، جلد: ٧)۔
- ٨- تفسیر مکتب الہبیت کے مفسر ہمیں البیان الطبرسی- سوره الفصی پاره: ٣، جلد: ١٠، صفحہ: ٣٢)۔

باب سوئم

از دان معلمات کتابخانه
پاک بندی زبان اسلام



پاک نبی کریمؐ کی پہلی زوجہ سیدہ خدیجہ الکبریٰ تھی آپؐ کی شادی اس وقت ہوئی جب آپؐ کی عمر ۲۵ ہیں سال تھی۔ انہی سلسلہ وہی پندرہ سال آگے تھا۔ آپؐ کی سیرت و صورت نے پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی گرویدہ بنا لیا تھا۔ آپؐ کا اخلاق، عادات اور محبت نے آپؐ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیدہ خدیجہ وفات کے بعد یاد تازہ رکھا جس کا ذکر اکثر پیشتر کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ خدیجہ کی وفاداری اور محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کا جنت میں اعلیٰ وارفع مقام قرار دیا ہے۔

① صحیح مسلم، ② صحیح البخاری،

③ مشکوٰۃ شریف

كتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم بباب فضائل خديجة
أم المؤمنين رضي الله تعالى عنها

حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب
وابن نعيم قالوا حدثنا ابن فضيل عن
عمارة عن أبي زرعة قال سمعت أبا هريرة
قال: أتى جبريل النبي صلی اللہ علیہ و
سلم فقال يا رسول الله هذه خديجة قد
أنتك معها إماء فيه إدام أو طعام أو شراب
فليذا هي أنتك فاقرأ عليها السلام من ربها
عز وجل ومني ونشرها ببيت في الجنة من
قصب لا صخب فيه ولا نصب.

صحیح البخاری بباب تزویج النبی ﷺ خدیجہ: ۳ مشکوٰۃ مترجم: ۲۰، جلد: ۳

”ابو ہریرہ“ سے روایت ہے، حضرت جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ خدیجہ ہیں۔ آپ کے پاس آتی ہیں، ایک برتن لے کر اس میں ایک میں سالن ہے، یا کھاتا ہے یا شربت ہے اور جب وہ آئے تو آپ ان کو سلام کہیں۔ ان کے پرودگار کی طرف سے اور میری طرف سے اور ان کو خوشخبری دے دیجیے۔ ایک گھر جنت میں جو خلدار موئی کا بنا ہوا ہے۔ اور نہ اس میں کوئی سورا اور نہ کوئی تکلیف ہے (وہ آپ کے لیے ہے۔)

صحیح مسلم، صحیح البخاری، جامع الترمذی حدثنا أبو كریب محمد بن العلاء حدثنا أبو أسامة حدثنا هشام عن أبيه عن عائشة قالت: ما غرت على امرأة ما غرت على خديجة ولقد هلكت قبل أن يتزوجني بثلاث سنين لما كنت أسمعه يذكرها ولقد أمره ربه بعز وجل أن يبشرها ببيت من قصب في الجنة وإن كان ليذبح الشاة ثم يهديها إلى خلائلها كذا صحیح البخاری
باب تزویج النبی خدیجہ.

”حضرت عائشہ“ سے روایت ہے۔ میں نے کسی عورت پر اتنا رنگ نہیں کیا جتنا خدیجہ پر کیا ہے۔ وہ میرے لئا ج ہونے سے تین سال قل و فات پا چکی تھی۔ اور یہ رنگ میں اس وقت کرتی جب آپ خدیجہ کا ذکر کرتے اور اس کی تعریف کرتے اور جو پرودگار نے آپ کو حکم دیا تھا۔ کہ خدیجہ کو خوشخبری دیں ایک مکان

جنت میں جو خود ارموتیاں کا بنا ہوا ہے۔ اور آپ بکری ذبح کرتے تھے۔ پھر خدیجہ کی سہلیوں کے پاس اس کا گوشت سمجھتے تھے۔“

صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم باب فضائل خدیجۃ أم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حدثنا سهل بن عثمان حدثنا حفص بن غیاث عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت ما غرت على نساء النبي صلى الله عليه وسلم إلا على خديجة وإنني لم أدركها قالت وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا ذبح الشاة فيقول أرسلوا بها إلى أصدقاء خديجة قالت فأغضبته يوماً فقلت خديجة؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إني قد رزقت حباً.

”حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی پیسوں پر رٹک نہیں کیا البتہ خدیجہ پر کیا۔ اور میں نے اس کو نہیں پایا (وہ فوت ہو چکی تھیں) جب رسول اللہ ﷺ کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کا گوشت خدیجہ کے عزیزوں کو بھجواتے۔ ایک دن میں نے آپ پر غصہ کیا اور کہا وہ خدیجہ؟ تو آپ نے فرمایا: مجھے اس کی محبت خدا تعالیٰ نے ڈال رکھی تھی۔“

صحیح مسلم، صحیح بخاری کتاب فضائل الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم باب فضائل خدیجۃ أم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا حدثنا سوید بن سعید حدثنا علی بن

مسير عن هشام عن أبيه عن عائشة قالت
استأذنت هالة بنت خوبلد أخت خديجة
على رسول الله صلى الله عليه وسلم فعرف
استئذان خديجة فارتاح لذلك فقال اللهم
هالة بنت خوبلد فغرت فقلت وما تذكر
من عجوز من عجائز قريش حمراء
الشدتين خمساء الساقين هلكت من الدهر
فأبى لك الله خيرا منها.

”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ خالہ بنت خوبلد (حضرت
خدیجہؓ کی بیوی) نے اجازت حضرت محمد ﷺ کے پاس آنے کی
ماگلی۔ آپ کو حضرت خدیجہؓ کا اجازت مانگنا یاد آیا۔ آپ خوش
ہوئے اور فرمایا: اے خدا یہ ہالہ بنت خوبلد ہے۔ مجھے رنگ
آئی۔ میں نے کہا: آپ کیا یاد کرتے ہیں۔ قریش کی بڑھیاں میں
سے ایک بڑھیا کی جس کا ایک دانت بھی نہ رہا ہو۔ پئی پنڈلوں
والی وہ مرگی۔ اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس سے بیتھ یورت دی
ہے۔“

صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابة رضي الله تعالى عنهم.
حدثنا عبد بن حميد أخبرنا عبد الرزاق
أخبرنا معمر عن الزهرى عن عروة عن
عائشة قالت لم يتزوج النبي صلى الله عليه
وسلم على خديجة حق ماتت.

”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت
خدیجہؓ پر دوسرا نکاح نہیں کیا یہاں تک کے وہ وفات پائیں۔“

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صحيح البخاري، مشكواة شريف

عن عائشة قالت ماغرت على احد من النساء النبیص صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماغرت على خدیجہ وما رایتها ولكن كان يکثر ذکرها وربما ذبع الشام يقطعنها اعضاء ثم يبعثها في صدائق خدیجہ فربما قلت له كانه لم تکن في الدنيا امرا الا خدیجہ فيقول انها كانت وكانت وكان لى منها ولد.

”حضرت عائشہ“ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازدواج میں سے کسی پر میں نے اس قدر غیرت نہیں کی جس قدر خدیجہ سے کی ہے۔ حالانکہ میں نے اسے دیکھا بھی نہ تھا۔ لیکن رسول اللہ ﷺ اس کو بہت یاد کیا کرتے تھے۔ بعض اوقات آپ کوئی بکری ذبح کرتے پھر اس کے بہت سے گلے کرتے اور خدیجہ کی سہیلوں کی طرف بھی ارسال کرتے تھے۔ بعض اوقات میں کہہ دیتی دنیا میں گویا خدیجہ کے سوائے کوئی عورت نہیں ہے (جو قابل فخر ہو)۔ آپ فرماتے: وہ اسی تھی اور میری اس سے اولاد ہے۔“

حوالہ جات

- (۱) صحیح مسلم شریف مترجم علامہ وحید الزمان جلد: ۲، باب کتاب الفضائل صفحہ: ۱۱۵ تا ۱۱۷۔
- (۲) صحیح البخاری باب التزویج خدیجہ صفحہ: ۱۳۵ تا ۱۴۱ جلد: ۱۲۔
- (۳) مشکوٰۃ شریف مترجم جلد: ۳، صفحہ: ۲۰۰: باب مناقب ازواج نبی۔
- (۴) ترمذی باب صفحہ: ۳۳ تا ۳۲: جلد: ۱۷ باب خدیجہ الکبریٰ کتاب مناقب۔
- (۵) فتح الباری شرح صحیح البخاری باب تزویج خدیجہ صفحہ: ۱۳۰، جلد: ۱۱۔
- (۶) بنایسیع المودة مترجم باب: ۵۵: خدیجہ الکبریٰ اور فاطمہ الزیرہ سلام علیکن صفحہ: ۲۷۰ تا ۲۷۳۔
- (۷) سیرت النبی علامہ شبیل نعماں جلد: ۲، صفحہ: ۳۹۲۔ باب از راج مطہرات (حضرت خدیجہ)۔
- (۸) للستدرک علی الصحیح للحاکم باب مناقب خدیجہ الکبریٰ صفحہ: ۱۷۲۱، ۲۸، جلد: ۱۱۔

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ

کاجنت میں افضل مقام و مرتبہ اور فضیلت

اللہ تعالیٰ کے ہاں کائنات میں چار خواتین کو عظیم مرتبے پر فائز ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ ان خواتین کا قرآن حکیم میں کسی نہ کسی انداز میں تذکرہ ہوا ہے اور ان کی شان بیان ہوئی ہے۔ ان میں سے دو خواتین کا تعلق سابقہ انبیاء کرام کے زمانے سے ہے۔ ایک خاتون کافر بادشاہ کی بیوی تھی لیکن مومنہ ہونے کی بنا پر ان کی دعا کو اللہ تعالیٰ کے ہاں شرف قبولیت عطا ہوئی۔ ارشاد ہوا:

وَظَرَبَ اللَّهُ مَقْلَأً لِلَّذِينَ أَتَمُوا أَمْرَأَتَ فِرْعَوْنَ إِذَا
قَالَتْ رَبِّيْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَتَحْمِلِيْنِ مِنْ
فِرْعَوْنَ وَعَمَّالِهِ وَتَحْمِلِيْنِ مِنْ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ⑩

(التحریم: ۱۱)

”اور اللہ نے اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہیں زوجہ فرعون (آسیہ بنت حرام) کی مثال بیان فرمائی ہے، جب اس نے عرض کیا: اے سیرے دب او سیرے لئے بہشت میں اپنے پاس ایک گھر بنادے اور مجھ کو فرعونی اور اُس کے عمل (بد) سے نجات دے دے اور مجھے خالق قوم سے (بھی) بخالے، یہ وہ دل کی دعا تھی جو اللہ تعالیٰ کو پسند آئی اگرچہ دنیا میں انہیں سکون کا مقام حاصل نہیں تھا لیکن آخرت میں اس خاتون کا مقام اور مرتبہ بلند ہو گیا۔“

اُمُّ الْأَذْوَاجِ الْبَشِّيَّةِ

دوسری مثال عمران کی بیٹی مریم کی بیان فرمائی ہے۔ جن کی فضیلت بلند کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَرْيَمَ الْمُكَلَّفَةَ عَمَّا نَعْصَتْ فَرَجَّهَا اللَّهُ فَخَدَّهَا
فَإِنَّمَا وَرَجَّهَا وَصَدَّقَتْ بِمَا كَانَتْ رَبِّهَا وَكُثُرَةِ
وَكَاتِبَةً مِنَ الْقَدِيرِينَ ﴿١٢﴾ (التحريم: ۱۲)

”مریم نے اپنی عصت و عقیدت کی خوب خواہت کی تو ہم نے (اس کے) اگر بیان میں اپنی روح پھونک دی اور اس نے اپنے رب کے فرمان (اوہ اس کی) (نازل کردہ) کتابوں کی تصدیق کی اور وہ اطاعت گزاروں میں سے تھی۔“

اللہ تعالیٰ کے ہاں صرف کسی نبی کی بیوی ہوتا کوئی ایسی شرف اور عزت کی بات نہیں کہ جس کی وجہ سے ایک گناہ گارختاون بخش دی جائے۔ بلکہ معیار بخش نبی کی اتباع اور عقیدہ نبوت کے ساتھ وابستگی ہے۔ قرآن حکیم میں دونبیوں کی اذواج کا ذکر آیا ہے جن کو جینی قرار دیا گیا۔

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا أَمْرَاتٌ نُوحٌ
وَأَمْرَاتٌ لُّوطٌ وَّكَاتِبًا تَحْتَ عَنْدَلَيْنِ وَمَنْ عِبَادِنَا
صَالِحِينَ فَخَانَتْهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ الْأَوْلَادِ شَيْئًا
وَقَيْلَ أَذْخُلَا النَّارَ مَعَ الدُّخِيلِينَ ﴿١٠﴾ (التحريم: ۱۰)

”اللہ نے آہا لوگوں کے لئے جنہوں نے کفر کیا ہے نوح (علیہ السلام) کی عورت اور لوط (علیہ السلام) کی عورت (واملہ اور واملہ) کی مثال بیان فرمائی ہے، وہ دونوں ہمارے بندوں میں سے دو صاحب بندوں کے کاچ میں تھیں، سو دونوں نے ان سے خیانت کی۔ پس وہ اللہ (کے عذاب) کے سامنے ان کے کچھ کام

ام اور تعلیج انبیاء

ن آئے اور ان سے کہہ دیا گیا کہ تم دونوں (عورتیں) داخل ہونے والوں کے ساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔“

حضرت مریم بنت عمران کو قرآن میں مصطفیٰ، مطہرہ، مسلم کی ماں جیسے القاب سے نواز گیا ہے۔ اس طرح جناب خدیجہ الکبریٰ کے فحائل بھی کسی سے کم نہیں تھے اور اس محترمہ کا کردار نبوت کے ساتھ یوں ملک ہے جس کو جدا نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن اس کے باوجود جب سیدہ طاہرہ قادریہ زہرا اسلام اللہ علیہما کے مقام اور مرتبے کا ذکر آیا تو قرآن حکیم میں بیان فرمایا کہ وہ مکمل تفسیر اُسوہ رسول ہیں۔ جبکہ ان کے مقام اور مرتبہ کو مزید واضح کرنے کے لیے دیگر حکیم خواتین کے ساتھ قائمی جائزہ پیش کیا گیا۔

سورہ عمران کی آیت (۲۲) میں بالخصوص اور دیگر چند آیات میں بھی بالعموم اس روایت کو درج کیا گیا ہے۔

وَإِذْ قَالَتِ النَّبِيَّةُ يَهْرِبُهُ إِنَّ اللَّهَ أَضْطَلَكُ

وَظَاهِرُكَ وَأَصْكَافُكَ عَلَى نِسَاءِ الْغَلَقِينَ ۚ

(آل عمران: ۲۲)

”اور جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! پیشک اللہ نے تمہیں منتخب کر لیا ہے اور تمہیں پاکیزگی عطا کی ہے اور تمہیں آج سارے جہان کی عورتوں پر برگزیدہ کر دیا ہے۔“

اس آیت کے ضمن میں تمام مفسرین نے ان چار حکیم خواتین کی حدیث درج کی ہے۔ سیدہ خدیجہ الکبریٰ ایک مکمل عورت تھیں۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتخاب بحیثیت زوجیت اس وقت کیا تھا جب کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابھی تک اعلان نبوت نہیں کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچپن سے جوانی کی طرف لوٹ رہے تھے اور سردار و قبیلہ جناب حضرت ابوطالب کی سربراہی میں قیادتی تھی۔ آپ بچپن سے جناب سیدہ قادریہ زہرا اسلام اور زوجہ ابوطالب کی تربیت میں پروان چڑھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کفالت، سرداری اور شادی کے

انقلamat قبیلہ کے سردار جناب ابوطالب نے کیے تھے اور یہ بات باعث فخر ہے کہ سیدہ خدیجہ الکبریٰ کی ساس جناب سیدہ فاطمہ بنت اسد اور سر جناب ابوطالب ”قرار پائے اور آپ (خدیجہ) کا استقبال انہوں نے کیا: تباخ کی کمزور روایت سے بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ کہیں ساس، بہو اور سر بہو کے درمیان کسی وجہ سے بھی کوئی نزاع پیدا ہوئی ہو، جب کہ گھر کا دسترخوان بھی ایک حق اور معاشر اور مسائل بھی مشترک تھے۔ ان تمام حقائق کی روشنی میں آپ خدیجہ الکبریٰ کا مقام و مرتبہ بلند ہوا۔“

عبارات کتب

تفسیر ابن کثیر و سنن الترمذی: حدثنا أبو بكر بن رئجوبونه، حدثنا عبد الرزاق، حدثنا مطعم، عن قتادة، عن أنس؛ أن رسول الله صلى

الله عليه وسلم قال:

قَالَ حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ مَرِيمٌ ابْنَةُ عِمْرَانَ وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَلِيدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَآسِيَةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ.

(نفردہ الترمذی وصححہ: ۵)

”حضرت انس“ کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: تیرے لیے جہاں کی عورتوں سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خولید، فاطمہ بنت محمد، اور آسیہ زوج فرعون کافی ہیں۔“

تفسیر فخر الدین الرازی

المسألة الخامسة: روی أنه عليه الصلاة والسلام

قال: حسبك من نساء العالمين أربع: مریم وآسیة امرأة فرعون، وخدیجۃ، وفاطمة علیهن السلام فقیل هذا الحديث

نامہ امداد الحج انبیاء ﷺ

دل على أن هؤلاء الأربع أفضليات النساء.

”پانچ مسئلہ۔ پانچ الصلوٰۃ والسلام سے بیان ہوا ہے۔ اور فرمایا

کہ العالیین میں سے چاروں تین آپ کے لئے کافی ہیں

❖ مریم بنت عمران ❖ آسیہ فرعون کی بیوی

❖ خدیجہ بنت خویلہ ❖ قاطرہ بنت محمد علیہ السلام

یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ خواتین میں یہ چاروں افضل ہیں۔

تفسیر الخازن

عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

حبيبك من نساء العالمين

مريم بنت عمران و خديجه بنت خويله

وفاطمة بنت محمد و آسية امرأة فرعون

آخر جه الترمذى.

”حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تیرے لیے جہاں کی مورتوں سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنت

خویلہ، فاطمہ بنت محمد، اور آسیہ زوج فرعون کافی ہیں۔“

تفسیر در متعدد میوطی

وأخرج أحمد والترمذى وصححه وابن

المنذر وابن حبان والحاكم عن أنس أن

رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:

حبيبك من نساء العالمين مريم بنت

عمران ، و خديجه بنت خویلہ ، و فاطمة

بنت محمد صلى الله عليه وسلم ، و آسية

أرملة فرعون وأخرجه ابن أبي شيبة عن

الحسن . مرسلأ ترجمہ (بالا ایضاً) .

تفسیر در مشور سیوطی

وأخرج ابن عساكر عن ابن عباس قال:
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : سيدة
نماء أهل الجنة مريم بنت عمران ، ثم
فاطمة ، ثم خديجة ، ثم آسية امرأة
فرعون .

”ابن عباس سے روایت ہے کہ اہل جنت کی سردار (چار خواتین
یعنی) مريم بنت عمران، ثم فاطمة، ثم خدیجہ، ثم آسیہ امرأة
فرعون۔“

تفسیر الطبری

حدثنا بشر قال، حدثنا يزيد قال، حدثنا
سعید، عن قتادة قوله: ”واذ قالت الملائكة
يا مريم إن الله اصطفاك وظهرك واصطفاك
على نساء العالمين“، ذكر لنا أن نبی اللہ صلی^۱
اللہ علیہ وسلم کان یقُول: حسبک بمریم
بنت عمران، وامرأة فرعون وخدیجہ بنت
خوبیلد وفاطمة بنت محمد، من نساء
العالمين. ۲) الحديث: ۷۰۸ هـ هو حديث
مرسل. بل هو في حقيقته ثلاثة أحاديث ،
يقول قتادة في أول كل منها: ”ذكر لنا أن نبی
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقُول:“فاؤھا
”حسبک بمریم...“: ثبت موصولاً. فرواء

أحمد في المسند: ١٤٤٨ (ج: ٣ ص: ١٣٥)
 حلبی) عن عبد الرزاق ، عن معمر ، عن
 قتادة ، عن أنس هو ابن مالک مرفوعاً ،
 بنحوه .

”حضرت قتادة سے روایت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ قول
 وَإِذْ قَاتَلَتِ الْمَلِكَةُ بَنِي إِبْرَاهِيمَ لِنَلْهَمَ اهْنَامَكَ وَظَاهِرَتْ
 وَاضْطَفَنَكَ عَلَى نِسَاءِ الْغَلَوْمَنِ“ اس کا ذکر پاک پیغمبر
 اسلام نے ہمیں فرمایا کہ آپ کے لیے کافی ہے۔ مریم بنت
 عمران، و امرأة فرعون و خديجة بنت خويلد و فاطمة بنت محمد، نساء
 الغلومن (رواية ابن مارون)

تفسیر ابن کثیر

وقال عبد الله بن أبي جعفر الرازى، عن
 أبيه قال: كان ثابت البناى يحدث عن أنس
 بن مالك؛ أن رسول الله صلى الله عليه
 وسلم قال: ”خَيْرُ نِسَاءِ الْعَالَمِينَ أُرْتَعَ، مَرْيَمَ
 بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآيُّسَيَّةَ امْرَأَةَ فِرْعَوْنَ، وَخَدِيجَةَ
 بِنْتَ حَوَيْلَةَ، وَفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ“ [صلى
 الله عليه وسلم] (رواية ابن مارون: ٢٧، ترجمة ايضاً بالـ)

تفسير روح للعنى

آخرجه ابن عساکر فی أحد الطرق عن
 ابن عباس أنه قال : قال رسول الله صلى
 الله عليه وسلم: ”سيدة نساء أهل الجنة
 مریم بنت عمران ، ثم فاطمة ، ثم خديجة ،

ثم آسية امرأة فرعون.

”حضرت اہن عباس سے روایت ہے کہ فرمایا پاک نبی اسلام نے جنت میں عورتوں کی سردار (چار) مریم بنت عمران، ثم قاطمة، ثم خدیجہ، ثم آسیۃ امراء فرعون ہیں۔“

روح المعانى

أخرجه ابن عساكر من طريق مقاتل عن
الضحاك عن ابن عباس عن النبي صل
الله عليه وسلم أنه قال : " أربع نسوة
سادات عالمهن ، مريم بنت عمران ، وأسمية
بنت مزاحم ، وخدجية بنت خوبيلد ،
وفاطمة بنت محمد صل الله عليه وسلم
وأفضلهن عالماً .

”حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: پاک پیغمبر اسلام نے فرمایا
ہے کہ چار خواتین العالمین کی سردار ہیں (۱) مریم بنت عمران
(۲) آسیہ بنت زراہم (۳) خدیجہ بنت خویلید (۴) فاطمہ بنت
محمدؐ ان خواتین سے بھی زیادہ (قیامت تک) العالمین کی
سردار ہیں۔“

تفسير قتح القدير

وأخرج الحاكم وصححه ، عن ابن عباس قال : قال رسول الله: أفضل نساء العالمين خديجة، وفاطمة، ومريم، وأسمية امرأة فرعون فاطمة.

"حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: پاک پیغمبر اسلام نے فرمایا

امام اور تواریخ ائمہ

ہے کہ چار خواتین العالمین کی سردار ہیں: ① مریم بنت عمران
② آسیہ بنت مزاحم ③ خدیجہ بنت خویلہ ④ فاطمہ بنت
محمد ﷺ ہیں۔“

تفسیر فتح القدير

وفي المعنى أحاديث كثيرة ، وكلها تفيد أن
مريم عليها السلام سيدة نساء عالمها ، لا
نساء جميع العالم . وبيؤيده ما أخرجه ابن
عساكر ، عن مقاتل ، عن الضحاك ، عن
ابن عباس ، عن النبي صلى الله عليه
وسلم قال: أربع نسوة سادات نساء
عالمهن: مريم بنت عمران، وأسية بنت
مزاحم، وخدیجہ بنت خویلہ، وفاطمة بنت
محمد، وأفضلهن عالماً فاطمۃ.

”اس احادیث میں کہیں معنی ہیں۔ جب کہ مریم بنت عمران
(زمانہ کے) عالم کی عورتوں کی سردار تو ہیں مگر تمام عالم کی عورتوں
کی سردار نہیں ہیں۔ ان ابن عساکر، عن مقاتل، عن الضحاک، اور
حضرت ابن عباس فرماتے ہیں پاک پیغمبر اسلام نے فرمایا ہے کہ
چار خواتین العالمین کی سردار ہیں: ① مریم بنت عمران ② آسیہ
بنت مزاحم ③ خدیجہ بنت خویلہ ④ فاطمہ بنت محمد ﷺ ان
خواتین سے بھی زیادہ (قیامت تک) العالمین کی سردار ہیں۔“

كتب تفسير مكتب اہل بیت

تفسیر التبیان

وروی عن النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وہ

قال: فضلت خديجة على نساء أمتي كما
فضلت مریم على نساء العالمين. وقال أيضا
(ع) حسبيك من نساء العالمين بأربع مریم
بنت عمران وأسیة امرأة فرعون وخدیجہ
بنت خویلد وفاطمة بنت محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ.

”آنحضرت سے مروی ہے کہ حضرت خدیجہ الکبری کی فضیلت
میری امت کی خواتین سے اسکی ہے جیسے مریمؑ کی العالمین کی
خواتین پر ہے۔ اور عالمین میں بس کافی ہیں چار خواتین (۱)
مریم بنت عمران (۲) وآسیہ امرأة فرعون (۳) وخدیجہ بنت
خویلد (۴) وفاطمة بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ۔“

تفسیر للیزان

قول: معنى قوله: اصطفاك لذرية الأنبياء
اختارك لتكوني ذرية صالحة جديرة
للانتساب إلى الأنبياء، و معنى قوله: و
طهرك من السفاح أعطاك العصمة منه، و
هو العمدة في موردها لكونها ولدت عيسى
من غير فعل، فالكلام مسوق لبيان بعض
لوازم اصطفائهن و تطهيرها، فالرواياتان غير
متعارضتين كما هو ظاهر، وقد مر دلالة
الآية على ذلك. وفي الدر المنشور، أخرج
أحمد و الترمذی و صححه و ابن المنذر و
ابن حبان و الحاکم عن أنس: أن رسول

الله (صلى الله عليه وآلـه وسلم) قال: حسبك من نساء العالمين مريم بنت عمران و خديجة بنت خويلد و فاطمة بنت محمد (صلى الله عليه وآلـه وسلم) و آسية امرأة فرعون: قال السيوطي و أخرجه ابن أبي شيبة عن الحسن مرسلا: وفيه، أخرج الحاكم و صححه عن ابن عباس قال: قال رسول الله (صلى الله عليه وآلـه وسلم): أفضل نساء العالمين خديجة و فاطمة و مريم و في الخصال، يلسانده عن عكرمة عن ابن عباس قال: خط رسول الله (صلى الله عليه وآلـه وسلم) أربع خطوط ثم قال: خير نساء الجنة مريم بنت عمران و خديجة بنت خويلد و فاطمة بنت محمد و آسية بنت مزاحم امرأة فرعون. وفيه، أيضاً يلسانده عن أبي الحسن الأول (عليه السلام) قال: قال رسول الله (صلى الله عليه وآلـه وسلم): إن الله عز وجل اختار من النساء أربعاً: مريم و آسية و خديجة و فاطمة، الخبر.

”اس میں لفظ اصطغی سے مراد انبیاء کی ذریت سے منتخب کیا گیا تاکہ رب صائمین سے ہو کر انبیاء تک پہنچ پائے۔ اور آپ مریم کو سماج سے پاک ہونے کے لیے عصمت عطا کی۔ اس لیے بھی

ضروری تھا کہ آپ نے بغیر شوہر کے بھچ پیدا کیا تھا اور عصمت اس کی موردن جائے اور کتب فرقین۔ وَفِي الدُّرُلِلْتَوْرِ، اخراج أَحَدٍ وَالْتَّرْمِذِيُّ وَصَحَّاحُهُ وَابْنُ التَّنْذِرِ وَابْنِ حِبَانَ وَالْحَاكِمَ سے۔ حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: تیرے لیے جہاں کی مورتوں سے مریم بنت عمران، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، اور آسیہ زوجہ فرعون کافی ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ سے یہ روایت ہے کہ افضل نساء العالمین میں خدیجہ و فاطمہ و مریم۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: پاک پیغمبر اسلام نے فرمایا ہے کہ چار خواتین عالمین کی سردار ہیں: (۱) مریم بنت عمران (۲) آسیہ بنت مزاحم (۳) خدیجہ بنت خویلد (۴) فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس طرح ابو الحسن سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں سے چار خواتین کا انتخاب کیا: مریم و آسیہ و خدیجہ و فاطمۃ، ہیں۔“

تفسیر فیضان الرحمن فی تفسیر القرآن جلد (۱) صفحہ (۴۵۱) میں فرماتے ہیں: فرقین کی مستند کتابوں میں حضرت رسول خدا سے مروی ہے۔ فرمایا: خیر نساء العالمين اربع مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم امرا فرعون ، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد کائنات کی تمام عورتوں میں سے بہترین عورتیں چار ہیں مریم بنت عمران، آسیہ بنت مزاحم امرا فرعون ، خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد۔

حواله جات

- (١) تفسیر ابن کثیر سورہ العمران آیت: ٢٣۔
- (٢) جلد: ٢، صفحہ: ٣٠، تفسیر الكبير فخر الدین رازی سورہ العمران آیت: ٣٢۔
جلد: ٣، صفحہ: ٢٠٤۔
- (٣) تفسیر الخازن سورہ العمران آیت: ٢٣۔
- (٤) تفسیر در مشور سیوطی سورہ العمران آیت: ٢٣، جلد: ٢، صفحہ: ٣٢١۔
- (٥) تفسیر الطبری سورہ العمران آیت: ٣٢، جلد: ٢، صفحہ: ٣٩٥، ٣٩٦۔
- (٦) تفسیر روح للعائی سورہ العمران آیت: ٣٢، جلد: ٣، صفحہ: ٣٠۔
- (٧) تفسیر فتح القدیر سورہ العمران آیت: ٣٢، جلد: ١، صفحہ: ٣٦٣۔
- (٨) تفسیر للظہری سورہ العمران مترجم آیت: ٣٢، جلد: ٣، صفحہ: ٢١۔
- (٩) سنن الترمذی باب مناقب فاطمہ للستدرک علی الصحیحین للحاکم با ب
ماعقب فاطمہ بنت رسول اللہ جلد: ١١، صفحہ: ٩، ٥٣۔
- (١٠) ارجح للطالب باب خیر النساء صفحہ: ٣١١۔ بینابیع اللودۃ باب: ٥٥،
صفحہ: ٢٧٣۔
- (١١) کتب التشیع: ١، تفسیر تبیان سورہ العمران آیت: ٢٣۔
- (١٢) تفسیر للیزان محمدحسین طباطبائی جلد: ٢، صفحہ: ١١٩۔
- (١٣) تفسیر فیضان القرآن علامہ محمدحسین نجفی سورہ العمران آیت: ٣٢۔

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ

عورتوں میں افضل اور سردارِ جنت تھیں

اسلام میں جو خدماتِ جناب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ بہت خوبی دز و جہ پاک نبی آخر الزمان ﷺ کی ہیں وہ کسی دوسرے فنگھ کے حصہ میں نہیں ہیں۔ اس بارے میں کون سا سوراخ اور سیرتِ نگار بے خبر ہے کہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ نے جب پاک نبی کریم ﷺ کا انتخاب کیا تھا اس وقت وہ ایک امیر گھرانے اور ایک بڑے قبیلے کے خاندان سے شادی کرنے والی ہے۔ جس کا مستقبل مالی، سیاسی اور سماجی طور پر روش ہونے کے امکانات تھے لہذا اس نسبت سے جناب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ نے شادی کرنا چاہی تھی جو کہ شاہد درست نہ ہو۔ البتہ یہ بات روز روشن کی طرح واضح اور آشکار تھی کہ آپ محترمہ نے شادی کافی ملے تمام حقائق اور حالات کے جائزہ کے بعد کیا تھا۔ جو نصف التہار کی طرح روشن ہے اس لیے تمام بھرمان جو نبوت کے اعلان کے وقت امکان میں تھے ظہور پذیر ہوئے۔ ان بھراؤوں میں خدیجۃ الکبریٰ پیش پیش تھیں۔ اس طرح آپ کا تمام سرمایہ جوان کے پاس تھا اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کر دیا۔ اس عمل کے بد لے میں اللہ تعالیٰ نے آپ سیدہ کا مقام و مرتبہ بلند کیا تھا اور پاک نبی کریم ﷺ نے تمام جہان کے عورتوں میں بلند مقام و مرتبہ قرار دیا اور بعض روایات میں آپ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کو تمام جہان کے خواتین کا سردار بھی قرار دیا تھا جو ایک بڑی سند تھی جیسا کی کتب احادیث اور کتب تفسیر میں اس کا ذکرِ خاص کیا ہے۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے حضرت علی مرثیٰ سے مردی ہے کہ میں نے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ (اپنے زمانے میں) عورتوں میں بہتر عورت مریم بنت عمران اور (اس زمانے میں) عورتوں میں سے بہترین عورت خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد ہیں۔ اس طرح اکثر تفسیر میں آیت:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 وَإِذْ قَالَتِ الْمَلِكَةُ يَمْرِيْمُ إِنَّ اللَّهَ اضْطَفَنَا
 وَظَهَرَ لَنَا وَاصْطَفَنَا عَلَىٰ نِسَاءِ الْغَلَيْمَيْنِ ⑦

(آل عمران: ۲۲)

”اور جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! پیشِ اللہ نے تمہیں
 منتخب کر لیا ہے اور تمہیں پاکیزگی عطا کی ہے اور تمہیں آج
 سارے جہان کی عورتوں پر برگزیدہ کر دیا ہے کے تحت حضرت
 مریم کے خصائص کے ساتھ قائمی حیثیت سے احادیث درج کی
 ہیں جو ان کا مقام و مرتبہ بیان ہوا ہے۔“

متن کتب

تفسیر ابن کثیر تفسیر الخازن، تفسیر، در منشور
 وأخرج ابن أبي شيبة والبخاري ومسلم
 والترمذی والنمسائی وابن جریر وابن
 مردوبیہ وقال هشام بن عُرْوَة، عن أبيه، عن
 عبد الله بن جعفر، عن علي بن أبي طالب
 رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى
 الله عليه وسلم يقول: "خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ
 بِنْتُ عِمْرَانَ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا حَدِيجَةُ بِنْتُ
 حَوَيْلَةً". أَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيفَيْنِ، مِنْ
 حَدِيثِ هَشَامٍ، بِهِ مُثْلِهُ (۴۰) (۲)

”حضرت علی مرضیٰ سے مردوبیہ ہے کہ میں نے آپ نبی کرم
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ (اپنے

امام اور اتفاق النبی ﷺ

زمانے میں) عورتوں میں افضل عورت مریم بنت عمران اور (اس زمانے میں) عورتوں میں سے افضل عورت خدیجہ الکبری بنت خویلہ ہیں۔“

تفسیر الطبری

حدیثی بذلك الحسن بن علي الصدّافی
قال، حدثنا محااضر بن الموزع قال، حدثنا
هشام بن عروة، عن أبيه، عن عبد الله بن
جعفر قال: سمعت علياً بالعراق يقول:
سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم
يقول: خير نسائها مريم بنت عمران، وخير
نسائها خديجة.

”عبدالله بن جعفر سے مروی ہے کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ
سے عراق میں ساتھا وہ کہتے تھے کہ میں آپ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے ساتا ہے وہ فرماتے تھے کہ (اپنے زمانے
میں) عورتوں میں بہتر عورت مریم بنت عمران اور (اس زمانے
میں) عورتوں میں سے بہترین عورت خدیجہ الکبری بنت خویلہ
ہیں۔“

تفسیر مجمع البیان طبرسی

بی جعفر (علیہ السلام) و روی عن النبي
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) أنه قال فضللت
خدیجۃ علی نساء أمتی كما فضللت مريم
على نساء العالمين (٢٥٩، ٢)

”امام باقر علیہ السلام اپنے (جد) پاک نبی اکرم ﷺ سے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

روایت کرتے ہیں۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ کی اس امت کی عورتوں پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح مریم بنت عمران کی عالیین کی عورتوں پر تھی۔“

تفسیر التبیان فی تفسیر القرآن

الطوسي هو قول أبي جعفر (ع)، لأن فاطمة سيدة نساء العالمين. وروي عن النبي صل الله عليه وآله أنه قال: فضلت خديجة على نساء أمتي كما فضلت مريم على نساء العالمين (٤٥٥)

”امام باقر عليه السلام اپنی (جده) جناب قاطرہ زہراء سے روایت کرتے ہیں کہ پاک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کی اس امت کی عورتوں پر اس طرح فضیلت ہے جس طرح مریم بنت عمران کی عالیین کی عورتوں پر تھی۔“

صحيح مسلم

حدثنا أبوأسامة عن هشام عن أبيه قال سمعت عبد الله بن جعفر يقول سمعت عليا بالكوفة يقول : سمعت رسول الله يقول خير نسائهما مریم بنت عمران وخير نسائهما خديجة بنت خویلد.

”حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ میں نے پاک نبی کریمؐ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے آسان اور زیمن کے اندر جتنی عورتوں ہیں سب میں مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد افضل ہیں۔“

حواله جات

- (١) تفسير ابن كثير آيت: ٢٢، سورة العمران صفحه: ٣٠، جلد: ٢.
- (٢) تفسير طبرى آيت: ٢٣، سورة العمران صفحه: ٣٩٣، جلد: ٢.
- (٣) تفسير الخازن آيت: ٢٣، سورة العمران: ١، جلد: ١.
- (٤) تفسير بحر المحيط آيت: ٢٤، سورة العمران صفحه: ٣٣٠، جلد: ٣.
- (٥) تفسير درمثور سيوطي آيت: ٣٢، سورة العمران جلد: ٢، صفحه: ٣٢١.
- (٦) المستدرك على الصحيحين للحاكم مناقب خديجة الكبرى جلد: ١١، صفحه: ١٦٤.
- (٧) سنن ترمذى بباب مناقب خديجة الكبرى جلد: ٢.
- (٨) صحيح البخارى باب انصار عنوان تزويع خديجة الكبرى جلد: ١٢، صفحه: ١٢٩.
- (٩) صحيح مسلم مترجم بباب مناقب خديجة الكبرى جلد: ٢، صفحه: ١١٥ تنا ٢٢١.
- (١٠) الشيعه تفسير مجمع البيان طبرسى آيت: ٢٥، سورة العمران جلد: ٢، صفحه: ٢٥٩.
- (١١) تفسير التبيان فى تفسير القرآن الطوسي آيت: ٣٢، سورة العمران جلد: ٢، صفحه: ٣٥٥.

نبی کریمؐ کی نبوت کی تصدیق کرنا

اور

ان پر ایمان لانے والی پہلی خاتون

سیده خدیجۃ السکبری تحییں

سیدہ خدیجہ بنت خویلد کی شادی علم و عقل کی بنیاد پر ہوئی تھی۔ جس میں آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان نبوت کرنا اور اس بنیاد پر عرب کے مختلف قبائل سے شکلات پیدا ہونا کوئی نئی بات نہیں تھی بلکہ یہ تو قع کے عین مطابق تھے جو آپ نے سوچ رکھا تھا۔ لہذا سیدہ خدیجہؓ رازدار نبوت تھی اور لمحے لمحے آپ نبی ﷺ کی عادات و حوصلے پر گھری نظر میں رکھی ہوئی تھی جو کہ آثار نبوت کے تقاضے تھے چونکہ آپ نبوت کی لذت سے باخبر ہونے کے علاوہ ان لمحات کے انتظار میں تھی کہ کب آپ عوام الناس کے سامنے نبوت کی خوشخبری کا اعلان کرنے والے ہیں تاکہ اس سے لطف اندوز ہو سکے جن کی وہ گذشتہ پندرہ سال سے انتظار میں تھیں بالآخر وہ نعمت اور لمحات ظاہر ہوئے جس سے آپ سیدہ نے بغیر کسی توقف کے نبوت کی تصدیق بھی کی اور اس کا اعلان بالایمان بھی فرمایا جو تاریخ کا ایک سنہری باب ہن گیا۔

للستدرک علی الصحین للحاکم

حدثني عبد الله بن أبي زياد ، عن
الزهري قال: كانت خديجة أول من آمن
برسول الله من النساء.

تمام اور اعلان النبي ﷺ

”خواتین میں آپ نبی ﷺ پر سب سے پہلے جس نے نبوت کی تصدیق کی وہ خدیجۃ الکبریٰ تھی۔“

الستدرک علی الصحین للحاکم

عن ابن شهاب قال: كانت خديجة رضي الله عنها أول من آمن بالله وصدق برسوله صلى الله عليه وسلم قبل أن تفرض الصلاة.

”خدیجۃ الکبریٰ“ پہلی خاتون تھی جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائی اور پاک نبی کرم ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی جب کہ ابھی تک نماز بھی فرض نہیں ہوئی تھی۔

الستدرک علی الصحین للحاکم

عن ربيعة السعدي ، قال : أتيت حذيفة بن اليمان وهو في مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمعته يقول : كان رسول الله يقول: خديجة بنت خويلد سابقة نساء العالمين إلى الإيمان بالله وبمحمد صلى الله عليه وسلم .

”ربیعہ سے مردی ہے کہ میں مسجد میں آیا وہاں حذیفہ بن الیمان تھے اور میں نے ان سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ خدیجۃ الکبریٰ سابقہ نساء العالمین ہیں جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ پر پہلے ایمان لایا۔“

حضرت خدیجۃ الکبریٰ اعلان نبوت سے قبل نمازی اور تجدگزار تھیں ابھی عرب معاشرے میں اسلام کا پر چار نہیں ہوا تھا گویا ابھی اعلان نبوت ہونے

بہت اور فوج اپنی

کا وقت بھی بعید تھا کہ جناب سیدہ خدیجہ الکبری اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے پاک نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک دین اور شریک جماعت تھے۔ اس زمانے میں بہت کم لوگ اس نماز کے بارے میں باخبر تھے کہ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے لیکن یہ تمام علوم و فنون کی آگاہی شروع دن سے جناب خدیجہؓ اس علم سے باخبر تھیں اور اس دن کی انتظار میں تھی یہ وقت اور سعادت کب آئے گا کہ تمام معاشرے میں اور خصوصاً عرب میں اللہ تعالیٰ دین کو ترقی دیتے ہوئے پھیلا دے۔ جس کی خبر سابق کتب اور الانبیاء کرام نے دے رکھی تھیں۔ اور آپ خدیجہ الکبریؓ حقائق و شواہد کے نظارے سن چکی تھی اور بعض معجزات سے باخبر تھیں لہذا آپ نے ہر دور میں جو بھی عمل کیا وہ علم کی بنیاد پر تھا۔ اس کو ابتدائی زندگی میں ملاحظہ کر رکھا تھا لہذا یہ نماز اور تجدیگزاری آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھب سے جاری رکھا ہوا تھا جب سے آپ اس گھر میں منتقل ہوئی تھیں۔ اس دین کے معاملہ میں بنو هاشم کا ہر فرد باخبر تھا اور مستقبل کی بیش بندی میں مصروف تھا کہ کسی طرح دین کی خفاقت اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کا تحفظ کرنا ہو گا اور آپ کی حفاظت کا انتظام و انصرام جناب عبدالمطلب نے اپنی اولاد میں حضرت عبد اللہ کے حقیقی بھائی حضرت ابو طالبؓ کے ذمے کفالت اور حفاظت میں دے رکھا تھا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محلِ کرامتی بات کہتے تھے۔ جب تک جناب ابو طالب زمہ تھے اس وقت تک آپ کی جان کو امان تھی اور یہی خاندان کی اول ذمہ دار یاں بھی تھیں۔

خصوص نسائی

أخبارني محمد بن عبيد بن محمد الكوفي

قال حدثنا سعيد بن خثيم عن أسد بن

عبد الله البجلي عن يحيى بن عفيف عن

عفيف قال جئت في الجاهلية إلى مكة

فنزلت على العباس بن عبد المطلب فلما

أرتفعت الشمس وحلقت في السماء وأنا

انظر إلى الكعبة أقبل شاب فرمى بيصره إلى السماء ثم استقبل القبلة فقام مستقبلاً فلم يلبث حتى جاء غلام فقام عن يمينه فلم يلبث حتى جاءت امرأة فقامت خلفهما فركع الشاب فركع الغلام والمرأة فرفع الشاب فرفع الغلام والمرأة فخر الشاب ساجداً فسجداً معه فقلت يا عباس أمر عظيم فقال أتدري من هذا الشاب فقلت لا فقال هذا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب هذا ابن أخي وقال أتدري من هذا الم glam فقلت لا قال على بن أبي طالب بن عبد المطلب هذا ابن أخي هل تدري من هذه المرأة التي خلفهما قلت لا قال هذه خديجة ابنة خويلد زوجة ابن أخي هذا حدثني أن ربك رب السماوات والأرض أمره بهذا الدين الذي هو عليه ولا والله ما على ظهر الأرض كلها أحد على هؤلاء الثلاثة.

”محمد بن دا عبید بن محمد عن عفیف کہتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں کس آیا بعثت آنحضرت ﷺ سے پہلے اور عباس بن عبدالمطلب کے پاس قیام کیا۔ میں نے دیکھا جب سورج بلند ہوا اور آسمان پر حلقوں کیا یعنی ظہر کا وقت آیا۔ میں اس وقت کعبہ کی طرف نظر کیے ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان آپا۔ اس

نام اور لفظ انبیاء

نے آسان کی طرف دیکھا پھر کعبہ کی طرف اپنا رخ کر کے کھڑا ہو گیا۔ ابھی کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک لڑکا آیا۔ اس کے دامن طرف آ کر کھڑا ہو گیا۔ ابھی کچھ ہی واقعہ ہوا تھا کہ ایک خاتون بھی تشریف لا سکیں اور ان دونوں کے پیچے کھڑی ہو گئیں۔ اس نوجوان نے جب رکوع کیا تو اس لڑکے اور خاتون نے بھی رکوع کیا۔ جب نوجوان نے رکوع سے سر انداختا یا تو اس لڑکے اور خاتون نے بھی رکوع سے سر انداختا یا پھر وہ نوجوان سجدہ میں گیا تو ان دونوں نے بھی سجدہ کیا۔ میں نے کہا: اے عباس! یہ تو ایک امر عظیم ہے یعنی یہ بڑی عجیب بات ہے پہلے ایسا کبھی دیکھا نہیں یا سننے میں نہیں آیا۔ حضرت عباس نے کہا کہ تمہیں معلوم ہے یہ نوجوان کون ہے؟ عجیف بولے نہیں معلوم اور آپ عباس نے بتایا کہ یہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب میرا بھتیجا ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ یہ لڑکا کون ہے؟ یہ علی بن ابوطالب بن عبد المطلب ہے اور میرا بھتیجا ہے اور یہ خاتون کون ہے؟ میں نے کہا: معلوم نہیں یہ خدیجہ بنت خوبیلہ میرے بھتیجے کی بیوی ہیں۔ میرے اس بھتیجے نے یہ کلام کیا ہے کہ اس کارب آسانوں اور زمینوں کا رب ہے اور یہ دین جس پر وہ ہے خدا نے اس کا حکم دیا ہے خدا کی قسم تمام زمین پر ان تینوں کے علاوہ اس دین پر کوئی نہیں۔“

احمد فی مناقب عن ابی رافع قال النبی صلت خدیجہ یوم الاثنين وصلی علی یوم الثلاثاء قبل ان يصلی معنا احد من الناس۔

”ابورافع روایت کرتے ہیں کہ جناب رسالت مأب

فرماتے تھے کہ جناب ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ نے پیر کے روز

نماز پڑھی اور حضرت علی علیہ السلام نے منگل کے روز نماز پڑھی

قبل اس کے کوئی لوگوں میں سے کوئی شخص ہمارے ساتھ نماز میں شرکت کرے۔“

الطبرانی فی الکبیر

عن رافع قال النبی ﷺ بعثت غدا الاثنين و
صلت خدیجہ یوم الاثنين فی اخر النهار
وصلی علی یوم الثلاثاء فسکٹ علی يصلی
مستخفیا سبع سنین واشهر قبل ان يصلی
معنا.

”ابورافع روایت کرتے ہیں کہ پاک نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا
ہے کہ چیر کے صبح ہمیں نبوت عطا ہوئی اور جناب خدیجہؓ نے اسی
روز دن کے دوسرے وقت میں نماز پڑھی اور علی مرتضیؑ نے منگل
کے روز نماز پڑھی اس طرح علی علیہ السلام نے سات سال اور
کئی ماہ پر شیدہ نماز پڑھی اس سے قبل کہ ہمارے ساتھ کوئی اور نماز
پڑھتا۔“

كتب حوالہ جات

- (۱) خصائص نسائی مترجم صفحہ: ۹۰، حدیث: ۵
- (۲) ارجع للطالب باب جناب امیر کاسب صحابہ سے پہلے حضرت کے ساتھ نماز پڑھنا۔ صفحہ: ۳۰۳۔
- (۳) مستند احمد بن حنبل
- (۴) الطبرانی فی الکبیر۔

یہاں سے ہم نبی دو عالمی کی دوسری ازواج کا تذکرہ کرتے ہیں۔

حضرت ام المؤمنین عائشہؓ کے فضائل

حضرت عائشہؓ کا غمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے دین کا ایک بڑا ذخیرہ محفوظ کیا تھا اور اس کو بیان کیا تھا جی بی کامقاوم و مرتبہ ایک جانب آپ پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ تھیں اور دوسری طرف زندگی نے وفا کی اور بھی عمر گزاری۔ جس کی وجہ بعض اہل علم کے مطابق دین کا تیرا حصہ آپ سے منقول ہے۔ لہذا تابعین، تابعوں نے آپ سے کثیر روایات نقل کی ہیں اور آپ اپنے فضائل کی خود راوی ہیں۔ بی بی ازدواج میں واحد تھیں جو پیغمبر اسلام کی باکرہ اور پیاری خاتون تھیں اور آپ نے دین کی وہ تفسیر بھی کی جو صحیح زندگی پر مشتمل تھی۔ آپ سے بہتر نہ کوئی جانتا تھا اور نہ کسی دوسرے کا بیان کرنا سمجھ ہوتا تھا جو نکل آپ زوج تھیں اور طویل عمر کا پالیتا آپ کی خوش قسمتی تھی اس لیے آپ کے علاوہ کم خواتین نے طویل عمر پائی۔ جن سے روایات بیان ہوئی ہیں۔

صحيح مسلم

عن عائشة قالت : قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم إني لأعلم إذا كنت عنى راضية وإذا كنت على غضبى قالت فقلت ومن أين تعرف ذلك ؟ قال أما إذا كنت عنى راضية فإنك تقولين لا ورب محمد وإذا كنت غضبى قلت لا ورب إبراهيم قالت قلت أجل والله يا رسول الله ما أهجر إلا اسمك.

ماجم اور انفع الخبیث

”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: میں جان لیتا ہوں جب تو مجھ سے خوش ہوتی ہے۔ اور جب ناخوش ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا کیونکہ آپ جان لیتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جب تو خوش ہوتی ہے تو کہتی ہے نہیں قسمِ حمُّ کے رب کی اور جب تو ناراض ہوتی ہے تو کہتی ہے نہیں قسم ہے ابراہیم کے رب کی۔ میں نے عرض کیا پیش کشم خدا کی یا رسول اللہ میں آپ کا نام چھوڑ دیتی ہوں۔“

جامع الترمذی، مشکوٰۃ شریف
 عن عائشة أَنَّ حَرِيرَلَ جَاءَ بِصُورَتِهَا فِي
 خِرْقَةِ حَرِيرٍ خَضْرَاءَ إِلَى الشَّيْءِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ هَذِهِ رَوْجَثَكَ فِي
 الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ .

”حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ جبرائیل امین اس کی تصویر بزرگیم کے ٹکڑے میں لیکر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا: یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی بیوی ہے۔“

صحیح مسلم، صحیح البخاری، مشکوٰۃ شریف
 عن عائشة أنها قالت : قال رسول الله صلى
 الله عليه وسلم أريتك في المنام ثلاث
 ليالي جاءني بك الملك في سرقة منت حرير
 فيقول هذه امرأتك فأكشف عن وجهك
 فإذا أنت هي فأقول إن يك هذا من عند
 الله يمضه.

”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں نے تجھے خواب میں دیکھا۔ تین راتوں تک ایک فرشتہ تجھ کو ایک سفید حریر کے ٹکڑے میں لایا اور مجھے کہنے لگا یہ آپ کی عورت ہے۔ میں نے تیرامنہ کھولا تو وہ تو نکلی۔ میں نے کہا کہ اگر یہ خواب خدا کی طرف سے ہے تو ایسا ہی ہو گا۔“

جامع ترمذی، صحیح مسلم

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةً هَذَا چِنْرِيلٌ وَهُوَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ . قَالَتْ قُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَّكَاتُهُ تَرَى مَا لَا تَرَى. اللَّهُ.

”حضرت عائشہ“ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ان سے جبرائیل امین تم کو سلام کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا و علیہ السلام و رحمۃ اللہ۔ آپ دیکھ رہے تھے اور میں نہیں دیکھ رہی تھی۔“

جامع ترمذی، صحیح مسلم

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ حَصَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ چِنْرِيلَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ . فَقُلْتُ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ.

”حضرت عائشہ“ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ان سے جبرائیل تم کو سلام کہتے ہیں انہوں نے کہا و علیہ السلام و رحمۃ اللہ۔“

صحیح مسلم

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ حَصَلَ اللَّهُ

عليه وسلم قال فضل عائشة على النساء
كفضل الترید على سائر الطعام.

”اُنس بن مالک“ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
عائشہ کی فضیلت عورتوں پر اسکی ہے جیسے ترید (روٹی اور گوشت
سے ملا کر بنا یا جاتا ہے) کی فضیلت باقی کھانوں پر۔“

صحیح مسلم

عن عائشة: أنها كانت تلعب بالبنات عند
رسول الله صلى الله عليه و سلم قال
وكانت تأتيني صواحيبي ف SCN
رسول الله صلى الله عليه و سلم قال
فكان رسول الله صلى الله عليه و سلم
يسربهن إلي.

”حضرت عائشہ“ سے روایت ہے وہ گزیوں سے کھلیت تھیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس انہیوں نے کہا: میری^{SCN}
سمیلیاں آتی ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر
غائب ہو جاتی ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو میرے
پاس بھیج دیتے تھے۔“

صحیح مسلم

عن عائشة : أن الناس كانوا يتحررون
بهداياهم يوم عائشة يبتغون بذلك مرضاه
رسول الله صلى الله عليه و سلم .

”حضرت عائشہ“ روایت کرتی ہیں کہ لوگ میرے باری کا
انتظار کیا کرتے تھے جس دن پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

پاس میری باری ہوتی اس دن تھے صحیح تاکہ آپ خوش ہوں۔“

صحیح مسلم

عن عائشہ قالت : إن كان رسول الله صلى الله عليه و سلم ليتفقد يقول أين أنا اليوم؟ أين أنا غدا؟ استبطاء ليوم عائشة قالت فلما كان يوم قبضه الله بين سحرى ونحرى.

”ام المؤمنین حضرت عائشہ“ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دریافت کرتے تھے کل میں کہاں ہونگا؟ کل میں کہاں ہونگا؟ یہ خیال کر کے ابھی باری دیر ہے پھر میری باری کے دن اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا لیا میرے سینہ اور حلق کے درمیان (رحلت فرمائے)۔“

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ کی فضیلت

صحیح مسلم

عن سلمان قال لا تكونن إن استطعت
أول من يدخل السوق ولا آخر من يخرج
منها فإنها معركة الشيطان وبها ينصب
رأيته قال وأنبئت أن جبريل عليه السلام
أقى نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعنه أم
سلمة قال فجعل يتحدث ثم قام فقال نبی
الله صلی اللہ علیہ وسلم لأم سلمة من
هذا ؟ أو كما قال قالت هذا پھیۃ قال
فقالت أم سلمة ایم الله ما حسبته إلا إیاه
حتی سمعت خطبة نبی اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یخبر خبرنا أو كما قال قال فقلت
لأبی عثمان من سمعت هذا ؟ قال من
أسامة بن زید عن عائشة بنت طلحۃ.

”سلمان سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تمہے اگر ہو سکے تو
سب سے پہلے بازار میں مت جاؤ اور سب سے پہلے نکلو کیونکہ
بازار معرکہ ہے شیطان کا اور وہیں اُس کا جنہاً کھڑا ہوتا ہے۔
انہوں نے کہا: حضرت جبرائیل علیہ اسلام رسول اللہ ﷺ کے
پاس آئے اور آپ کے پاس بی بی ام سلمہ تھیں حضرت جبرائیل

اہم اور انفعانِ انبیاء

باتیں کرنے لگے پھر کھڑے ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے کہا: دو جیہے کلبی تھے۔ ام سلم نے کہا: خدا کی قسم ہم تو ان کو دو جیہے کلبی سمجھے یہاں تک کہ میں نے خطبہ سار رسول اللہ ﷺ کا ہماری خبر بیان کرتے ہیں۔“

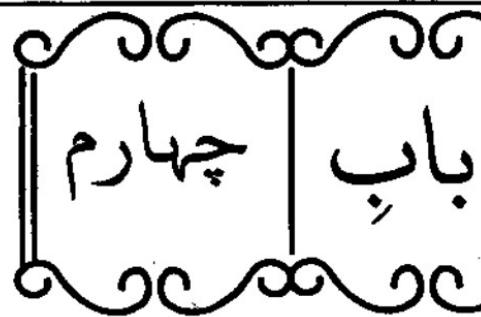
ام المؤمنین حضرت زینبؓ کی فضیلت

صحیح مسلم -

عن عائشة أم المؤمنين قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أسرع عن لحاقا بي أطول عن يداً قالت فعن يطاولن أيتهن أطول يداً قالت فكانت أطولاً يدا زينب لأنها كانت تعمل بيدها وتصدق.

”ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سب میں پہلے وہ مجھ سے ملے گی جس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں تو سب بی بیاں اپنے اپنے ہاتھ ناہیں تاکہ معلوم ہو کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں حضرت عائشہؓ نے کہا ہم سب میں زینبؓ کے ہاتھ لمبے تھے وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرتیں اور صدقہ دیتیں ہیں۔“

100



بچہ
پتھر

jabirabbas@yahoo.com

مسلمانوں کے تمام طبقات و ممالک کا اس پر اعتماد ہے کہ سنتِ حجت ہے۔ اس کے دین کی محیل و تفسیر ممکن نہیں۔ علامہ شوکانی نے الدرر الحسینیہ مترجم فقة الحدیث کے صفحہ (۵۶) پر جستِ سنت پر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور انہی عظام سب کا اس پر اتفاق ہے کہ سنت نبوی سے شرعی احکام ثابت ہوتے ہیں اور آج تک سب مسلمان اسی ایمان و عقیدہ پر قائم ہیں۔

① اگر سنت نبوی کو شریعت کا مأخذ تسلیم نہ کیا جائے تو قرآن حکیم کے کتنے ہی ایسے احکامات ہیں جن پر عمل ناممکن ہو جائے گا مثلاً قرآن مجید میں نماز کا حکم ہے لیکن اس کی رکعات، اس کے اوقات اس کی دعا میں، اذکار اور طریقہ کار وغیرہ سب کچھ حدیث سے ملے گا۔ اس طرح روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کے بھی قرآن مجید میں مخفی جمل احکام ہیں ان سب کی تفصیل احادیث سے ہی ملتی ہے۔
سنت کیا ہے؟

لغوی اعتبار سے سنت ہر ایسے دستور، سیرت، اور طریقہ کو کہتے ہیں جس پر لوگ چلنے کے عادی ہوں اور اس کی پابندی کرتے ہوں جیسے کہ اس آیت میں بھی سمجھی ہتھی مراد ہے۔

سُكَّةُ اللَّوْبِيِّ الْذِيْنَ خَلَوُا مِنْ قَبْلٍ، (الاحزاب ۲۲)

”ان لوگوں میں اللہ تعالیٰ کا دستور رہا ہے جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔“

تاہم اصطلاحی و شرعی اعتبار سے سنت کی تعریف یوں کی جاتی ہے:
ما اضیف الی النبی من قول او فعل او
تقریر۔

امم اور اتعاج لائچی

”جس چیز کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی گئی ہو خواہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہو یا فعل ہو یا تقریر ہو۔“

(یاد رہے کہ تقریر سے مراد ہر ایسا کام ہے جیسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسروں کو کرتے ہوئے دیکھا ہو لیکن اس پر کوئی اعتراض نہ کیا ہو۔)

① قولی سنت کی مثال یہ حدیث ہے کہ

کونوا عباد اللہ اخوانا.

”اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔“

② فعلی سنت کی مثال وہ تمام احادیث ہیں۔

جن میں آپ ﷺ کا کوئی فعل مذکور ہے مثلاً نماز ادا کرنا، روزہ رکھنا، حج کرنا، صدقہ و فیرات کرنا، سواک کرنا، قیام المیل کرنا وغیرہ۔

③ تقریر سنت کی مثال یہ ہے کہ نبی ﷺ نے مسجد میں چند جبشی نوجوانوں کو جگلی مشن کرتے ہوئے دیکھا اور اس پر خاموشی اختیار فرمائی۔ اسی طرح عید کے روز چند بچوں کو جگلی اشعار گاتے ہوئے سا اس پر خاموشی اختیار فرمائی۔

سنن نبوی کی اہمیت از نگاہ قرآن

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِّي إِلَيْهِمْ

فَشَأْلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

(النحل: ٣٣)

”اور ہم نے آپ سے پہلے بھی خردوں ہی کو رسول بنا کر بھیجا جن کی طرف ہم وہی سیستے تھے سوتھم اہل ذکر سے پوچھ لیا کرو اگر تمہیں خود (کچھ) معلوم نہ ہو۔“

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهُوَى ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ مُّوحَى ۖ

(النجم: ٢، ٣)

نَّاَمْ إِذْ أَطَاعَ النَّبِيَّ

”آن کا ارشاد عمر اسری وی ہوتا ہے جو انہیں کی جاتی ہے، اور وہ
(انہی) خواہش سے کلام نہیں کرتے۔“

**وَمَا أَتَسْكُمُ الرَّسُولُ فَلَنُؤْتُهُ وَمَا تَلْسُكُمْ عَنْهُ
فَأَتَعْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ④**

(الحشر: ٢٧)

”اور جو کچھ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں عطا فرمائیں
سوائے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں تو (اُس سے)
رُک جایا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو (یعنی رسول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی تقسیم و عطا پر کبھی زبانِ طحن نہ کھولو)، پیکن اللہ سخت
عذاب دینے والا ہے۔“

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
وَأُولَئِنَّا الْأَمْرِ مِنْكُمْ ، فَإِنْ تَنَازَلُ عَنْمَ مِنْهُ فَنَزُّهُهُ
إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُثُرْمَ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ ۖ ذَلِكَ خَلِيلٌ وَأَخْسَنُ نَّاَمْ إِذْ أَطَاعَ النَّبِيَّ** (السماں: ٥٩)

”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے (اہل حق)
صاحبِ امر کی، پھر اگر کسی مسئلہ میں تم باہم اختلاف کرو تو اسے
(حقیقی فیصلہ کے لئے) اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی
طرف لوئیا دو اگر تم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو،
(تو) نبی (تمہارے حق میں) بہتر اور انجام کے حافظ سے بہت
اچھا ہے۔“

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ تَوَلَّ فَمَا

اَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا (النساء: ٨٠)

جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا حکم مانا بیٹھ اس نے اللہ (عی) کا حکم مانا، اور جس نے روگردانی کی تو ہم نے آپ کو ان پر تگھبان بنا کر نہیں بھیجا۔“

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قُطِعَتِ الْأَنْفُسُ لِرَسُولِهِ وَرَسُولُهُ أَمْرٌ أَنْ يُغَصِّنَ لَهُمُ الْحَيَاةُ فَمَنْ أَمْرِرْهُ فَدَوْمَنْ يَغْصِنُ
لِرَسُولِهِ وَرَسُولُهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا (الاحزاب: ٣٦)

اور نہ کسی سومن سر دکو (یہ) حق حاصل ہے اور نہ کسی مومنہ ہوت کو کہ جب اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کسی کام کا فیصلہ (یا حکم) فرمادیں تو ان کے لئے اپنے (اس) کام میں (کرنے یا نہ کرنے کا) کوئی اختیار ہو، اور بھی شخص اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ یقیناً مکمل گمراہی میں بیٹھ گیا۔“

باب پنجم

از واسطہات کی جیتن
اول میں
jabirabbas@yahoo.com
jabirabbas@raeetakina.com

امام شوکانی فقہ کی کتاب الدر المحبیہ ترجمہ فقہ الحدیث مترجم حافظ عمران ایوب لاہوری صفحہ: ۲۱، ۲۰ جلد: ۱ پر لکھتے ہیں:

◇ صحابی کی وہ بات جو اجتہاد اور رائے کے ذریعے نہیں کہی جا سکتی علماء کے نزدیک جلت ہے، کیونکہ اس میں یہ اختال ہے کہ یقیناً یہ بات صحابی نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہوگی۔

◇ صحابی کے جس قول پر اجماع ہو چکا ہو علماء اسے شرعی جلت قرار دیتے ہیں۔

◇ صحابی کا ایسا قول جو رائے اور اجتہاد پر بُنی ہو گیا وہ جلت ہے ہے؟ اس پر علماء نے اختلاف کیا ہے۔

بعض علماء اسے شرعی جلت قرار دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جب کوئی مسئلہ کتاب و حدت اور اجماع سے نہیں سکے تو صحابی کے قول پر عمل کرنا چاہیے، اگرچہ وہ بات رائے پر بُنی ہے ان کو رائے ہماری رائے سے بہر حال بہتر ہے وہ اس لیے کہ وہ نزولِ حق کے زمانے میں موجود تھے۔ تشریح احکام کی حکمت اور اسباب سے واقف تھے اور ایک لمبا عرصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلت میں بھی رہے تھے ان تمام وجہوں کی بنا پر بڑی فضیلت حاصل ہے۔ اور بعض علماء اسے شرعی جلت نہیں گروانتے۔ ہمارے علم کے مطابق راجح بات یہ ہی ہے کہ اگرچہ صحابی کے ایسے قول پر جو اجتہاد اور رائے پر بُنی عمل واجب نہیں لیکن اپنی رائے پر ان کی رائے کو ترجیح دینا یقیناً افضل ہے۔

امام ابو حنیفہ

اگر اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں مجھے کوئی چیز نہ ملتی ہو میں صحابہ کے اقوال کو اختیار کر لیتا ہوں۔

امام مالک

انہوں نے اپنی کتاب موظاہمیں بہت سے صحابہ کے فتاویٰ جات نقل کیے ہیں اور

اکثر مسائل میں انہی پر اعتماد کیا ہے۔

امام شافعی

اگر مجھے کتاب و سنت، اجماع یا اس کے ہم معنی کسی دوسری چیز میں جو حکم لگانے والی ہو یا اس کے ساتھ قیاس ہو کوئی چیز نہیں ملتی تو میر اصلک یہی ہے کہ صحابہ میں سے کسی کے قول کو اختیار کر لیا جائے۔

امام احمد

میں نے ہر مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے جواب دیا یا صحابہ یا تابعین کے کسی قول سے۔ (کذرا قول اصحابی صفحہ ۲۲) از ذاکر صحیح محدثی فلسفہ شریعت الاسلام (متترجم)۔

قانون

اگر چہ تحریر اور تواضع میں صحابہ کرام کا تذکرہ ملتا ہے لیکن ازدواج مطہرات کا نام موجود نہیں ہوتا ہے۔ اس قانون میں ازدواج مطہرات کے احوال کو بھی وہی جیت ہے جو صحابہ کرام کو ہے۔ چونکہ قانون بیان کرتے وقت اطہار اکثریت کے مطابق ہوتا ہے لہذا اغلب کی بنیا پر ازدواج کا تذکرہ نہیں کیا جاتا ہے۔ (الاحقر)

امل بیت اطہار کا طریقہ استدلال

حدیث کی تعریف اور جیت وہی ہے جو امت کی مجتہدین اور فقہاء نے کی ہے۔ پاک نبی کریم ﷺ کی زبان الاطہر سے فرمایا گیا حکم (قولی) اور آپ ﷺ نے جو عمل کیا وہ دین کی تشریع و تعمیر ہوئی جیسے نماز کی تحریکیں، حج کا عمل، اور قربانی کا طریقہ وغیرہ (قطعی) اور کام جو پہلے سے بھی مباح تھے اور مفترض معاشرہ نہ ہونے کی بنیا عمل ہوتے تھے جیسا کہ وز سواری، پہلوانی، جگلی تربیت، بازار کی خرید و فروخت، بھری سفر بری سفر، مکاتبات کی تعمیر، شہر کے تعمیر ترقی اس طرح ہزاروں عمل تھے جس سے معاشرہ کی بھٹکی۔ اس کو ان اصولوں پر پسند کیا گیا کہ جو انسانیت کی فلاح و بہود پر منی تھے۔ اس کو آپ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے پسند فرمایا اور جاری رکھنے کو جائز عمل سمجھا۔ اس کو (تقریری) حدیث کہتے ہیں۔ اسی تعریف کو برقرار رکھتے ہوئے الہی بیت الہماڑ سے ائمہ اور جانشین تغییر اسلام کے بھی قول، فعل، تقریر بھی جنت ہے، چونکہ یہ دین کے مفہوم تھے اور ائمہ الہی بیت تھے ان کی مثال اسی ہے جس طرح صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کے قول، فعل اور تقریر امت نے دین کی تشریع و تجیر کے لیے جنت قرار دیا ہے۔ اس طرح کتب الہی بیت کے نزدیک ائمہ اطہار بھی جنت ہیں۔

امّر اطہار علیہم السلام کی جیت کثیر التحداد احادیث سے ثابت ہے، جیسے حدیث تلقین، سفینہ و نجوم وغیرہ ان کی تسلیک پر رسول خدا نے بہت کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ جو فرقہ یعنی کی کتب میں موجود ہے۔

(۱) کتاب اصول الفقه الشیخ رضا المظفر بحث باب الثانی السنۃ جلد دوم صفحہ: ۲۲، ۵۷۔

(۲) مبادی اصول الفقه تالیف عبدالهادی الفضلی دوسری دلیل سنت مترجم صفحہ: ۳۱، ۳۰۔

تاریخ محمد شین اور فقہاء

اسلام کی چھپی صدی میں حکومت دو ادوار میں بٹ چکی تھی۔ ایک دور خلفاء از بعده کا جو دورانیہ چالیس (۲۰) ہجری تک تھا۔ اس کے بعد دوسرا دور ملوکیت بنو امیہ کا سنبھالا گیا۔ اسی دور میں شروع ہوا جو ایک سو ایکس ۱۳۱ تک قائم رہا۔ اس اول صدی کے آخر تک زمانہ اصحابیت اور تابعین کا تھا لہذا اس میں جو فتاویٰ کی ضرورت محسوس کی جاتی رہی وہ مسئلہ کا استباط صحابہ کرام اور ازواج نبی کرتے تھے۔ البتہ زمانہ خلافتے اربدھ میں ہر خلیفہ کو اپنے دور اقتدار میں تین حیثیتیں تھیں۔ ایک حکمران کے علاوہ ریاست کی چیف جسٹس، کمانڈر بھی تھے۔ جو دین کو حکمرانی حالات کے مطابق اس کا نفاذ عمل میں لائے جاتے تھے۔ ان کا فرمان حکم کے علاوہ فتویٰ بھی سمجھا جاتا تھا۔
البتہ اس طرح ہر دور میں ہر صحابی بھی مجتہد تھا۔ اس کا قول، فعل بھی ایک فتویٰ تھا۔

امام اور تاریخ ائمہ

صحابہ کرام کا ایک گروپ ہر دور میں دین کی تحریک اور تجیر کرتا تھا اور ان کا قول فتویٰ سمجھا جاتا تھا۔ چونکہ وہ ہر بات کا نص قرآن اور احادیث کو بنیاد بنا کر بات کرتے تھے جو اصطلاح میں فتویٰ کہا جاتا ہے اُن صحابہ میں چند نامیاں نام گرامی یہ ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عائشہ صدیقہ زمانہ خلفاء اربعہ اور بعد حیات تک احادیث سے استنباط کرتے ہوئے فتویٰ دیا کرتے تھے اور امت پر ان کے فتاویٰ جنت تھے۔ اس طرح ذخیرہ احادیث جو کتاب فہم الحدیث پروفیسر حمید اللہ ہاشمی، محمد امین کوکھر نے صفحہ (۳۸، ۳۷) پر مرویات احادیث درج کی ہیں وہ یہ ہیں:

حضرت ابو ہریرہ ^{تعداد (۵۲۷)}، حضرت عبد اللہ بن

عمر ^{ر (۲۶۳)}، حضرت انس ^ر بن مالک ^(۲۲۸)، حضرت

عائشہ ^{صدیقہ (۲۲۱)}، حضرت عبد اللہ ^ر بن عباس

(۱۶۱)، حضرت جابر بن عبد اللہ ^(۱۵۲)، حضرت ابو سعید

خردی ^(۱۱۷) ہیں۔

صدی اول میں فتحہائے کرام کی بنیاد رکھ دی گئی تھی اور اس صدی میں امام ابو حیفۃ صدی ماںک جیسے فتحہاء کی پیدائش ہو چکی تھیں؟ جبکہ پروان دوسرا صدی میں ہوئی تھی۔ البتہ محدثین نے احادیث کو ذخیرہ کرتا دوسرا صدی سے شروع کیا تھا۔ جن کو احادیث جمع کرنے میں ایک طویل عرصہ لگ گیا۔ احادیث کو جمع کرنے کے لیے کوئی اجتماعی بورڈ قائم نہیں کیا گیا تھا بلکہ جس محدث نے احادیث جمع کرنے کی کاوش کی اس کی شخصیت کی بنا پر قبول کر لیا گیا تھا اور بعد کے محدثین نے اسناد احادیث کے مطابق ترجیح دی ہے کہ کون سی احادیث اور کون سی کتاب تصحیح ہونے کے قریب ہے۔

اس کے مقابل میں ائمہ الہمیت کی تاریخ مخالف ہے۔ چونکہ وہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ جا شیش پیغمبر اسلام بھی تھے لہذا پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ائمہ الہمیت کا تسلسل شروع ہو جاتا ہے جو منقطع نہیں ہوا تھا۔ صدی اول میں پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر آغاز صدی دو تک پانچ ائمہ کی تاریخ

امم اور ارجح احادیث

ہے۔ اور طریقہ فتویٰ احادیث تھا ہذا انہوں سے ہزاروں احادیث مرقوم ہیں جو سلسلہ سیدنا بابیلہ جاری تھا اور آپ ائمہ کرام کی تقریری اور اسناد کا طریقہ خود پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ جو تاریخ کا تسلسل ہے۔ ایک امام سے مروی احادیث دوسرے امام نے اس کو قبول کرتے ہوئے آگے مزید احادیث بیان فرمائی۔ اس طرح ہر مسئلہ پر پیغمبر اسلام کے فرمان کو ائمہ اہلی بیت کی سند سے بیان کر دیا جاتا تھا۔

ائمه اہلی بیت اطہار سے مروی احادیث اور استنباط

اموی حکومت کے آخر اور عباسی دور کے آؤائل میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور ان کے صاحب زادے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو سیاسی حکومت کی ترجیحات کے بدلتے کی وجہ سے دین کی بات کرنے کا موقع فراہم ہوا۔ اس طرح ان سے مستفید ہونے والوں کی تعداد چار ہزار سے زیادہ شاگردان کا شمار ہوتا تھا۔ آپ کا طریقہ تدریس یہ تھا کہ آپ طالب علموں کو اصول اور فروعات میں اپنے جد امجد کے سلسلہ اسناد کے ساتھ پاک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایات منقول کرتے تھے اور جو سوال بھی شاگرد کرتے ان کے جواب میں احادیث پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کرتے تھے۔ چنانچہ ان سے منقول احادیث کا ذخیرہ ہزاروں پر مشتمل ہے۔ جن سے مجہدین اور فتحاء عظام استنباط کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یوں قیامت تک اجتہاد کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ انسان کے لیے کوئی گوش ایسا نہیں ہے جس کے بارے میں آپ سے احادیث مروی نہ ہوں ایک بڑا ذخیرہ احادیث آپ کے توسط سے بیان ہوا ہے۔ جو کتب احادیث میں محفوظ ہے۔

مفتيان اسلام

صحابہ کرام اور ازواج نبی کا نام مفتی کی حیثیت سے علامہ شوکانی نے اپنی کتاب الدرر المیحیہ میں کیا ہے۔ جس کا تذکرہ اس کتاب کے مترجم حافظ عمر ان الجوب نے فتنہ الحدیث نامی کتاب کے صفحہ (۷۷) میں بھی کیا ہے۔ اموی دور میں دین کی تبلیغ و اشاعت

اہم اور اعلیٰ انبیاء کی حکومتوں کے ملکیتیں

کے بارے میں ترجیحات تبدیل ہو چکی تھیں۔ حکومتوں کو اپنے احکام کے لیے زیادہ تو انا نیا صرف کرنی پڑتی تھیں۔ حکومت کے پھیلاؤ کے ساتھ مدینہ منورہ سے ہزاروں میل دور دمشق (شام) میں دار حکومت کا قیام کرنا پڑا۔ دین کا آغاز مکہ میں اور نشوونما مدینہ منورہ میں ہوئی تھی، چنانچہ صحابہ کرام کی اکثریت انہی مقامات پر موجود تھی لیکن دار الحکومت کی تبدیلی کی بنابر ان اصحاب کی دور روز اوقات پر ماسورگی کی وجہ سے مکہ اور مدینہ میں صحابہ کرام کی تعداد قلیل ہو چکی تھی۔ صحابہ کرام نے اشاعت دین و احادیث کے لیے قابل قدر اہتمام کیا۔ وقت کی ضرورت کے مطابق فتاویٰ بھی صادر کیے۔

① مفتیان مدینہ

① ام المؤمنین حضرت عائشہؓ صدیقہ ② حضرت عبداللہ بن عمرؓ

③ حضرت ابو ہریرہؓ سے

② مفتیان مکہ

عبداللہ بن عباسؓ

③ مفتیان کوفہ

① حضرت ابن سعوذؓ

② حضرت عمار بن یاسرؓ

③ حضرت علی کرم اللہ وجہہؓ

④ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ

④ مفتیان بصرہ

① حضرت انس بن مالک وغیرہ تھے۔

بَابُ شَشْمٌ

مظلوم کا حق
کے

دہ خالم کے خلاف نفرت

اور

احتجاج کرے

مظلوم پر جس کی جانب سے زیادتی کی گئی ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے اجازت دے رکھی ہے کہ اپنے ظلم کے خلاف احتجاج کرے اور اس کلے عام اظہار کرے اگر اس صورت حال کے دوران کوئی سخت زبان بھی استعمال ہو جائے تو اس کا یہ عذر جائز اور قبل معاافی ہے، اگرچہ مظلوم کا احتجاج ظالم کے خلاف نفرت کا اظہار ہے۔ جس کی وجہ سے ظالم نے مظلوم کا حق دبارکھا ہے جو مساوی معاشرے میں اسکے خلاف نفرت پھیلا کر اس کو رسوایکیا جاتا ہے تاکہ لوک اس کے بدغیر داشت سے باخبر ہو جائیں اور اس کے آیدہ حلف سے محفوظ بھی ہو جائیں ظالم فقط داخلی میں ہوتا پہلے خارجی طور بھی ہو سکتا ہے۔ جدید تعریف کے مطابق کوئی طاقت ور ملک کی کمزور ملک پر چڑھوڑے اور قبضہ کر لے یا اس غریب ملک کے بنیادی حق کے خلاف ویٹو کر دے تاکہ اس کا نقصان پہنچایا جاسکے۔ یہ سب صورتیں آج موجود ہیں کہ ان کے خلاف ہر قسم سے نفرت اور احتجاج کی صورت میں اظہار ہو جائے اور دنیا کے اس مظلوم کی خبر ہو جائے اس جدید طریقہ کے مطابق صد یوں سے کربلا پر جو خاندانِ رسالت ماب' کے الٰ اولاد پر ظلم ہوا ہے اس کے ظلم پر مسلمان اور مجاہدین اہلی بیت علیہ السلام کے خاندان کے ساتھ احتجاج کرتے چلے آ رہے ہیں تاکہ ظالم سے نفرت اور مظلوم کے حق میں ہمدردی اور محبت پیدا ہو جائے۔ جس ظالم کے خلاف اللہ تعالیٰ نے اس کے نفرت اور احتجاج کرنے کا حق دے رکھا ہے کہ اگر کسی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے آپ ان کے خلاف تاپسندیدہ طریقے سے بھی نفرت کا اظہار کر سکتے ہیں۔ جس سے ظالم پر اثر اور عبرت پایا جائے۔ کربلا کا سانحہ اس لیے بھی تاریخ کا انوکھا واقعہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے قاتل آپ کے ناتا کے دین پر رہنے کے دعویٰ دار تھے۔ من پر کلمہ بھی تھا اور نماز کے وقت نمازیں بھی قائم تھیں۔ لیکن ہاتھوں میں تیر توکاریں بھی تھیں جو پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الٰ اولاد کو قتل کر رہے تھے۔ جس کے

ہم اور نوحؑ اُنہیں

لیے پاک نبی کریمؐ نے فرمار کھاتا کہ جو آپ کے ساتھ مل کرے گا میں بھی ان کے ساتھ مل رکھوں گا اور جو آپ کے ساتھ دشمنی اور جنگ کرے گا میں بھی ان کے ساتھ دشمنی اور جنگ کروں گا۔ آپ کا دوست میرا دوست اور میرا دوست اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ آپ کا دشمن میرا دشمن اور میرا دشمن اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔

حسین مفی انا من الحسین۔

”حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں۔“

اس جنگ میں یہ بھی خاص بات نمایاں تھی کہ پاک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کو قتل کر دیا اور ان کی بہو بیٹیوں کو قید کر کے کوفہ سے شام ہزاروں میل پہلیل اور بے پلاں اونٹوں پر سوار کیا گیا تھا اور یہ بات تاریخ کے سیاہ باب میں درج کرنے والی ہے کہ پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اولاد شہداء کر بلکہ سروں کو جسموں سے کاٹ کر شہر پر شہر ماش کرتے ہوئے اور جشن فتح کے ساتھ خوشی کے عالم میں سفر کرتے ہوئے اور انعام اور اکرام کی خاطر سبقت کرتے ہوئے بڑھ بڑھ کر غلہ کیا جاتا رہا۔ کوفہ کے دارالامارہ میں اور شام کے دارالخلافہ کے اندر امام عالی مقام کے دانت مبارک کے ساتھ توہین آمیز سلوک کیا گیا اور کیا کوئی اور بھی غلہ باقی تھا جو آپ پیغمبر اسلام کے اہل خاندان کے ساتھ نہیں کیا تھا؟ اس ظلم اور ناپسندیدہ سلوک کے بعد یزید کے ہم نوالوں اللہ تعالیٰ کے ہاں بخشش اور پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت کی مسخر ہیں؟

قرآن پاک میں تاریخ کے مطابق عالم سے نفرت۔ قرآن حکیم نے پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل سابقہ امتوں کی تاریخ بیان کی ہے۔ اس زمانے کے حالات اور واقعات بیان کرنے کا بھی مقصد تھا تا کہ قیامت تک کا انسان بھی اس زمانے کے حالات اور ظالم و مظلوم کی تاریخ سے آشنا ہو جائے۔ اس سے مظلوم اور ظالم کے پیچاں اور ظلم کی وضاحت بھی جائے وگرنا ان کی شریعت بعد اولیٰ قوموں پر جنت نہیں ہے لیکن قیامت تک اس قرآن حکیم کے مطابق سے جب سابقہ الانبياء کے حصص کا مطالعہ ہوتا ہے تو اس زمانے کے فرعون اور نمرود کے مظالم کی تاریخ پڑھنے کے بعد آج بھی ان سے

نفرت کی جاتی ہے۔ آج بھی ان کو خالم کے لقب سے قوموں کی زبان میں محاورے کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

مظلوم کی یاد میں احتجاج

آج کی دنیا میں کسی بڑے واقعہ کے ہو جانے سے اس کی یاد میں آئندہ رسولوں کو باخبر رکھنے کے لیے سالانہ اسی دن احتیاجی جلسے اور جلوس، تقریبات اور محضی کی صورت میں اس دن کو منایا جاتا ہے۔ وہ اس لیے لازمی ہو گیا کہ اگر اس واقع کو بار بار دہرا یا نہ گیا تو یہ واضح انسانوں کے ذہن سے مت جائے گا۔ اس کی مشاہیں ملک کی آزادی سے لے کر مزدوری کے موت تک موجود ہیں کہ دنیا میں ان کی یاد کے لیے جلسے و جلوس کے علاوہ، نماز کرے، درکشاب، اور تقریبات مجلس کی صورت میں خوش کیے جاتے ہیں۔ ملک پاکستان میں آج آزادی سے لے کر قوی ہیرود کی ولادت اور شہادت اور افواج پاکستان کے شہداء کی یاد میں ملکی سٹپ پر ہر قسم کے تقریبات، جلسے اور جلوس کے علاوہ اس دن کے حوالے سے اخبارات اور دیگر ذرائع سے تحریر و تقریر کا انعقاد کیا جاتا ہے تا کہ مستقبل کی نسل سے ملکی تاریخ سے باخبر رکھا جائے۔ اسی طرح اسلام نے حضرت ابراہیمؑ کی یاد میں حج اور دیگر انبیاء کی تاریخ قرآن حکیم کے ذریعے سے قیامت تک انسانوں کی رہنمائی اور عبرت کے لیے محفوظ کر دی ہے۔ اس طرح خالم کے خلاف اور مظلوم کے حق میں انسان اب دے تاریخ مرتب ہوتی جا رہی ہے اور زندہ قومیں اپنے قائدین اور ہیرودوں کی یاد رکھتے ہیں۔ قرآن حکیم اس جانب رہنمائی کرتا ہے اور تمام عمل کو مباح قرار دیتا ہے۔

القرآن

لَا يَحِبُّ اللَّهُ الْجُنُونَ بِالشَّوَّهِ وَمِنَ الْقُوَّلِ إِلَّا مَنْ ظَلِمَ ۚ

وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلَيْهَا ۚ (النَّاسَ: ۱۲۸)

- ① اللہ کسی (کی) بربی بات کا باؤز بلند (غایہ اول علائیہ) کہنا پسند نہیں فرماتا سوائے اس کے جس پر قلم ہوا ہو (اسے خالم کا قلم)

اہم احادیث تعلیج ائمہ

آفکار کرنے کی اجازت ہے، اور اللہ خوب سننے والا جانے والا ہے۔” (ترجمہ پروفسر ڈاکٹر طاہر القادری)

② خدا اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو علاویہ برائی کی گردہ جو مظلوم ہو، اور خدا (سب کچھ) سنتا (اور) جانتا ہے۔“

(مولانا جالندھری)

③ ”اللہ پسند نہیں کرتا بری بات کا اعلان کرنا مگر مظلوم سے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔“ (مولانا شاہ احمد رضا بریلوی)

④ ”اللہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی بد گوئی پر زبان کھولے الایک کسی پر ظلم کیا گیا ہو اور اللہ سب کچھ سننے اور جانے والا ہے۔“ (تفہیم القرآن مولانا مودودی)

⑤ ”اللہ علاویہ بد گوئی کو پسند نہیں کرتا سوائے اس کے جس پر ظلم ہوا ہو (کاس کے لیے ظالم کی بد گوئی جائز ہے) اللہ بڑا سننے والا بڑا جانے والا ہے۔“

(تفسیر فیضان الرحمن علامہ محمد حسین نجفی)

تفسیر ابن کثیر

قال [علي] بن أبي طلحة عن ابن عباس: لا يحب الله الجهر بالسوء من القول يقول: لا يحب الله أن يدعو أحد على أحد، إلا أن يكون مظلوما، فإنه قد أرخص له أن يدعو على من ظلمه، وذلك قوله: إلا من ظلم وإن صبر فهو خير له.

”مظلوم کو فریاد کرنے کا حق ہے۔ حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: کسی سلمان کو بد دعا دینا جائز نہیں، ہاں جس پر ظلم کیا گیا ہو اسے اپنے ظالم کو بد دعا دینا جائز ہے اور اگر وہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سیر کرے تو بہتر ہے۔“

وقال عبدُ الکریم بن مالک الجزری فی
هذه الآیة: هو الرجُل يشتمك فتشتمه،
ولکن ان افتری علیک فلا تفتر علیه؛
لقوله: وَلَئِنْ اتَّخَذْتَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَئِكَ مَا عَلَيْهِمْ
وَقِنْ سَبِيلٌ①

”عبدالکریم بن مالک جزری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ کالی دینے والے کو یعنی برا کہنے والے کو تو برا کہہ سکتے ہیں لیکن بہتان باندھنے والے پر بہتان نہیں باندھ سکتے۔ ایک اور آیت میں جو ظلم اپنے خالم سے اس کے ظلم کا انتقام لے اس پر کوئی موظہ نہیں۔“

وقال أبو داود:

حدثنا القعْنَيُّ، حدثنا عبدُ العزِيزَ بنَ
محمدَ، عنِ الْعَلَاءِ، عنِ أَبِيهِ، عنِ أَبِي هُرَيْرَةَ؛
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:
الْمُسْتَبَانُ مَا قَالَ فَعَلَ الْبَادِئُ مِنْهُمَا، مَا لَمْ

يَعْتَدُ الظَّلُومُ“

”حضرت ابو ہریرہ کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت نے فرمایا: کالیاں دینے والوں میں جو کہل کرے الزام اس پر ہے جب تک کہ مظلوم حد مساوات سے آگے نہ بڑھ جائے۔“

وقال عبد الرزاق:

أَبْنَانَا الشَّفْيَى بْنُ الصَّبَاحِ، عَنْ مُجَاهِدِ فِي

قوله: [لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالْكُشُورِ وَنَفْقَهُ الْأَمْنِ]
 [فِيْلَمَ] قال: ضاف رجل رجلا فلم يؤذ اليه
 حق ضيافته، فلما خرج آخر الناس،
 فقال: "ضفت فلانا فلم يؤذ إلي حق
 ضيافي". فذلك الجهر بالسوء من القول إلا
 من ظلم، حين لم يؤذ الآخر إليه حق
 ضيافته.

"عبد الرزاق عبد بن مجيد اور ابن جریر نے عبادت کا بیان اس
 طرح لکھ لیا کہ ایک شخص ایک قوم کے پاس بطور مہمان گیا۔
 مہمان نے اس کو کھانا نہیں دیا۔ مہمان نے اس کا ٹکرہ کیا
 مہمان نے اس فکایت پر اس کی گرفت کی تو آیت نازل
 ہوئی (۵) اللہ کی (کی) بری بات کا باواز بلند (کاہر اور عظیمة)
 کہنا پڑنگل فرمائی اسے اس کے جس پر ٹکم ہوا ہو (اسے عالم کا
 ٹکم آفکار کرنے کی اجازت ہے)، اور اللہ خوب شد والا جانتے
 والا ہے، یعنی ایک مہمان کی ضيافت نہ کرنا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ٹکم
 نہ مر ہوتا ہے تو پھر خانوادہ نبوت و رسالت کو تین دن تک بھوکا
 کیا سار کہ کر عالم سافرت میں قفل کر دیتا اور اہل حرم کو اسیر عالمہ
 یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا ٹکم ہے اور اس پر احتیاج کی
 صدابند کرنا، وہ اہل بیت نبوت کی اولاد اور ان سے محدود مند
 انسان کا شرعی حق ہے۔"

بَابُ هَفْتَمٍ

پاک نبی کافرمان:

گریہ (رونا)

”رحمت ہے اور سب نجات ہے۔“

رونا اور گریہ کرنا ایک فطری امر ہے جو کسی بھی حادثہ کے موقعہ پر انسان کے اندر کے جذبات اور مجروح دل بے قابو ہو جاتا ہے۔ جس سے بے ساختہ انسان کے آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں اور دل رنجیدہ خاطر ہو جاتا ہے اور یہ بات تحقیقت کے میں مطابق تھی جب پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے بنی ابراہیم کا وصال ہوا تو آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اندر رُخْنی ہو گیا تھا اور آنکھوں سے لگا تار آنسو بہ رہے تھے اور دل موم ہوتا گیا اس واقعہ پر صحابہ کرام نے دریافت فرمایا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کیا کیفیت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آنکھیں روئی ہیں، دل غزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہماری رب ناراضی ہو جائے۔ ابراہیم تیری جدائی سے ٹھکین ہیں لیکن یہ عجب واقعہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسہ امام حسینؑ کی پیدائش مبارک ہوئی اور یہ بتوحاشم کے خاندان میں خوشی کا مقام تھا لیکن آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوشی کرنے کے بجائے غم زدہ ہو گئے اور رونے لگے۔ جناب ام الفضل فرماتی ہیں کہ اچاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں آنسووں سے ڈبڑا گئیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں آپ بآپ پر قربان ہوں آپ کیوں روئے ہیں؟ فرمایا: حضرت جبرائیلؓ میرے پاس آئے ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس بنی کوئل کر دے گی۔ میں نے کہا: اس کو! آپ نے کہا ہاں اور جبرائیلؓ نے مجھے کربلا کی سرخ مٹی لا کر دکھائی ہے۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ ابھی یہ واقعہ مسودار ہی نہیں ہوا تھا لیکن آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس واقعے باخبر کیا اور وہ تربت جو کربلا سے تھی اس کو دیکھتے ہوئے دل موم ہو گیا اور بے ساختہ گریہ شروع ہو گیا البتہ آپ نے گریہ کو حست قرار دیا ہے۔ جو مقصود کلام ہے۔ بہت موافق پر آپ نے نے گریہ فرمایا۔ حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ سعد بن عبادؓ پیار ہوئے تو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو دیکھنے کو آئے عبد الرحمن، سعد اور عبد اللہ ان کے ساتھ تھے۔ پھر جب ان کے پاس آئے تو بے ہوش پایا تو آپ نے فرمایا کہ کیا انتقال ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں پھر آپ رونے لگے اور لوگوں نے جب دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روتے ہوئے تو سب رونے لگے۔ آپ نے فرمایا: سنتے ہو اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسووں پر اور دل کے غم پر عذاب نہیں کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

”اللہ آنکھ سے رونے اور دل سے ٹکین ہونے پر عذاب نہیں

دیتے ہیں۔“

سلی سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ ام سلطہ زوجہ پیغمبر ﷺ کے پاس گئی اور وہ گریب کر رہی میں نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز نے روا لایا ہے؟ فرمائے گئی: میں نے پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے ان کے سر اور واڑھی مبارک مٹی سے آلو دھنی میں عرض کیا: یہ کیا ماجرو ہے؟ آپ نے فرمایا: میں حسین کے قتل کے وقت کر بلا میں موجود تھا وہاں سے آیا ہوں (نوٹ) آپ نبی ﷺ کا شدید گریب اور ماتم آگئے گا۔

قانون اور استنباط شریعت

- ① رونا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نجات کا سبب ہے۔
- ② آپ نبی کریم ﷺ نے خود گریب فرمایا اور صحابہ کرام نے گریب کیا۔
- ③ مردے پر گریب کرنا ایک جائز عمل ہے۔
- ④ پاک نبی کریم ﷺ سے گریب کا قولی، فعلی، عملی سنت سے ثابت ہے۔
- ⑤ شریعت کا دوسرا مأخذ سنت ہے اور گریب سنت سے ثابت ہے۔
- ⑥ آپ نبی کریم ﷺ نے امام حسینؑ کے ولادت کے موقع پر اور سعد بن عبادہ کے بیماری پر گریب فرمایا۔ جب کہ وہ ابھی زندہ تھے۔
- ⑦ زندہ پر گریب کرنا اور آنسو بہانست نبھی ہے۔

۱۰۴ انہیاں صابر ہوتے ہیں وہ جس عذیر نہیں کرتے لیکن گریہ رحمت خا خوب کیا اور امت کو گریہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

۱۰۵ پاک نبی کریم ﷺ نے حضرت حمزہ مدینہ کی گیلوں سے نام شہداء کا نام لے کر گریہ اور روح دنا لیکن آپ کے پھر حمزہ سید الشہداء کا نام نہ کریہ کیا شناخت گرد کیا میرے پھر پر بھی گریہ اور روح دکتا۔ حب النصار کے خواتین گمروں سے اکر پاک نبی کریم ﷺ کے گھر گریہ اور روح دکتا۔

۱۰۶ گریہ کرنار حست اور عمارت ہے۔

متن روایات

صحیح البخاری، تفسیر روح المعانی،
 تفسیر مظہری عن أنس بن مالک رضی
 الله عنہ قال دخلنا مع رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم علی ابی سینف القین وکان ظمرا
 لابراهیم علیہ السلام فأخذ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ابراهیم فقبله وشَّهَ
 ثم دخلنا علیه بعد ذلك، وابراهیم موجود
 پنتفسیه، فجعلت عیننا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم تذرقان . فقال له عبد الرحمن
 بن عوف رضی اللہ عنہ وانت يا رسول
 الله يهقال يا ابن عوف إنها رحمة . ثم
 أتبعها بآخری فقال صلی اللہ علیہ وسلم
 إن العین تندمع، والقلب يخزى، ولا نقول
 إلا ما يرضي ربنا، ولانا يغرايك يا ابراهیم

لَتَخْرُوْنَ.

”حضرت اُنسؑ کا بیان ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم سکرات کی حالت میں تھے آپ نے ابراہیمؑ کو اٹھایا۔ اس کو آنکھ میں لیا اور پیار کیا۔ اس کے بعد اُنسؑ کہتے ہیں، ہم بھی آنکھ پر وقت قابض حضرت ابراہیم حالت خرچ میں تھے۔ حضور ﷺ نے حالت دیکھی تو دونوں آنکھوں سے آنسو بنتے گئے۔ حضرت عبد الرحمن بن موف نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول آپ رورہے تھے؟ آپ نے فرمایا: اے ابن موف یہ دل کی رحمت ہے۔ اس کے بعد ایک اور حالت ہوتی تو فرمایا: آنکھیں روٹی ہیں دل غفردہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے خادمِ رب ناراضی ہو۔ اے ابراہیم! ہم تیری جدائی سے نکلنے ہیں۔“

نوٹ:

بعض محدثین اور سیرت کاروں نے یہ حدیث حضرت جابرؓ سے نقل کی ہے:
صحیح البخاری، صحیح مسلم۔

عَنْ عَبْدِ الْلَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ
أَشْكَنِي سَفَدْ بْنُ عَبْدَةَ شَكْوُى لَهُ قَائِمَةُ الشَّيْءِ
صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْوَدُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَاصٍ وَعَبْدِ اللَّهِ
مَسْعُودَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ
مَوْجَدَةً فِي غَاشِيَةِ أَهْلِهِ قَالَ قَدْ قَضَى
قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَبَّكَ الشَّيْءُ صَلَى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمَ بُكَاءَ الشَّيْءِ

اَمْ لَا تَرْجِعُ الْبَصَرَ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَحَثُوا فَقَالَ أَلَا
تَسْمَعُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلَا
بِحُزْنِ الْقَلْبِ.

”حضرت ابن عمر“ کی روایت ہے کہ سعد بن عبادہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کو دیکھنے کو آئے اور عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن مسعود ان کے ساتھ ہتھے۔ پھر جب ان کے پاس آئے تو بے ہوش پایا تو آپ نے فرمایا کہ کیا انتقال ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں پھر آپ رونے لگے اور لوگوں نے جب دیکھا آپ ﷺ کو روتے ہوئے توبہ رونے لگے۔ آپ نے فرمایا: سنتے ہو اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسووں پر اور دل کے فم پر عذاب نہیں کرتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ اللہ آنکھ سے رونے اور دل سے غلکھن ہونے پر عذاب نہیں دیتا۔“

صحیح مسلم، سنن ابو داؤد، تفسیر روح للمعانی، تفسیر مظہری۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ الشَّيْءِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ إِخْدَى
بَنَاتِهِ تَذَغُّوَةً وَتَخْيِرَةً أَنْ صَبِيَّاً لَهَا أَوْ ابْنَةً لَهَا
فِي الْمَوْتِ فَقَالَ لِلرَّسُولِ ارْجِعْ إِلَيْهَا
فَأَخْيَرُهَا إِنَّ اللَّهَ مَا أَخْدَ وَلَهُ مَا أَغْنَى وَكُلُّ
شَيْءٌ وَعِنْدَهُ يَأْجِلٌ مُسْمَى قَمْرُهَا فَلَتَضِيرَ
وَلَتَخْتَسِبَ فَعَادَ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّهَا قَدْ
أَفْسَمَتْ لَكَ أُتْتَيْنَاهَا قَالَ فَقَامَ الشَّيْءُ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عَبَادَةً وَمُعاذَ

بِنْ جَبَلٍ وَانظَرْتُ مَعَهُمْ فَرْفَعَ إِلَيْهِ الصَّبَّيُ
وَنَفْسُهُ تَقْعَدُ كَأَنَّهَا فِي شَنَّةٍ فَقَاضَتْ
عَيْنَاهُ فَقَالَ لَهُ سَهُدٌ مَا هَذَا يَا رَسُولَ
اللَّهِ قَالَ هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ
عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحْمَاءُ .

”حضرت امامہ بن زیدؑ کی روایت سے مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک نواسے کی نوع کی حالت تھی خراش شروع ہو گیا تھا اسی حالت میں حضور ﷺ وہاں سے اٹھے۔ آپ کے ساتھ سعد بن عبادہ، معاذہ بن جبل اور میں بھی تھا پھر اس پیچے کو آپ کے پاس اٹھا کر لایا گیا وہ دم توڑ رہا تھا جیسے میکینزیہ میں مکھٹا نے کی آواز تھی۔ یہ حالت دیکھ کر آپ کی آنکھوں سے آنسو بینے لگئے۔ حضرت سعدؓ نے عرض کیا رسول اللہ تھی کیا؟ آپ نے فرمایا: یہ دل کی رحمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ دی ہے۔ الشادی پر رحم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے۔“

مشکوہ شریف

عن أم الفضل بنت الحارث اسمها لبابة العامرية امرأة العباس بن عبد المطلب وأم أكثر بنيه وهي أخت ميمونة أم المؤمنين ويقال إنها أول امرأة أسلمت بعد خديجة روت عن النبي صلى الله عليه وسلم أحاديث كثيرة فعنها أنها دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله إني رأيت حلما بضم فسكون وبضمان

ففي النهاية الحلم بضمتين وبضم فسكون
 ما يراه النائم منكرا بفتح الكاف المخففة
 أي مهولا لالليلة أي البارحة قال وما هو
 قالت إنه شديد أي صعب سماعه قال وما
 هو قالت رأيت كأن قطعة من جسدك
 قطعت بصيغة المجهول وكذا قوله فوضعت
 في حجري بالكسر ويفتح وتقديم أن الحجر
 بالكسر أشهر في المخضن وبالفتح في التربية
 فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت
 خيرا تلد فاطمة إن شاء الله غلاما يسكون
 في حدرك فولدت فاطمة الحسين فكان في
 حجري كما قال رسول الله صلى الله عليه
 وسلم فدخلت يوما على رسول الله صلى
 الله عليه وسلم فوضعته في حجره وفي
 نسخة في حجري ثم كانت مني الصفاته أي
 وقعت مني ملاحظة إلى غيره فنظرت إلى
 جانبه فإذا عينا رسول الله صلى الله عليه
 وسلم تهريقان الدموع بفتح الهاء ويسكن
 أي تسيلان ماء العين للبكاء قالت فقلت
 يا نبي الله بأبي أنت وأي ما لك أي ما
 الحال الذي يبكيك قال أتأني جبريل وفي
 نسخة عليه السلام فأخبرني أن أمني أي

نام اور لفظ انبیاء

أمة الإجابة ستقتل ابفي هذا أي ظلما
 فقلت أي جبريل هذا أي ابني هذا لزيادة
 التأكيد قال نعم وأقاني بترية من تربته أي
 من ترابه الذي يقتل به حمراء بالفتح صفة
 لترية حمراء

”ام الفضل بنت المارث سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے آج رات ایک برا خواب دیکھا ہے۔ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے ہاں گئی میں نے حسین کو اٹھا کر اپنی گود میں لے لیا ہے میں کسی اور طرف دیکھنے کی اچانک رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں آنسووں سے ڈپٹ بائیکنیں آئیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میرے ماں باپ پر قربان ہوں آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا حضرت جبراہیل میرے پاس آئے ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کر دے گی میں نے کہا اس کو آپ نے کہا ہاں اور جبراہیل نے مجھے اس کی سرخ مٹی لا کر دھکلائی ہے۔“

حوالہ جات

- (۱) صحیح البخاری کتاب الجنائز باب قُولُّ الثَّئِنِ صلَّی اللّٰہُ عَلٰی وَسَلَّمَ إِنَّا يٰكَ لَخَرُوْثُونَ صفحہ: ۱۸۵۔ البکاء عندالریض: ۱۸۸۔
- (۲) تفسیر مظہری سورہ یوسف آیت قال یاسفی علی یوسف صفحہ مترجم: ۱۲۹، ۱۳۰۔
- (۳) تفسیر روح للعائی آیت مذکور۔
- (۴) صحیح مسلم کتاب جنائز باب (باب البکاء علی للہیت) صفحہ مترجم وحید الزمان: ۳۶۸، ۳۶۷۔ جلد: ۲۔
- (۵) مناقب الہیت کتاب مرقاۃ للفاتح شرح مشکاة المصایح ۱ ملا علی القاری صفحہ: ۲۵، ۲۶۔ جلد: ۸۔
- (۶) تاریخ البدایہ والہیاہ واقعات اکٹھو: ۱۱، بھری صفحہ: ۸، جلد: ۲۰۰۔
- (۷) مشکوک اشارہ بباب جلد: ۳۔ مترجم مناقب اہلیت صفحہ: ۲۵۹۔
- (۸) تاریخ الكامل واقعات سن اکٹھو بھری: ۱۱، جلد: ۳، صفحہ: ۱۸۳۔
- (۹) تاریخ احمدی صفحہ: ۲۹۲۔
- (۱۰) تاریخ دمشق بباب امام حسین علیہ السلام صفحہ: ۳۳۷۔ جلد: ۱۳۔
- (۱۱) صواعق عمرہ بباب حضرت فاطمہ اور امام حسین علیہما السلام کی مناقب احادیث مترجم صفحہ: ۵۳۳۔
- (۱۲) تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی بباب بیزید بن معاویہ مترجم صفحہ: ۳۰۳۔
- (۱۳) تاریخ السلام جلد: ۱، صفحہ: ۵۶۰۔
- (۱۴) سنابوداود کتاب الجنائز باب البکاء علی المیت مترجم جلد: ۲، صفحہ: ۵۲۸۔
- (۱۵) مدرج النبوت شیخ مولانا عبد الحق دہلوی جلد: ۲، صفحہ: ۳۷۷، باب (درد ذکر اولاد کرام) قسم پنجم۔

صیبت پر رونا جائز ہے اور جب حزن و ملال بہت بڑھ جائے تو پھر روناء عبادت ہے

روناء جائز ہے چنانکہ پاک نبی کریم ﷺ نے اپنے بیٹے پر خوب گریہ کیا اور فرمایا کہ
روناء حرام ہے۔

وسائل الشیعہ

وعن عدة من أصحابنا، عن سهل بن زيد ، عن جعفر بن محمد ، عن ابن القداح ، عن أبي عبدالله (عليه السلام) في حديث قال : لما مات إبراهيم ابن رسول الله (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) هملت عين رسول الله (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) بالدموع ، ثم قال رسول الله (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) : تدمع العين ، ويحزن القلب ، ولا نقول ما يسخط الرب ، وإنما بك يا إبراهيم لحزونون ، الحديث .

محمد بن علي بن الحسين قال : قال الصادق (عليه السلام) : لما مات إبراهيم

نہم اور اعلیٰ الحجۃ البالی

ابن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ) قال
 رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ): حزنا
 علیک یا ابراہیم ، وان الصابرون، پھر
 القلب وتدمع العین ، ولا نقول ما یسخط
 الرب.

”ابن القدار حضرت جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں
 کہ آپ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب فرزند رسول
 اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو آنحضرت کی آنکھیں (باڑ کی
 طرح) آنسو بھاری تھیں۔ مگر آپ نے فرمایا: آنکھ ایک ریز
 ہے اور دل غناک ہے کوئی ایسا کلہ نہیں کہیں گے جو خدا کو ناراض
 کر دے۔ مگر فرمایا: اے ابراہیم! ہم تیری جدائی پر ان دو صنائ
 ہیں۔“

وسائل الشیعہ

قال: وقال (عليه السلام): إن رسول الله
 (صلی اللہ علیہ وآلہ) حين جاءته وفاة
 جعفر بن أبي طالب وزيد بن حارثة كان
 إذا دخل بيته كثُر بكاؤه عليهما جداً ،
 ويقول : كانا يحمدثاني ويؤنساني فذهبنا
 جمِيعاً.

”جناب شیخ صدقہ رحمۃ اللہ علیہ امام سے روایت کرتے ہیں
 کہ جب حضرت رسول اللہ ﷺ کو جناب جعفر طیار اور زید بن
 حارثہ کی شہادت کی اطلاع ملی تو آپ جب بھی گھر میں داخل
 ہوتے تو ان پر زار و قطار روتے اور فرماتے: ”یہ دونوں مجھ سے

باتش کرتے تھے اور مجھے ماوس رکھتے تھے (آہ) دنوں پلے
مجھے۔

وسائل الشیعہ

عن عائشہ قالت : لما مات إبراهیم بکی
النبي (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حق جرت
دموعه على لحیته ، فقيل : يا رسول الله ،
تنھی عن البکاء وأنت تبکی ! فقال : ليس
هذا بکاء ، وإنما هذه رحمة ، ومن لا
يرحم لا يرحم .

”حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت رسول اللہ ﷺ
کے فرزند ابراہیم کا انتقال ہوا تو آنحضرت اس قدر روئے کہ
ریش مبارک سے آنسو بینے گے۔ آپ سے کہا گیا یا رسول اللہ
آپ ہمیں تور و رکتے ہیں اور خود اس قدر روتے ہیں؟ آنحضرت
نے فرمایا یہ رونا نہیں ہے یہ تور رحمت ہے۔ اور جو دوسروں پر رحم
نہیں کرتا اس پر بھی اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں کرتا۔“

وسائل الشیعہ الجزء الثالث مترجم جلد (۲) باب: ۸۔ صفحہ: ۳۱۱

۳۱۲۔ تأليف الفقيه المحدث الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی:

میت پر گریہ کرنا حضرت عائشہ صدیقہؓ کے نزدیک جائز اور مخالف
احادیث غلط ہیں

(راویان احادیث نے قرآن کے خلاف احادیث گھٹی ہیں)

كتب احادیث کے مطالعے سے یہ بات صراحت سے عیاں ہوتی ہے کہ صدی اول
میں احادیث کو جمع کرنے کا کوئی مناسب طریقہ وضع نہیں کیا تھا اور دوسری صدی میں جو
احادیث جمع کرنے کا اہتمام ہوا وہ بھی انفرادی حیثیت سے کام کیا گیا تھا۔ اس وقت تک

احادیث پر خاطر خواہ کامن ہونے کی بنا پر بہت سے احادیث جعلی اور فرضی شامل ہو کر مجمع ہو گئی تھیں۔ دوسری جانب آمریت کی حکومتوں نے اپنے مطلب کے لیے بھی بہت کام دیکھایا۔ جس کی مثال ابو عبد الرحمن بن شعیب النسائی کی شام کے دار الحکومت میں ان کے فرضی کی احادیث بیان نہ کرنے کی بنا پر سخت تشدد ہوا۔ جس کی بنا پر شام سے جیسے یہ وامیں آئے تو راستہ میں شہادت واقعہ ہو گئی تھی۔ وجہ شہادت یہ تھی کہ جو آمریت کے لیے جعلی احادیث وضع نہ کرنے کی بنا پر موت کے مند جا پہنچے۔ اس میں سیاسی مضرات کے ساتھ ساتھ روایاں احادیث نے بھی خوب کمال دکھایا۔ اکثریت لوگوں کو احادیث کے نتائج اور منسوب کا بھی علم نہ تھا۔ جس کی بنا پر احادیث میں تنقیص پایا جاتا ہے اور پھر آخر زمانہ کے فرقتوں اور دشمنوں نے بھی خوب رنگ بھرا کر وارثین دین موجود ہیں لیکن ان سے استفادہ کرنے سے گریز کیا۔ شاہد حکومتی پاپند یوں یا خوف بھی پاک نبی کریم کے جانشین سے علم حاصل کرنے سے اجتناب ہوتا رہا۔ ہر حال کوئی وجہ تھی جس کی بنا پر ذخیرہ احادیث جمع ہو گیا مگر تنقیص احادیث کی کثرت پائی جاتی ہے

اب احادیث کی روشنی سے حلال اور حرام میں انتیاز کرنا ہر شخص کے ہس میں نہیں ہے۔ اس کی مثالیں یہ باب ہے جس میں قرآن کا دعویٰ ہے کہ ایک شخص کا بوجھ وہ خود ہی اٹھائے گا کوئی دوسرا ذمہ دار نہیں ہے لیکن احادیث کا ایک حصہ ہے کہ گھر والوں کے رونے سے مردہ کو عذاب ہوتا ہے اور دوسری جانب حضرت عائشہؓ اور بہت سے صحابہ کی روایات ہیں کہ ایسا کوئی قانون نہیں ہے جو اہل خانہ کے گل سے مردہ پر اڑا نداز ہو گا؛ البتہ احادیث کی مشایہ تھی کہ ایک طرف مردہ پر عذاب ہو رہا ہے اور دوسری جانب اس کے ورثا ان پر رورہیں تھے جبکہ یہ واقعہ اس طرح بھی پیش آیا کہ آپ نبی ﷺ ایک قبرستان سے گذر رہے تھے تو ایک بیہودی پر عذاب ہو رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے عذاب دیا جا رہا ہے جبکہ اس کے گھر والے اس پر گریا کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے سنائے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے فرمایا: حضرت ابن عمرؓ سے نقل ہے کہ میت پر زندہ کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ اس

اہم اور اعلیٰ ائمہ اور ائمہ اسلام

پڑھرت عائشہؓ فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ الی عبد الرحمن کو معاف فرمائے (کنیت ابن عمر) بے شک انہوں نے کبھی اپنی طرف سے جھوٹ نہیں بولالیکن وہ بھول گئے ہیں یا ان سے خطا ہوئی ہے۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ ایک مرتبہ پاک نبیؐ ایک میودی کی قبر سے گذرے جب کہ اس پر رویا جا رہا تھا۔ تب آپؐ نے فرمایا: اس کی میت پر عذاب قبر ہو رہا ہے جبکہ زندہ اس پر رورہے ہیں۔ ایک اور روایت کے مطابق آپؐ نبیؐ کریمؐ نے اپنی ماں کی قبر کی زیارت فرمائی تو خود بھی خوب دل بھر کر ماں سے باٹیں بھی کی اور گریہ بھی فرمایا۔ بلکہ آپؐ کو دیکھتے ہوئے صحابہؓ کرام نے خوب آنسو بھائے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب نبیؐ کریمؐ نے ماں کی قبر کی زیارت فرمائی آپؐ نے گریہ کیا جو وہاں موجود تھے ان سب نے بھی گرایا کیا تھا، پھر فرمایا: میں نے آپؐ کے لیے استغفار کی کوشش کی ابھی تک اجازت نہیں ملی البتہ زیارت کی اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تو قویلت ہوئی قبروں کی زیارت سے موت یاد رہتی ہے۔

لیکن پاک نبیؐ کریمؐ نے رونے کو اللہ تعالیٰ کی رضا قرار دیا: خوب بھی بہت مرتبہ آنسو بھائے اور ساتھ صحابہؓ کرام نے بھی گریہ کیا۔ جو روایات سے عیاں ہے۔

قانون

آپؐ نے اپنے بیٹے ابراہیم، اور بیواری ماں کی قبر پر گریہ فرمایا اسکے علاوہ اکثر بزرگ صحابہؓ کی وفات پر بالخصوص حضرت محوہؓ چچا اور حضرات حضرت ڈیارؓ کی شہادت پر خوب گریہ کیا اور حکم فرمایا کہ دل مغموم ہے آنکھوں سے آنسو ہیں۔ البتہ زمانہ جا حلیت کے ہوں کے نام گریہ کرنے کی پانچھدی قرار دی جاتی ہے۔ جبکہ انسان کا روانا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رضا کی امید ہے۔

نوٹ:

تناقص احادیث کثرت سے ہر مناقب و فقد کے ہر باب میں پائی جاتی ہیں۔ اس کی بہتر جانی پر تالیم علم و تفسیر احادیث نے علاوہ مجتهد عظام علیؐ سے ملکن ہے۔

متن روایات

سنن النسائي

عَنْ أَبِي عُمَرْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَيْتَ لَيُعَذَّبُ بِمَا كَانَ أَهْلَهُ عَلَيْهِ . فَذَكَرَ ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ وَهَلْ إِنَّمَا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرٍ فَقَالَ إِنَّ صَاحِبَ الْقَبْرِ لَيُعَذَّبُ وَإِنَّ أَهْلَهُ يَكُونُ عَلَيْهِ . ثُمَّ قَرَأَتْ (وَلَا تَزِرُ وَازِرَةً وَذَرَّ أَخْرَى) .

”حضرت ابن عمر پاک نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: گھروں کے روئے سے میت کو عذاب ہوتا ہے۔ اس پر راوی نے کہا کہ حضرت عائشہؓ فرماتی تھی جب کہ یہ بات آپ نے ایک یہودی کی قبر پر کہی تھی کہ میت پر عذاب ہو رہا ہے جب کہ گھروں اس پر آہ دیکا کر رہے ہیں اور پھر اس آیت کو پڑھا (أَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وَذَرَّ أَخْرَى) کہ کوئی شخص دوسروں کا یہ جو شکل الحادیۃؓ ہے۔“

سنن النسائي، صحيح البخاري، صحيح مسلم، سنن البهقي،
موطأ امام مالک

عَنْ عَمْرَةَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ وَذَكَرَ لَهَا أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنَ عَمْرَةَ يَقُولُ إِنَّ الْمَيْتَ لَيُعَذَّبُ بِمَا كَانَ الْحَقُّ عَلَيْهِ . قَالَتْ عَائِشَةَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا إِلَهٌ لَمْ

يَكْذِبُ وَلَكِنْ نَسِيْ أَوْ أَخْطَأْ إِنَّمَا مَنْ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى يَهُودِيَّةِ
يُنْكِي عَلَيْهَا فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيَنْكُونُ عَلَيْهَا
وَإِنَّهَا لَشَعْدَبٌ

”حضرت عمرہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے ساہے حضرت عائشہؓ سے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابن عمرؓ سے نقل ہے کہ میت پر زندہ کے روئے سے عذاب ہوتا ہے۔ اس پر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ابی عبدالرحمن کو معاف فرمائے (کیتھ ابن عمر) بے شک انہوں نے کبھی اپنی طرف سے جھوٹ نہیں بولا لیکن وہ بھول گئے ہیں یا ان سے خطا ہوئی ہے۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ ایک مردی پاک نبیؐ ایک یہودی کے قبر سے گزرے جب کہ اس پر روایا جا رہا تھا۔ تب آپ نے فرمایا: کیا میت پر عذاب قبر ہو رہا ہے جبکہ زندہ اس پر رو رہے ہیں۔“ (حدیث صحیح)

سنن الترمذی۔ سنن البهیقی
حَدَّثَنَا قَتْبِيَّةُ حَدَّثَنَا عَبَادُ بْنُ عَبَادٍ
الْمُهَلَّيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَنْبَرٍ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَيْتُ يُعَذَّبُ بِمَا كَانَ
أَهْلِهِ عَلَيْهِ . فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَرْحَمُهُ اللَّهُ لَمْ
يَكْذِبُ وَلَكِنْهُ وَهُمْ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مَاتَ يَهُودِيًّا
إِنَّ الْمَيْتَ لَيُعَذَّبُ وَإِنَّ أَهْلَهُ لَيَنْكُونُ

عَلَيْهِ . قَالَ وَفِي الْبَابِ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ
وَقَرَاطَةَ بْنِ كَعْبٍ وَأُبَيِّ هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُودٍ
وَأَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ . قَالَ أَبُو عِيسَى حَدِيثُ
عَائِشَةَ حَدِيثُ حَسَنٍ صَحِيحٌ وَقَدْ رُوِيَ مِنْ
عَنْ فَجِيلٍ عَنْ عَائِشَةَ .

”حضرت ابن عمرؓ نبی کریمؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ
نے فرمایا: گھروں کے درونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے اس
پر راوی نے کہا کہ حضرت عائشؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ عبد اللہ
بن عمر پر رحم کرنے والوں نے جھوٹ نہیں بولا البتہ شاہدان کو وہم
ہو گیا ہے۔ یہ بات آپ نے ایک یہودی کے مرنے پر کہا تھی
اور فرمایا تھا کہ میت پر عذاب ہو رہا ہے جب کہ گھروں لے اس پر
آؤ دبکا کر رہے ہیں۔“

صحیح الترمذی

عَنْ عُمَرَ أَخْبَرَنَا أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ
وَذِكَرَ لَهَا أَنَّ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ
لَيَعْذَبُ بِبَكَاءِ النَّعْنَاعِ عَلَيْهِ . فَقَالَتْ عَائِشَةُ
عَفَّرَ اللَّهُ لِأَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمَا إِنَّهُ لَمْ
يَكُنْ يَذِبُّ وَلَكِنَّهُ نَسِيَ أَوْ أَخْطَأَ إِنَّمَا مَرَّ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى يَهُودِيَّةَ
يُبَيْكِ عَلَيْهَا فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيَنْكُونُ عَلَيْهَا
وَإِنَّهَا لَتَعْذَبُ فِي قَبْرِهَا . قَالَ أَبُو عِيسَى
هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ .

”حضرت عمرہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے ساہے حضرت

عائشہؓ سے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابن عمرؓ سے نقل ہے کہ میت پر زندہ کے رونے سے عذاب ہوتا ہے۔ اس پر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ابی عبدالرحمن کو معاف فرمائے (کنیت ابن عمر) بے شک انہوں نے کبھی اپنی طرف سے جھوٹ نہیں بول لیکن وہ بھول گئے ہیں یا ان سے خطا ہوئی ہے۔ دراصل حقیقت یہ ہے کہ ایک مرتبہ پاک نبی ایک یہودی کی قبر سے گزرے جب کہ اس پر رویا جارہا تھا۔ تب آپ نے فرمایا: اس کی میت پر عذاب قبر ہو رہا ہے جبکہ زندہ اس پر رہ رہے ہیں۔ (حدیث صحیح ہے)

سنن النسائي، صحيح البخاري، سنن البيهقي، صحيح مسلم،

سَمِعْتُ أَبْنَى أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ لَمَا حَلَّكُثْ
 أُمُّ أَبَانَ حَضَرَتْ مَعَ النَّاسِ فَجَلَسَتْ بَيْنَ
 عَنْدِ الْلَّهِنِ عَمَّرَ وَأَبْنَى عَبَّاسَ فَبَكَّيْنَ.
 النَّسَاءُ قَالَ أَبْنُ عَمَّرَ لَا تَنْهَى هُوَلَاءَ عَنِ
 الْبَكَاءِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْمَيْتَ لَيُعَذَّبُ
 بِمَنْفَضِ بُكَاءِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ . قَالَ أَبْنُ
 عَبَّاسَ قَدْ كَانَ عَمَّرَ يَقُولُ بَعْضَ ذَلِكَ
 خَرَجَتْ مَعَ عَمَّرَ حَتَّى إِذَا كَنَّا بِالْيَمِينَ رَأَى
 رَجُلًا ثَخَنَ شَجَرَةً قَالَ انْظِرْ مِنَ الرُّكْبَ
 فَذَهَبَتْ فَإِذَا صَهَيْبُ وَأَهْلُهُ قَرَجَفَتْ إِلَيْهِ
 فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَذَا صَهَيْبُ وَأَهْلُهُ.
 قَالَ عَلَى بِصَهَيْبٍ. قَلَّمَا دَخَلْنَا الْمَدِينَةَ

أَصِيبَ عُمَرُ فَجَلَسَ صَهْبَيْتُ يَنْبِيَ عِنْدَهُ
 يَقُولُ وَالْخَيَاةُ وَالْخَيَاةُ. فَقَالَ عُمَرُ يَا صَهْبَيْتُ
 لَا تَبْكِ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْمَيْتَ لَيَعْذَبُ
 بِمَا فِي كَوَافِرِ أَهْلِهِ عَلَيْهِ . قَالَ فَذَكَرَ
 ذَلِكَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ أَمَا وَاللَّهِمَا تُحَمِّلُونَ
 هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ كَادِيَيْنِ مُكَدِّيَيْنِ وَلَكِنْ
 السَّمْعُ يُخْطِلُ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْقُرْآنِ لَتَابًا
 يُشْفِيَكُمْ (الْأَلَا تَرُزُّ وَازْرَةٌ وَرُزْرَ أَخْرَى)
 وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ إِنَّ اللَّهَ لَيَزِيدُ الْكَافِرَ عَذَابًا يُبَكِّأَهُ أَهْلِهِ
 عَلَيْهِ.

”حضرت ابن أبي مليكة سے روایت ہے۔ جب ام ابیان مر گئیں تو میں لوگوں کے ساتھ موجود تھا اور عبد اللہ بن عمرؓ اور عبد اللہ بن عباسؓ کے درمیان میں بیٹھا ہوا تھا۔ مورثیں روپیتی تھیں۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا کہ تم ان کو منع کیوں نہیں کرتے؟ میں نے کہا کہ پاک نبی کریم ﷺ فرماتے ہوئے سنتا ہے آپ نے فرمایا: مردے کے گھروں کے روپے سے اس پر عذاب ہوتا ہے۔ اس پر عبد اللہ بن عباسؓ نے کہا کہ حضرت عمرؓ بھی ایسا ہی کہا کرتے تھے۔ ایک بار میں حضرت عمرؓ کے ساتھ تکلا۔ جب بیدار میں پہنچے۔ کچھ سواروں کو درخت کے سڑے دیکھا۔ مجھ سے کہا: دیکھو یہ صہیب اور ان کے گھروں والے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا میرے پاس لے آو۔“

لهم اور نفع الحبیب ﷺ

جب صحیب اور ہم مدینہ پہنچ تو حضرت عمرؓ رضی کیے گئے، صحیب ان کے پاس رونے لگے اور کہنے لگے: ہائے میرے بھائی، ہائے میرے دوست، حضرت عمرؓ نے کہا ملت روایں لیے کہ میں نے پاک نبی کریم ﷺ سے سنائے آپ فرماتے ہیں اس کے گھر کے روئے والوں سے مردے کو عذاب ہوتا ہے۔ اس پر ابن عباسؓ نے کہا: میں نے یہ بات حضرت عائشہؓ سے بیان کی انہوں نے کہا قسم خدا کی تم حدیث کو جھوٹ اور جھلانے والوں سے روایت نہیں کرتے ان کو سننے میں غلطی ہوئی ہے۔ قرآن حکیم میں وہ بات موجود ہے جس سے تمہاری تسلی ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (أَلَا تَزِرُ وَازِرَةً وَزَرَ أَخْرَى) کہ ایک بندے کا یو جو دوسرا آدمی یو جو نہیں اٹھائے گا لیکن رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر کو عذاب زیادہ کریتا۔ ان کے گھر کے روئے والوں سے ہے۔

پاک شفیرؓ نے ماں کے قبر کی زیارت فرمائی خود بھی گریب کیا اور صاحبہ سے کریہ کرایا۔

سنن النسائی، صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ، عمدة القاری شرح صحیح البخاری، سنن البیهقی

وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْحَافِظُ وَأَبُو القَضَى الْحَسْنُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَابِ الْقَرَاءُ أَخْبَرَنَا يَعْلَمُ بْنُ عُبَيْدِ حَدَّثَنَا أَبُو مُنْدَبٍ: يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: زَارَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْرَ أُمِّهِ قَبْرَى وَأَبْنَكَى مَنْ حَوْلَهُ، ثُمَّ قَالَ: اسْتَأْذَنْتُ رَبِّي أَنْ أُرُورَ قَبْرَهَا فَأَذِنَ لِي،

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَاسْتَأْذِنْتُهُ أَنْ أَسْتَغْفِرَ لَهَا فَلَمْ يَؤْذِنْ لِي
فَزَوْرُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تَذَكُّرُ الْمَوْتُ

”حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم نے ماں کی قبر کی زیارت فرمائی: آپ نے گریہ کیا جوہاں موجود تھا ان سب نے بھی گریہ کیا۔ پھر فرمایا کہ میں نے آپ کے لیے استغفار کی کوشش کی ابھی تک اجازت نہیں ملی البتہ زیارت کے لیے اللہ تعالیٰ سے درخاست کی تو قول ہوئی اس طرح قبروں کی زیارت سے موت یاد رہتی ہے۔“

سُنْنَةِ الْبَيْهِقِيِّ

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسِنِ : عَلَى بْنِ أَخْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ أَخْبَرَنَا أَخْمَدُ بْنُ عَبْيَدِ الصَّفَارِ حَدَّثَنَا إِسْتَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ الْقَاضِي حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُوبَ عَنْ حَمِيدِ بْنِ هَلَالٍ عَنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ : تَعَوَّذْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعْفَرًا وَزَيْدًا بْنَ حَارِثَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ تَعَاهُمْ قَبْلَ أَنْ يَجْئِيَهُمْ تَعَاهُمْ وَعَيْنَاهُ تَدْرِقَانِهِ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الصَّحِيفَةِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ حَرْبٍ [ت] وَقَدْرُوْبِنَا عَنْ أَنَّسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ : شَهَدْنَا أَبْنَةَ لَرْسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا عَلَى الْقَبْرِ فَرَأَيْتُ عَيْنَيْهِ

تَذْمِعَانٍ۔ (۴۱۴) (۲)

”أنس بن مالك رواية بيان كرتة هن كجب آپ کو جضر طیار، زید بن حارث، اور عبد اللہ بن رواحد کی شہادت کی خبر آپ تک پہنچی تو آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے اور دوسری روایت جو بخاری میں انس بن مالک سے ہے کہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھے جب ان کی ایک بیٹی کی وفات ہوئی تو آپ قبر پر بیٹھے تھے اور آنکھوں میں آنسو متواتر جاری تھے۔“

سنن البهیقی، سیرت ابن بشام، سیرت ابن اسحاق، تاریخ طبری، تاریخ کامل، تاریخ البدایہ والہایہ، طبقات ابن سعد وَقَدْ قِيلَ عَنْ أَسَامَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِي عُمَرَ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْخَافِظُ أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ: مُحَمَّدُ بْنُ أَخْمَدَ التَّخْبُرُوْيُّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْعُودٍ حَدَّثَنَا عَبْيَضُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا أَسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ أَبْنِي عُمَرَ قَالَ: رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا أَحْدَى قَسْمَيْنِ نِسَاءَ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ يَبْكِيْنَ عَلَى هَلْكَاهُنَّ فَقَالَ: لَكِنَّ حَزَرَةً لَا يَبْوَأِ لَهُ . فَجِئْنَ نِسَاءَ الْأَنْصَارِ فَبَكَيْنَ عَلَى حَزَرَةٍ عِنْدَهُ وَرَقَدَ قَاسِيَقَظَ وَهُنَّ يَبْكِيْنَ (۴۱۱، ۴۱۲) (۲)

”حضرت حزرة کی شہادت اور روایت مدینہ پر آپ ﷺ نے جب مدینہ کی خواتین کی زبان اور عمل سے گریہ اور نوحہ ہو رہا تھا

اس میں حضرت حمزہؓ کے عیان بیان نہیں ہو رہے تھے اب آپ نے ازروئے تجہب یہ جملہ فرمایا کہ کاش میرے پچا حضرت حمزہؓ پر بھی کوئی گریہ اور آنسو بھانے والا ہوتا۔ تب انصار نے اہم خواتین کو لے کر آپ کے گھر میں گریہ کیا، جب کہ اس وقت آپ آرام فرم رہے تھے اور یہ گریہ اس وقت جاری رہا جب تک آپ جائے نہیں اور الوداع کا حکم نہیں کیا اور دعائے خیر نہیں دی تھی۔“

حوالہ جات

- (۱) صحيح البخاری کتاب الجنائزہ باب رونا، اور عذاب، رحمت، جلد: ۵ صفحہ: ۱۵۶، ۱۶۷، ۱۸۸، ۱۳۳ تا ۱۳۴۔
- (۲) صحيح مسلم کتاب الجنائزہ مترجم جلد: ۲، صفحہ: ۳۷۲۔
- (۳) جامع الترمذی کتاب الجنائزہ باب الرخصت فی البکاء علی الیت مترجم جلد: ۱، صفحہ: ۳۷۱۔
- (۴) سنن النسائی کتاب الجنائزہ باب النیاحة علی الیت۔ مترجم جلد: ۱، صفحہ: ۲۲۱، ۲۲۲ تا ۲۲۴۔
- (۵) سنن ابو دود کتاب الجنائزہ جلد: ۳، صفحہ: ۱۲۳۔
- (۶) سنن ابن ماجہ کتاب الجنائزہ بباب البکاء علی الیت جلد: ۵، صفحہ: ۱۳۵، ۱۳۸۔
- (۷) سنن الیبوقی کتاب الجنائزہ جلد: ۲، صفحہ: ۳۵۶، ۳۵۷۔
- (۸) سنن دارقطنی کتاب الجنائزہ جلد: (صفحہ)
- (۹) موطأ امام مالک کتاب الجنائزہ بباب الثنی عن البکاء علی الیت جلد: ۲، صفحہ: ۳۲۹۔
- (۱۰) عملۃ القاری شرح صحيح البخاری بباب زائرات کتاب الجنائزہ۔
- (۱۱) صحيح مسلم بباب زائرات کتاب الجنائزہ۔
- (۱۲) تاریخ طبری۔
- (۱۳) تاریخ کامل۔
- (۱۴) تاریخ البدایہ والہایہ۔
- (۱۵) سیرت ابن بشام۔
- (۱۶) طبقات ابن سعد تمام کتب کا باب غزوہ واحد پاک نبی کا پیار سے وابسی اور دین میں آمد کے موقع پر حکم فرمانا حمزہؓ پر روایا جائے۔

بَابُ هَشْتَمٍ

- بلند آواز سے گریہ (آہ و بکاء) کرنا سنت یعقوب ہے۔
- شدید گریہ کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت ہے۔
- کثرت گریہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی پینائی گئی اور کمر بھی خمیدہ ہو گئی۔
- حضرت یعقوب نے حضرت یوسف پر اسی (۸۰) سال تک جزع و فزع کیا، جبکہ یوسف زندہ تھے، اور آپ کے علم میں تھا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے محبوب شفیر تھے۔ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل و نسب سے تھے۔ آپ کی پنکوئی بھی وحی تمی جس طرح ایک نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے آپ کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام نے ایک مرتبہ خواب دیکھا اور والد صاحب کو سنایا کہ بابا جان میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ گیارے ستارے ایک سورج اور ایک چاند مجھے جدہ کر رہے تھے۔ جناب یعقوب نے فرمایا: پیش اللہ تعالیٰ آپ کو بلند مرتبہ دے گا اور آپ کو ثبوت کے لیے منتخب کرے گا۔

جب یہ خبر آپ کی دوسری اولاد کو ہوئی۔ پس انہوں نے بھائی یوسف کے مقام و مرتبہ کا حصہ کیا۔ اس کے بعد جناب یوسف کے بھائیوں نے ان کو شکرانے لگانے کے لیے کنوں میں ڈال دیا۔ اس کارروائی کی بنا پر جناب یعقوب پر ایسا اثر ہوا کہ آپ کی یوسف کے غم میں آنکھوں کی بصارت اور جسم کی طاقت زائل ہو گئی اور آپ بلند آواز سے ہائے افسوس! یوسف (علیہ السلام کی جدائی) پر اور ان کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں۔ سودہ غم کو ضبط کئے ہوئے تھے (بیٹے) وہ بولے: اللہ کی قسم! آپ ہمیشہ یوسف (عی) کو یاد کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ آپ قریب مرگ ہو جائیں گے یا آپ وفات پا جائیں گے۔ انہوں نے فرمایا: میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد صرف اللہ کے حضور کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے، اس پر جو مفسرین نے بحث کی ہے وہ یہ کہ آپ نے یوسف پر شدید گریہ کیا اور اس غم اور درد میں آپ کی بصارت چلی گئی تھی۔

دوسری جانب پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی چدائیے ہی واقعات بھی ملتے ہیں۔ ان میں ایک امام عالی مقام حسین علیہ السلام کا پیدائش سے ہے راویہ جناب ام الفضل بنت الحارث سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ کے پاس داخل ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے آج رات ایک براخواب دیکھا ہے۔ ایک دن میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں گئی۔ میں نے حسینؑ کو اٹھا کر اپنی گود میں لے لیا۔ میں کسی اور طرف دیکھنے لگی۔ اچانک رسول اللہؐ آنکھیں آنسووں سے ڈبڈ بائیں۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: حضرت جبرايل علیہ السلام میرے پاس آئے ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس بیٹے کو قتل کر دے گی میں نے کہا: اس کو آپ نے کہا: ہاں۔ جبرايل علیہ السلام اور میرے اس نے مجھے اس کی سرخ مٹی لا کر دکھلائی ہے۔

غم کا سال

حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک بیٹا کی جدائی پر اسی (۸۰) سال تک گریپ کیا، جب کہ اس سے ملنے کی توقع تھی۔ پاک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعظیم المرتبت شخصیات کی جدائی جناب حضرت ابوطالب اور جناب حضرت خدیجہ الکبریؓ کی وفات حضرت آیات پر ایک سال غم قرار دیا اور اس عرصہ میں آپ کے اور خاندان کے آنکھوں سے آنوسوچ نہیں ہوئے تھے۔ تاریخ کے ورق نے اس کو عام الحزن لکھا اور قرار دیا کہ یہ پیغمبر اسلام پر مصاہب کا سال تھا جبکہ حقیقت سے مکہ میں تین سال دعظیم مصاہب سے گذارنا پڑا تھا کہ مکہ کو خیر با و کہا گیا اور مدینہ آ کر کچھ سکھ کا سامس لیا۔ اس طرح غم میں دونوں انبیاء کرام کی یکسانیت پائی جاتی ہے۔ (حوالہ جات آگے آجیں گے)

درست عبرت

اس واقعہ سے سبق ملتا ہے کہ ایک جانب جناب یعقوب و سری جانب امام الانبیاء مجی اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ حضرت یوسفؐ کے خواب کی تعبیر آپ یعقوب علیہ السلام نے بیان فرمائی کہ تعبیر خواب کی منشائی ہے۔ دوسری جانب جبرايل امین نے شہادت حسینؑ کی خبر سنائی جس کا اطلاق مستقبل میں ہے۔ تیرا پہلو کے یوسفؐ اور حسینؑ زندہ ہیں اور ملاقات تھی ہے۔ چوتھا پہلو کے یعقوبؐ ایک زندہ شخص یوسفؐ نبی پر دوسری جانب پاک نبیؐ، امام آمدہ شہادت پر سخت گریپ کرتے ہیں۔ پانچواں پہلو یہ کہ آپ دونوں انبیاء کرام

ام اور تعالیٰ انبیاء ﷺ

اس جزء اور گریہ کے عالم میں شکوہ کرنے کو اللہ تعالیٰ کی رضا کہتے ہیں۔

واقعات کے اثرات

اولاد کی جدائی اور موت پر بلند آواز سے جزء اور گریہ کے ساتھ شکوہ کرنا اور اللہ تعالیٰ سے رضا حاصل کرنا سنت الانبیاء ہے جبکہ یعقوب علیہ السلام آنکھوں کی پینائی سے محروم ہوئے۔ اس کے ساتھ جسم کی لا غری اور بیماری نے ایسا اثر دیکھایا نہ کھانے و پینے اور نہ آرام و چین میں سکون رہا۔ اس طرح پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک زندہ اور موجود تھے وہ جب بھی امام حسینؑ کو دیکھتے تو ان کی بے چینی اور بے قراری بڑھ جاتی اور آنکھوں میں آنسو جاری ہو جاتے۔ یہ حال قبر میں بھی رہا۔ ادھر شہادت امام عالی مقام اور ہر آپ کر بلائیں شہداء کا خون ریت سے چلن رہے تھے۔

سلسلی سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ ام سلمہؓ زوجہ پیغمبر کے پاس گئی اور وہ گریہ کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز نے روایا ہے؟ فرمائے گئی: میں نے پاک نبی کریمؐ کو خواب میں دیکھا ہے۔ ان کے سر اور داڑھی مبارک مٹی سے آلو دھی۔ میں نے عرض کیا: یہ کیا ماجھہ ہے؟ آپ نے فرمایا: میں حسینؑ کے قتل کے وقت کر بلائیں موجود تھا۔ وہاں سے آیا ہوں۔ اب متوجہ میں اور مفسرین کی آراء ملاحظہ فرمائیں۔

إِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأَبِيهِ وَلِيَتَهُ إِنِّي رَأَيْتُ أَحَدَ عَنْهُ

كَوْكَبًاً وَالشَّمِيسَ وَالْقَمَرَ رَأَيْتُهُمْ لِي سَجَدِينَ ⑥

”(وہ قصہ یوں ہے) جب یوسف (علیہ السلام) نے اپنے باپ سے کہا: اے میرے والدگرامی! میں نے (خواب میں) گیارہ ستاروں، سورج اور چاند کو دیکھا ہے وہ مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔“ (یوسف: ۲)

قَالَ يُوسُفُ لَا تَفْحَصْ رُؤْيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ فَيَقُولُونَ لَكَ كَيْنَدَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ⑦

(یوسف: ۲)

”انہوں نے کہا: اے میرے بیٹے! انہی خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا، ورنہ وہ تمہارے خلاف کوئی پر فریب چال چلیں گے۔ پیشک شیطان انسان کا کھلاڑی ہے۔“

(ترجمہ پروفسر طاہر قادری)

وَكَذِلِكَ يَعْجَبُكَ رَبُّكَ وَيَعْلَمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ
الْأَخْادِيَّيْنِ وَيُتَمَّمُ يَعْمَلَتْهُ عَلَيْكَ وَعَلَى إِلٰي يَعْقُوبَ
كَمَا أَنْكُمْ هُمْ عَلَى أَنْوَيْكَ وَمِنْ قَتْلِ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ دَائِنَ

رَبُّكَ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ﴿٦﴾ (یوسف: ۶)

”ای طرح تمہارا رب تمہیں (بزرگ کے لئے) منت فرمائے گا اور تمہیں باتوں کے انعام جک پہنچانا (یعنی خواہیوں کی تعبیر کا علم) سکھائے گا اور تم پر اولاً یعقوب پر اپنی نعمت تمام فرمائے گا جیسا کہ اس نے اس سے قبل تمہارے دونوں باپ (یعنی پردادا اور دادا) ابراہیم اور اسحاق پر تمام فرمائی تھی۔ پیشک تمہارا رب خوب جانے والا بڑی حکمت والا ہے۔“

اس کے بعد یوسف والد سے جدا ہو گئے اور ملک مصر میں بیٹھ گئے۔ اس جدائی پر حضرت یعقوب علیہ السلام برداشت نہ کر سکے جبکہ ایمان قوی تھا کہ یوسف زندہ ہے اور اس سے ایک دن ملاقات ہو گی، لیکن اس شدید غم میں آپ کی بصارت چلی گئی اور فرماتے تھے: یعقوب تا یوسف پر آہ بکاہ ہائے افسوس کہنا یہ نہ ہے اور جزع و فزع تھی جس سے بینا ضائع ہو گئی۔

شدید ترین گریہ

حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام کی جدائی پر شدید حزن اور غم تھا اور وہ اس کا اظہار بلند آواز سے کرتے تھے۔ انسان کا یہ دستور ہر زمانے میں رہا

نامہ در العاج انجی

ہے کہ جب کوئی بڑا حادثہ والہ ہوتا ہے تو میرا پے سے باہر ہو کر بلند آواز سے نوحہ اور بکاء کرتا ہے۔ جس میں منہ سے ہائے ہائے کے الفاظ لٹکا کا اجراء ہوتا ہے اور غم کے علاوہ شدید بیماری کی بنا پر دل سے ہائے ہائے اور اف اف کے الفاظ بلند ہوتے ہیں اور شدید بیماری اور غم والم کی بنا پر ہونا فطری عمل ہے لہذا حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسفؑ کا نام لے کر بین کرتے تھے اور اس بلند یقینیت کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر حمل کرتے تھے۔ مولانا جالندھری نے یوں ترجمہ کیا:

”میران کے پاس تے چلے گئے اور کہنے لگے ہائے افسوس یوسف (ہائے افسوس) اور زیخ والم میں (اس قدر روئے کر) ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں الاران کا دل غم سے بھر رہا تھا۔“
مولانا اشرف علی خانوی نے آنکھ کا ترجیح کیا ہے:

”اور ان سے دوسرے طرف رخ کر لیا اور کہنے لگے ہائے یوسف افسوس اور غم سے (روتے روئے) ان کی آنکھیں سفید پر گئیں اور وہ (غم سے ہی ہی ہی میں) گھٹا کرتے تھے۔“

پروفیسر طاہر القادری نے اس ترجمہ کو یوں رقم کرتے ہیں:
”اور یعقوب (علیہ السلام) نے ان سے منہ بھیر لیا اور کہا: ہائے افسوس! یوسف (علیہ السلام کی جدائی) پر اور ان کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں سودہ غم کو ضبط کئے ہوئے تھے۔“

علام مجتبی یوں ترجمہ کرتے ہیں:
”ان لوگوں کی طرف سے منہ بھیر لیا اور کہا ہائے یوسف (ہائے یوسف) رخ غم (کی شدت) سے (رو رکر) ان کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں اور وہ (بوجود مصیبت زدہ ہونے) کے بڑے ضبط کرنے والے اور خاموش تھے۔“

اور یہی فرمان نبی کریمؐ کا اپنے بیٹے ابراہیمؐ کی وفات پر تھا تو فرمایا:

ہم بہ اتفاق اتنی

آنکھیں روئی ہیں، دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات
نہیں کہتے جس سے ہمارے رب ناراض ہوا ہے ابراہیم تیری
جدائی سے ٹکستی ہیں۔“
لیکن آپ نے حضرت حمزہؑ کی جب لاش کو دیکھا تو شدت غم کی وجہ سے غش کھا
سکتے اور فرمایا: میں آج عظیم مصیبت زدہ ہوں۔

قانون

- ① حضرت یعقوبؑ نبی مصوم ہیں اور یوسفؑ کی زندہ کی خبر رکھتے تھے اور ملاقات بھی
بیٹھنے تھی لیکن جدائی یوسفؑ کو برداشت نہ کر سکے اور اسی (۸۰) سال تک گریہ کیا۔
جس کی بنا پر بیانی تختم ہو گئی اور کر کرہی ہو گئی۔
- ② اگر ایک نبی مصوم بیٹھے کے غم پر صبر نہ کر سکے تو کیا ایک غیر مصوم سے صبر کی توقع
رکھی جاسکتی ہے؟
- ③ انیاء کا عمل جلت ہے تو اس پر چلنے سے اتنا جمع ہے۔
- ④ جزع فزع اگر اللہ تعالیٰ کی رضا کی لیے کی جائے تو مرح ہے اگر شر کے لیے کی
جائے تو قابل مذمت اور ناجائز ہے۔
- ⑤ اگر جزع فزع سے مراد بلند آواز سے چینی مار کر ہائے ہائے کر کے گریہ کرنے کا نام
ہے تو حضرت یعقوبؑ نبی پیش پیش تھے۔
- ⑥ اگر مرتہ کو پیٹ لینے کا نام جزع فزع میں حضرت سارہ زوج ابراہیم علیہ السلام اور
نبی کریمؐ کی ازواج مطہرات کا عمل جنہوں نے منہ اور سینہ کو پیٹ لیا تھا وہ کس طرح
دین کی مفسرہ قرار پاسکتی ہیں؟

اس پر قرآن حکیم کے مترجمین نے کیا ترجمہ کیا ہے تحریر کیا جاتا ہے:

وَتَوَلَّ عَنْهُمْ وَقَالَ لِيَأْسَفِي عَلَى يُوْسُفَ وَالْيَضْعُ

عَيْنَةً مِنَ الْخَزْنِ فَهُوَ كَطِينَهُ ⑦ (یوسف: ۸۲)

اہم اور متعلق انبیٰ (علیہم السلام) کے نام

① ”اور یعقوب (علیہ السلام) نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا: ہائے افسوس! یوسف (علیہ السلام کی جدائی) پر اور ان کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں سودہ غم کو ضبط کئے ہوئے تھے۔“
 (بیرو فیض راکٹ محمد طاهر قادری)

② ”پھر ان کے پاس سے چلے گئے اور کہنے لگے ہائے افسوس یوسف (ہائے افسوس) اور رنج والم میں (اس قدر روئے کہ) ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں اور ان کا دل غم سے بھر رہا تھا۔“
 (مولانا جالندھری)

③ اور ان سے منہ پھیرا (ف ۱۹۳) اور کہا: ہائے افسوس! یوسف کی جدائی پر اور اس کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئیں (ف ۱۹۳) وہ خصہ کھاتا رہا۔“ (مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی)

④ ”پھر ان سے منہ پھیر لیا اور کہا: ہائے یوسف! ان کی آنکھیں بوجہ رنج والم کے سفید ہو چکیں اور وہ غم کو دبائے ہوئے تھے۔“ (مولانا محمد جوناگڑھی)

⑤ ”اور ان سے دوسری طرف رخ کر لیا اور کہنے لگے ہائے یوسف افسوس اور غم سے (روتے روتنے) ان کی آنکھیں سفید ہو گئیں اور وہ (غم سے جی جی میں) گھنا کرتے تھے۔“

⑥ (مولانا اشرف علی تھانوی)
 ان لوگوں کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہا ہائے یوسف (ہائے یوسف) رنج والم (کی شدت) سے (رو روا کر) ان کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں اور وہ (باوجود مصیبت زدہ ہونے) کے بڑے ضبط کرنے والے اور خاموش تھے۔

⑦ (تفسیر فیضان الرحمن علامہ محمد حسین نجفی)
 ”اور یعقوب نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا ہائے یوسف! اور ان

کی آنکھیں (روتے روئے) غم سے سفید پر گلکیں اور وہ گئے جا رہے تھے۔ (مولانا شیخ محسن علی نجفی)

(۸) ”اور اس نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگے، ہائے افسوس یوسف پر اور غم و اندوہ کی وجہ سے اُس کی دنوں آنکھیں سفید ہو گلکیں، پس وہ غصہ کو بہت پینے والا تھا۔“

(سید امداد حسین کاظمی)

اس موضوع پر جو مفسرین کی آراء درج کی جاتی ہیں۔

تفسیر الحازن

[وابيضت عيناه من الحزن] أي عي من
شدة الحزن على يوسف قال مقاتل لم يبصر
 شيئاً ست سنين ، وقيل : إنه ضعف بصره
من كثرة البكاء وذلك أن الدمع يكثرا عند
غلبة البكاء فتصير العين كأنها بيضاء من
ذلك الماء الخارج من العين.

[وابيضت عيناه من الحزن] بصارت كازائل بول يوسف
پر شدید آنسو بہانے سے ہوا تھا۔ صاحب مقاتل کہتے ہیں کہ
سات سال سے بصارت سے محرومی نہیں ہوئے تھے البتہ کہا جاتا
ہے کہ بصارت کا چلے جانا کثرت آہ بکاء سے تھا جو کہ آنسو کے
غلبہ بکاء کی وجہ سے پانی بہہ جانے سے تھا۔ اس طرح آنکھیں
پانی کے خارج ہونے سے سفید ہو گئی تھیں۔“

تفسیر ابن عشور

ولنا كان التولى يقتضي الاختلاء بنفسه
ذكر من أخواله تجدد أسفه على يوسف

عليه السلام فقال: [يا أسفى على يوسف]
والأسف، أشد الحزن، أسيف كحزن.

”حضرت يعقوب عليه السلام جو يوسف عليه السلام پر گریہ کی
کیفیت یقینی۔ اس سے مراد شدید ہم ہے۔“

سید طنطاوی

[وتولى عنهم وقال يا أسفى على يوسف
وابيضت عيناه من الحزن فهو كظيم].
وقوله [يا أسفى] من الأسف وهو أشد الحزن
والتحسر على ما فات من أحداث . يقال :
أسف فلان على كذا يأسف أسفًا ، إذا
حزن حزناً شديداً.

”اسف سے مراد شدید ہم اور حضرت ہے اس موقع پر جب کسی
حادث سے کوئی چیز نیای ہوتی ہے تب کہا جاتا ہے اسے میرے
فلان اس طرح آدائیگی کو شدید حزن کہتے ہیں۔“

تفسير کبیر الرازی

ثم قال تعالى: [على يوسف وايضت عيناه
من الحزن] وفيه وجهان: الوجه الأول: أنه
لما قال يا أسفى على يوسف غلبة البكاء ،
وعند غلبة البكاء يكثر الماء في العين
فتتصير العين كأنها ابيضت من بياض ذلك
الماء قوله: [وايضت عيناه من الحزن]
كتنایہ عن غلبة البكاء ، والدلیل على صحة
هذا القول أن تأثير الحزن في غلبة البكاء

لَا فِي حَصُولِ الْعِيْفِ فَلَوْ حَمَلْنَا إِلَيْهِ ضَاضِّا
عَلَى غَلْبَةِ الْبَكَاءِ كَانَ هَذَا التَّعْلِيلُ حَسَنًا
وَلَوْ حَمَلْنَا عَلَى الْعِيْفِ لَمْ يَحْسُنْ هَذَا التَّعْلِيلُ
فَكَانَ مَا ذَكَرْنَاهُ أُولَى وَهَذَا لِلتَّفْسِيرِ مَعَ
الدَّلِيلِ رِوَاهُ الْوَاحِدِيِّ فِي الْبَسِطِ عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا.

وَالْوَجْهُ الثَّانِيُّ: أَنَّ الْمَرَادُ هُوَ الْعِيْفُ قَالَ
مَقَاتِلٌ: لَمْ يَبْصُرْ بِهِمَا سَتْ سَنِينَ حَقِّ
كَشْفِ اللَّهِ تَعَالَى عَنْهُ بِقَيْصِرِ يُوسُفَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَهُوَ قَوْلُهُ: [فَأَلْقُوهُ عَلَى وَجْهِ أَبِي يَائِتِ
بَصِيرًا].

”حضرت یعقوب علیہ السلام کی بنائی خانع ہونے کی دو وجہوں
ہیں۔ ایک وجہ کہ آپ حضرت یوسف پیرا نے یوسف! ہائے
یوسف! کہہ کر گریہ شدید اور کثرت سے کرتے تھے۔ اس کی وجہ
سے آنکھوں سے پانی خانع ہونے سے سفید ہو گئی تھیں اور یہ
کثرت البکاء کتابیہ ہے۔ اس پر دلیل یہ ہے کہ حزن کی تاثیر گریہ
کا غلبہ ہے اور نہ کہ اندرھا ہونے کا کوئی اور سبب ہے اور یہ غلبہ
گریہ کی صورت تحویل ہے۔ اگر اس کو اندرھے پر حل کریں تو اس
طرح اس کی تعلیل مستحسن نہیں ہو گئی۔ جس نے اپنی تفسیر میں
دلیل کے ساتھ پہلے بیان کر دیا ہے۔ اس طرح صاحب واحدی
نے بسط میں حضرت ابن حبیسؓ سے روایت کی ہے۔“

”دوسری وجہ۔ اس سے مراد ان کا اندرھا پن ہے جیسے صاحب
مقاتل نے کہا ہے سات سال تک بینائی نہیں رہی تو اللہ تعالیٰ نے

آنکھوں کی پینائی حضرت یوسف علیہ السلام کی قیض کے دلیل
کے ساتھ لوٹا دیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ جب قیض آنکھوں پر
رکی تو انہیں پانچ بصرت میں بدل گیا۔

تفسیر طبری

القول في تأویل قوله تعالى: [تَوَلَّ عَنْهُمْ
وَقَالَ يَا أَسْفَى عَلَىٰ يُوسُفَ وَأَنِي ضَثَ عَيْنَاهُ
مِنَ الْخَزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ]

قال أبو جعفر: يعني تعالى ذكره، بقوله:
(وتولى عنهم)، وأعرض عنهم يعقوب
(وقال يا أسفًا على يوسف)، يعني: يا حزنا
عليه. يقال: إن "الأسف" هو أشدُّ الحزن
والتندم. يقال منه: أسفت على كذا أسف
عليه أسفًا.

"اور یعقوب (علیہ السلام) نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا: ہائے
اسف! یوسف (علیہ السلام کی جدائی) پر اور ان کی آنکھیں غم
سے سفید ہو گئیں سودہ غم کو بسط کئے ہوئے تھے، اس کیفیت کو
دیکھتے ہوئے بیٹے کہنے لگے۔ قال أبو جعفر: يعني
تعالیٰ ذکرہ، بقوله: (وتولى عنهم)، وأعرض عنهم
يعقوب وقال يا أسفًا على يوسف)، اس کا مطلب حزن
شدید ہے۔ اسف وہ ہے جس میں شدید گریہ اور غم پایا جائے اس
سے کہا جاتا ہے ہائے يوسف! ہائے يوسف!

عن ابن عباس ، قوله: (وتولى عنهم) وقال يا
أسفا على يوسف)، يقول: يا حزني على يوسف.

والا بیضاض قیل انه کنایہ عن العی
فیکون قد ذهب بصره علیه السلام
بالکلیة واستظهمره أبو حیان لقوله تعالیٰ:
[فارتد بصیراً] (یوسف:۹۶) وهو يقابل
بالأعی، وقيل: ليس کنایہ عن ذلك
”وابیيَضَتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ۔ آنکھوں کی بنائی چلے
جاتی ہے حتیٰ تباہ کا سبب ہے۔ یہ آہ و بکاء کی وجہ سے جناب
یعقوب کی آنکھوں کی بنائی کالا پن سے سفید پن ہو گیا تھا۔ اس
سبب کریے سے اس کاظہور ہوا تھا۔ بعض کہتے ہیں: آپ کی بنائی
مکمل ضائع ہو چکی تھی البت سفید ہونا کنایہ بنائی کا چلے جانے کا
اور جب بنائی ٹھیٹ تو وہ متعال انہی کی تھی۔ بعض کہتے ہیں: یہ
اصل واقعہ تھا کنانی یا نہیں تھا۔“

وابن جریر وأبو الشیخ عنہ قال: کان منذ
خرج یوسف من عند یعقوب علیہما
السلام إلى يوم رجع ثمانون سنة لم یفارق
الحزن قلبه ودموعه تجري على خدیه ولم
یزل یبکی حتى ذهب بصره۔

”جناب یوسف جب باپ یعقوب علیہما السلام سے جدا ہوئے
اسی (۸۰) سال بعد ٹڈے لیکن دل سے غم جدا نہیں ہوا اور پکوں
سے آنوجاری رہے یہاں تک بصارت چل گئی۔“

وقد روی الشیخان من حدیث أنس أنه
صلى الله عليه وسلم بكى على ولده
ابراهیم وقال: إن العین تدمع والقلب

ہم اور لاجع (التبی)

”ہبی عباس“ کے مطابق میراگریہ یوسف پر ہے۔

عن مجاهد: (یا أَسْفًا عَلَى يُوسُفَ) ، یا جَزَّ عَاهَ حَرَنَّا۔

”مجاهد کے مطابق یا أَسْفًا عَلَى يُوسُفَ جَزَّ اور گریہ ہے۔“

حدثنا أبو كريب قال، حدثنا وكيع وحدثنا ابن وكيع قال، حدثنا أبي، عن أبي حجيرة، عن الضحاك: (یا أَسْفًا عَلَى يُوسُفَ)، قال: یا حَرَنَّا عَلَى يُوسُفَ.

”ہے میراگریہ یوسف پر ہے۔“

تفسیر روح المعانی

[وَتَوَلَّ] أي أعرض [عَنْهُمْ] كراهة لما جاؤا به [وَقَالَ يَا أَسْفِي عَلَى يُوسُفَ] الأسف أشد الحزن على ما فات ، والظاهر أنه عليه السلام أضافه إلى نفسه.

”آلی سے مراد اشد گریہ ہے۔ یہ اس وقت ہوتا ہے جب کوئی چیز چھن جائے (یوسف سے کھو جانے سے) اس سے آپ یعقوب علیہ السلام مراد ہے جو گریہ کی اضافت ان کے قس کی طرف ہے۔“

[وَانْبَيَضَتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ] أي بسببه وهو في الحقيقة سبب للبكاء والبكاء سبب لا يضاض عينه فإن العبرة إذا كثرت حقت سواد العين وقلبته إلى بياض كدر فأقيمت سبب السبب مقامه لظهوره،

يَخْشَعُ وَلَا تَقُولُ إِلَّا مَا يُرْضِي رَبِّنَا وَإِنَا
لِفَرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمَ لِمَحْزُونِنَا.

”حضرت انس“ کا بیان ہے۔ رسول اللہ کے صاحبو اورے حضرت ابراهیم سکرات کی حالت میں تھے۔ حضور نے حالت دیکھی تو دونوں آنکھوں سے آنکھ پہنچ گئی۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہ آپ رورہے ہیں؟ اے این عوف یہ دل کی رقت ہے۔ اس کے بعد ایک اور حالت ہوئی تو فرمایا آنکھیں روئی ہیں دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کچھ نہیں کہتے جو مختلف رضاہو، اے بیٹے ابراهیم آپ کی جدائی سے دل غمزدہ ہے۔“

تفسیر کشاف ذخیری

[وَتُولِي عَنْهُمْ] وأعرض عنهم كراهة لما
جاوا به [يَا أَسْفِي] أضاف الأسف وهوأشد
الحزن والخسارة إلى نفسه.

”ہے بے یہ انداز الاسف شدید گری اور افسوس کرنا قس کی
جانب تھا۔“

تفسیر در مشور سیوطی

وأخرج أبو عبيدة وابن سعيد وابن أبي
شيبة وابن المنذر ، عن يونس رضي الله
عنه قال: لما مات سعيد بن الحسن حزن
عليه الحسن حزناً شديداً ، فكلم الحسن في
ذلك فقال: ما سمعت الله عاب على يعقوب
عليه السلام الحزن.

أئمۃ الرفع الخی

”جب سعید بن الحسن کی وفات ہوئی اس پر باب حسن نے شدید
گریہ کیا۔ جب اس کے بارے میں دریافت کیا تو کہا کہ کیا اللہ
تعالیٰ نے حضرت یعقوب سے حزن کا موافقہ کیا تھا۔“

حوالہ جات

- (۱) تفسیر الحازن سورہ یوسف آیت: ۸۳، صفحہ: ۳۵۔
- (۲) تفسیر روح للعائی سورہ یوسف آیت: ۸۷، جلد: ۹، صفحہ: ۱۰۸۔
- (۳) تفسیر درمنتور جلال الدین سیوطی۔ سورہ یوسف آیت: ۸۳، جلد: ۵، صفحہ: ۳۲۹۔
- (۴) تفسیر الکبیر فخر الدین الرازی سورہ یوسف آیت: ۸۳، جلد: ۹، صفحہ: ۹۵۔
- (۵) تفسیر کشاف ذخیر سورہ یوسف آیت: ۸۳، جلد: ۳، صفحہ: ۲۰۷۔
- (۶) تفسیر طبری سورہ یوسف آیت: ۸۳، جلد: ۱۲، صفحہ: ۲۲۸۔
- (۷) تفسیر عاشور سورہ یوسف آیت: ۸۳۔
- (۸) تفسیر فتح القدير آیت: ۱۵، ۸۳، ۳۔

نوٹ:

مکتب الہبیت کے مفسرین نے وہی تفسیر کی ہے جو مفسرین الحنت نے مرادی
ہے۔ لہذا طوالت کے خوف سے چند حوالہ جات پر اتفاق کیا جاتا ہے۔

- (۱) تفسیر للیزان السید الطباطبائی الجزء الحادی عشر سورہ یوسف صفحہ: ۱۳۳۔
- (۲) جمیع البیان فی تفسیر القرآن تأییف امین الاسلام أبي علی الفضل بن الحسن
الطبرسی من أعلام القرن السادس المھرجانی الجزء الخامس سورہ یوسف آیت: ۸۳،
صفحہ: ۳۹۳۔
- (۳) التبیان فی تفسیر القرآن تأییف شیخ الطائفی أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسری
تحقیق و تصحیح أحد حبیب قصیر العاملی لـ الجلد السادس سورہ یوسف
آیت: ۸۳، صفحہ: ۱۷۸۔

”حضرت یعقوب کاغم ستر (۷۰) بوزہی عورتوں کے غم کے
برابر تھا۔ اور اس کا فواب سو (۱۰۰) شہیداً و جیسا ہے۔“

امام حسین علیہ السلام پر گریہ سے جنت فرض ہو جاتی ہے

حضرت یعقوب علیہ السلام کا حضرت یوسف علیہ السلام پر گریہ اور جمع بھی اللہ تعالیٰ کو بہت پسند تھا۔ ایک جانب حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام پر کثرت سے جو گریہ کیا تھا اور شدید آنسوبہ نے آنکھوں کی پینائی جاتی رہی اور آپ کے اس عمل کو پسند کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان آنسوؤں کا آجر و ثواب متعین کیا اور قرار دیا کہ یعقوب علیہ السلام کا یہ عمل پسندیدہ تھا کہ حضرت یعقوب کے غم کا جنم اور وزن ستر بوزہی عورتوں کے غم کے برابر تھا۔ جن کے بغیر مر گئے ہوں اور ایک سو شہید جیسا آجر و ثواب تھا۔ اس طرح پاک نبی علیہ السلام بھی حضرت ابراہیم جو کہ آپ کا پینا تھا اس کی وفات پر جو آپ نے آنسوبہ نے تھے اس کے بارے میں آپ نے فرمایا تھا کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہ! آپ درور ہے ہیں؟ اے اہن عوف! یہ دل کی رقت ہے۔ اس کے بعد ایک اور حالت ہوئی تو فرمایا آنکھیں روٹی ہیں دل غزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو۔ ابراہیم! تیری جداں سے ہم ٹکیں ہیں اس کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور ضریداً جر و ثواب ہی کے لیے تھا۔ اور امام عالی مقام امام حسین علیہ السلام سے اگر کوئی محبت رکھتا ہے اور اس محبت کی بنا پر ان کے مصائب پر گریہ کرتا ہے تو اس محبت اور گریہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے جنت فرض ہو گی۔

قانون ممائش

① حضرت یعقوب علیہ السلام کے غم کا جنم ستر بوزہی عورتوں کے غم کے برابر تھا۔ جن کے بغیر مر گئے ہوں اور اجر و ثواب ایک سو شہیدوں کے برابر تھا۔ یہ اعزاز اور اجر

- نہم درجہ انجام اُبھی
- ایک بیٹے یوسف علیہ السلام پر گریہ اور جزع و فزع کرنے سے حاصل ہوا تھا۔
- ۱۰ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ عبادت زیادہ مقبول ہے جس میں گریہ زیادہ اور خوشی کم کی جائے۔
- ۱۱ اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق وہ قربانی زیادہ مقبول ہے جس کے لیے زیادہ تر پ اور رغبت پائی جائے۔
- ۱۲ حضرت یعقوب علیہ السلام کا اعلیٰ اور ارفع درجہ اور مقام اس کے ساتھ مشروط تھا کہ یوسف علیہ السلام کو جدا کر دیا جائے اس حالت میں کوہ زندہ بھی رہے اور پوشیدہ بھی رہے، تاکہ ایک جانب صبر یعقوب کا امتحان ہو جائے اور دوسری جانب یوسف علیہ السلام کو مقام بوت کے لیے منتخب کر لیا جائے۔
- ۱۳ امام حسین علیہ السلام کا مقام و مرتبہ پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچپن میں یہ دیکھا کہ آپ سید اشباب اہل الجد، حسین منی اہام احسین تعالیٰ بذ اجتنب کی فیر مشروط جاگیر آپ کے حوالے کر دی تھی۔
- ۱۴ آپ کی خوشی اور حمّم اللہ تعالیٰ کی رضا اور قبولیت کی دلیل ہے۔
- ۱۵ امام عالیٰ مقام کے مصائب میں کون سی آنکھ تھیں جس میں آنونیں تھے۔ پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سیدہ قاطدہ زہراء از واجح مطرات، کے علاوہ ہر صحابی اس ختم میں پورے پورے شریک تھے۔
- ۱۶ حضرت یعقوب کے غم کا ثواب ایک سو شہیدوں کے برابر ہے جبکہ امام عالیٰ مقام کے مصائب کے غم کی اجرت اللہ تعالیٰ لے جنت دے رکھی ہے۔
- ۱۷ قرب اور رضا اللہ تعالیٰ کے حضور گرد گزار کر طلب بخشش مانگناہی افضل عبادت اور قبولیت کا سبب ہے۔
- ۱۸ حضرت یعقوب اور پاک نبی کریم علیہما السلام کا عمل محنت ہے اور اس کی اطاعت اور اتباع فرض ہے۔

عبارات

تفسیر روح العانی

أخرجه ابن جرير وابن أبي حاتم عن ليث بن أبي سليم أن جبريل عليه السلام دخل على يوسف عليه السلام في السجن فعرفه فقال له أيها الملك الكريم على ربه هل لك علم بيعقوب؟ قال: نعم.

قال: ما فعل؟ قال: أبىضت عيناه من الحزن عليك قال: فما بلغ من الحزن؟ قال: حزن سبعين مشكلاً قال: هل له على ذلك من أجر؟ قال: نعم أجر مائة شهيد وقرأ ابن عباس ومجاحد [من الحزن] بفتح الحاء والزاي وقرأ قتادة بضمهم.

ایک مرتبہ جبرائیل امین حضرت یوسف عليه السلام کے پاس قید خانہ میں گئے اور یوسف نے پہچان لیا اور جبرائیل امین سے پوچھا: کیا کوئی حضرت یعقوب کی بھی خبر ہے؟ جبرائیل نے فرمایا: می ہاں۔ اپ یوسف طبیہ السلام نے پوچھا: ان کی حالت کسی ہے؟ جبرائیل نے کہا کہ آپ کی جدائی سے رو رکان کی آنکھوں کی پیٹائی ڈھل گئی ہے۔ حضرت یوسف نے پوچھا: اس کے غم کا کوئی اندازہ بھی ہے۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا: ان کا غم ستر بڑی عورتوں کے برابر ہے جن کے پنچ مر گئے ہوں۔ پھر آپ نے پوچھا: اس کا کوئی اجر و ثواب بھی ہے؟ تو حرض کیا: ہاں

ایک شہید جیسا اجر و ثواب ہے۔ اس کوہن عباس اور جابر نے
(الحزن) بفتح الماء والزاي و قراءة نے پیش پڑھا ہے۔“

تفسیر درمنثور

وأخرج ابن جرير وابن أبي حاتم، عن
ليث بن أبي سليم رضي الله عنه أن جبريل
عليه السلام، دخل على يوسف عليه
السلام في السجن فعرفه، فقال له: أبىها
الملك الكريم على ربه، هل لك علم
بيعقوب؟ قال نعم . قال : ما فعل؟ قال:
أبىضت عيناه من الحزن عليك. قال: فماذا
بلغ من حزنه؟ قال: حزن سبعين مشكلة.
قال: هل له على ذلك من أجر؟ قال: نعم .
أجر مائة شهيد.

”ایک مرتبہ جبرائل ا میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس
قید خانہ میں گئے اور یوسف نے پیچان لیا اور جبرائل امین سے
پوچھا: کیا کوئی حضرت یعقوب کی بھی خبر ہے؟ جبرائل نے فرمایا:
بھی ہاں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے دریافت کیا کہ ان کی
حالت کیسی ہے؟ جبرائل نے کہا: آپ کی جدائی سے رورو کر ان
کی آنکھیوں کی بنائی ڈھل گئی ہے۔ حضرت یوسف نے پوچھا:
اس کے غم کا کوئی اندازہ بھی ہے؟ حضرت جبرائل نے فرمایا: ان
کا غم ستر بوزھی عورتوں کے برابر جن کے پنج مر گئے ہوں۔ پھر
آپ نے پوچھا: اس کا کوئی اجر و ثواب بھی ہے؟ تو عرض کیا: ہاں
ایک شہید جیسا اجر و ثواب ہے۔“

تفسیر کبیر رازی، تفسیر کشاف

روی أن يوسف عليه السلام سأله جبريل
هل لك علم بيعقوب؟ قال نعم قال: وكيف
حزنه؟ قال: حزن سبعين شكلي وهي التي
ها ولد واحد ثم يموت. قال: فهل له فيه
أجر؟ قال: نعم أجر مائة شهيد.

”ایک مرتبہ حضرت یوسف نے جبرائیل امین سے پوچھا: کیا
کوئی حضرت یعقوب کی بھی خبر ہے جبرائیل نے فرمایا: جی ہاں۔
اللہ تعالیٰ نے ان کو صبر جمل عطا فرمایا ہے اور وہ آپ کے غم میں
بتلا ہیں۔ اور غم میں جی ہی میں گھنٹے رہتے ہیں حضرت یوسف
نے پوچھا: اس کے غم کا کوئی اندازہ بھی ہے؟ حضرت جبرائیل
نے فرمایا: ان کا غم ستر عورتوں کے برادر جن کے پیچے ایک ایک
کر کے مر گئے ہوں۔ پھر آپ نے پوچھا: اس کا کوئی اجر و ثواب
بھی ہے؟ تو عرض کیا: ہاں ایک سو شہید جیسا اجر ہے۔“

مرقة شرح مشکواۃ ملاعی قاری، تاریخ احمدی
آخر أَحْمَدُ فِي الْمَنَاقِبِ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ
مِنْذُرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ حَسْنُ بْنُ عَلِيٍّ يَقُولُ
مِنْ دَمْعَتْ عَيْنَاهُ فَيْنَا دَمْعَةٌ أَوْ قَطْرَتْ عَيْنَاهُ
فَيْنَا قَطْرَةٌ آتَاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّةَ.

”مرقة شرح مشکواۃ ملاعی قاری، تاریخ احمدی۔ احمد بن حنبل
سے روایت ہے کہ امام حسن نے فرمایا: جس شخص کی آنکھیں
ہمارے غم میں اٹک بارہوں یا جو شخص ہماری مصیبت کو یاد کر کے
ایک قطرہ آنسو کا بھائے خدا تعالیٰ اس کو جنت عطا کرے گا۔“

حوالہ جات

- (۱) تفسیر روح للعلانی سورہ یوسف آیت: ۸۷، جلد: ۹ صفحہ: ۱۰۸۔
 - (۲) تفسیر درستور جلال الدین سیوطی۔ سورہ یوسف آیت (۸۷) جلد: ۵، صفحہ: ۳۳۹۔
 - (۳) تفسیر الکبیر فخر الدین الرازی سورہ یوسف آیت: ۸۷، جلد: ۹، صفحہ: ۹۵۔
 - (۴) تفسیر کشاف ذخیری سورہ یوسف آیت: ۸۷، جلد: ۳، صفحہ: ۲۷۔
 - (۵) تفسیر طبری سورہ یوسف آیت: ۸۷، جلد: ۱۲، صفحہ: ۲۲۸۔
 - (۶) مرقاۃ شرح مشکوۃ ملاعی قاری باب اہلیت النبی جلد: ۱۸، صفحہ: ۳۸۔
 - (۷) تاریخ احمدی صفحہ: ۲۹۰۔
- نوٹ:**

کتب الہمیت کے مفسرین نے وَقَالَ یا أَسْفَنَ عَلَیْ یُوسُفَ وَأَبْيَضَتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْخَزْنِ قَهْوَہً گظیم پر بحث کی ہے جو مفسرین اہل سنت نے معنی اور مراد لیا ہے لہذا مزید طوالت کے خوف سے کتب کے حوالہ جات پر اتفاق کیا جاتا ہے:

- (۱) تفسیر للیزان السید الطباطبائی سورہ یوسف: ۸۷، الجزء الحادی عشر۔
- (۲) التیبیان فی تفسیر القرآن سورہ یوسف آیت: ۸۷، تأثیل شیخ الطائفہ أبي جعفر محمد بن الحسن الطووسی ۵۳۸ھ، تحقیق و تصحیح أحد حیب قصیر العام لیا مجلد السادس۔
- (۳) جمع البیان فی تفسیر القرآن تأثیل امین الاسلام أبي علی الفضل بن الحسن الطبری من اعلام القرن السادس الهجری الجزء الخامس سورہ یوسف آیت: ۸۷۔
- (۴) فیضان الرجن اردو سورہ یوسف آیت: ۸۷۔

گریہ کا جواز

”حضرت یعقوبؑ نبی کی طرح پاک نبیؑ کا بھٹے
ابراہیمؑ پر گردھا اور اسے رحمت قرار دیہ۔“

گریہ کی جوازیت مفسرین نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے گریہ سے استدلال کیا ہے۔ جس میں آپ یعقوبؑ نے جانب یوسف علیہ السلام کی جدائی پر خم اور حزن کیا تھا یہ کہ نیا اشائز یادہ عرصہ پر محبلاً تھا کہ اسی (۸۰) سال گزر گئے جس کی وجہ سے آنکھوں کی ہیاتی اور جسم کی طاقت کھو چکی ہیں گریہ روز بروز ہستا گیا اور اس پر ہائے ہائے یوسفؑ کی صد اپنڈ کرتے تھے۔ مخلوق خدا ہمیں اس گریہ سے پریشان تھیں یہاں تک اولاد نے یہ کہ دیا کہ آپ گریہ سے رک جاؤ۔ وہ بولے: اللہ کی قسم آپ بیٹھ یوسفؑ کو یاد کرتے رہیں گے یہاں تک کہ آپ قریب مرگ ہو جائیں گے یا آپ وفات پا جائیں گے۔ اس شدت حزن کی بنا پر ضعف جسمانی اور کرکٹی ہو گئی تھی، لیکن پھر بھی ہائے یوسفؑ کی صدائیں کی واقع نہیں ہوئی دوسری جانب آپؑ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی ابراہیمؑ پر گریہ فرمایا تھا اور کہا تھا:

”آنکھیں روئی ہیں دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہوا ہے ابراہیم تیری جدائی سے ٹککنے لگا۔“

اس مجومی عمل پر علمائے تفسیر نے یہ جوازیت پیش کی ہے کہ صاحب روح العائن الوی لکھتے ہیں:

”اس آیت میں آسف اور بکاء کی جوازیت پر استدلال کیا جاتا ہے جو شاہد اس لیے بھی ہے کہ مصیبت کے وقت نفس پر قابو نہیں پایا جا سکتا ہے، اس لیے اس کا موافقہ نہیں ہے۔“

نام اور لفظ اپنی

اس طرح فخر الدین الرازی یوں رقم کرتے ہیں:

”گریہ کرنا گناہ نہیں ہے۔ آپ نبی سے روایت کی گئی ہے کہ آپ پاک نبی نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر گریہ کیا اور فرمایا: آنکھیں روتوی ہیں، دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، ابراہیم تیری جداوی سے ٹھکنن ہیں۔“

اس طرح کا گریہ انسان کے اختیار میں نہیں ہے اور داخلی طور پر تکلیف کا باعث بھی نہیں ہتا۔ (ملکف پر ایسا کرنے سے کوئی مواد خذہ بھی نہیں ہے) اس پر صاحب رمخشری تفسیر کشاف میں یوں استدلال چیز کرتے ہیں:

”اگر کوئی کہہ کیوں نکرا ایک نبی کا جریع کرنا جائز ہے؟ تو میں کہوں گا کہ انسان اپنے نفس کو قابو رکھنے میں شدید گریہ میں بے بس ہے اگرچہ صبر کرنا درج ہے کہ وہ اپنے نفس کو قابو میں رکھے وہ کچھ نہ کہے جو اچھا نہیں ہے۔“

آپ نے ابراہیم پر گریہ کیا اور فرمایا:

”اے بیٹے ابراہیم! آنکھیں روتوی ہیں، دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، ابراہیم تیری جداوی سے ٹھکنن ہیں۔“

قانون اور فقہی استنباط

- زندہ پر شدید گریہ کرنا سنت حضرت یعقوب علیہ السلام اور پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔

گریہ کی جوازیت انبیاء علیہم السلام سے ثابت ہے۔

- گریہ کرنے سے جو اثرات مرتب ہوتے ہیں آنکھوں کا ضعف ہو جانا اور جسم کی لاگری اس پر اللہ تعالیٰ کی کوئی پکونہ نہیں ہے۔

اہم اور نفعی انبیاء

- گریے فطرت انسانی ہے کہ وہ کسی بڑے واقعہ سے جو صدمہ پہنچتا ہے اس کو قابو رکھنا انسان کے بس میں نہیں ہے۔ جس عمل پر قدرت حاصل نہ اس پر کوئی مواخذه نہیں ہوگا۔
- حضرت یعقوب زندہ یوسف پر گریے کرتے تھے اور پاک نبی نے بھی امام حسن پر زندہ ہوتے وقت اور حضرت ابراہیم سمیت اکثر صحابہ پر مردہ ہوتے وقت گریے کیا تھا جو جائز عمل کی ترغیب اور مباح عمل کے لیے قانون سازی ہے۔
- امام پاک کے ہام گریے کرنا عمل مباح ہے جس پر ثواب اور اجر کی امید رکھنی چاہیے۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گریے قولی اور فعلی ثابت ہے جو ایک جائز عمل کی طرف ہم ہے۔

حوالہ جات متن

تفسیر سید طنطاوی

وقال صاحب الكشاف: "فإن قلت: كيف
جاز لنبى الله يعقوب أن يبلغ به الحزء
ذلك المبلغ؟" قلت: الإنسان محبوط على أن
لا يملك نفسه عند الشدائـد من الحزن.
ولقد بـكى النبـى صلـى الله عـلـيـه وـسـلـمـ على
ولده إبراهـيم وقال: إن العـين تـدـمعـ
والـقـلـب يـحـزـنـ، ولا تـقـولـ لا ما يـرـضـى رـبـنـاـ
وإـنـا بـفـرـاقـكـ يـا إـبـرـاهـيمـ لـحـزـونـونـ.

"اگر یہ سوال ہے کہ ایک اللہ کے نبی کے لیے کیوں کریج ر
جا رہا ہے؟ تو اس کا جواب یہ کہ شدید مصائب میں اپنے نفس پر قابو

رکنے میں انسان مجبور ہے اس لئے پاک نبی نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر گریہ کیا اور فرمایا آنکھیں روتوی ہیں دل غزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے چار ارب تاراض ہو، ابراہیم تیری جدائی سے غلکیں ہیں۔“

تفسیر یضلہ ولی

وفي الحديث: لم تعط أمة من الأمم [إنا يلّه وَإِنّا إِلَيْه راجعون] عند المصيبة إلا أمّة محمد صلّى الله عليه وسلم ألا ترى إلى يعقوب عليه الصلاة والسلام حين أصابه أما أصابه لم يسترجع وقال [يا أسفًا]. [وابيضت عيناه من الحزن] لكثره بكائه من الحزن كان العبرة محفظ سوادها . وقيل ضعف بصره . وقيل عمي ، وقرىء [من الحزن] وفيه دليل على جواز التأسف والبكاء عند التفجع ، ولعل أمثال ذلك لا تدخل تحت التكليف فإنه قل من يسلك نفسه عند الشدائد ، ولقد بحكي رسول الله صلّى الله عليه وسلم على ولده ابراہیم وقال: القلب يجزع والعين تدمع، ولا نقول ما يسخط الرب، وإنما عليك يا ابراہیم لمحزونون

”حدیث پاک میں ہے سابق امتوں میں [إنا يلّه وَإِنّا إِلَيْه راجعون] مصیبت کے وقت نہیں تمام اسوائے امت محمدی کے

لیے ہے۔ جسما کہ آپ نے دیکھا کہ جناب لیخوت پنی نے
حالت مصیبت میں کلمہ استرجاع نہیں کہا بلکہ یا آسفی اور اسی
سے ان کی آنکھوں کی چنانی جاتی رہی اور یہ کھوستونکا عکسی وجہ
سے جو حزن تھا اس سے کالا پن جاتا رہا۔ بعض کا قول کہ بناں
کمزور ہو گئی اور بعض کے نزدیک اندر حاضر ہو گیا تھا (الحزن)
اس سے دلیں جوازت لٹکتی ہے جو وقت مصیبت بکاء اور تاسف
کیا جاتا ہے کہ شدید مصائب میں اپنے نفس پر قابو رکھنے میں
انسان مجبور ہے اور مکلف نہیں ہے اس لیے پاک نی ہے اپنے
بیٹے ابراہیم کی وفات پر گریہ کیا اور فرمایا: آنکھیں روئی ہیں دل
غزردہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا
رب ناراض ہو، ہے اے ابراہیم! تمیری جہادی سے غمکن ہیں۔“

تفسیر الكبير رازی

وَأَمَا الْبُكَاءُ فَلِيُّسَ منَ الْمَعَاصِيِ . وَرَوَى أَنَّ
النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ : بَحْكَى عَلَى
وَلَدِهِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ : " لَنْ
يَسْخُطَ الرَّبُّ وَإِنَّا عَلَيْكَ يَا إِبْرَاهِيمَ
لِلْمَحْزُونِ وَنَوْنَ " وَأَيْضًا فَاسْتِيلَاءُ الْمَحْزُونِ عَلَى
الْإِنْسَانِ لَيْسَ بِاختِيَارٍ ، فَلَا يَسْكُونُ ذَلِكَ
دَاخِلًا تَحْتَ التَّكْلِيفِ .

”گریہ کرنا گناہ نہیں ہے۔ آپ نی سے روایت کی گئی ہے کہ
آپ پاک نی نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر گریہ کیا اور
فرمایا: آنکھیں روئی ہیں دل غزردہ ہے اور ہم زبان سے کوئی

اُمِّ الْمُرْتَاجِ اُبْنِي

بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، اے ابراہیم! تیری
جدائی سے ہم غمگین ہیں۔ اس طرح کا گریہ انسان کے اختیار میں
نہیں ہے اور داخلی طور پر تکلیف کا باعث بھی نہیں ہے۔ (مکاف
پر ایسا کرنے سے کوئی موافقہ بھی نہیں ہے)۔“

تفسیر فتح القدير

وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ
مَوْتِ وَلَدِهِ إِبْرَاهِيمَ تَدْمُعُ الْعَيْنُ، وَيَحْزُنُ
الْقَلْبُ، وَلَا تَقُولُ مَا يَسْخُطُ الرَّبُّ، وَإِنَّا
عَلَيْكَ يَا إِبْرَاهِيمَ لِمَحْزُونِكُمْ.

”پاک نبی نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر گریہ کیا اور فرمایا:
آسمیں روئی ہیں، دل غمزو ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں
کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، اے ابراہیم! تیری جدائی
سے ہم غمگین ہیں۔“

تفسیر روح المعانی الوسی

وَاسْتَدْلُلُ بِالْأَيْةِ عَلَى جَوَازِ التَّأْسِفِ وَالْكَاءِ
عِنْدَ النَّوَابِ، وَلِعُلُلِ الْكَفِ عنْ أَمْثَالِ ذَلِكَ
لَا يَدْخُلُ تَحْتَ الْعَكْلِيفِ فَإِنَّهُ قَلْ مِنْ يَمْلِكُ
نَفْسَهُ عِنْدَ الشَّدَادِ وَقَدْ رَوَى الشَّيْخَانُ
مِنْ حَدِيثِ أَنْسٍ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَسَّكَى عَلَى وَلَدِهِ إِبْرَاهِيمَ وَقَالَ: إِنَّ الْعَيْنَ
تَدْمُعُ وَالْقَلْبُ يَخْشُعُ وَلَا تَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضِي
رَبِّنَا وَإِنَا لِفَرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمَ لِمَحْزُونِكُمْ.
”اس آیت میں آسف اور بکاء کی جوازیت پر استدلال کیا جاتا

ہے جو شاید اس لیے بھی ہے کہ مصیبت کے وقت نفس پر قابو نہیں پایا جاسکتا ہے، اس لیے اس کا مواخذہ نہیں ہے۔ شیخین نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ پاک نبی نے اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر گریہ کیا اور فرمایا آنکھیں روتوی ہیں، دل غزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، اسے ابراہیم! تیری جدائی سے مُکْتَفٰ ہیں۔“

تفسیر الذخیری

(فَإِنْ قُلْتَ: كَيْفَ جَازَ لِنَبِيِّ اللَّهِ أَنْ يَبْلُغَ بِهِ
الْجَزْعَ ذَلِكَ الْمَبْلَغُ؟ قُلْتَ: إِلَيْنَا مُجْبُولٌ
عَلَى أَنْ لَا يَمْلِكَ نَفْسَهُ عِنْدَ الشَّدَادِيدِ مِنْ
الْحُزْنِ، وَلَذِكَ حَمْدٌ صَبِرَهُ وَأَنْ يَضْبِطَ نَفْسَهُ
حَقًّا لَا يَخْرُجَ إِلَى مَا لَا يَحْسُنُ، وَلَقَدْ بَعْكَى
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى وَلَدِهِ
إِبْرَاهِيمَ وَقَالَ: "الْقَلْبُ يَجْزُعُ، وَالْعَيْنُ تَدْمُعُ،
وَلَا نَقُولُ مَا يَسْخُطُ الرَّبَّ، وَإِنَا عَلَيْكَ يَا
إِبْرَاهِيمَ لِمَحْزُونَنَا.

”اگر کوئی کہے کوئی گرایک نہیں کا جزر کرنا جائز ہے؟ تو میں کہوں گا کہ انسان اپنے نفس کو قابو رکھنے میں شدید گریہ میں بے بس ہے، اگرچہ میر کرنا دح ہے کہ وہ اپنے نفس کو قابو میں رکھے وہ کچھ نہ کہے جو اچھا نہیں ہے۔ آپ نے ابراہیم پر گریہ کیا اور فرمایا کہ اے بیٹے ابراہیم! آنکھیں روتوی ہیں، دل غزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، اسے ابراہیم! تیری جدائی سے مُکْتَفٰ ہیں۔“

تفسير قرطبي

والجواب الثالث وهو أبينها هو أن الحزن ليس بمحظوظ وإنما المحظوظ الولولة وشق الشياب والكلام بما لا ينبغي وقال النبي صلى الله عليه وسلم: [تدمع العين ويحزن القلب ولا نقول، ما يخطط للرب].

”تیرا جواب، ابراہیم پاک نبی کا پیتا ہے اس پر جو گزیر کیا گیا تھا وہ مجموع نہیں سے جب کروہ کلام تھے ہے جو داہل ہو یا جس کی خرورت نہیں یا کپڑوں کو چھڑا جائے۔ آپ نے فرمایا: اے یتھے ابراہیم! آئکھیں روٹی ہیں، دل غزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہوا۔ اے ابراہیم! تیری جدائی سے نکلن لیں۔“

تفسير الخازن

وأما دمع العين وحزن القلب فلا يستوجب به ذمأ ولا عقوبة لأن ذلك ليس إلى اختيار الإنسان فلا يدخل تحت العكيل بدليل أن النبي صلى الله عليه وسلم بكى على ولده إبراهيم عند موته وقال إن العين تندفع وإن القلب ليحزن وما نقول إلا ما يرضي ربنا فهذا القدر لا يقدر الإنسان على دفعه عن نفسه فصار مباحاً لا حرج فيه على أحد من الناس.“ آئکھیں سے گری کرنا اور دل غزدہ ہونا یہ نہمت کا سوجب

نہیں ہیں اور نہ سزا کا مستحق ہے۔ چونکہ یہ انسان کے اختیارات میں
نہیں ہے اور اس میں انسان مکفی بھی نہیں ہے۔ اس کی واضح
دلیل پاک نبی کریم کا یہ قول اور عمل ہے کہ پاک نبی کریم کا جب
پیٹا ابراہیم فوت ہوا تو آپ نے اس پر گریہ کیا اور فرمایا: اے
بیٹے ابراہیم! آنکھیں روئی ہیں، دل غمروہ ہے اور ہم زبان سے
کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارے رب ناراض ہو، اے
ابراہیم! تیری جدائی سے نجات ہے۔ اس مرحلہ میں انسان کی
نقش پر کمزوری کرنے کی قدرت نہیں رہتی۔ ہم یہ مباح عمل
ہے۔ ایسا کرنے پر کسی انسان کا مواجهہ نہیں ہے۔“

وسائل الشیعہ

عن عائشة قالت : لما مات إبراهيم بكى
النبي (صلى الله عليه وآله) حتى جرت
دموعه على لحيته، فقيل: يا رسول الله ،
تنهى عن البكاء وأنت تبكي؟ فقال : ليس
هذا بكاء، وإنما هذه رحمة ، ومن لا يرحم
لا يرحم .

”حضرت عائشہ“ بیان کرتی ہے: جب حضرت رسول اللہ کے
فرزند ابراہیم کا انتقال ہوا تو آنحضرت اس قدر روانے کر ریش
مبارک سے آنسو بینے گئے۔ آپ سے کہا گیا: یا رسول اللہ!
آپ ہمیں تور دکتے ہیں اور خود اس قدر روانے ہیں؟ آنحضرت
نے فرمایا: یہ روانا نہیں ہے یہ تور رحمت ہے۔ اور جو دوسروں پر رحم
نہیں کرتا اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں کرتا۔“

وسائل الشیعہ

وعنه، عن أبيه، عن المفيد، عن ابن قولويه، عن أبيه ، عن سعد، عن أحمد بن محمد، عن الحسن بن محبوب، عن أبي محمد الأنصاري، عن معاوية بن وهب، عن أبي عبدالله (عليه السلام) في حديث قال: كل الجزع والبكاء مكروه سوى الجزع والبكاء على الحسين (عليه السلام).

”معاوية بن وهب حضرت امام جعفر صادق عليه السلام سے روایت کرتے ہیں۔ ہر جزع و فزع مکروہ ہے سوائے امام حسن علیہ السلام کی شہادت کے۔“

حوالہ جات کتب المصنف

- (۱) تفسیر طنطاوی سورہ یوسف آیت: ۸۳۔
- (۲) تفسیر بیضاوی سورہ یوسف جلد: ۳، صفحہ: ۱۸۳۔
- (۳) تفسیر الكبير الرازی سورہ یوسف آیت: ۸۳، صفحہ: ۹۷، جلد: ۹۔
- (۴) تفسیر فتح القدير سورہ یوسف آیت: ۸۳۔
- (۵) تفسیر روح للعائی سورہ یوسف: ۸۳، صفحہ: ۱۰۹، جلد: ۹۔
- (۶) تفسیر الذخیری سورہ یوسف جلد: ۳، صفحہ: ۲۰۶۔
- (۷) تفسیر قرطبی سورہ یوسف آیت: ۸۳۔
- (۸) تفسیر الخازن سورہ یوسف: ۸۳، جلد: ۳، صفحہ: ۳، مکتب المیت کمحمدت (وسائل الشیعةالجزء الثالث مترجم جلد: ۲، باب: ۸۷، صفحہ: ۳۱۱، تالیف الفقیہ للخدیث الشیخ محمد بن الحسن المحرر العامل).

ہلاکت کی موت اور شہادت کی موت

ہلاکت کی موت اور شہادت کی موت میں یہ کامن نقطہ ہے کہ جان ہر دو طرح سے تکف ہو جاتی ہے لیکن موت کے جو اسباب ہوتے ہیں اس کو دیکھا جاتا ہے۔ اگر موت اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی رضا کے مطابق واقعہ ہوئی تو اس موت کو شہادت کہا جائے گا اور اگر اللہ تعالیٰ کے قانون اور عدم رضا کی بنا پر واقعہ ہوئی تو اس کو ہلاکت کی موت سے تسبیر کیا جائے گا۔ اس کی مثال یوں بیان کی جاسکتی ہے کہ ایک شخص گھر سے یہ نیت باندھ کر لکھا ہے کہ انسانوں کے ساتھ زیادتی، ڈاک اور چوری کرنا چاہتا ہے اور امر و اقدام ہی ہے کہ حالت ڈاکہ میں کسی بنا پر گولی کا نشانہ بن کر موت آ جاتی ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کا قانون یوں تحرک ہے کہ اس شخص کی نیت سفر بد تھی اس کا عمل اللہ تعالیٰ کے قانون کے مخازن تھا، اس میں انسانیت کے خلاف نقصان کا راراہد تھا، اس کا سبب موت اللہ تعالیٰ کے حکم اور رضا کے مخالف ہوا لہذا قانون خداوندی کے مطابق یہ ہلاکت کی موت تصور ہو گی۔ اگر دوسرا شخص گھر سے اس ارادے سے لکھا کہ میں انسانیت کی بقا اور فلاح کی جانب بڑھنا چاہتا ہوں اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم اور رضا ہے اور اس امر عظیم کی بنا پر اس سلسلہ میں گولی کا نشانہ بن جانے سے موت آ جاتی ہے تو اس قانون خداوندی کے مطابق شہادت کا درجہ ملے گا۔ نتیجہ موت ہر دو طرح سے واقعہ ہوئی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے متین راستوں کے مطابق موت آئی تو اعلیٰ درجہ میں شمار ہو گی اور اس قانون کے مخالف میں موت واقعہ ہوئی تو ہلاکت کی موت شمار ہوئی۔ حضرت یعقوب اللہ کے نبی تھے وہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے علم سے باخبر تھے۔ اس کا وقت سے قبل اکٹھاف کرنا منوع تھا جو ایک اشارا کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ یوسف کو نبی کے مقام و مرتبہ پر فائز کرے گا۔ اس پر بھائیوں نے حسد کیا۔ جس کی وجہ یوسف پر یک جانب مصیبت گز ری اور دوسری جانب

حضرت یعقوبؑ کی اس راز کے افشاں کرنے پر سخت مصاہب اور پریشانیاں اٹھائی پڑیں لہذا آپ کا اپنے فرزند کے فرقاں میں گریہ فرمانا اور نبی کریمؐ کا گریہ اور بکاء بیٹھے ابراہیمؐ کی وفات اور امام عالیٰ مقام کی پیغمبری شہادت پر اللہ تعالیٰ کی رضا تھی۔ قرآن نے اس کی وضاحت و صراحت خود کر دی ہے دوسری جانب امام عالیٰ مقام پر جو مصیبت اور مصاہب نے آتا تھا وہ پاک نبی کریمؐ نے امام کی پیدائش کے ساتھ جناب جبرائیل امین نے خبر دے رکھی تھی لہذا یہ خبر غائب کے علم میں ایک تھی۔ اب اس مصیبت پر پاک نبی کریمؐ کا قبل از وقت گریہ کرنا جوازیت کے ساتھ ساتھ امت کے لیے جائز عمل کی طرف پیغام تھا جو بھی عمل جوازیت کی بنیا پر کرئے گا وہاب کی امید رکھنا ہوگی۔

حضرت یعقوبؑ کے سخت گریہ کرنے سے بیٹوں کا احتجاج

حضرت یعقوبؑ پیغمبر اپنے بیٹے یوسفؑ کی جدائی پر حضرت یوسف کا نام لے کر بلند آواز سے گریہ کرتے تھے۔ جس کی بنیا پر خلوقی خدا اس عمل سے پریشان تھی اور یہ عمل مسلسل تاویکہ خبر حضرت یوسفؑ کی حضرت یعقوبؑ نبی تک پہنچنے پائی جس کا دورانیہ اسی (۸۰) سال تک تھا گریہ کرتے رہے۔ اس بنیا پر ان کے جنم میں اس حد تک لا اغراقی آپکی تھی شاید اب کسی وقت موت واقع ہو جائے گی اور اس سے آپ کی آنکھوں کی بنائی ختم اور کمر کبڑی (جھک) ہو پہنچی لیکن روز بروز گریہ اور بکاء میں شدت آتی گئی۔ اس ظاہری کیفیت کو دیکھتے ہوئے جو اولاد نے اپنے والد صاحب پر یہ نسخہ آزمائی کی کوشش کی کہ آپ اس عمل سے دائیٰ مرض کا سبب بن جائیں گے یا موت کے من تک پہنچ جائیں گے۔ اگر چہ یہ دعویٰ دلیل کے ساتھ درست تھا مگر معرفت الہی کے خلاف تھا۔ چونکہ قانون قدرت ہے کہ ہر انعام و اکرام جسمانی اور عقلی تو انہی کے خرج کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ لہذا اس عمل سے جناب یعقوبؑ اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت کے امیدوار تھے۔

قَالُوا تَالِلُو تَقْتَلُوا أَتَلْكُرْ يُوسُفَ حَتَّى تَكُونَ حَرَّهَا

أَوْ تَكُونَ وَمِنَ الْهُلْكَلَنَّ (یوسف: ۸۵)

① ”وَهُوَ لِلّٰهِ كَفٰلٌ! أَنْتَ هُمْ يٰوْسُفُ (عِي) كَوْيَا دَكْرٍ تَعْ

رہیں گے یہاں تک کہ آپ قریب مرگ ہو جائیں گے یا آپ

وفات پا جائیں گے۔” (پروفیسر ڈاکٹر طاهر القادری)

④ ”بیٹے کہنے لگے کہ واللہ اگر آپ یوسف کو اسی طرح یاد ہی

کرتے رہیں گے تو یا تو پیار ہو جائیں گے یا جان بھی دے دیں

گے۔“ (جالندھری)

③ ”بُو لے خدا کی حرم! آپ ہمیشہ یوسف کی یاد کرنے تھے رہیں گے

~~یہاں تک کہ گورکنارے جالگیں یا جان سے گزر جائیں گے۔~~

(مولانا شاه احمد رضا خان)

رضاۓ الہی کی طلب کے لیے شکایت اور گریہ کرنا

حضرت یعقوب اسی (۸۰) سال سے حضرت یوسف کی جدائی پر ان کا نام لے کر اللہ تعالیٰ سے شکوہ اور گری کرتے چلے آ رہے تھے جبکہ یوسف مکھوئے ہوئے ایک طویل عرصہ بیت گیاتھا مگر غم اور شکوہ تازہ تھا۔ اس عمل سے آنکھوں کی بینائی اور جسم کی توانائی سے بھی محروم ہو چکے تھے۔ جوں جوں ملاقات کی منزل قریب آتی گئی توں توں ہائے ہائے سیرے یوسف کی صدائیں بلند ہوتی گئیں۔ اس پر بے معرفت اور جاہل لوگوں کے احتجاج میں اضافہ ہوتا گیا۔ تب آپ کو یہ اعلان کلرنما پڑا کہ میں اللہ تعالیٰ سے جو فریاد اور حزن کرتا ہوں یا وہ دعاوں اور احتیاجیں ہیں جنکی بیاناد پر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتا ہوں تاکہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں غفلت اور سُقُّت نہ ہو جائے اور اس سے دوسرے لوگ عبرت حاصل کریں اور درس سیکھیں کہ جب کوئی آزمائش آئے تو اس وقت خدا تعالیٰ سے کس طرح معافی طلب کی جاسکتی ہے اور اس کے لیے کون کون سے طریقے اختیار کرنے چاہیں۔ شاہد اس محاملہ میں ان کی دیگر اولاد غافل تھی اُنہیں سمجھانا بجھانا تھا۔ اس طرح بتایا جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور تربیت کے ساتھ ساتھ یوسفت کے بارے مجھے خبر ہے۔ آپ اس خبر پر جاہل ہیں۔ یہ بھی ایک پوشیدہ راز ہے۔ اس کے بارے میں قبل از وقت اکٹشاف کرنا حکمتِ خدا

وندی کے خلاف ہے۔ فرمایا: اے میری اولاد! جائیں مصر کی جانب علاش کریں حکم ہوا۔

يَنْهَا أَهْبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ وَلَا

تَائِيْسُوا مِنْ رُّوحِ اللَّهِ إِنَّهُ لَا يَأْتِيْسُ مِنْ رُّوحِ اللَّهِ

إِلَّا الْقَوْمُ الْكُفَّارُونَ (یوسف: ۸۷)

”اے بیٹو! جاؤ! یوسف“ اور اس کے بھائی کا سراغ لگا۔ اور اللہ کی رحمت سے ہالیں نہ ہو، پیغمبر اللہ کی رحمت سے نامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ (یہ تھا دہ علم اور راز جو پوشیدہ رکھنے کا حکم تھا)۔“

قانونِ مماثلت

• یوسف زندہ ہیں اور امام حسین بھی زندہ ہیں۔

• حضرت یعقوب نبی علیہ السلام زندہ یوسف پر سخت گریہ کرتے ہیں۔ اس طرح پاک نبی کریم امام عالی مقام حسین پر جبراہیں کی خبر کی وجہ سے گریہ کرتے ہیں۔

• حضرت یعقوب اس گریہ اور شکایت کو علم اور معرفت کہتے ہیں۔ اس طرح پاک نبی کریم بیٹے ابراہیم کی رحلت پر گریہ کو معرفت اور اللہ تعالیٰ کی رضا کہتے ہیں۔

• حضرت یوسف کی جدائی پر حضرت یعقوب کی بیٹائی چلی جاتی ہے اور امام حسین کی شہادت کی خبر پر پاک نبی کریم اور امام کے باپ اور ماں کا سکون اور چین چلا جاتا ہے۔

• یوسف کی ملاقات پر یعقوب کی گئی ہوئی بیٹائی اور سکون پانتا ہے۔ جبکہ امام حسین کی شہادت پر پاک نبی کریم اٹھویں اور بے چینی بڑھتی ہے۔

• حضرت یوسف کے قاتل (ارادہ قتل کرنے والے) بھائی تھے جبکہ امام حسین کے قاتل پاک نبی کریم کی امت تھی۔

• اگر حضرت یعقوب کا یوسف پر گریہ اور شکایت کرنا اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور

رحمت ہے تو اس طرح پاک نبی کریمؐ کا بیٹے ابراہیم اور بیٹے حسینؑ پر گریہ کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت ہے۔ اب جوانبیاء کرام کی سنت بجالائے گا کیا اس کا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں رضامندی اور رحمت کا سختق نہیں ہے؟

قَالَ إِنَّمَا أَشْكُوا إِبْرَهِيمَ وَحْزَنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ

مَا لَكُ تَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾ (یوسف: ۸۶)

① ”انہوں نے فرمایا: میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد صرف اللہ

کے حضور کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔“ (ڈاکٹر طاہر القادری)

② ”کہا میں تو اپنی پریشانی اور غم کی فریاد اللہ ہی سے کرتا ہوں

(ف: ۱۹۶) اور مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں

جانتے۔“ (امام احمد رضا خان)

③ ”انہوں نے کہا کہ میں اپنے غم و اندوہ کا اظہار خدا سے کرتا

ہوں۔ اور خدا کی طرف سے وہ باقی میں جانتا ہوں جو تم نہیں

جانتے۔“ (مولانا جالندھری)

④ ”یعقوب (علیہ السلام) نے فرمایا: میں تو اپنے رنج و غم کی

صرف اللہ سے شکایت کرتا ہوں اور اللہ کی باتوں کو جتنا میں جانتا

ہوں تم نہیں جانتے۔“ (مولانا اشرف علی تہانوی)

⑤ ”انہوں نے کہا کہ میں تو اپنی پریشانیوں اور رنج کی فریاد اللہ

ہی سے کر رہا ہوں مجھے اللہ کی طرف سے وہ باقی میں معلوم ہیں جو تم

نہیں جانتے۔“ (مولانا محمد جو ناگڑی)

⑥ یعقوب نے کہا میں اپنا اضطراب اور غم صرف اللہ کے سامنے

پیش کر رہا ہوں اور اللہ کی جانب سے وہ باقی میں جانتا ہوں جو تم

نہیں جانتے۔ (علامہ شیخ محسن علی نجفی)

⑥ آپ نے کہا کہ میں اپنے ربِ فہم کی شکایت بس اللہ تھی سے کر رہا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ (تفسیر قیضان الرحمن علامہ محمد حسین نجفی)

عبارات متن

تفسیر الکبیر رازی

ثم قال يعقوب عليه السلام : [وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ] أي أعلم من رحمته وأحسانه ما لا تعلمون ، وهو أنه تعالى يأتي بالفرج من حيث لا أحتمب ، فهو إشارة إلى أنه كان يتوقع وصول يوسف إليه.

”ولاد کے سوال پر آپ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: جو کچھ اللہ تعالیٰ کی ذات کی معرفت رکھتا ہوں وہ آپ نہیں جانتے ہیں۔ اس علم سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت اور احسان ہے جو تم نہیں سمجھتے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں وسعت دے گا۔ جس کا کوئی حساب نہیں ہو گا۔ یہ اشارہ قفا کے مجھے تو قع ہے اس ذات پر کہ وہ مجھے یوسف سے ملاقات کر دائے گی۔“

تفسیر کشاف

[وَأَغْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ] أي أعلم من صنعه ورحمته وحسن ظني به أنه يأتيني بالفرج من حيث لا أحتمب

” [وَأَغْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ] اس سے مراد اس کی جانب صفت اور رحمت ہے اور میرا حسن ظن ہے کہ میرے

لیے کشادگی ہو گئی جیسا بھی ہے اور اس کا کوئی حساب نہیں ہو گا۔“

روح المعانی

[وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ] مِنْ لَطْفِهِ وَرَحْمَتِهِ [مَا لَا تَعْلَمُونَ] فَأَرْجُو أَنْ يَرْحَمَنِي وَيَلْطِفَنِي وَلَا يَخْبِبَ رِجَائِي۔ [وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ] مِنْ صَنْعِهِ وَرَحْمَتِهِ۔

”[واعلم من الله] سے مراد لطف اور رحمت ہے۔ مالا تعلمون سے مراد مجھے امید ہے کہ مجھے پر رحم اور لطف ہو گا اور میری امید پوشیدہ نہیں رہے گی۔ [وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ] مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف میرے عمل کی بنا پر رحمت ہو گی۔“

فتح القدير

رو وأخرج ابن جرير، وابن أبي حاتم عنه في قوله: [وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ] قال: أعلم أن رؤيا يوسف صادقة، وأنني سأسجد له وقد روى الشيخان من حديث أنس أنه صلى الله عليه وسلم يكى على ولده إبراهيم وقال: إن العين تدمع والقلب يخشى ولا نقول إلا ما يرضي ربنا وإنما لفرانك يا إبراهيم لمحزونون.

”میں جانتا ہوں کہ یوسفؐ کم خواب چاہے اور میں عقربیں اس کے سامنے پیش ہو گا۔ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہؐ کے صاحبزادے حضرت ابراهیمؑ سکرات کی حالت میں تھے۔ حضورؐ نے حالت دیکھی تو دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے (حضرت

عبد الرحمن بن عوف نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہ آپ رو
 رہے ہیں آپ نے فرمایا: اے ابن عوف! یہ دل کی رقت ہے)
 اس کے بعد ایک اور حالت ہوئی تو فرمایا: آنکھیں روئی ہیں دل
 غزروہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے جس سے ہمارا
 رب ناراض ہوا۔ اے ابراہیم! تیری جدائی سے ہم غمگین ہیں۔“

تفسیر الخازن

وقوله [وأعلم من الله ما لا تعلمون] يعني
 أنه تعالى من رحمته واحسانه يأتني بالفرج
 من حيث لا أحتمب وفيه إشارة إلى أنه
 كان يعلم حياة يوسف ويتوقع رجوعه إليه.
 ”بحسب الشكى طرف سے وہ باقى معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے اس
 سے مراد اس کی جانب صنعت اور رحمت ہے اور میرا حسن نہیں ہے
 کہ میرے لیے کشادگی ہو گی جیسا بھی ہے اور اس کا کوئی حساب
 نہیں ہو گا۔ اس میں اشارہ ہے کہ آپ یعقوب عليه السلام يوسف
 عليه اسلام کی زندگی کا علم اور اس کی واپسی کی توقع تھی۔“

حوالہ جات

- (۱) تفسیر روح للعائی سورہ یوسف آیت: ۸۷، جلد: ۹، صفحہ: ۱۰۸۔
- (۲) تفسیر درستور جلال الدین سیوطی۔ سورہ یوسف آیت (۸۷) جلد: ۵، صفحہ: ۳۴۹۔
- (۳) تفسیر الکبیر فخر الدین الرازی سورہ یوسف آیت: ۸۷، جلد (صفحہ)۔
- (۴) تفسیر کشاف ذخیری سورہ یوسف آیت: ۸۷، جلد: ۳، صفحہ: ۲۰۷۔
- (۵) تفسیر طبری سورہ یوسف آیت: ۸۷۔ جلد: ۱۶، صفحہ: ۲۲۸۔
- (۶) تفسیر مظہری سورہ یوسف صفحہ مترجم: ۲، جلد: ۱۲۵۔
- (۷) تفسیر الخازن سورہ یوسف آیت: ۸۷، ۸۵، ۸۳، جلد: ۳، صفحہ: ۳۷۸۔

نوٹ: کتب الہمیت کے مفسرین نے وہی تفسیر کی ہے جو مفسرین المتن نے مرادی ہے۔ لہذا طوالت کے خوف سے چند حوالہ جات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

- (۱) تفسیر للیزان السيد الطباطبائی الجزء الحادی عشر سورہ یوسف صفحہ: ۱۳۲۔
- (۲) مجمع البيان في تفسير القرآن تأليف امين الاسلام أبي حل الفضل بن الحسن الطبرسي من أعلام القرن السادس الهجري بالجزء الخامس سورہ یوسف آیت: ۸۷، صفحہ: ۳۹۳۔
- (۳) التیان في تفسیر القرآن تأليف شیخ الطائفی أبي جعفر محمد بن الحسن الطوسي تحقیق و تصحیح أحد حبیب قصیر العاملی للجلد السادس سورہ یوسف آیت: ۸۷، صفحہ: ۱۷۸۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”جدانی یوسف اسی (۸۰) سال تھی جب کہ
دوست ذمین پر اللہ تعالیٰ کو آپ بعقوب سے فرادا
ہلاک کوئی اور نہ تھا اما مذعن العابدین علیہ
السلام فہ ابھی باہم حسمیں علیہ السلام کی غر
میں چالیس سال تک گریہ کھا۔“

اللہ تعالیٰ کا قانون رہا ہے کہ جس شخص کو اللہ نے اپنے لیے محجوب قرار دیا اسے سخت
امتحانات اور آزمائش سے گذرا گیا ہے۔ اس کا دور منعی یہ ہے کہ بعض مناصب کے
تھانے مشقت پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس تک رسائی حاصل کرنے کے لیے بڑی محنت اور
صعاب سے گذرنا پڑتا ہے۔ جس طرح جد یعقوب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مقام
امامت پر فائز کرنا تھا۔ اس کے تھانے یہ تھے کہ آپ کو پیارے بیٹے کی قربانی دینی
ہوگی۔ جس وقت حضرت ابراہیم نے یہ خواب مج تاثیر کر دکھایا تو آپ کونبوت کے ساتھ
مقام امامت کے منصب سے فائز فرمایا۔ اس طرح کائنات میں حضرت یعقوب کو مزید
مناصب سے فائز فرمانا تھا اور وہم کے لیے آپ کی سیرت طیبہ کو پیش کرنا تھا اور قیامت
تک ان آثار اور عمل کو بطور جلت محفوظ رکھنا تھا۔ جس سے آپ کی آزمائش کی ٹھنڈی تارک
آپ کے خاندان کو اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں سے نوازا جا سکے۔ اس مشقت کا دوران اسی
(۸۰) سال تھیں تھا۔ ان کی مثال یوں بیان کرنا افادت سے خالی نہیں ہے کہ ایک پھل
دار پودے کا جوان ہوتا اور پھل دینے کا عرصہ میں ہے۔ جب تک اس کا عرصہ پورا نہیں
ہوگا اس سے قبل پھل نہیں دے گا تو اس طرح ہر منصب کے لیے کوئی میٹن ہے اس کے
مکمل کے بعد دوسرا منصب دیا جائے گا اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا: اے یعقوب
آپ مجھے پیارے بھی ہیں اور آپ کی عزت اور اکرام روئے زمین سے مجھے زیادہ عزیز
بھی ہے۔ حضرت یعقوب نے اپنے بیٹے یوسف کے غم میں اسی (۸۰) سال گریہ کیا۔ جبکہ

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے اپنے باپ اور اہل خاندان پر چالیس سال کریم کیا۔ زندگی کی تمام لذتوں سے خود کو محروم کر دیا تھا۔ بس ہر لمحہ آنکھوں میں آنسو اور دل میں شدید غم تھا۔ ان کی کیفیت یوں تھی۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: ہمارے جد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے باپ پر چالیس سال اس طرح روئے کہ دن کو روزہ رکھتے اور رات عبادت خدا میں بسر کرتے۔ جب افظاری کا وقت ہوتا اور غلام کھانا اور پانی سامنے رکھتا اور عرض کرتا مولا کھانا تناول فرمائیں تو آپ فرماتے کہ سب طرح کھانا کھاؤں جبکہ فرزند رسول بھوکے شہید کئے گئے تھے۔ سہی جملہ بار بار کہتے۔ کھانا آنسووں سے ٹر ہو جاتا تھا اور پانی میں آنسوں جاتے اور یہ سلسہ وفات تک قائم رہا۔

حوالہ جات متن

تفسیر الخازن

وقال الحسن: كان بين خروج يوسف من حجر أبيه إلى يوم التقى ثمانون سنة لم يخف علينا يعقوب وما على وجه الأرض يومئذ أكرم على الله منه.

”حسن نے کہا: جس روز سے یوسف باپ کی گود (گھر) سے جدا ہوئے اس روز سے یوم ملاقات تک اسی (۸۰) سال گزر گئے اور اس مدت میں یعقوب کے آنسو خشک نہیں ہوئے باوجود یہ کہ آپ کے زمانے میں روئے زمین پر آپ سے زیادہ اللہ کے نزدیک کسی کی عزت نہ تھی اور اللہ کو آپ سے زیادہ پیار کوئی نہیں تھا۔“

تفسیر الكبير رازی

قیل: ما جفت عینا یعقوب من وقت فراق

يوسف عليه السلام إلى حين لقائه ، وتلك المدة ثمانون عاماً ، وما كان على وجه الأرض عبداً أكرم على الله تعالى من يعقوب عليه السلام ترجمة أيضاً .

تفسير مظہری

”حسن نے کہا: جس روز سے یوسف باب کی گود سے جدا ہوئے اس روز سے یوم ملاقات تک اسی (۸۰) سال گزر گئے اور اس دہن میں یعقوب کے آنسو خشک نہیں ہوئے باوجود یہ کہ آپ کے زمانے میں روز بے زین پر آپ سے زیادہ اللہ کے نزدیک کسی کی عزت نہ تھی اور اللہ کو آپ سے زیادہ پیار کوئی نہیں تھا۔“

تفسیر درمنثور سیوطی

وأخرج عبد الله بن أحمد في زوائد الزهد وأبي جرير وأبو الشيخ، عن الحسن رضي الله عنه قال : كان منذ خرج يوسف عليه السلام من عند يعقوب عليه السلام إلى يوم رجع ، ثمانون سنة لم يفارق الحزن قلبه ، ودموعه تجري على خديه . ولم يزل يبكي حتى ذهب بصره . والله ما على وجه الأرض يومئذ خليقة أكبر على الله من يعقوب.

”حسن نے کہا: جس روز سے یوسف باب کی گود سے جدا ہوئے اس روز سے یوم ملاقات تک اسی (۸۰) سال گزر گئے اور اس دہن میں یعقوب کے آنسو خشک نہیں ہوئے اور آنسو پھرے

سے (دریا کی مانند) جاری رہتے تھے۔ سلسل آہ و بکاء سے
بصارت چلی گئی۔ باوجود یہ کہ آپ کے زمانے میں روئے زمین
پر آپ سے زیادہ اللہ کے خود یک کسی کی عزت نہ تھی اور اللہ کو
آپ سے زیادہ پیار کوئی نہیں تھا۔“

وسائل الشیعہ

علی بن موسی بن طاووس فی کتاب
(الملهوف علی قتلی الطفوف) عن الصادق
(عليه السلام)، أَن زین العابدین بَكَى
عَلَى أَبِيهِ أَربعين سنَةً، صائماً نهارَهُ، قائماً
لِيلَهُ، فَإِذَا حَضَرَ الْإِفْطَارَ جَاءَ غَلامٌ
بِطَعَامٍ وَشَرَابٍ فَيَضْعُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيَقُولُ:
كُلْ يَا مُولَّاي، فَيَقُولُ : قُتِلَ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جَانِعًا ، قُتِلَ ابْنُ رَسُولِ
اللَّهِ عَطْشَانًا، فَلَا يَرَالِ يَسْكُرُ ذَلِكَ وَيَبْكِي
حَقَّ يَبْلِلِ طَعَامَهُ بِدَمَوْعِهِ، وَيَمْزُجُ شَرَابَهُ
بِدَمَوْعِهِ، فَلَمْ يَرُلْ كَذَلِكَ حَقَّ لَهُ بِاللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ.

”حضرت امام جعفر صادق علیه السلام سے مخقول ہے آپ
نے فرمایا: حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اپنے باپ پر
چالیس سال اس طرح روئے کہ دن کو روزہ رکھتے اور رات
عبادت خدا میں بر کرتے۔ جب افطاری کا وقت ہوتا اور غلام
کھانا اور پانی سامنے رکھتا اور عرض کرتا: مولا! تناول فرمائیں تو
آپ فرماتے: کس طرح کھانا کھاؤں جبکہ فرزند رسول بھوکے

ام ام لطیح انجی

شہید کے گھے تھے میں جملہ بار بار کہتے۔ کہاں آنسوؤں سے تر
ہو جاتا تھا اور پانی میں آنسوؤں جاتے اور یہ سلسلہ وفاتات تک قائم
رہا۔“

(حوالہ جات)

- (۱) تفسیر روح للعائی سورہ یوسف آیت: ۸۰، جلد: ۹، صفحہ: ۱۰۸۔
- (۲) تفسیر درمشور جلال الدین سیوطی۔ سورہ یوسف آیت: ۸۰، جلد: ۵، صفحہ: ۳۳۹۔
- (۳) تفسیر الکبیر فخر الدین الرازی سورہ یوسف آیت: ۸۰، جلد (صفحہ ۰)۔
- (۴) تفسیر کشاف ذخیری سورہ یوسف آیت: ۸۰، جلد: ۳، صفحہ: ۲۰۷۔
- (۵) تفسیر طبری سورہ یوسف آیت: ۸۰، جلد: ۱۶، صفحہ: ۲۲۸۔
- (۶) تفسیر مظہری سورہ یوسف صفحہ مترجم: ۱، جلد: ۱۲۵۔
- (۷) تفسیر الخازن سورہ یوسف آیت: ۹۶، ۸۰، ۸۵، جلد: ۳، صفحہ: ۳۵۔
- (۸) وسائل الشیعۃ الجزء الثالث مترجم جلد: ۲، باب: ۸۶، صفحہ: ۱۳۳، تأثیف الفقیہ للحدث الشیعۃ محمد بن الحسن المحرر العاملی۔

یوسفؑ کی جدائی

اور

گریہ سے حضرت یعقوبؑ کی بینائی گئی

اور

بنيامین کی صدمے میں کمر کبڑی ہو گئی

قرآن حکیم کی روشنی سے اور مفسرین کی تفسیر اور تحریر نے حضرت یعقوب علیہ السلام پر ایک صدمہ جو یوسفؑ کے کو جانے سے تھا اس کی وجہ سے بصارت سے محروم ہوئے اس کے ساتھ جسم میں ضعف بھی پیدا ہو گیا تھا اور دوسرے صدمہ میں گرفتار ہوئے وہ دوسرے بیٹے بنیامین سے بھی محروم ہو گئے جس کی وجہ سے رعنی کمی کر رکھی تکلیفی اور کر بھی کمان کی طرح ہو گئی اور چلانا دشوار ہو گیا تھا۔ اور تمام اثرات و حشمت مصائب سے بڑے ہوئے تھے۔

حوالہ جات متن کتب

تفسیر ابن کثیر

وقال ابن أبي حاتم: حدثنا الحسن بن عرفة، حدثنا يحيى بن عبد الملك بن أبي عَنْيَةَ، عن حفص بن عمر بن أبي الزبير، عن أنس بن مالك، رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "كان

لیعقوب النبی، علیہ السلام، اخ مُواخ لہ،
فقال له مذات یوم: ما الذي أذهب بصرك
وقوس ظهرک؟ قال: الذي أذهب بصری
البكاء على يوسف، وأما الذي قوس ظهیری
فالحزن على بنیامین.

”حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت
یعقوب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ایک شخص نے دریافت
کیا کہ آپ کی بیانگیسے جاتی رہی؟ اور آپ کی کرکیسے کبڑی
ہو گئی؟ آپ نے فرمایا: یوسف کو رود کر آنکھیں کھو بیٹھا اور
بنیامین کے صدے نے کمر توڑ دی۔“

تفسیرالکبیر رازی:-، تفسیر درمنثور سیوطی
ما الذي أذهب بصرك وقوس ظهرک فقال
الذي أذهب بصری البکاء على يوسف
وقوس ظهیری الحزن على بنیامین، فأوحى
الله تعالى إليه . أما تستحي تشكوفي إلى
غیريق فقال: إنما أشكو بثي وحزني إلى
الله، فقال يا رب أما ترحم الشيخ الكبير
قوست ظهیری، وأذهبت بصری، فاردد عليه
ريحانی یوسف وبنیامین.

”رسول اللہ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں
فرمایا: ایک شخص نے جب آپ سے دریافت کیا کہ آپ کی
بناوی کیسے جاتی رہی؟ اور آپ کی کرکیسے کبڑی ہو گئی؟ آپ نے
فرمایا: یوسف کو رود کر آنکھیں کھو بیٹھا اور بنیامین کے صدے

نے کر توزدی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یعقوبؑ نبی کو وحی کی کہ آپ کو
میری شکایت غیر سے کرنے میں حیا مانع نہیں آتا؟ تب آپ
نے فرمایا: میری فریاد اور گریہ تو آپ اللہ کی رضا حاصل کرنے
کے لیے ہے پھر اللہ تعالیٰ سے فرمایا: آپ مجھے بوڑھے پر رحم فرا
میں چونکہ اب میری کمر کبڑی ہو چکی ہے اور بصارت جل گئی ہے
اور میرے دونوں پھول یوسفؑ اور بنیامینؑ کو پلاندازیں۔“

تفسیر الخازن، تفسیر در متھور سیوطی

قال ابن الجوزی: روی الحاکم أبو عبد
الله في صحيحه من حديث أنس بن مالك
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال
كان ليعقوب أخ مؤاخ فقال له ذات يوم يا
يعقوب ما الذي أذهب بصرك وما الذي
قوس ظهرك قال أما الذي أذهب بصرى
فالبكاء على يوسف وأما الذي قوس ظهرى
فالحزن على بنiamين.

”ابن جوزی کہتے ہیں کہ حاکم نے اپنی کتاب صحیح میں۔ حضرت
أنسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے حضرت یعقوب
علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ ایک شخص نے دریافت کیا کہ
آپ کی بیٹائی کیسے جاتی رہی؟ اور آپ کی کمر کیسے کبڑی ہو گئی؟
آپ نے فرمایا: یوسفؑ کو رور کر آنکھیں کھو بیٹھا اور بنیامینؑ کے
صدے نے کر توزدی۔“

حوالہ جات

- (١) تفسیر ابن کثیر حافظ ابو الفداء ابن کثیر سورہ یوسف آیت: ٨٦، ٨٣، ٨٥، صفحہ: ٩٠٦، جلد: ۵
- (٢) تفسیر الكبير علامہ فخر الدین الرازی سورہ یوسف آیت: ٨٥، ٨٨٣، صفحہ: ٩٦، جلد: ۶۔
- (٣) تفسیر الحازن سورہ یوسف آیت: ٨٦، ٨٣، ٨٥، صفحہ: ٧٤، جلد: ٤
- (٤) تفسیر للظہیری، مترجم صفحہ: ١٣٩، جلد: ٢
- (٥) تفسیر درمثور سیوطی جلد: ٥، صفحہ: ٣٣٢

حضرت یعقوبؑ کی التجا

اے اللہ! میں بوڑھا ہو گیا ہوں
اب تو میرے دونوں پھولوں کو پلٹا دے

تفسیرالکبیرالرازی

فقال يا رب أما ترحم الشیخ الكبير قوست
ظہری ، وأذهبت بصری ، فاردد علیَّ
ریحانی یوسف و بنیامین(۹۶،۹)

”یعقوب علیہ السلام کی عمر جب بڑھا پے میں ہمچی گئی تو اللہ تعالیٰ
کی بارگاہ میں التجا کی: خدا یا! اب مجھ بڑھتے پر رحم کر چونکہ میری
کمر کبڑی ہو چکی ہے اور بصارت سے بھی محروم ہوں اب مجھے
میرے دونوں پھول یوسف اور بنیامین کو پلٹا دے۔“

تفسیر درمنثور

فقال یعقوب علیہ السلام [إنما أشکو بُنی وحزنی إلی اللہ] فقال جبریل علیہ السلام:
الله أعلم بما تشكوا يا یعقوب . ثم قال
یعقوب: أما ترحم الشیخ الكبير؟ أذهبت
بصری وقوست ظہری، فاردد علی ریحانی
أشمه شمة قبل الموت، ثم اصنع بی ما
أردت.

”یعقوب علیہ السلام نے کہا میری فریاد اور گریہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ اس پر جبراٹل نے کہا: اللہ تعالیٰ کو علم ہے جو آپ ہمکو کرتے ہو اے یعقوب نبی! یعقوب علیہ السلام کی عمر جب بڑھا پے میں تھی گئی تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں الحجہ کی کر خدا یا! اب مجھ بڑھے پر رحم کر چونکہ میری کمر کبڑی ہو چکی ہے اور بصارت سے بھی محروم ہوں۔ اب مجھے میرے دونوں پہول یوسف اور جیسا مین کو پہنادے تاکہ میں موت سے قبل ان کی خوشبو محبوس کر سکوں، پھر وہ کرنا جس کا آپ نے میرے لیے ارادہ کر رکھا ہے۔

خلاصہ کلام

باب حضرت یعقوب علیہ السلام میں جو خلاصہ کلام اخذ ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنے دونوں جگر گوشوں کی زندگی کا علم تھا۔ جو نبوت کا خاصہ تھا۔ اس کے باوجود ان کے فراق میں خاص طور پر حضرت یوسف کی وجہ سے رو رو کر چہرہ انور سے گوشت گل سڑپ کا تھا اور بینائی ختم ہو گئی تھی اور بینائیں کے چلے جانے سے کمر بھی خمیدہ ہو چکی تھی مگر وہ رونے کو رحمت الہی سمجھ کر اس سے باز نہیں آئے بلکہ اس ملک کو یوسف کی ملاقات تک جاری رکھا حالانکہ اپنے ہی بیٹوں نے طعن و تشنیع کا نشانہ بھی بنا�ا تھا لیکن یعقوب علیہ السلام رہتی دنیا کے لیے اسوہ چھوڑ گئے کہ زندہ پر رونا اور جزع و فزع کرنا سنت یعقوبی اور سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ مردہ پر تو ہر ایک گریہ کرتا ہے مگر زندہ پر گریہ کرنا عجیب ہے، لیکن یہ بھی سنت انبیاء کرام ہے۔ یہ دعوست فکر اہل علم کے لیے ہے۔

نہم باب

بیکری کا حضرت مسیح زادہ نبوہ اور کریم نبی کا حضور ہے



نوح، گریہ، ماتم اور تاریخ نوح

امام راغب اصفہانی مفردات القرآن میں لفظ نوح کی بحث میں یوں رقم ہوتے ہیں۔ لفظ نوح یا ایک نبی کا نام ہے۔ دراصل یہ نوح یعنی نوح کا مصدر ہے۔ جس کے معنی بلند آواز کے ساتھ گریہ کرنے کے ہیں۔ محاورہ ہے:

ناخت الحمامۃ توحا

”فاخذت کا نوح کرتا۔“

اس طرح نوح کے اصل معنی عورتوں کے ماتم کردہ میں صحیح ہونے کے ہیں۔

النوح، نوحہ گر عودتین اللوح، مجلس گریہ۔ جلد: ۲، مترجم صفحہ: ۱۰۸۳
علامہ محمد حسین بھٹی نے نوٹ مترجم وسائل الشیعہ جلد: ۲، صفحہ: ۲۹۰، حاشیہ پر لکھا ہے من و عن تحریر کیا جاتا ہے۔ مرثیہ اور نوحہ کیا ہے؟ مرنے والے کے محاسن اور خوبیاں لطم میں بیان کر کے اس پر گریہ و بکا کیا جاتا ہے کہ کسی عزیز کی جدائی پر رونا ایک فطری امر ہونے کی وجہ سے باشہ جائز ہے۔ اس طرح کلام کی شرمندی ہو یا لطم میں اگر اس میں غلط بیانی سے کام نہ لیا جائے بلکہ صحیح حلقائی کاظہ کیا جائے تو یہ بھی بلا اشکال جائز ہے۔ ظاہر ہے ہر چیز میں اصل جواز ہے جب تک حرمت کی قطعی دلیل قائم نہ ہو جائے۔ بعض منف مراج علائے الہی ست نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ علامہ وحید الزمان نے اپنی کتاب تفسیر الباری ترجمہ بخاری پ: ۵، ص: ۲۳ پر لکھتے ہیں اور اصل یہ ہے کہ فی نفسه مرثیہ کہنا کچھ منوع نہیں ہے۔ لس مرثیہ کی تالیف صحابہ سے ماثور ہے۔
حضرت فاطمہ ترمذی ہیں:

ماذًا على من شم تربة احمد ان لا يشم
مدى الزمان غواليا صبت على مصائب

لوانہا صبت علی الايام صرن لیا لیا
 ”جو کوئی فحش پاک نبی کریم کی تربت سوچنے لے اس پر کیا لازم
 ہے؟ یہ کہ پھر عمر بھر کوئی کوئی خوشبو نہ سوچنے۔“

مجھ پر ایسی مصیبتیں آپڑی ہیں کہ اگر دنوں پر پڑتیں تو وہ راتیں بن جاتے
 پاک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایک سخت وقت آیا جس کی وجہ سے اسلامی
 جماعت کی کمرٹوت گئی اور اس کوئی توانائی نہیں افواج کو بحال کرنے کے لیے ایک طویل
 وقت کی ضرورت تھی۔ وہ غزوہ احمد تقہا جس میں لٹکرا اسلام میں ابتداء سے پھوٹ پڑ گئی اور
 وہ مقاد اور موقع پرست منافق کامیاب ہو گئے اور دل میں کینہ رکھنے والے لوگ جو
 بظاہر اسلامی الیادہ اور ٹھے ہوئے تھے جب کہ وہ اسلام کے خلاف سازش اور حلاشیں کے
 لیے جاسوی کا کام کر رہے تھے ان کی سازشیں جاری تھیں اور اس کا نتیجہ لینا چاہتے تھے۔
 مکہ کے شرکین غزوہ بدر کی تھکست کو برداشت نہ کر پائے اور اس کے بدالے کے
 لیے تمام وسائل اور رسائل میں مصروف عمل تھے اور اسلامی جماعت کے اندر منافقین ان
 کو لمبے بندوق و اسلحہ سے باخبر رکھ کر ہوئے تھے۔ اس طرح ان کا حوصلہ بلند ہوتا چلا گیا اور
 ان کی کامیابی کے لیے منافقین اسلام تدبیر کرنے میں مصروف عمل تھے۔

بالآخر ایک وقت آیا مکہ کے شرکین سیکڑوں میل مسافت طے کرتے ہوئے مدینہ
 کے اطراف کے پہاڑوں پر پہنچ گے۔ ادھر جناب رسالت مأب کی سربراہی میں ایک
 ہزار جگہوکی جمیعت احمد پہاڑ کے لیے روانہ ہوئی تھی تاکہ شہر کو حفاظت رکھا جائے اور اسلامی
 شخص جس کی آبیاری ابھی نزرسی میں تھی اس کو بچایا جائے۔ ابھی سفر کا آغاز ہوا تھا کہ
 افواج میں پھوٹ پڑ گئی اور عبد اللہ بن ابی کی قیادت میں تین سو کی تعداد میں افراد الگ
 ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم اپنی خواتین کو بیوہ اور پھوٹ کو تیم اور آئندہ نسلوں کو ختم نہیں
 کر سکتے فواج اسلامی پر ہمیں یہ چال اور وار کر کے بدول کرنا چاہتے تھے۔ تاکہ کامیابی
 کے زیر نہ تک نہ پہنچ پا سیں۔

دوسرانچہ اس وقت ہوا جب آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افواج کو

نام اور تعلیم انبیٰ ﷺ

جس طرحِ دفاعی پوزیشن پر ماسور کیا تھا اس حکمتِ عملی کی بنا پر اسلامی افواج کو ٹراویٰ کے ابتدائی مرحلہ میں فتح مل چکی تھی اور دشمن عملہ ٹکست کھانچا تھا اور ان کے حوصلہ پست ہو چکے تھے۔ ادھر اسلامی افواج فتح کے نتھے بلند کرتے ہوئے دشمن کے مال و اساباب کے لیے ٹوٹ پڑے اور وہ حکمتِ عملی جس کی بنا پر اسلامی افواج کو فتح میں بدل دیا تھا اس بے عملی کی وجہ سے مقابلہ اٹھایا اور بکھرے ہوئے لشکر پر دوبارہ حملہ آؤ رہ گئے اس طرح مسلمانوں کی فوج کو کامیاب فتح کے بعد ٹکست ہو گئی اور اس میں مالی نقصان کے ساتھ ساتھ جانوں کا بڑا ضایعہ بھی ہوا۔ البتہ خیر خواہ صحابہ کرام اور بنو حاشم کے شاہ سواروں نے خوب جم کر دشمنوں کا مقابلہ کیا اور اس گھسان کے عالم میں آپ نبی شدید رذیٰ ہو گئے اور آپ کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی اس جنگ میں شدید رذیٰ ہو گئے تھے۔ البتہ بنو حاشم کے تاج، اللہ کے شیر اسلام کے حافظ سید الشهداء حضرت حمزہ شہید ہو گئے اور دشمن نے ان کے لائش کو اس طرح پامال کیا کہ ان کے جسم کے گوشت کو بھی چرانے لگے۔ اس میں صحابہ کرام کی بڑی تعداد شہید ہو گئی۔ اور جنگ بند ہو گئی۔ اس عظیم نقصان کے بعد جب آپ اباقی ماندہ لشکر کے ساتھ مدینہ کی طرف واپس لوئے تو شہداء کے درثاء نے استقبال کیا۔ ان میں حضرت حمزہ کی بیٹی بھی تھی۔ اس پر صاحبِ مدارج المدد نے یوں تحریر کیا:

مردی ہے کہ جب مصیبت زدگان حضورؐ کے استقبال کے لیے
باہر لٹلے تھے تو قاطرہ دختر حضرت حمزہؓ راستے کے کنارے
کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کو دیکھ رہی تھیں۔
جو قدر جو قل لوگ آتے تھے۔ حضرت فاطمہؓ اس میں اپنے والد
حضرت حمزہؓ کی حلاش کرتی تھیں مگر لوگوں میں وہ نظر نہیں آئے۔
حضرت صدیقؓ سے انہوں نے دریافت کیا میرے والد کہاں
ہیں؟ میں ان کو اس لشکر میں نہیں دیکھ رہی ہوں؟ حضرت
صدیقؓ کا دل بھرا یا اور جسم پور نہ ہو گئیں۔ آپ نے فرمایا: ابھی

رسول خدا تشریف لائے تو۔ جب سید عالم تشریف لائے تو
اپنے والد کو حضورؐ کے ساتھ بھی نہ دیکھا۔ سواری کی قام قام کر
عرض کرنے لگی: یا رسول اللہؐ میرے والد کہاں ہیں؟ فرمایا:
تمہارا والد میں ہوں! عرض کیا: یا رسول اللہؐ! اس کلام مبارک
سے خون کی بوآری ہے۔ اور ان کے آنکھوں سے آنسو جاری
ہو گئے۔ صحابہ کرام کے بھی آنسو نکل آئے۔ اس کے بعد قاطرؓ
نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ میرے والد کی شہادت کی کیفیت بیان
فرما گیں۔ فرمایا: اے بنی! اگر ان کی کیفیت بیان کروں تو تمہارا
دل قابو میں نہ رہے گا اس سے قاطرؓ کی چیز نکل گئی۔

ابن مسعود کہتے ہیں:

مارثینا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
با کیا اشد من بحکاء علی حمزہ۔

”ہم نے حضرت رسول خدا کو اتنا روتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا

تحاجتا وہ حضرت حمزہ پر روتے تھے۔“ (کذاسبرت حلیہ)

آپؐ ۲۲ شوال کو روز شنبہ مدینہ کی طرف مراجعت فرمائیے۔ جب انصار کے
ملہ سے (اوائل شب میں) گزرے تو خواتین کے روئے اور نوحہ مقام کی آوازیں میں
جو احمد میں شہید ہونے والے عزیز دوں پر گریہ و بکاری تھیں۔ یہ سن کر خیبرؓ کی آنکھوں
میں آنسو آگئے تھے اس پر مولا ناشبلی نعمانی لکھتے ہیں:

”غزوہ احمد کے بعد جب آپ مدینہ تشریف لائے تو تمام
مدینہ مقام کردہ تھا۔ آپ جس طرف سے گذرتے تھے مگر مگر
شہیدوں کا مقام برپا تھا۔ مستورات اپنے شہیدوں پر نوحہ کر
رہی تھیں۔ یہ دیکھ کر آپ کا دل بھرا آیا اور فرمایا: حمزہ کا کوئی
نوحہ خواں نہیں؟“

طبری لکھتے ہیں:

”رسول اللہ جب نبی عبدالاہیل اور ظفر انصاری کے گھر سے گزارے۔ آپ نے وہاں توحید بکا کا شور سنا تھا جو وہ اپنے مقتولوں پر کر رہے تھے۔ خود آپ کی آنکھیں انگلوں سے ڈبڈبا گئیں اور گریہ طاری ہو گیا، پھر فرمایا: لیکن حمزہ پررو نے والا کوئی نہیں؟ (فوراً سن کر) جب سعد بن معاذ اور اسید بن حفیر بن عبد الاہیل کے خاندان کے گھر آئے انہوں نے ان کی عورتوں سے کہا کہ تم چادر میں اوڑھ کر جاؤ اور رسول اللہ کے چچا پر توحید کرو۔“

سیرت ابن ہشام کہتے ہیں:
ولیکن حمزہ لا بواکی لہ.

”لیکن ہائے افسوس حمزہ پررو نے والی عورتیں نہیں۔“

جب سعد بن معاذ اور اسید بن حفیر بن عبد الاہیل کے مکان کی طرف لوٹے تو انہوں نے اپنی عورتوں سے کہا کہ جائیں اور رسول اللہ کے چچا پر توحید کریں۔ ابن اسحاق نے کہا: مجھ سے حکیم بن حبیف نے بن عبد الاہیل کے ایک شخص کا ایک قول نقل کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ نے حمزہ پر عورتوں کے روئے کی آواز سنی تو آپ باہر (گھر سے) آئے۔ وہ مسجد کے دروازے ہی پر توحید کر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تم پر رحم فرمائے تم واپس چلی جاؤ۔ تم نے اپنی طرف سے تسلی کا حق ادا کیا ہے۔

مولانا عبد الحق دہلوی لکھتے ہیں:

پھر حضور نے دعا کی اور فرمایا:

رضی اللہ تعالیٰ عنکن و عن اولادکن
واولاد اولادکن.

”اللہ تعالیٰ تم سے اور تمہاری اولاد کی اولاد سے راضی ہو۔“

و اقدی کہتا ہے: پھر یہ مدینہ میں روایت پیدا ہو گئی کوئی اپنے پرندوئے جب تک

نام امن لفظ انبیاء

اس کا آغاز حضرت حمزہؓ کے نام سے نہ ہو۔ اس واقعہ پر جو جیت قائم ہوئی اس کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے۔

قانون

● آپ نے خواہش ظاہر کی جو حکم کا مقام رکھتا ہے کہ حضرت حمزہؓ پر رویا جائے۔

● اصحاب کرام انصار نے اس حکم کو بجا لانے کے لیے اپنی خواتین کو گھر دوں سے لائے۔

● خواتین نے پاک نبی کریمؐ کے گھر حضرت حمزہؓ کے نام سے محاسن بیان کرتے ہوئے ماتم اور نوحہ کیا۔

● نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول، فعل اور تقریر صحبت ہے۔

● شہداء پر عزیز و اقارب کی آہ بکاء اور نوحہ خوانی کرنے پر آپ نے جائز قرار دیا۔

● حضرت حمزہؓ کا نوحہ (مرثیہ) اور مناقب جو حکم کے موقعہ پر کیے اور پڑھے جاتے ہیں) کی آواز نہ سنا تو حکم دیا کہ ان پر بھی نوحہ اور مرثیہ کیا جائے۔

● آپ نے حضرت حمزہؓ کے نوحہ خواں گورتوں اور ان کی اولادوں پر دعاۓ خیر کی۔

● مدینہ میں یہ روایت بن گئی کہ جب بھی کوئی ایسا واقعہ ہوتا تو حضرت حمزہؓ کے نام سے آہ بکاء اور نوحہ سے آغاز کیا جاتا تھا، جب کہ آپ بھی تین دین میں مصروف

عمل تھے۔

استباط حکم

● پاک نبیؐ کے قول، فعل اور تقریر سے دین کا حکم مستبط ہوتا ہے۔

● نوحہ اور گریہ کم حکم جائز ہونے کی علت ہے۔

● انصار کی خواتین کے عمل کو پسند کیا جو حکم تقریری ہے۔

● انصار کی روایت کہ جب کوئی شہید کی خبر یا لاش آتی تو اس پر نوحہ اور ماتم میں جو محاسن اور خوبیاں کی جانا مطلوب ہو سکیں ان اس کا آغاز حضرت حمزہؓ سے کرتے

تھے۔

- * نام لے کر گریہ اور نوحہ کرنا حضرت یعقوبؑ نی کا حضرت یوسفؑ پر اور پاکؑ نی کا حضرت حمزہؓ پر جائز کا حکم ہے۔ اس طرح امام حسینؑ کا نام لے کر گریہ اور نوحہ کرنا حکم استبطاط کرتے ہوئے جائز اور مستحسن عمل ہے۔
- * امام حسینؑ سید الشہداء کا ہر سال گرپیہ و بکاء کرنے اعمال تسلسل کا حصہ ہے۔
- * اس میں اللہ تعالیٰ سے خیر کی توفیق اور اجر و ثواب اور خیر و برکت کے موجب ہیں۔
- * شہداء کی یاد کا عمل جاری رکھانا چاہیے تاکہ جہاد کے لیے ہر ایک کاخون گرم رہے با وقت ضرورت شوق شہادت کا جذبہ غالب رہے۔

روایات کتب الہی سنت

سیرت ابن بشام

[بُكَاءُ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ عَلَى حَمْزَةَ] قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ : وَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَارِ مِنْ دُورِ الْأَنْصَارِ مِنْ بَيْنِ عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَظَفَرِ فَسِعَ الْبَكَاءَ وَالتَّوَافِعَ عَلَى قَتْلَاهُمْ فَذَرَقَتْ عَيْنَتَا رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّيْ ، ثُمَّ قَالَ لِجَنِ حَمْزَةَ لَا يَوْمَكِ لَهُ فَلَمَّا رَجَعَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ وَأَسِيدُ بْنُ حُصَيْنٍ إِلَى دَارِ بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ أَمَرَ نِسَاءَهُمْ أَنْ يَتَحَرَّمْنَ ثُمَّ يَذْهَبْنَ فَيَبْكِينَ عَلَى عَمَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ : حَدَّثَنِي حَكِيمُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ عَبَادِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ بَعْضِ رِجَالِ بَنِي

عَبْدُ الْأَشْهَلِ قَالَ لَمَا سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ مُصْلَى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُشَّاءَهُنَّ عَلَى حَمْرَةِ خَرَجَ
عَلَيْهِنَّ وَهُنَّ عَلَى بَابِ مَسْجِدِهِ يَبْكِيُنَّ عَلَيْهِ
فَقَالَ ازْجِفْنَ يَرْخُكْنَ اللَّهُ فَقَدْ آسَيْتُنَّ
يَأْنَفْسِكُنَّ. (صفحة: ۹۸، جلد: ۳، خواتین کا نوحہ و بکا)

”ابن احق نے کہا: جب رسول اللہ بن عبد الاہبل اور بن ظفر سے تعلق رکھنے والے انصاریوں کے ایک مکان کے پاس سے گزرے تو آپ نے عورتوں کو اپنے شہادا پر نوحہ دیا کرتے ہوئے سن۔ آپ کی پشمہائے مبارک سے بھی آنسو کل پڑے۔ پھر آپ نے فرمایا لیکن کاش کر کوئی حمزہ پر رونے والی عورتیں بھی ہوتیں؟ جب سعد بن معاذ اور اسید بن حنیف بن والاہبل کے مکان کی طرف لوٹے تو انہوں نے اہمی عورتوں سے کہا کہ جائیں اور رسول اللہ کے چچا پر نوحہ کریں۔ این احراق نے کہا: مجھ سے حکیم بن حیف نے بن عبد الاہبل کے ایک شخص کا ایک قول نقل کرتے ہوئے کہا: رسول اللہ نے حمزہ پر عورتوں کے روئے کی آواز سنی تو آپ باہر (گھر سے) آئے۔ وہ مسجد کے دروازے ہی پر نوحہ کر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تم پر رحم فرمائے۔ تم واپس چلی جاؤ۔ تم نے اہمی طرف سے تسلی کا حق ادا کیا ہے۔ (مترجم عبد الجليل صدیقی صفحہ: ۸۲، جلد: ۲)

اللغازی و اقدی

وَأَقْبَلَ حَقِّيْ نَزَلَ بَيْنِ حَارِثَةَ يَوْمِنَا حَتَّى
ظَلَّمَ عَلَى بَنِي عَبْدِ الْأَشْهَلِ وَهُنَّ يَبْكُونَ عَلَى
قَتْلَاهُمْ فَقَالَ لَكِنْ حَمْرَةَ لَا بُوْا کِ لَهْ.

فَخَرَجَ النِّسَاءُ يَنْظَرُنَّ إِلَى سَلَامَةِ رَسُولِ
اللَّهِ الْمُهَصِّلِ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَتْ أُمُّ عَامِرٍ
الْأَشْهَلِيَّةُ تَقُولُ قَبْلَ لَنَا قَدْ أَفْبَلَ التَّبِيْعَ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَنَّ فِي التَّوْجِ عَلَى قَتْلَلَا.
فَخَرَجْنَا فَنَظَرْنَا إِلَيْهِ فَإِذَا عَلَيْهِ التَّزْغُ كَمَا
هِيَ فَنَظَرْنَا إِلَيْهِ فَقُلْتُ: كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ
جَلَلٌ.

للغازى الراقدى

وَمَضَى سَعْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ مَعَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِلَى بَيْتِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى نِسَائِهِ قَسَافَهُنَّ
وَلَمْ تَبْقَ امْرَأَةٌ إِلَّا جَاءَ بِهَا إِلَى بَيْتِ رَسُولِ
اللَّهِ الْمُهَصِّلِ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَكَيْنَ بَيْنَ
الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ . وَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَنَّ فَرَغَ مِنَ التَّوْمِ لِغُلْثِ
اللَّيْلِ فَسَمِعَ الْبَكَاءَ فَقَالَ مَا هَذَا؟ فَقَوْيَلَ
نِسَاءُ الْأَنْصَارِ بَيْنَكَيْنَ عَلَى حَنْزَةَ . فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْكُنَّ وَعَنْ أُولَادِكُنَّ وَأَمْرَرَنَا أَنْ تُرَدَّ إِلَى
مَنَازِلِنَا . قَالَتْ فَرَجَعْنَا إِلَى بُيُوتِنَا بَعْدَ لَيْلَ
مَعْنَانَا رِجَالُنَا ، فَمَا بَحَثَتْ مِنَا امْرَأَةٌ فَظَلَّ إِلَّا
بَدَأَتْ بِحَنْزَةَ إِلَى يَوْمِنَا هَذَا [ص [٣١] جلد [١]

(باب سلام النبي واصحابه على الشهداء)

”(مشترک) پاک نبی اکرم جب احمد سے والہیں مدینہ پہنچ تو

انصار کے مردو خواتین اپنے مکنلوں پر فوج خواتی کر رہے تھے۔ آپ نبی کریم نے فرمایا: ”کاش کہ میرے بچا حضرت حمزہ پر بھی کوئی روتا“ پس عورتیں گھروں سے کل کر پاک نبی کریم کے گھر گئیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ سعد بن معاذ آپ کے ساتھ تھے۔ پھر سعد اپنے خادمان کی سب عورتوں لے کر نی اکرم کے گھر آئے تو خواتین نے مغرب اور عشاء کے درمیان تک نوحہ اور گریہ کیا۔ آپ جب نیھے سے بیدار ہوئے جو رات کا قیسا پہنچا۔ پھر آپ نے آہ و بکاء کو سننا اور پوچھا: یہ کیا ماجرا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ انصار کی عورتیں حضرت حمزہ پر آہ و بکاء کرنی ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا ان خواتین پر اور ان کی اولادوں پر۔ خواتین کو حکم ہوا کہ آپ اپنے اپنے گھروں کی طرف جائیں پھر ہم خواتین اپنے گھروں کے ساتھ رات کے وقت گھروں کی جانب پہنچ گئیں۔ پھر یہ حدیث میں روایت پیدا ہو گئی کہ کوئی اپنے مردے پر نہ روئے جب تک اس پر رونا کا حضرت حمزہؑ کے نام سے شروع نہ کیا گیا ہو۔“

تاریخ طبری

قال: ومر رسول الله صلی الله علیه وسلم
بدار من دور الانصار من بنی عبد الأشهل
وظفر، فسمع البكاء والنواع على قتلهم،
فذرفت عينا رسول الله صلی الله علیه وسلم فيكى ثم قال: لكن حمزة لا بوأكي لها
فلما رجع سعد بن معاذ وأسید بن حضير
إلى دار بنى عبد الأشهل أمر نساءهم أن

یتحزمن ثم یذهبن فیبکین علی عم رسول
الله باب غزوہ احمدص (۴۸۱) ج (۱).

”رسول اللہ جب نبی عبد الامیل اور غفارانصاری کے گھر سے
گزرے۔ آپ نے وہاں نوح و بناء کا شور جو وہ اپنے مقتولوں پر
کر رہے تھے۔ خود آپ کی آنکھیں انکھوں سے ڈیندیں اور
گریہ طاری ہو گیا پھر فرمایا لیکن حمزہ پر رونے والا کوئی نہیں۔
جب سعد بن معاذ اور اسید بن خفیر بنو عبد الامیل کے خاندان
کے گھر آئے تو انہوں نے ان کی عورتوں سے کہا کہ تم چادر میں
اوڑھ کر جاؤ اور رسول اللہ کے پیچا پر نوح کرو۔“

(مترجم محمد ابراہیم ایم اے ندوی)

تاریخ کامل

وَمِنْ رَسُولِ اللَّهِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،
بَدَارَ مِنْ دُورِ الْأَنْصَارِ فَسَمِعَ الْبَكَاءَ
وَالنَّوَافِحَ، فَذَرَفَتْ عَيْنَاهُ فَبَكَى وَقَالَ: لَكُنْ
حَمْزَةَ لَا يَوْكِي لَهُ! فَرَجَعَ سَعْدُ بْنُ مَعَاذٍ إِلَى
دَارِ عَبْدِ الْأَشْهَلِ فَأَمَرَ نَسَاءَهُمْ أَنْ یَذْهَبْنَ
فِي بَكِينَ عَلَى حَمْزَةَ ص (۲۹۸) ج (۱)

”پاک نبی اکرم جب جنگِ احمد کے بعد شہر مدینہ پہنچ پائے تو
دیکھا کہ النصار کے گھروں سے (اپنے اپنے شہداء پر) نوحہ اور
آد بنا کی آوازیں آرہی تھیں۔ تب بے اختیار آپ کی آنکھوں
سے آنسو جاری ہوئے اور روپڑے اور فرمایا: ”کاش میرے
پیچا حمزہ پر بھی رونے والا ہوتا۔“ تب سعد بن معاذ بنو عبد الامیل
قبيلہ کی طرف لوٹئے اور ان سب عورتوں کو لے کر پاک نبی اکرم

کے پاس چلے آئے۔ آنبوں نے اپنی عورتوں کو حکم کیا کہ آپ پاک نبی کریم کے گھر جائیں اور حضرت حمزہ پر نوح خوانی اور آد و بکا کریں۔“

تاریخ السلام

وقال لما سمع البكاء : لیکن حمزہ لا بوای
له . واستغفر له فسمع ذلك سعد بن معاذ
وابن رواحة وغيرهما فجمعوا كل نائحة
وبأكيه بالمدینة فقالوا : والله لا تباکین قتل
الأنصار حق تباکین عم رسول الله . فلما
سمع رسول الله صلی اللہ علیہ و سلم
بالبكاء قال : ما هذا قال : فأخبر فاستغفر
 لهم و قال لهم خيرا (٢١٠) (١) باب غزوہ احد .

”(جب آپ نبی جنگ کی فراغت کے بعد شہر مدینہ تشریف
لائے) آپ نے آہ و بکاء کو سنائیں حضرت حمزہ پر کوئی گریہ و بکا
نمیں کر رہا تھا۔ آپ نے ان کے لیے استغفار کیا جب یہ بات
سعد بن معاذ اور ابن رواحہ نے سن تو پھر نوح خوان حضرات کو جمع
کیا اور حضرت حمزہ پر گریہ اور نوح کیا پھر اللہ کی قسم جب بھی کسی
پر گریہ کیا جاتا تو انصار کی خواتین حضرت حمزہ کے نام سے شروع
کرتی تھیں۔ پس جب رسول اللہ آہ و بکاء کو تو آپ نے سن فرمایا:
یہ کیا ہے جب ان کی خبر کی تو آپ ان کے لیے کلمہ خیر کہا۔“

تاریخ ابن کثیر البدایہ والہایہ

قال ابن إسحاق : و مر رسول الله صلی اللہ
علیہ و سلم بدار بنی عبد الأشهل فسمع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

البكاء والنواحع على قتلامهم فذرفت عينا
رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم قال:
[لَكُنْ حَمْزَةَ لَا بُوَايَكَ لَهُ] فلما رجع سعد
بن معاذ وأسيد بن الحضير إلى داربني
عبد الأشهل أمرأ نساءهن أن يتحزمن ثم
يذهبن فيبكيهن على عم رسول الله صلى الله
عليه وسلم.

فحدثني حكيم بن حكيم بن عباد بن
خيف عن بعض رجال بني عبد الأشهل
قال: لما سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم
بكاءهن على حمزة خرج عليهن و
هن في باب المسجد يبكيهن فقال:

[ارجعن بِرِحْكَنِ اللَّهِ فَقَدْ أَسْبَتَنِي بِنَفْسِكُنْ] [اص (۹۳) ج (۲)]
”رسول اللہ جب بني عبد الأشہل اور خانہ انصاری کے گھر سے
گزرے۔ آپ نے دہاں نوحہ و بکاء کا شور سنا جو وہ اپنے
مقتولوں پر کر رہے تھے۔ اس پر آپ کی آنکھیں اٹکنے سے
ڈیڈ بائیکیں اور گریہ طاری ہو گیا پھر فرمایا: ”لیکن حمزة پر رونے
والا کوئی نہیں؟“ جب سعد بن معاذ اور اسید بن حفیر بن عبد
الأشہل کے خاندان کے گھر آئے تو انہوں نے ان کی عورتوں
سے کہا کہ تم چادریں اوڑھ کر جلا اور رسول اللہ کے پیچا پر نوحہ
کرو، تب آپ گھر سے نکلے اور خواتین مسجد کے دروازے پر
(نوحہ خوانی اور مرثیہ) آہ و بکاء کر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا:
پلٹ جائیں۔ آپ پر اللہ تعالیٰ حرم کرئے آپ نے تقریت کا حق

او اکیا ہے۔“

تاریخ ابنِ کثیر

زید حدیثی نافع عن ابن عمر ان رسول
الله صلی اللہ علیہ وسلم لما رجع من أحد
فجعل نساء الانصار ییکین علی من قتل
من أزواجهن قال فقال رسول الله صلی اللہ
علیہ وسلم ولکن حمزة لا بوایہ له قال
ش نام فاستنبه وہن ییکین قال فهن الیوم
اذا ییکین یندین حمزة وهذا علی شرط
مسلم.

”ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ جب آپ نبی کریمؐ احمد سے
مدینہ پہنچنے والے انصار کی خواتین اپنے مقتولین (شوہروں) پر گریہ کر
رہی تھیں۔ تب آپ نے فرمایا: کاش کوئی میرے چچا خڑہ پر
بھی گریہ کرنے والا ہوتا؟ پھر آپ آرام کرنے لگے۔ جب آپ
بیدار ہوئے اسی اثنائیں انصار کی خواتین نے آپ کے کھر آکر
گریہ کیا۔ اس کے بعد جب بھی یہاں گریہ ہوتا تو حضرت حمزة
سے شروع ہوتا۔“

تاریخ ابنِ کثیر

وقال موسی بن عقبة ولما دخل رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم أزقة المدينة اذا
النوح والبكاء في الدور قال ما هذا قالوا
هذه نساء الانصار ییکین قتلهم فقال
لکن حمزة لا بوایہ له واستغفر له فسمع

ذلك سعد بن معاذ بن عبادة ومعاذ بن جبل وعبد الله بن رواحة فمشوا الى دورهم فجمعوا كل نائحة باكية كانت بالمدينة فقالوا والله لا تبكين قتلى الانصار حتى تبكين عم النبي صلى الله عليه وسلم فإنه قد ذكر أنه لا بوأكي له بالمدينة وزعموا ان الذي جاء بالنوازع عبد الله بن رواحة فلما سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما هذا فأخبر بما فعلت الانصار بنسائهم فاستغفر لهم وقال لهم خيرا.

”موئی بن عقبہ روایت کرتے ہیں کہ پاک نبی کریمؐ غم زدہ مدینہ میں داخل ہوئے تو لوگوں (صحابہ) کے گھروں میں نوحہ اور گریہ کی آوازیں سنائی دی۔ آپ نے دریافت کیا یہ کیا عمل ہے؟ صحابہ نے کہا: یہ انصار کی خواتین ہیں جو اپنے اپنے مقتولین (شہیدوں) پر نوحہ اور گریہ کر رہی ہیں۔ تب آپ نے فرمایا کہ کاش میرے پچھا مجزہ پر کوئی گریہ کرنے والا ہوتا؟ اور ان پر استغفار کیا جائے۔ جب یہ فرمان دی جی زبان مصطفیٰ سے جاری ہوا تو سعد بن معاذ، معاذ بن جبل اور عبداللہ بن رواحة اپنے اپنے گھروں میں گئے (مقتولوں کے گھروں سمیت) تو نوحہ خواں اور گریہ کرنے والیوں کو پاک نبی کریمؐ کے گھر جمع کیا (اور نوحہ اور ماتم کیا)۔ پھر صحابہ نے کہا کہ خدا کی حکم یہ انصار کی خواتین نے اپنے مقتولین پر کبھی بھی ماتم نہیں کیا جب

تک پاک نبی کریمؐ کے پچھا جزہ پر ماتم سے آغاز نہ کیا ہو۔ اور جو ذکر ہوا ہے کہ لا بوائی لہ مدینہ میں تھا جب عبد اللہ بن رواحہ کی سربراہی میں نو دخواں آئے اور آپ نے ساعت فرمایا: آپ نے پوچھا یہ کون؟ بتایا گیا: یہ انصار اپنی خواتین کے ساتھ ہیں جنہوں نے حضرت حمزہ پر نوحہ خوانی اور ماتم کیا تھا، پھر آپ نے ان کے لیے دعا استغفار اور کلہ خیر کی دعا فرمائی۔“

مدارج النبوت۔

جب رسول اللہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اکثر انصار کے گھر والے عورتوں کے روئے کی آواز ساعت فرمائی مگر حضرت حمزہؓ کے گھر سے روئے کی آواز نہ سنائی دی۔ فرمایا: لحسکن حمزہؓ لا بوائی لہ مطلب یہ کہ حضرت حمزہؓ کے لیے کوئی عورت روئے والی نہیں ہے، انصار نے جب یہ بات سنی تو انہوں نے اپنے عورتوں سے کہا کہ پہلے حضرت حمزہؓ کے گھر جاؤ اور ان کے لیے رؤاس کے بعد گھر آ کر اپنے شہیدوں کے لیے رو۔ انصار کی عورتیں شام اور سونے کے وقت کے درمیان حضرت حمزہؓ کے گھر آ لئیں اور آدمی رات تک ان کے لیے روئی رہیں۔ حضورؐ خواب گاہ میں تشریف لے جا چکے تھے۔ جب بیدار ہوئے تو حضرت حمزہؓ کے گھر سے عورتوں کے روئے کی آوازیں ساعت فرمائیں دریافت فرمایا: یہ کیسی آوازیں ہیں؟ عرض کیا گیا یہ آپ کے پچھا پر انصار کی عورتوں کے روئے کی آوازیں ہیں۔ پھر حضورؐ نے دعا کی اور فرمایا: رضی اللہ تعالیٰ عن حکمن و عن اولاد حکمن واولاد اولاد حکمن۔ ”اللہ تعالیٰ تم سے اور تمہاری اولاد کی اولاد سے راضی ہو۔“

طبقات الكبرى ابن سعد

وسمع رسول الله، صلى الله عليه وسلم، البكاء في بني عبد الأشهل على قتلاهم، فقال رسول الله، صلى الله عليه وسلم: لكن حمزة لا بوأكي له فسمع ذلك سعد بن معاذ فرجع إلى نساء بني عبد الأشهم فساقهن إلى باب رسول الله، صلى الله عليه وسلم، فبكين على حمزة، فسمع ذلك رسول الله، صلى الله عليه وسلم، فدعا لهن وردهن، فلم تبك امرأة من الأنصار بعد ذلك إلى اليوم على ميت إلا بدأت بالبكاء على حمزة ثم بكت على ميتها.

”جب رسول اللہ مدینہ پہنچ کر زنان تی عبد الاشہل کا روشنائیا جو کہ اپنے مقتولین کو روشنی تھیں تو آپ نے فرمایا افسوس حمزة کا کوئی رونے والا نہیں ہے؟ یہ سن کر سعد ابن معاذ صحابی زمان بن عبد الاشہل کے پاس گئے اور ان کو پاک نبی کے گھر لائے۔ چنانچہ انہوں نے وہاں آ کر حضرت حمزة پر فوج و بکا کیا۔ جسے سن کر پیغمبر نے ان عورتوں کے لیے دعاۓ خیر کی۔ ان کو ان کے گھروں کی جانب واپس فرمایا۔ پس اس کے بعد انصار کی عورتوں میں سے کوئی ایسی نہیں تھی جو بغیر حضرت حمزة پر فوج کیے ہوئے اپنے میت کے لیے روئی۔“

طبقات الكبرى ابن سعد

وقال عبد الملك بن عمرو في حديثه عن

زهير بن محمد: وقال بارك الله علیکن
وعلی أولادکن وعلی أولاد أولادکن،
وقال عبد الله بن مسلمة في حديثه عن
عبد العزيز بن محمد: رحمکن الله ورحم
أولادکن وأولاد أولادکن.

”پھر حضور“ نے دعا کی اور فرمایا: رضی الله تعالیٰ
عنکن و عن اولادکن واولاد اولاد کن.
”الله تعالیٰ تم سے اور تمہاری اولاد کی اولاد سے راضی ہو۔“

طبقات الكبری

ابن سعد قال: أخبرنا محمد بن عبد الله
الأنصاري قال: أخبرنا محمد بن عمرو قال:
أخبرنا محمد بن إبراهيم قال: مر رسول
الله، صلى الله عليه وسلم، حين انصرف
من أحد، وبنو عبد الأشهل نساوهم يبكيون
على قتلامهم، فقال رسول الله، صلى الله
عليه وسلم: لکن حمزة لا يبكي له. فبلغ
ذلك سعد بن معاذ، فساق نساءه حتى جاءه
بهن إلى باب المسجد يبكيون على حمزة.
قالت: عائشة: فخرجننا إليهن نبكي معهن،
فقام رسول الله، صلى الله عليه وسلم،
ونحن نبكي ثم استيقظ فصل صلاة العشاء
الآخرة، ثم نام ونحن نبكي، ثم استيقظ
فسمع الصوت فقال: ألا أراهن ها هنا إلى

نام اور لفظ انبیاء

الآن؟ قولوا هن فليرجعن، ثم دعا هن
ولازوا جهن ولأولادهن،

”رسول اللہ جب غرذہ أحد سے پٹے اور نبی عبد الاشہل کے
گھروں سے گزرے آپ نے وہاں نوحہ و بکاء کا شور سنا جو وہ
اپنے مقتولین پر کر رعنی تھیں۔ اس پر آپ کی آنکھیں اٹکوں سے
ڈپڑیاں گئیں اور گریہ طاری ہو گیا پھر فرمایا: لیکن حزہ پر رونے والا
کوئی نہیں؟ جب یہ خبر سعد بن معاذ تک پہنچی تو وہ رونے والی
خواتین کو لے کر مسجد کے دروازے پر لے آئے، تاکہ حضرت
حزہ پر رویا جائے۔ حضرت عائشہ زوج خیر اسلام کہتی ہیں: ہم
بھی گھروں سے نکلی تھیں تاکہ رونے والوں کے ساتھ رویا
جائے۔ آپ نبی کریم ہو گئے جب کہ ہم حالت گریہ میں مصروف
تھیں۔ پھر پاک نبی کریم جا گئے اور نماز عشا پڑھی اور پھر آرام
کرنے لگے اور ہم بدستور حالت گریہ میں تھیں۔ جب آپ
جا گئے اور آوازوں کو سن تو فرمایا کہ آپ ابھی تک حالت گریہ میں
مصطفیٰ ہیں؟ پھر آپ نے ان کو پٹت جانے کا اس دھماکے
ساتھ خست کیا کہ صحابہ کی ازواج اور ان کی اولادوں کے لیے
اللہ تعالیٰ راضی ہو۔“

طبقات الکبریٰ ابن سعد

قال: أخبرنا محمد بن إسماعيل بن أبي
فديك قال: قال أخبرنا محمد بن أبي حميد
عن بن المنكدر قال: أقبل رسول الله، صلى
الله عليه وسلم، من أحد، فمر على بني
عبد الأشهل، ونساء الأنصار يبكين على

هم امداد حجج انبیاء ﷺ
هل کاہن یندبنہم، فقال رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم: لہکن حمزہ لا بوایکی له، قال فدخل رجال من الانصار علی نسائهم فقالوا: حولن بکامہکن وندبکن علی حمزہ.

”رسول اللہ جب غزوہ احد سے پڑی اور میں عبد الہ بن مہبل کے گھروں سے گزرے۔ آپ نے وہاں سماں کو نوحہ دکانہ کا شور تھا جو خواتین وہ اپنے متوالین پر گریہ اور ندب کر رہی تھیں اس پر آپ کی آنکھیں انکوں سے ڈبیا گئیں اور گریہ طاری ہو گیا ہمارا یا لیکن حمزہ پر رونے والا کوئی نہیں؟ پھر انصار کے مرد اپنے ہمراہ تریں کے پاس گئے اور کہا کہ آپ جائیں اور اردو گرد کا دائرہ بناؤ کر حضرت حمزہ پر ندب اور گریہ (ما تم) کریں۔“

طبقعات ابن سعد

وبیکت الانصار علی قتلہم فسمع ذلك رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: لہکن حمزہ لا بوایکی له. فجاء نساء الانصار إلى باب رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم، فبكين على حمزہ فدعى لهن رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم، وأمرهن بالانصراف؛ فهن إلى اليوم إذا مات الميت من الانصار بدأ النساء فبكين على حمزہ ثم ينكحهن على ميتهم. (٤٤) غزوہ احد.

”پاک نی کریمؐ أحد پیار سے واہل مدینہ پنچ تودیکھا کر انصار

نام اور لفاظ الحجی

کے مرد اپنے شہید مقتولوں پر گریہ کر رہے تھے۔ جب یہ آوازیں پاک نبی کریمؐ کے کانوں تک پہنچی تو فرمایا: کاش بچا حزہ پر بھی کوئی گریہ و بکاء کرنے والا ہوتا؟ تب انصار کی خواتین پاک نبی کریمؐ کے گھر آگئیں اور حضرت حزہؓ کے نام لے کر گریا و ماتم کیا پھر ان خواتین کو دعا دی اور حکم دیا کہ واہیں چلی جائیں۔ اس دن سے جب کوئی انصار کے ہاں کوئی میت ہوتی تو وہ خورق حضرت حزہؓ کا نام لے کر ماتم کرتی اور پھر اپنی میت پر گریہ و بکاء کرتیں تھیں۔

سیرت نبی شبی نعیانی

”آنحضرت مدینہ میں تشریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کدھ تھا۔ آپ جس طرف سے گزرتے تھے گھروں سے ماتم کی آوازیں آتی تھیں۔ آپ گو عبرت ہوئی کہ سب عزیز و اقارب ماتم داری کا فرض ادا کر رہے ہیں لیکن حزہؓ کا کوئی توحید خواں نہیں ہے۔ رقت کی جوش میں آپ کی زبان سے بے اختیار لکھا۔
اما حمزہ فلا بوائی لہ؟“

”لیکن حزہؓ کا کوئی روئے والا نہیں۔“

انصار نے یہ لفاظ سنتے تو ترپ اٹھے۔ سب نے جا کر اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ دولت کدھ وغیرہ اسلام پر جا کر حضرت حزہؓ کا ماتم کرو۔ آنحضرتؐ نے دیکھا تو دروازہ پر پردہ شین انصار کی بھیڑ تھی۔ اور حضرت حزہؓ کا ماتم بلند تھا۔ ان کے حق میں دعائے خیر کی اور فرمایا: تمہاری ہمدردی کا ٹھکر گزار ہوں۔“

استیعاب

وَذَكْرُ الْوَاقِدِيِّ قَالَ لَمْ تَبْكِ امْرَأةٌ مِّنْ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الأنصار على ميت بعد قول رسول الله صل
الله عليه وسلم: "لكن حزنة لا بوأكي له
إلى اليوم". إلا بدأت بالبكاء على حزنة ثم
بسكت ميتها

"وأقدى نذر كلياً يه كرسى عورت نے اپنی میت پر آہ و بکاء
نمیں کیا۔ جب سے پاک نبی کریمؐ نے فرمایا تھا کہ کاش کہ جناب
حزنه شہید پر کوئی گریہ کرنے والا ہوتا۔ اولًا حضرت جزء کے نام پر
گریہ کیا جاتا اس کے بعد اپنے میت پر گریہ کیا جاتا تھا۔"

سن ابن ماجہ

حدثنا هارون بن سعيد المصري . حدثنا
عبد الله بن وهب . أَنَبَأَنَا أَسْمَةُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ
نَافِعٍ عَنْ أَبِنِ عُمَرِ

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ
بِنِسَاءِ عَبْدِ الْأَشْهَلِ يَبْكِيْنَ هَلْكَاهُنْ يَوْمَ
أَحَدٍ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
(لَكُنْ حَزْنَةً لَا يَبْوَأُكِيْلَهُ) فَجَاءَ نِسَاءٌ
الْأَنْصَارِ يَبْكِيْنَ حَزْنَةً تَرْجِمَهُ بِالْأَيْضَأَ.

حوالہ جات

- (١) سیرت ابن شام عبداللہک ابن شام باب غزوہ احمد ص: ۹۸، ج: ۳ خواتین کانو وہ ویکاء۔
- (٢) المغازی واقدی ص: ۳۱۲، جلد: ۱، باب سلام النبی واصحابہ علی الشہداء۔
- (٣) تاریخ طبری ابن جریر طبری غزوہ احمد ص: ۷۸۱، ج: ۱:-
- (٤) تاریخ کامل ابن اثیر جزیری غزوہ احمد صفحہ: ۲۹۸، جلد: ۱:-
- (٥) تاریخ السلام شمس الدین ذہبی ص: ۲۱۰، ج: ۱:-
- (٦) تاریخ ابن کثیر باب غزوہ احمد ص: ۷۸، ج: ۳، باب شریج النبی واصحابہ (احد)۔
- (٧) مدارج النبوت شیعہ عبدالحق محدث دہلوی باب غزوہ احمد ص: ۲۳۰، ج: ۲،
- (٨) طبقات ابن سعد حمد بن سعد کاتب الواقدی باب حضرت حمزہ ص: ۱۸، ۱۱ ج: ۳:-
- (٩) سیرت النبی مولانا شبیل النعیانی غزوہ احمد جلد: ۱، صفحہ: ۲۲۳:-
- (١٠) استیعاب فی معرفۃ الاصحاب ابن عبد البر باب حمزہ ابن عبد للطلب ص: ۱۱۰، ج: ۱:-
- (١١) تاریخ احمدی صفحہ: ۳۵:-
- (١٢) اسد الغایب ص: ۲۸۷، ج:
- (١) باب حمزہ بن عبد للطلب۔
- (١٣) سنن ابن ماجہ کتاب الجنازہ باب گریہ کی رخصت۔

مکتب اہل بیت سے نوحہ و گریہ کی جوازیت

وسائل الشیعہ

وَفِي (كِتَابِ إِكْمَالِ الدِّينِ): عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَيسَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ بَزِيعٍ، عَنْ ظَرِيفِ بْنِ نَاصِحٍ، عَنْ الْحَسَنِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ: مَاتَتْ ابْنَةُ لَأْبِي عَبْدِ اللَّهِ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) فَنَاهَى عَلَيْهَا سَنَةً، ثُمَّ مَاتَ لَهُ وَلَدٌ آخَرُ فَنَاهَى عَلَيْهِ سَنَةً، ثُمَّ مَاتَ إِسْمَاعِيلُ فَجَزَعَ عَلَيْهِ جُزْعًا شَدِيدًا فَقُطِعَ النُّوحَ، قَالَ: فَقِيلَ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عَلَيْهِ السَّلَامُ): أَيْنَاحٌ فِي دَارِكَ؟ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) قَالَ لِمَا مَاتَ حَمْزَةَ: لَكُنْ حَمْزَةَ لَا بُوَاكِي لَهُ.

”حسین بن زید بہان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک بیٹی نوت ہو گئی۔ آپ نے اس پر ایک ماہ تک نوحہ کیا اور پھر ایک پیٹا نوت ہو گیا اس پر ایک سال تک نوحہ کیا پھر جب اسماعیل کا انتقال ہوا تو آپ نے سخت جزع کا انلہار کیا۔ ایک عرصہ کے بعد بند کروی۔ آپ سے سائل نے سوال کیا کہ آپ نے گھر پر نوحہ کرایا؟ فرمایا: حضرت رسول خدا نے جتاب

حمزہ کی شہادت پر فرمایا تھا: کیا میرے چھا جزہ پر رونے والی
کوئی عورت نہیں ہے (یا مر جائز ہے۔)۔“

وسائل الشیعہ

وروی الشیخ زین الدین فی (مسکن الفواد) أَنْ فاطمَةَ (علیها السلام) نَاهَتْ عَلَى أَبِيهَا، وَأَنَّهُ أَمْرَ بِالنُّوحِ عَلَى حَمْزَةَ ”شہید ثانی نے روایت کی ہے کہ رسول اللہؐ کی وفات کے موقع پر جاتب سیدہ قاطرہ زہراءؑ نے ان پر نوح کیا تھا اور جتاب حمزہ کی شہادت پر آنحضرتؐ نے نوح کیا تھا۔“

وسائل الشیعہ

محمد بن علی بن الحسین قال: لما انصرف رسول الله (صلی اللہ علیہ وآلہ) من وقعة أحد إلى المدينة سمع من كل دار قتل من أهلها قتيل نوها وبكاءاً، ولم يسمع من دار حمزة عمه، فقال (صلی اللہ علیہ وآلہ): لكن حمزة لا بوأكي له، فآل أهل المدينة أن لا يثنوحا على ميت ولا يبکوه حتى يبدؤوا بحمزة فيثنوحا عليه ويبکوه، فهم إلى اليوم على ذلك.

”پاک نبی اکرمؐ جب جگہ احمد کے بعد شہر مدینہ پہنچ تو دیکھا کہ انصار کے گھر سے (اپنے اپنے شہداء پر) نوح اور آہ بکا کی آوازیں آرہی تھیں۔ تب بے اختیار آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور روپڑے اور فرمایا: کاشی میرے چھا جزہ پر بھی

امام اہل الفوج انتی

روئے والا ہوتا! (جب سعد بن معاذ عبد الrahمن قبیلہ کی طرف
لوٹے اور ان سب عورتوں کو لے کر پاک نبی اکرم کے پاس چلے
آئے۔ آنہوں نے اپنی عورتوں کو حکم دیا کہ آپ پاک نبی کے
گھر جائیں اور حضرت حمزہ پر نوح خوانی اور آہ و بکاء کریں)۔“
اس کے بعد اہل مدینہ نے قسم کھائی کروہ اپنے کسی مرنے والے پر نوح نہیں کریں
گے اور نہ گریہ جب تک پہلے جانب حمزہ پر نہیں کریں گے اور وہ آج تک وہ اپنے عہد پر
قامیں ہیں۔

وسائل الشیعہ علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی : کتاب الطهارۃ باب
دفن: ۸۸، ۷۰۔ مرنے والے پر گریا و بکا اور نوح کرنے کی جوازیت صفحہ: ۲۸۹؛ ۳۱۳؛
مترجم جلد: ۲۔ احادیث نمبر: [3516]2[3518]4[3662]

عالیہ صدیقہؓ نے اپنے والد حضرت ابو بکرؓ کی وفات پر نوح خوانی کی مجلس کا اہتمام کیا

حضرت عالیہ صدیقہؓ کا مقام و مرتبہؓ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ باب دوم: ۲ میں ان کے فھائل باب سوم میں ان کی خدمات تحریر کی جا چکی ہیں۔ ازواج میں سے آپ تھا خاتون ہیں جس کا پاک نبی کریمؐ سے باکرہ کی حیثیت سے عقد ہوا تھا یہ سعادت بھی آپ ہی کو حاصل تھی۔ آپ کی بلوغت تو ہو چکی تھی مگر ابھی عقل شور میں پچھلی نہیں آئی تھی کہ شادی ہو گئی تھی۔ سیدہ خدیجہ الکبریؓ کی وفات تو آپ کے رخصتی عقد سے پانچ سال قبل ہو چکی تھی۔ حضرت خدیجہ الکبریؓ کے بعد آپ نبی کریمؐ کو آپ سے بہت بیمار تھا۔ دیگر خواتین سے زیادہ وقت آپ نے پاک نبی کریمؐ سے گزارا۔ اور زندگی کی تمام خوشیاں اور عنایات آپ کو حاصل تھیں۔ وہ اس لیے بھی جس کی وجہ سے ہر شخص کی نظر میں آپ کا مقام اور مرتبہؓ بھی بلند تھا کہ آپ آخری نبی کی زوج تھیں جہاں آپ پر آسانیاں تھی۔ وہاں آپ پر بھاری ذمہ داریاں بھی تھیں کہ لوگ دین کی راہنمائی کے لیے آپ سے رجوع کرتے تھے۔

آپ نے پاک نبی کریمؐ سے بہت ساستا اور دیکھا۔ جس کی بنا پر اکثر واقعات کی میں شاہد ہیں۔ غزوہ احمد جب ہوا تو آپ پاک نبی کی زوجہ بن چکی تھیں اور شہدائے احمد کے درثاء نے اپنے متقول شہید پر جو عم و رنج کیا تھا آپ بھی اس واقعہ کی میں گواہ تھیں اور پاک نبی کریمؐ نے یہ حکم دیا کہ سید الشہداء حضرت حمزہ پر نوح خوان نہیں تو انصار

مردوں نے اپنی خواتین گھروں سے لا کر پاک نبی کے گھر حضرت حجزہ کا نوحہ اور ماتم کیا تھا۔

خانگی زندگی سے لے کر سفر اور حرب میں اکثر ساتھ تھیں۔ ان سے جو مسئلہ کی راہنمائی لی جاتی تھی وہ آپ نبی کریمؐ سے خود سن رکھا تھا جس کو آپ بیان فرماتی تھیں، اس لیے ان کا قول اور عمل دین میں جدت سمجھا جاتا ہے۔ چونکہ امت کے نزدیک آپ دین کی مفسرہ ہیں۔ خواتین کے علاوہ مرد بھی آپ سے سائل جانتے تھے چونکہ نزول قرآن کی آپ گواہ تھیں اور اکثر آیات کا نزول آپ کے گھر میں ہوا ہے۔ اس لیے امت کے نزدیک آپ نبی آخر زمان کی زوجہ ہونے کے ناطے آپ دین کی مفسرہ اور نمونہ عمل سمجھی جاتی تھی۔

جب آپ کے والد گرامی حضرت ابو بکرؓ کا انتقال ہوا تو ان کی موت اور غم نے عرب کو بالخصوص مدینہ کے باسیوں کو سوگوار کر دیا تھا۔ چونکہ امت ان کی سرپرستی سے محروم ہو گئی تھی اور گھر والوں پر رنج والم کا سامان تھا۔ آپ بی بی نے والد کے محاسن اور علت بیان کرنے کے لیے نوحہ خواں عورتوں کی پارٹی کو مدحو کیا تاکہ ان کے والد پر نوحہ خوانی کی جاسکے۔ اس پر مجلس نوحہ خوانی منعقد ہوئی۔ چونکہ یہ بھی عرب میں تقریبیت کا ایک رواج تھا کہ مرنے والے کے محاسن اور خوبیاں بیان کی جائیں، جو کارہائے نمایاں سر انجام دیے ہوں ان کو بیان کیا جائے۔ محاسن اور خوبیاں مرشیہ اور نوحہ کی صورت میں ہوتا ہے اس لیے بی بی عائشہؓ نے نوحہ خواں جماعت طلب کر کے مامور کیا اور نوحہ خوانی کروائی۔ اس کی بھیل کے بعد اس پر مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

عبارات متن

تاریخ طبری

باب قال: جعل قبر أبي بكر مثل قبر
النبي صلى الله عليه وسلم مسطحاً؛ ورش

اہم درجات الحج اثیں

علیہ الماء، واقامت علیہ عائشہ النوح.
 ”حضرت ابو بکر“ کی قبر بھی پاک نبی کریمؐ کی قبر کی ساتھ مسطح بنائی تھی اور اس پر پانی چھڑ کا گیا اس کے بعد جناب عائشہ نے نوح خواں کی جماعت کو دعوت دی۔“

طبری

حدیثی یونس، قال: أخبرنا ابن وهب، قال:
 أخبرنا یونس بن یزید عن ابن شهاب؛
 قال: حدثني سعيد بن المسيب، قال: لما
 توف أبو بكر رحمه الله أقامت عليه
 عائشة النوح بباب ذكر مرض أبي بكر
 ووفاته.

”جب ابو بکر“ کی وفات ہوئی ان پر حضرت عائشہ نے نوح کرنے والیوں کا اہتمام کیا۔“

تاریخ کامل

وجعل قبره مثل قبر النبي، صلی الله علیہ وسلم، مسطحاً. واقامت عائشة علیہ النوح بباب ذکر وفا ابی بکر
 ”حضرت ابو بکر“ کی قبر بھی پاک نبی کریمؐ کی قبر کی مسطح بنائی تھی۔
 اس کے بعد جناب عائشہ نے نوح خواں کی جماعت کو نوح کرنے کی دعوت دی۔“

عقد الفرید

قال لما توفى أبو بكر أقامت علیہ عائشة
 النوح.

”راوی کہتا ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے وفات پائی تو جناب عائشہؓ نے ان پر نوحہ کرنے والی عورتوں کو نوحہ کرنے کے لیے جمع کیا۔“

کنز العمال

عن سعید بن المسیب قال : لما توفي أبو بكر أقامت عائشة عليه النوح
”سعید بن المسیب روایت کرتے ہیں کہ جب ابو بکرؓ کی وفات ہوئی جناب عائشہؓ نے ان پر نوحہ خواں سے نوحہ کرایا۔“

کنز العمال

عن عائشة قالت: توفي أبو بكر بين المغرب والعشاء فأصبخنا فاجتمع نساء المهاجرين والأنصار وأقاموا النوح وأبو بكر يغسل ويکفن.

”حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ کی وفات ہوئی مغرب اور عشاء کا وقت تھا۔ اس وقت ہم نے مہاجرین اور انصار عورتوں کا اجتماع پایا۔ تب نوحہ خواں نے ابو بکر پر نوحہ کیا، جب کہ آپ کو غسل اور کفن دیا جا رہا تھا۔“

حوالہ جات کتب

- (۱) تاریخ طبری ابن جریر طبری باب وفات ابو بکر صفحہ: ۲۱۷، جلد: ۲۔
- (۲) تاریخ کامل ابن اثیر باب وفات ابو بکر صفحہ: ۳۹۵، جلد: ۱۔
- (۳) عقد الفرد مولف شہاب الدین مالکی باب وفات ابو بکر جلد: ۲، صفحہ: ۲۔
- (۴) کتاب کنز العمال مولف على بن حسام الدین للحقی هندی باب للوت ابو بکر صفحہ: ۱۱۳۰، ۱۱۳۱۔ جلد: ۱۵۔

حضرت عمرؓ پر جنات کا نوحہ اور سورج گرہن، مرثیہ

حضرت عمرؓ کا مقام و مرتبہ مسلمانوں کے نزدیک ایک ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔ ان کی انتظامی صلاحیت تاریخ کے لیے ایک سنہری باب ہے۔ جو آج بھی عدل و انصاف کے مقام پر ان کی مثال دی جاتی ہے۔ دین پر ختنی سے قائم رہنا اور قائم رکھنا ان کا مانو تھا۔ لہذا انسانوں کے علاوہ جنات بھی ان کی شہادت پر غم والم میں برابر کے شریک تھے۔ حادشی خبر توہر ایک واقف کا تھا لیکن اہل مخبر نے غیر مریقوتوں سے ان کلام کو اخذ کیا ہے کہ وہ بھی حضرت عمرؓ پر ان کے حasan نوحہ کی صورت میں بیان کرتے تھے۔ البتہ اس حادثہ پر انسان اور جنات نے غم منایا تھا۔

① صواعق محقد مترجم باب (ششم) وفات حضرت عمر صفحہ: ۳۶۵ پر رقم ہے کہ صحیح روایت یہ ہے: آپ کی وفات کے روز سورج کو گرہن لگا اور جنات نے آپ پر نوحہ کیا۔ حاشیہ پر درج ہے کہ سورج گرہن کی روایت کو طبرانی نے عبدالرحمن بن یمار سے روایت کیا ہے۔ نور ایشی نے مجھ الزدواج میں کہا ہے اس کے رجال ثقہ ہیں اور محب الدین طبری نے حسن بن ابی جعفر سے ذکر کیا ہے کہ زمین تاریک ہو گئی تھی اور پچے ماوں سے پوچھتے تھے کہ کیا قیامت آگئی ہے؟ تو وہ کہتی تھیں۔ نہیں بلکہ عمر بن خطاب قتل ہو گئے ہیں۔

ذکر رثاء الحن لعمر جنات کا حضرت عمرؓ کے غم پر نوحہ خوانی

ربیاض النصرہ

عن عائشة قالت: ناحت الجن على عمر
قبل أن يموت بثلاث فقالت

”حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب پر

جنات نے توحید کیا تھا قبل از آپ پر موت و اقده ہوتی اور فرمایا یہ
“سنا گکا۔”

لـه الأرض تهتز العصابة بأسوق
يد الله في ذاك الأديم للمرقـ
ليدرك ما قدمت بالأمس يسبـ
بوائق من أكـامها لم تفـ
تـاريـخ الـخـلـفـاء وـأـخـرـجـ عنـ سـلـيـمانـ بنـ
يـسـارـ أـنـ الجـنـ نـاحـتـ عـلـىـ عـمـ

وآخر حاكم عن مالك بن دينار قال:
سمع صوت بجبل تبالة حين قتل عمر رضي
الله عنه:

لیک علی الإسلام من كان باكيًا فقد أوشكوا صرعي وما قدم العهد
وأدبرت الدنيا وأدبر خيرها وقد ملها من كان يوقن بالوعيد
”سلمان بن يسار کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی موت واقعہ ہوئی تو
جنوں نے بھی نوحہ کیا۔ حاکم بن دینار سے روایت ہے کہ جب
آپ شہید ہو گئے تو یمن کے پہاڑوں کی طرف سے یہ اشعار
سائی دیسیے گئے۔ جو شخص اسلام پر رونے والا ہو وہ روسے کیونکہ
وہ بے چوش ہیں اور اب ان کا زمانہ ختم ہو گیا ہے۔ گویا دنیا یعنی
الث کی اور اس کا بہترین شخص چل بسا۔ وہ شخص جو وعدوں پر
یقین کئے بیٹھا تھا۔ غم زدہ ہو گا۔“

ذكر إظام الأرض لموت عمر

”زمیں پر موت عمر“ سے اندھیرا ہو جاتا۔

ریاض النصرہ

عن الحسن بن أبي جعفر قال: لما قتل عمر
أظلمت الأرض، فجعل الصبي يقول يا
أماماً أقامت القيامة؟ فتقول: لا يا بني ا
ول لكن قتل عمر ابن الخطاب.

”حب الدين طبرى نے حسن بن أبي جعفر سے ذکر کیا ہے:
زمین تاریک ہو گئی تھی اور بچے ملاں سے پوچھتے تھے کہ کیا
قیامت آگئی ہے؟ تو وہ کہتی تھیں: نہیں، بیٹے عمر بن خطاب قتل
ہو گئے ہیں۔“

حوالہ جات

- (۱) صواعق عمرہ مترجم باب (ششم) رفات حضرت عمر صفحہ: ۳۴۵۔
- (۲) ریاض النصرہ حب الدين الطبری جلد: ۱ صفحہ: ۱۹۸، ۱۹۷۔ باب وفات
حضرت عمر بن خطاب۔
- (۳) تاریخ الخلفاء سیوطی۔

حضرت آدم و حوا کا ہاتھ پر نوحہ کرنا

غم پر آنسو بہانا اور خوشی کے مقام پر مسکرانہ انسان کی فطرت میں ہے۔ اولاد سے پیار اور مال سے محبت بھی انہی اصولوں میں ایک ہے کون ہوگا جو مر نے پر خوشی اور جینا پر غم مناتا ہے؟ اور یہ اصول پہلے سے موجود ہیں۔ سورج کی روشنی سے دن اور اندھیرے سے رات ہوتی ہے۔ لہذا اخلاقوں میں انسان اول ہو یا آخر تو اسے سردی گری، بھوک، پیاس، غم، خوشی کی طاقتیں سب انسانوں کے لئے یکساں توعیت پائی جاتی ہیں۔ پس حضرت آدم بھی انسان تھے اور قاتل کا مقتول ہو جانا حضرت آدم پر حوا شہزادہ یہ اقدح گواہ ہے۔

تاریخ یعقوبی جلد: ۱، صفحہ: ۳۰

و مکث آدم و حوا نبیو حان علی ها بیل دهر
طوبیلا حق یقال انه خرج من دموعہما
کانہر۔

”آدم و حوا ایک دست دراز تک ہاتھ پر نوحہ کرتے رہے ہیں
تک کہ کہا گیا ہے کہ آنسوؤں مانند نہ براجاری ہوتے تھے۔“

بنوہاشم کا امام حسین پر گریہ و نوحہ کرنا مدینہ میں امویوں کی خوشیاں پاک نبی اکرم کا خاندان جب مدینہ سے مکہ کی جانب روانہ ہوا تھا تو بچوں اور خواتین کے علاوہ مردوں کا ایک جم غیر تھا۔ چند ماہ مکہ کے قیام کے بعد امام حسین علیہ السلام کی قیادت میں جو قافلہ مدینہ سے چلا تھا یہ قافلہ خالصتاً ہائی خاندان کے افراد پر مشتمل تھا۔ یہ قافلہ مکہ سے جن کا احرام اٹا رکر کوفہ کی جانب اس نیت سے روانہ ہوا تاکہ اس کی یہ جگہ خون و خرابہ سے فیج جائے اور پاک نبی کے دین کی تبلیغ بہتر طور پر ہو سکے اور جہاں کہیں رخنہ پیدا ہو چکا ہے اسے دور کیا جاسکے۔ مکہ سے خالی ہاتھ، کم سواریوں اور

سامان خور دنوں کی قلت کے ساتھ روائی ہوئی تھی۔ اس امید کے ساتھ کہ کوفہ میں یہ پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔ لیکن اللہ کے ہاں تقاضہ و قدر میں جو لکھا جا پڑا تھا اور جس کی پوشکوئی پاک نبی کریمؐ کرچکے تھے ویسا ہی امر واقع ہوتا تھا۔ ایک وقت آیا کہ کربلا میں اللہ تعالیٰ کے دین کو جلاء علی گئی اور وہ تازہ رزق سے تو اتنای لینے والیں لیکن مصطفیٰ اور مرتضیٰ کا خاندان دشمن کے نیزوں کی خوراک بن گیا۔ اختتام روز عاشورہ اس قافلہ کا کوئی جوان مرد باقی نہ تھا جو ایک بیمار، چند خواتین اور چند بچوں کا ایک ضعیف قافلہ جن کی حالت دیکھنے کے لائق نہ تھی۔ سفر جاری رہا۔ یزید کا دربار، اجنیوں کا ہجوم گرنی کا کلہ پڑھنے کا دعویٰ کرنے والے ہر طرح سے محفوظ اور قیدیوں کو دیکھ کر سرور ہو رہے تھے۔ انعام و اکرام کے لیے ایک سے ایک بڑھ کر لاٹ زنی کرتا اور اپنی بہادری پر تمدن لگاتے ہوئے انعام اور اکرام کا مستحق تھا نے جانے لگا۔ طرف تماشہ کہ منہ سے کلمہ توحید و رسالت بھی جاری تھا اور ناطق قرآن، وارث توحید و رسالت کی توجیہ پر جشن بھی منایا جا رہا تھا۔ الغرض مرووں کی ایک غالب تعداد پر مشتمل جو قافلہ مدینہ سے روانہ ہوا تھا کچھ عرصہ بعد بے سر و سامانی کی حالت میں خواتین کی اکثریت پر مشتمل مدینہ واپس پہنچا۔ جس کے استقبال کے لیے شہر مدینہ کو خوب سچ دفع سے ارتست کیا گیا تھا ہر طرف مشق کے نمائندہ نے پکار کر واٹی تاکہ ہر انسان اس کی کامیابی کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کرے۔

دوسری جانب بوناہشم کے چند افراد جو کسی وجہ سے اس قافلہ میں شامل نہ ہو سکے تھے اور مدینہ میں ہی رہ جانے کی وجہ سے موت کے منہ میں جانے سے بچ رہے یا یوں کہیے کہ کربلا کی زمین کی خوراک نہ بن پائے وہ قافلے کا استقبال ماتم اور نوحہ خوانی سے کر رہے تھے۔ ایک طرف وہ حسینا! وہ محمد! کے نام سے گریہ اور نوحہ کیے جا رہا ہے دوسری جانب حکومتی کارندے شہر مدینہ میں سچ کی خوشیاں منارتے تھے۔ شہادت امام عالی مقام کی مدینہ میں سرکاری طور پر پہلے کچھ عرصہ خبر مشتہر کی جا چکی تھی، البتہ سید المساجد بنُ علی کی قیادت میں واپسی آنے والا قافلہ کا انتظار تھا تاکہ خبر کے مطابق لوگ یہ قافلہ اور تماشا آنکھوں سے دیکھ پائیں۔

متن عبارات

تاریخ البدایہ والہایہ حافظ ابن کثیر
 ثم كتب ابن زياد إلى عمرو بن سعید أمير
 الحرمين يبشره بمقتل الحسين فأمر مناديا
 فنادي بذلك فلما سمع نساء بنى هاشم
 ارتفعت أصواتهن بالبكاء والتوح فجعل
 عمرو بن سعید يقول هذا بكاء نساء
 عثمان بن عفان

”ابن زیاد نے امام مظلوم کی شہادت کی خبر خادم الحرمن عربہ بن سعید کو بھیجی۔ اس نے منادی کا حکم دیا کہ اس خوش خبری کے ساتھ مدینہ میں ندادے۔ جب یہ خبر مستورات بنی حاشم نے سنی تو انہوں نے آنحضرت پر بلند آواز سے لودھ گری کیا۔ جب خادم الحرمن اُسوی گورنے خادم ان نبوی کی مستورات کا گریہ سناتو کہنے لگا: یہ گریہ اور روتا ہے اس کے بدل میں اس گریہ اور رونے کا جس روز عثمان قتل ہوئے تھے۔“

تاریخ طبری

قال هشام: حدثني عوانة بن الحكم،
 قال: لما قتل عبيد الله بن زياد الحسين بن علي وجيه برأسه إليه، دعا عبد الملك بن أبي الحارث السلمي فقال: انطلق حق تقدم
 المدينة على عمرو بن شعيب بن العاص
 فيبشره بقتل الحسين وكان عمرو بن سعید
 بن العاص أمير المدينة يومئذ قال: فذهب

لیعتل له، فزجره وکان عبید اللہ لا یصطلی بنارہ فقال: انطلق حتى تأتي المدينة، ولا یسبقك الخبر؛ وأعطاه دنانير، وقال: لا تعتل، وإن قامت بك راحلتک فاشتر راحلة؛ قال عبد الملك: فقدمت المدينة، فلقيني رجل من قريش، فقال: ما الخبر؟ فقلت: الخبر عند الأمير، فقال: إنا لله وإنا إليه راجعون! قتل الحسين بن علي؛ فدخلت على عمرو بن سعيد، فقال: ما وراءك؟ فقلت: ما سر الأمير، قتل الحسين بن علي؛ فقال: ناد بقتله، فناديت بقتله، فلم أسمع والله واعية فقط مثل واعية نساء بني هاشم في دورهن على الحسين، فقال عمرو بن سعيد وضحك:

فتحت نساء بني زيد عجنة كعجيج نسوتاً غادة الأرب والأرباب؛ وقعةٌ كانت لبني زيد على بني زيد من بني الحارث بن كعب، من رهط عبد المدان، وهذا البيت لعمرو بن معد يذكر، ثم قال عمرو: هذه واعية بوعية عثمان بن عفان، ثم صعد المنبر فأعلم الناس قتيلاً. (مترجم طبری سید حبیر علی طباطبائی)
 ”ابن زیاد نے جب امام حسینؑ کو قتل کیا اور ان کا سر اس کے پاس آیا تو عبد الملک سلطانی کو بلا کر حکم دیا کہ خود مدینہ جا اور عمرو بن سعید کو قتل حسینؑ کی خوشخبری سن۔ اس زمانے میں عمرو بن سعید امیر مدینہ

تحا۔ عبد الملک نے اس حکم کو تالا ناچاہا تھا مگر ابن زیاد تو ناک پر ٹکھی
نہ بیٹھنے دیتا تھا۔ اسے جھڑک دیا اور کہا۔ بھی جاؤ اور مدینہ تک خود کو
پہنچا اور دیکھ لیجئے۔ پیشتر یہ خبر وہاں نہ پہنچ پائے اور پہنچ دیتا بھی
اس کو عطا کیے اور تاکید کی کہ سُتی نہ کرنا۔ اگر تیرانا قدرست میں رہ
جائے اور دوسرا سواری خرید لیتا۔ عبد الملک جب مدینہ میں پہنچا
تو قریش میں سے ایک شخص اس کو ملا۔ پوچھنے لگا کہ ماخبر اس نے
جواب دیا کہ خیر امیر سے کہنے کی ہے۔ یہن کرقیشی نے کہا: قتل
احسین انا اللہ وانا الیہ راجحون۔ عبد الملک جب عمرو بن سعید کے
پاس آیا دیکھتے ہی اس سے پوچھا: وہاں کی کیا خبر لا لیا ہے؟ اس
نے کہا: آپ کو خوش کرنے کی خبر ہے۔ اور کہا: قتل حسین بن علی
عبد الملک نے کہا: اس خبر کی معاوی کر دے۔ جب یہ خبر زبانِ نبی
حاشم نے سُنی تو اپنے ائمے گھروں میں جیسا نوح و ماتم قتل حسین پر
انھوں نے کیا تھا میں نے بھی نہیں سنائھا۔ اس پر عمرو بن سعید نے
ہنس کر کہا اور یہ شعر پڑھ۔ یعنی ہماری عورتیں جنگ ارب میں جس
طرح روئی پہنچیں آخراں طرح عبد الملک و اولین نبی زیاد کی
عورتیں بھی روئیں اور حسین، عمرو بن سعید نے یہ شعر پڑھ کر کہا
جو عثمان بن عفان کے قتل پر جو فریاد وزاری ہوئی تھی یہ نوحہ اور ماتم
ای کے بدله میں ہے۔ اس کے بعد عمرو بن سعید منبر پر گیا اور
لوگوں سے قتل حسین کی خبر بیان کی۔

حوالہ جات کتب المصنف

- (۱) تاریخ البدایہ و النایہ حافظ ابن کثیر سن اکٹھہ: ۲۱، بجزی کج واقعات
صفحہ: ۱۹۶، جلد: ۸۔
- (۲) تاریخ طبری سن اکٹھہ: ۲۱، بجزی کج واقعات مترجم صفحہ: ۳۱۲ صفحہ: ۵۔
- (۳) تاریخ کامل باب الحسین: ۲۱، جلد: ۳، صفحہ: ۱۸۱۔

جنتات کا امام عالی مقام پر نوحہ اور گریہ کرنا

کربلا کے شہداء پر انسانوں کے لیے گریہ اور نوحہ کرنے پر پابندی تھی، لیکن جنت جو نبی کریمؐ کی بھی غیر مری امت ہے وہ امام حق کے مقام اور منصب کو جانتے تھے لہذا وہ بونا شرم کے غم اور درد میں برادر کے شریک تھے۔ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے طلب گار تھے۔ تو یہ ایک موقع تھا جو پاک نبی کریمؐ سے تحریت بھی ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہو جائے، لہذا وہ نوحہ میں اپنا حق ادا کر ہے تھے اور اہل معرفت ان کے اس عمل کو ساعت کرتے تھے۔

ستون عبارات

تاریخ البدایہ والنهایہ، تاریخ دمشق، تاریخ الخلفاء سیوطی
 وقد حکی أبو الجناب الكلبی وغيره أن أهل
 كربلاء يلا زالون يسمعون نوح الجن على
 الحسين وهن يقلن ... مسح الرسول جبینه
 ... فله بريق في الخدود

”جس کی پیشانی پر رسول اللہ نے دست مبارک پھیرا ہے ان کی
 رخساروں پر بہت چمک تھی۔“

أبواه ... لیا قریش جده خیر الجدد
 ”ان کے خاندان قریش کے اعلیٰ خاندان سے تھے اور ان کے
 بعد تمام اجداد سے بہتر تھے۔“

تاریخ البدایہ والنهایہ ، صواعق محرقة، ارجوج للطالب، تاریخ
 دمشق

لهم بر لعن الجن (النبي)

وقال الامام أحمد حدثنا عبد الرحمن بن مهدي ثنا ابن مسلم عن عمار قال سمعت أم سلمة قالت سمعت الجن يبكون على الحسين وسمعت الجن تنوح على الحسين رواه الحسين بن إدريس عن هاشم بن هاشم عن أمها عن أم سلمة قالت سمعت الجن ينحني على الحسين وهن يقولن ... أيها القاتلون جهلا حسينا... أبشرروا بالعذاب والتنكيل... كل أهل السماء يدعون عليكم ... ونبي ومرسل وقبيل... قد لعنتكم على لسان ابن داود ...
وموسى وصاحب الأنجيل (٢١) (٨)

”جناب ام المؤمنين ام سلمة“ فرماتی ہیں: میں نے جنوں کو سنا جو امام حسین پر گریہ کر رہے تھے اور ان پر توجہ کرتے تھے۔ ایک اور روایت میں ہے۔ بی بی سلمہ“ کہتی ہیں کہ جن امام حسین پر توجہ کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے: اے چھالت سے امام حسین“ کو قتل کرنے والا تم کو عذاب اور خواری کی بشارت ہو، تم پر لعنتِ ذاتی جاہلی ہے۔ سليمان ابن داود کی اور موسیٰ اور صاحب انجیل عیسیٰ کی زبان سے۔“

جمع الزوائد
عن أم سلمة قالت : سمعت الجن تنوح
على الحسين بن علي

(رواہ الطبرانی ورجاله، جمال الصحیح)

”جناب بی بی ام سلمة“ فرماتی ہیں: میں نے جنوں کو سنا کہ وہ

اُمُّ الْمُؤْمِنَةِ ابْنِي

حسین بن علی پر نوح کرتے تھے۔“

جمع الزوائد

وعن ميمونة قالت : سمعت الجن تنوح
على الحسين بن علي

(رواها الطبراني وروجاله رجال الصحيح)

”ام ميمونه روایت کرتی ہیں: میں نے جنوں کو سنائے وہ حسین
بن علی پر نوح کرتے تھے۔“

جمع الزوائد

وعن أم سلمة قالت : ما سمعت نوح الجن
منذ قبض النبي صلى الله عليه وسلم إلا
الليلة وما أرى أبي إلا قبض تعني الحسين
رضي الله عنه فقالت لجاريتها : اخرجي
أسألي فأخبرت أنه قد قتل وإذا جنية تنوح

الا يا عين فاحتفل بجهد ومن يسكي على الشهداء بعدى
على رهط تقودهم للنابيا إلى متجر في ملك عبد
”ام المؤمنين حضرت ام سلمه“ سے روایت ہے: میں نے نہیں سنائی
جنت کو نوح کرتے جب سے پاک بیوی کی روح قبض کی گئی مگر
ایک رات اس طرح ماسوائے حسین علی اہن ابی طالب کے
جنت نے نوح کیا ہے۔ پھر فرماتی ہے: ایک لڑکی کو کہا کہ جائیں
اور معلومات کرئے کہ کون مقتول ہوا ہے؟ جس پر پھر جنت نوح
کر رہے ہیں اور یہ اشعار پڑ رہے تھے۔“

الا يا عين فاحتفل بجهد ومن يسكي على الشهداء بعدى

على رهط تقودهم للنهاية إلى متجر في ملك عبد
جمع الزوائد

وعن أبي جناب الكلبي قال : حدثني
المصاصون قالوا : كنا إذا خرجنا إلى
المجبار بالليل عند مقتل الحسين سمعنا
الجن ينوحون عليه ويقولون : مسح
الرسول جبينه ... فله بريق في الخدود

أبواه من عليا قريش [فريش] جده خير الخدود
”ابي جناب الكلبي“ سے روایت ہے۔ جصاصون سے بیان ہے
کہ فرماتے ہیں: ہم نکلے جبان کی جانب رات کے وقت جہاں
حسین علیہ السلام متول ہوئے تھے ہم نے جنات سے نوح
کرتے ہوئے سماحتا اور وہ کہہ رہے تھے کہ وہ پاک نبی نے جس
کی پیشافی کو چوپا تھا اور جس کے زرم گماں حسین ان کے والد
کا نام علیٰ اور (قبيله) قریش تھا۔ ان کا نسب اعلیٰ تھا۔“

كتب حوالہ جات المنسن

- (۱) تاريخ البدايه والهايم حافظ ابن كثير واقعات كربلا من ۲۱ بجري جلد: ۸، ۱، ۲۰۱۔
- (۲) صواعق عرقه صفحه (باب)
- (۳) ارجح للطالب صفحه: ۲۷ باب مناقب حسین امام حسین پر جنات کا نوحہ۔
- (۴) تاريخ دمشق باب امام حسین صفحه: ۳۳۹، ۳۰۹ جلد: ۱۳۔
- (۵) تاريخ الخلفاء مسيوط: ۸۵، مترجم صفحه: ۳۰۵۔
- (۶) تاريخ السلام ذهنی جلد: ۱، صفحه: ۵۲۰۔
- (۷) جمع الزوائد ومنع الغوايد بباب امام حسین عليه السلام جلد: ۹، صفحه: ۳۲۱۔

جناب سیدہ فاطمہ زہراءؓ کا امام انبیاء پر مرشیہ اور نوحہ

مرشیہ اور نوحہ کسی شخص کی محسن اور خوبیوں کا صحیح بیان کرنے کا نام ہے۔ جو اس شخص میں پائی جائے اور اس کا تذکرہ اس حالت میں کیا جائے۔ جب وہ کسی فرد کی جدائی پر گریہ اور حزن کر رہا ہو جو کہ ایک فطری امر ہے جیسا پاک نبی کریمؐ نے اپنے چچا حمزہؐ پر نوحہ اور گریہ کرنے عکم دیا تھا۔ اس طرح آپؐ کی بیٹی سیدہ فاطمہ زہراءؓ کا اپنے باپ پر جو کرب اور گریہ کرتے ہوئے کہا تھا۔ وہ تاریخ اور احادیث کی کتب میں سنہری گروہ سے درج ہے۔ لہذا سیدہ کے مرشیہ کو اہل علم نے جوازیت کے ساتھ درج کیا ہے جو انہوں نے اپنے باپ امام انبیاء پر پڑھے۔ اس کی قرآنی مثال سامنے ہے کہ حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹے یوسفؑ پر اس طرح حالت کرب اور حزن کے وقت یاً آسفی علی یوسفؑ ہائے میرے بیٹا یوسفؑ اس گریہ سے آپؐ کی آنکھوں سے یہاںی ختم ہوگی۔ اس پر آپؐ نے اللہ کی رضا پر حمل کیا تھا۔

متن عبارات

تاریخ ابن کثیر البدایہ والنهایہ
 ما اصحاب المسلمين من المصيبة بوفاته
 صلی الله علیہ وسلم قال البخاری ثنا
 سليمان بن حرب ثنا حماد بن زيد ثنا ثابت
 عن أنس قال لما نقل النبي صلی الله علیہ وسلم
 جعل يتغشاه الکرب فقالت فاطمة
 واکرب ابته فقال لها ليس على أبيك کرب

بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا ماتَ قَالَتْ وَأَبْتَاهُ اجَابَ رِبَا
دُعَاهُ يَا أَبْتَاهُ مِنْ جَنَّةِ الْفَرْدَوسِ مَأْوَاهُ يَا
أَبْتَاهُ إِلَى جَبَرِيلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ
فَاطِمَةُ يَا أَنْسُ أَطَابَتْ أَنْفُسَكُمْ أَنْ تَحْمِلُوا
عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الْتَّرَابَ تَفَرَّدَ بِهِ الْبَخَارِيُّ رَحْمَهُ اللَّهُ

صفحة (٢٧٣) جلد (٥)

”حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب آپ نبی کا وقت
رحلت قریب آیا تب آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ زہراء نے
کہا: پیارے بابا جان! آہ کیا مصیبت ہے آپ پر تب پاک نبی
کریم نے جواب فرمایا: آج کے بعد آپ کے والد کو کوئی تکلیف
نہیں ہو گئی۔ حضرت انس سے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ
نبی کریمؐ کی رحلت ہوئی تھی، اس وقت جناب سیدہ فاطمہ زہراء نے
آپے والد پر جو مرثیہ کہا تھا وہ یہ ہے۔

- ① آہ پیارے بابا آپ نے پروردگار کی دعوت قبول کر لی۔
- ② آہ پیارے بابا آپ نے جنت الفردوس کو تھکانا بنا لیا۔
- ③ آہ پیارے بابا ہم جبرائیل کا آپ کی وفات کی خبر سناتے ہیں۔
- ④ آہ پیارے بابا اپنے پروردگار سے کس قدر قریب ہو گئے۔“

حضرت فاطمہ زہراء نے انس بن مالک سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے انس! کیا تم
نے یہ طیب خاطر قبول کر لیا کہ رسول اللہ پر مٹی ڈالو۔

تاریخ ابن کثیر البدایہ والہایہ
وقال الامام احمد حدثنا یزید ثنا حماد بن
زید ثنا ثابت البناني قال انس فلما دفن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

النبي صلى الله عليه وسلم قالت فاطمة يا
أنس أطابت أنفسكم أن دفتم رسول الله
صلى الله عليه وسلم في التراب ورجعتم
وهكذا رواه ابن ماجه مختصرا من حديث
حماد بن زيد به وعنده قال حماد فكان ثابت
اذا حدث بهذا الحديث بکی حق
تختلف اضلاعه وهذا لا يعد نياحة بل هو
من باب ذكر فضائله الحق عليه أفضیل
الصلاۃ والسلام صفحہ (۲۷۳) جلد (۵)

”حماد بن زید نے جناب ثابت سے بیان کیا ہے حضرت انسؓ
کہتے ہیں: جب پاک نبی کریمؓ کو دفن کیا گیا تب حضرت فاطمہ
زہراءؓ نے انس بن مالک سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے انسؓ! کیا
تم ہنے یہ طیب خاطر قبول کر لیا کہ رسول اللہ پر میڈالو۔“

حماد کہتے ہیں: جناب ثابت سیدہ زہراءؓ کے نبی کریمؓ پر نوح کو جب بیان کرتے
تھے تو روتے تھے اور اس طرح روتے تھے کہ ان کی پسلیاں ہی تھیں۔ این کثیر کہتے ہیں
کہ جس طرح سیدہ زہراءؓ نے نبی کریمؓ کی نوح خوانی کی۔ یہ نوح منوع نہیں ہے بلکہ یہ
تفاویں حقہ کا ذکر ہے۔ (جو پاک نبی پر بیان ہوا تھا)۔

سنن ابن ماجہ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا وَجَدَ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَزْبِ الْمَوْتِ مَا
وَجَدَ قَالَتْ فَاطِمَةُ وَأَكْرَبَ أَبْنَاهُ: فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا كَزْبَ
عَلَى أَبِيكَ بَعْدَ الْيَوْمِ إِنَّهُ قَدْ حَضَرَ مِنْ أَبِيكَ

لَمْ يَرْجِعُ النَّبِيُّ مِنْهُ أَحَدًا الْمُوَافَأَةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَتْ لِي فَاطِمَةُ يَا أَنَسُ كَيْفَ سَخَّتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَخْتُوا التُّرَابَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ.

”حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں: جب آپ نبی کا وقت رحلت قریب آیا تب آپ کی میٹی سیدہ فاطمہ زہراء نے کہا: پیارے ابا جان! آہ کیا صیحت ہے آپ پر۔ تب پاک نبی کریم نے جواب فرمایا: آج کے بعد آپ کے والد کو کوئی تکلیف نہیں ہو گئی جو آپ والد کے پاس حاضر ہے لیکن اس کو حضرت فاطمہ زہراء نے انس بن مالک سے مخاطب ہو کر فرمایا اے انس! کیا تم نے یہ طیب خاطر قبول کر لیا کہ رسول اللہ پر میڈالو؟“

سنن ابن ماجہ

وَحَدَّدَنَا ثَابِتُ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ فَاطِمَةَ قَالَتْ حِينَ قِبَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبْتَاهُ إِلَى جِنَزِ رَائِيلَ أَنْعَاهُ وَأَبْتَاهُ مِنْ رَبِّهِ مَا أَذْنَاهُ وَأَبْتَاهُ جَنَّةُ الْفِرْزَدُونِ مَأْوَاهُ وَأَبْتَاهُ أَجَابَ رَبِّا دَعَاهُ. قَالَ حَمَادٌ فَرَأَيْتُ ثَابِتًا حِينَ حَدَّثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ بَعْدَ حَتَّى رَأَيْتُ أَضْلَاعَهُ تَخْتَلِيفً. (۲۰۰)

”حضرت انس سے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نبی کریم کی رحلت ہوئی تھی اس وقت جناب سیدہ فاطمہ زہراء نے اپنے والد پر جو مرثیہ کہا تھا وہ یہ ہے:
آہ پیارے بابا آپ نے پور دگار کی دعوت قبول کر لی۔

اہم اور لفاج اُنہیں

- (۲) آہ پیارے بابا آپ نے جنت القروں کو ملکا بنالیا۔
- (۳) آہ پیارے بابا ہم جبرائیل کو آپ کی وفات کی خبر سناتے ہیں۔
- (۴) آہ پیارے بابا اپنے پروردگار سے کس قدر قریب ہو گئے۔
حادیث کہتے ہیں میں نے ثابت کو دیکھا جب یہ حدیث بیان کرتے
ہیں آپ کی پسلیاں ہلتی تھیں۔“

حوالہ جات

تاریخ ابن کثیر البدایہ والہایہ جلد: ۵، صفحہ: ۲۷۳۔

(۱) سنن ابن ماجہ صفحہ: ۲۰۰، جلد: ۵۔
نوٹ: مزید حوالہ جات آگے آئیں گے۔

نوحہ کی جوازیت مکتب اہل بیتؑ میں

علامہ محمد حسین بھنی نے یہ نوٹ مترجم وسائل الشیعہ جلد (۲) صفحہ (۲۹۰) بر حاشیہ پر لکھا ہے من دعن تحریر کیا جاتا ہے۔ مرثیہ اور نوحہ کیا ہے؟ مرنے والے کے محاسن اور خوبیاں ظلم میں بیان کر کے اس پر گریاد بنا کیا جاتا ہے کہ کسی عزیز کی جدائی پر رونا ایک فطری امر ہونے کی وجہ سے بلاشبہ جائز عمل ہے اس طرح کلام کسی نظر میں ہو یا ظلم میں اگر اس میں غلط بیانی سے کام نہ لیا جائے بلکہ صحیح حقائق کا اظہار کیا جائے تو یہ بھی بلا اشکال جائز ہے۔ ظاہر ہے ہر چیز میں اصل جواز ہے جب تک حرمت کی قطعی دلیل قائم نہ ہو جائے۔ بعض منصف مراجع علمائے اہل سنت نے بھی اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔ چنانچہ علامہ وحید الزمان نے اپنی کتاب تمیسربالباری ترجمہ بخاری پ (۵) ص (۲۳) پر لکھتے ہیں:

اصل یہ ہے کہ فی نفسه مرثیہ کہنا کچھ منوع نہیں ہے۔ فس مرثیہ کی تالیف صحابہ سے ماثور ہے۔ حضرت فاطمہ تبریزی ماتی ہیں:

ماذًا على من شم تربة احمد ان لا يشم
مدى الزمان غوالياً صبت على مصائب
لوانها صبت على الايام صرن ليا لپا.

”جو کوئی شخص پاک نبی کریم کی تربت سوگھے لے اس پر کیا لازم
ہے؟ یہ کہ پھر عمر بھر کوئی کوئی خوشبو نہ سوگھے۔“

مجھ پر ایسی مصیبتیں آپڑی ہیں کہ اگر ونوں پر پڑتیں تو وہ راتیں بن جاتے

(تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۹ (حوالہ شیعاء میں) روایت موجود ہے کہ

لما توفى أبو بكر أقامت عليه عائشة "النوح".

”یعنی جب ابو بکر کی وفات ہوئی تو جناب عائشہؓ نے ان پر نوح

گر عورتوں سے نوحہ کرایا۔“

کتب سیر تواریخ میں صحابہ کرام کے مراثی اور نوئے موجود ہیں (سیرت ابن ہشام، عقد فرید، اور استیعاب وغیرہ)

وسائل الشیعہ

عن الحسين بن یزید قال : ماتت ابنة لأبي عبد الله (علیہ السلام) فناح علیها سنة ، ثم مات له ولد آخر فناح علیه سنة ، ثم مات اسماعيل فجزع علیه جرعا شدیدا فقطع النوح، قال: فقیل لأبی عبد الله (علیہ السلام): أینا حفیظ فی دارک؟ فقال إن رسول الله (صلی اللہ علیہ وآلہ) قال لما مات حمزہ: لکن حمزہ لا بوای کی له باب جواز النوح والبكاء علی المیت والقول الحسن عندذلك والدعاء ص(۷۵) ح(۲)

”حسین بن زید بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک بیٹی فوت ہو گئی۔ آپ نے ایک ماہ تک اس کا نوحہ کیا۔ پھر ایک بیٹا فوت ہو گیا تو ایک سال تک اس پر نوحہ کیا، پھر اسماعیل کا انتقال ہوا تو آپ نے سخت جزع کا اظہار کیا۔ ایک وقت اس کو بند کر دیا گیا آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ کے گھر میں نوحہ کرایا جائے؟ فرمایا: حضرت رسول خدا نے جانب حمزہ کی شہادت پر فرمایا تھا: کیا میرے پچھا حمزہ پر رونے والی کوئی عورت نہیں ہے۔“ (تب حمزہ پر اہل مدینہ کی خواتین نے نوحہ کیا تھا۔)

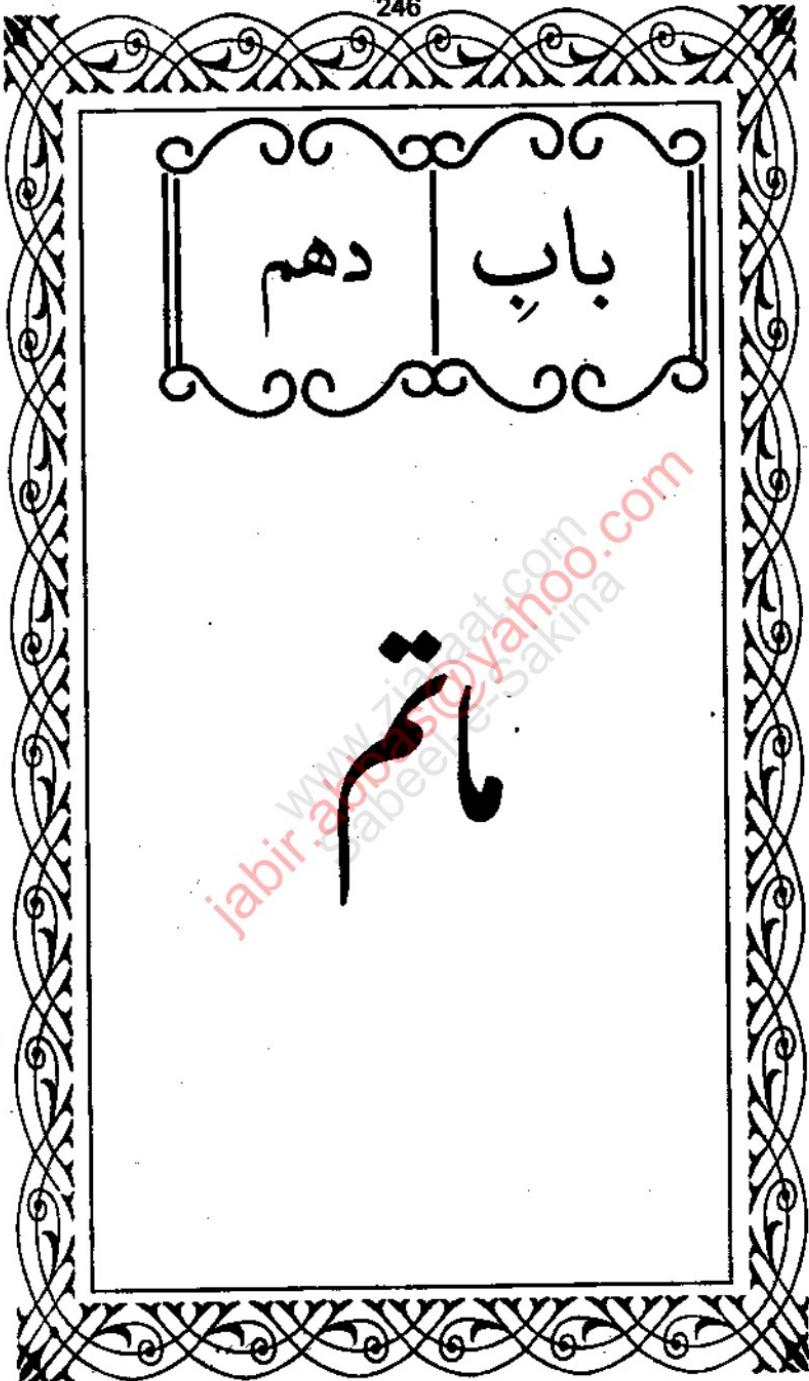
وسائل الشیعہ

وروى الشيخ زين الدين في (مسكن الفواد) أن فاطمة (عليها السلام) ناحت على أبيها ، وأنه أمر بالنوح على حمزة بباب جواز النوح والبكاء على الميت والقول الحسن عند ذلك والدعاء ص (٧٥) ج (٤)

”شہید ثانی نے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسول خدا کی وفات کے موقع پر جناب سیدہ نے ان پر نوح کیا تھا اور جناب حمزہؑ کی شہادت پر آنحضرتؐ نے نوح کرنے کا حکم دیا تھا۔“

بَابِ دَهْم

سَمَّ



حزن، بکاء، ندب، نوحہ، مرثیہ کے عمل کو جمع کرنے کا نام ماتم ہوتا ہے۔ جب کسی کھر میں مرنے والے کے لیے تحریقی اجلاس یا اجتماع کیا جائے جس میں اجتماعی طور سے مرحوم کے لیے بکی و حزن برپا ہو جائے۔ اس عمل اجتماعی کا نام ماتم داری ہے۔ اہل لغت کی زبان میں ماتم کا اطلاق اس مجع پر ہوتا ہے جو رنج یا فرحت کے اظہار کے لیے کیا جائے پھر اس کا اصل استعمال صرف اس مجع پر ہونے والا جو رنج و غم کے اظہار کے لیے کیا گیا ہو اور آخر میں اس کا غلبہ عورتوں کے اس مجع پر ہو گیا جو روئے کے لیے اکٹھی ہوں۔

(لغت الحدیث النجد للغات)

والما تم عند العرب: النساء يجتمعن في الخير والشر. قال أبو عطاء السندي: عَشِيَّةً قام النائحات وشققت... جيوبُ بـأيدي ماتم وخدودُ أي بـأيدي نساء... والجمع الماتم وعند العامة: المصيبة، يقولون: كنا ماتم فلان، والصواب أن يقال: كنا في مناحة فلان (الاصلاح في لغت).

”ماتم“ عربوں کے نزدیک عورتوں کا خیر و شر میں جمع ہونے کا نام ہے۔ ابو عطاء السندي کے مطابق اگر رات کو عورتیں نوحہ کر آپنے کپڑے چھاڑیں اور رخساروں کو ہاتھوں سے ٹھیٹھیں اور مل کر روکیں اور ترپٹ عالم کے مطابق مصیبت کے وقت جو اجتماع ہوتا ہے اس کو کہا جاتا ہے کہ فلاں کے ماتم داری میں تھے اور مجع یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ ہم مرنے والے کے گھر دنے کے لیے تھے۔“

سیرت خی علامہ شبی نعمنی نے غزوہ احمد کے بعد جب آپ مدینہ تشریف لائے تو شہر اور مکاروں کی کیفیت اور نقشہ یوس بیان کیا۔ آنحضرت مدینہ میں تشریف لائے تو تمام مدینہ مقام کدھ تھا۔ آپ جس طرف سے گزرتے تھے مکاروں سے ماتم کی آوازیں آتی تھیں۔ آپ کو عبرت ہوئی کہ سب عزیز و اقارب مقام داری کا فرض ادا کر رہے ہیں لیکن حمزہ کا کوئی نوح خوان نہیں ہے۔ رقت کی جوش میں آپ کی زبان سے بے اختیار نکلا۔

اما حمزہ فلا بوایک لہ؟

”لیکن حمزہ کا کوئی رونے والا نہیں۔“

انصار نے یہ لفظ سنتے تو ترپ اٹھے۔ سب نے جا کر ابھی ہیو یوں کو حکم دیا کہ دولت کدھ پیغمبر اسلام پر جا کر حضرت حمزہ کا مقام کرو۔ آنحضرت نے دیکھا تو دروازہ پر پردہ نشین انصار کی بھیز تھی۔ اور حضرت حمزہ کا مقام بلند تھا۔ ان کے حق میں دعاۓ خیر کی اور فرمایا: تمہاری ہمدردی کا شکر گزار ہوں۔

انسان سے انسان کی جدائی میں یا ظلم سے مارے جانے کی بنا پر جو زندوں پر اثر مرتب ہوتا ہے اس کے رد عمل کا نام غم،حزن، پیشے کی صورت میں ہے۔ اگر مرحوم کے فضائل اور محاسن پر گریہ کیا جائے تو موقعہ پر جو انسانی عقل کچھ لمحات کھو جاتی ہے اور انسان خود کو قابو میں نہ رکھتے ہوئے جسم کے اعضا کو پیٹ لیتا ہے جتنا واقعہ ہے اور شدید ہو گا اتنا ہی اس کا رد عمل زیادہ ہو گا۔ غیر متوقع خبر انسانی اعضاء پر اثر کرتی ہے اور انسان کی عقل زائل ہو جاتی ہے تو پھر جو عمل ہوتا ہے اگر رونے کی ٹھکل میں ہو تو حزن کہتے ہیں اور اگر ترپ کی صورت میں ہو تو اس کو بکا کہتے ہیں۔ اگر اس کے ساتھ خاص خاص الفاظ سے پکارا جائے جیسے واد سیدا واد محمد اتو اس کو بند پر کہتے ہیں۔ اگر جمیع محاسن غم کی صورت میں بیان ہو جائیں ان کو غم والمر کے طور پر اور شاعری زبان میں ادا کیا جائے تو اس کو نوحہ یا مرثیہ کہتے ہیں: یہ تمام عمل اگر کسی مرحوم کے گھر ہو جائیں تو کہا جائے گا کہ فلاں گھر میں مجلس مقام منعقد ہوئی تھی۔

جس کی تفصیلات بیان کی جاتی ہیں:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ بی بی سارہ کا ماتم

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ نے بلند کیا ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی تھے۔ آپ کے اللہ تعالیٰ کی جانب سے بڑے بڑے امتحانات سے گزرے۔ جس کی بنابر بلند مقام و مرتبہ پر فائز ہوئے۔ آپ پاک نبی اکرمؐ کے جداً مجدد بھی ہیں اور آپ کا دین ہی ملت ابراہیم تھی ہے۔ جس کے مفسر نبی آخر الزمان ہیں۔ آپ کے قول فعل سے دین مفسر ہے۔ آپ بڑے مہمان قواز تھے۔ جب کبھی کوئی اجنبی ان کے ہاں ملاقاتی ہوتا تو آپ اس کے لیے بڑی سُلٹ پر اس کی خاطر تواضع کرتے تھے۔

ایک مرتبہ فرشتے انسانی محل میں آئے تاکہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو تباہ کیا جائے۔ لیکن دوسری جانب اللہ تعالیٰ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کی خوشخبری تھی اس کو آپ تک پہنچانا تھا۔ اولًا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کے ذات کی طرف توجہ مبذول نہیں کی۔ جب ان کے سامنے کھانا رکھا تو وہ انکاری ہوئے۔ تو آپ سمجھ گئے کہ یہ زمینی مخلوق نہیں ہے۔ تب فرشتوں کے قائد نے کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سے ایک بیٹے اسحاق کی خوشخبری ہے۔ جب یہ خبر آپ کی اپنی زوجہ نے سنی تو اس نے گھبراہٹ سی حسوں کی اور شوہر کے سامنے مقام حیرت اور تعجب سے بڑی حقیقی ماری اور منہ کو دونوں ہاتھوں سے پیٹ لیا اور کہا یہ بڑھا پا اور یا ترس کی حالت میں بچپن کی پیدائش؟ جناب ابراہیم علیہ السلام اس پر کوئی رکاوٹ نہیں بنے۔ اور نہ ہی زوجہ کو منع کیا اونہ ہی اس کو ناجائز عمل قرار دیا۔ مفسرین اور متبرّجین نے اپنی تفاسیر و تراجم میں صرة کا معنی حقیقی اور فضکت و محما کا ماتھے یا جنین پر تھیڑا اور ہاتھ مارنے کا لیا ہے۔

قانون اور استنباط فقہ

بیہقی حضرت بی بی سارہ ایک نبی کی بیوی اور دوسرے نبی کی ماں تھیں۔

بیہقی حضرت سارہ کو ایک بچپن کی خوش خبری دی گئی تھی۔

بیہقی حضرت سارہ تبعاً وہ عمر گزار چکی تھی جس میں بچہ جنا جاتا ہے۔

نامہ محدث علیج اشی

۱۰۷ مقام بشارت آپ کے لیے حیرت اور تجہب کا سبب بنا اور آپ نے چیزیں مار ہی اور منہ کو پھیٹ لیا۔

۱۰۸ نبی کے سامنے جب کوئی عمل کرئے اس پر نبی خاموش رہے تو دین کے لیے جھٹ ہے۔
۱۰۹ خاموشی نبی شریعت کی زبان میں قول اور فعل کے بعد تقریر دین کی تقریر کے لیے جھٹ ہوتا ہے۔

۱۱۰ مقام حیرت اور صمیت میں کوئی عمل جو خلاف فطرت ہو اس کا ہو جانا شریعت میں جائز عمل اور رخصت جانا جاتا ہے۔

اب بعض مترجمیں کے ترجیح اور تفاسیر تحریر کی جاتی ہیں۔

القرآن

(فَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا)

وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ [الزمر: ۲۹]

① ”پھر ان کی بیوی (سارہ) حیرت و حضرت کی آواز نکالتے ہوئے متوجہ ہو گیں اور تجہب سے اپنے اتنے پرہاتھ مارا اور کہنے لگی: (کیا) بُوڑھیا بانجھ عورت (بچھ جنے کی؟)۔“

(بروفسروں محمد طاهر قادری)

② ”تو ابراہیم کی بیوی چلا تی آئی اور انہا منہ پھیٹ کر کہنے لگی کہ (اے ہے ایک تو) بڑھیا اور (دوسرے) بانجھ۔“

(مولانا ناجا اللہ ندھری)

③ ”اس پر اس کی بی بی چلا تی آئی پھر اپنا ماتھا ٹھونکا اور بولی کیا بڑھیا بانجھ۔“ (مولانا شاہ احمد رضا علی خان)

④ ”یہ سن کر اس کی بیوی چھپتی ہوئی آگے بڑھی اور اس نے منہ پھیٹ لیا اور کہنے لگی بُوڑھی، بانجھ۔“

(تفہیم القرآن مولانا ابوالاعلیٰ مودودی)

⑤ ”پس ان کی بیوی آگے بڑھی اور حیرت میں آ کر اپنے منہ پر

پا تھو مر کر کہا کہ میں تو بڑھیا ہوں اور ساتھ ہی بانجھ۔“

(مولانا محمد جوناگڑھی ائٹھیا)

⑤ ”اتھے میں ان کی بی بی بولتی آگئی۔ پھر ماٹھے پر پا تھو مر اور کہنے لگی کہ (اول) تو میں بڑھیا ہوں (پھر) بانجھ۔“

(مولانا اشرف علی نہانوی)

⑥ اتنے میں ان کی بی بی بولتی آگئی پھر ماٹھے پر پا تھو مر اور کہنے لگیں اول تو بڑھیا پھر بانجھ۔“

(تفسیر مظہری مولانا فاضلی ننان اللہ پانی بیٹی مترجم)

مکتبِ اہل بیتؑ کے متوجہین

⑦ ”پس اس کی حورت چیز مارتی آگے آئی پھر اس سے اپنا چہرہ پہنچ لیا اور کہنے لگی۔ میں تو بڑھیا بانجھ۔“

(سید امداد حسین کاظمی الشہدی)

⑧ ”تو ان کی زوجہ چلاتی ہوئی آگئی اور اپنا منہ پہنچ لگیں اور بولیں (میں تو) ایک بڑھیا (اور ساتھ) بانجھ ہی ہوں۔“

(مولانا شیخ حسن علی نجفی)

⑨ ”پس آپ کی بیوی (سارہ) چلتی ہوئی آئی اور اس نے اپنا منہ پہنچ لیا اور کہا بوزھی، بانجھ؟ (بچھ کس طرح ہو گا)۔“

(فیضان الرحمن علامہ محمد حسین نجفی)

اس آیت پر مفسرینِ اسلام کی آراء

تفسیر طبری

حدیثی علی، قال: ثنا أبو صالح، قال: ثني

معاوية، عن علی، عن ابن عباس، قوله

قصَّكَ وَجْهَهَا) يقول: لظمت. وقال

آخرون: بل ضربت بيدها جمِّتها تعجبًا.

”حضرت علی، ابن عباس کا قول کہ فضکت و جھما کا مطلب منہ کو پہنچ لینا ہے اور بعض نے کہا: حیرت کے ساتھ جبین پر بخت ہاتھ مارتا ہے۔“

(۲) تفسیر ابن کثیر

وقوله: [فَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ فِي صَرَّةٍ] اُی: فِي صرخة عظيمة ورنہ، قالہ ابن عباس، ومجاہد، وعکرمة، وأبو صالح، والضحاک، وزید بن أسلم والشوري والسدی وھی قوله: [إِنَّا وَزَلَّنَا] [فَصَكَّتْ وَجْهَهَا] اُی: ضربت بیدہا علی جبینہا، قالہ مجاہد وابن سابط. وقال ابن عباس: لطمہ، اُی تعجبًا كما تتعجب النساء من الأمر الغريب، [وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ] اُی: كيف أللد وأنا عجوز [عَقِيمٌ]، وقد كنت في حال الصبا عقیما لا أحلب؟.

”ترجم کے مطابق [فَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ فِي صَرَّةٍ] صرخہ کا مطلب ایک بڑی بیچنے دپکار کرنا۔ {فَصَكَّتْ وَجْهَهَا} اور اپنے منہ پر دو بخورد مارنا ان عباس کا قول کہ فضکت و جھما کا مطلب منہ کو پہنچ لینا ہے۔ اسی عجیب و غریب خبر کو سن کر حیرت کے ساتھ کہنے لگیں کہ جوانی میں تو میں بانجھڑی اب میاں ہیوی دونوں پورے بوڑھے ہو گئے تو مجھے حل ظہرے گا؟“

تفسیر الکبیر الرازی

ثم قال تعالیٰ : [فَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ فِي صَرَّةٍ]

لهم اور انجوں ایسی

فَصَرَّكُتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عِجُوزٌ عَقِيمٌ [.]
 أي أقبلت على أهلها، وذلك لأنها كانت في خدمتهم ، فلما تكلموا مع زوجها بولادتها استحيت وأعرضت عنهم ، فذكر الله تعالى ذلك بلفظ الإقبال على الأهل، ولم يقل بلفظ الإدبار عن الملائكة، وقوله تعالى: [في صرّة] [أي صيحة] ، كما جرت عادة النساء حيث يسمعن شيئاً من أحوالهن يصحن صيحة معتادة هن عند الاستحياء أو التعجب، ويحتمل أن يقال ذلك الصنيحة كانت بقوها يا ويلنا، تدل عليه الآية التي في سورة هود ، وصك الوجه أيضاً من عادتهن، واستبعدت ذلك لوصفين من اجتماعهما. أحدهما: كبير السن. والثاني: العقم، لأنها كانت لا تلد في صغر سنها، وعنفوان شبابها ، ثم عجزت وأديست.

”جب ہمان گھر آئے حضرت سارہ ان کی خدمت کے لیے مصروف ہو گئیں۔ انہوں نے جب ایک بچپن کی والادت کی بات کی آپ نے حیاء کی بنا پر ان سے منہ موزالیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے لطف اقبال اللہ پر کیا جبکہ ملائکہ سے لفظ ادبار کے بارے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا قول (صرۃ) کا ہے۔ ایک حقیقت لکھنا ہے عمرتوں کی۔ یہ ایک عادت ہے کہ جب کبھی کوئی

نام اور احتجاج انسی

خبر اجتنی نہیں تو ان کی ایک حقیقی حیا سے کل جاتی ہے۔ یا تجب کی بنا پر ایسا ہوتا ہے یہ بھی احتمال ہوتا ہے کہ اس حقیقی کی ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہو کہ یاد بیٹھنا جیسا کہ سورہ ہود میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ منہ پر ایسا کرنا ایک عادت ہے جس کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں۔ ایک بڑھاپے کی بنا پر اور دوسرا بانجھ پن کی بنا پر۔ فرماتی ہیں: جبتوں عمر میں جب جوانی تھی پچھلیں جتاب جب کہ پچھے جتنے سے عاجز اور یا نکس ہو گئی ہوں تو پھر کیسے؟“

روح المتعانی

[فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ] سارَةَ لَا سمعَتْ بِشَارَتِهِمْ
إِلَى بَيْتِهَا وَكَانَتْ فِي زَاوِيَةِ تَنْظَرِ إِلَيْهِمْ،
حَدَّثَنِي عَلَىٰ، قَالَ: ثَنَا أَبُو صَالِحٍ، قَالَ: ثَنِي
مَعَاوِيَةَ، عَنْ عَلَىٰ، عَنْ أَبِنِ عَبَاسٍ،
قَوْلَهُ (فَصَكَّثَ وَجْهَهَا) يَقُولُ: لَطَمَتْ.

وَقَالَ آخَرُونَ: بَلْ ضَرَبَتْ بِيَدِهَا جَهَتَهَا
تَعْجِباً.

* ذکر من قال ذلك:

”حضرت علی، ابن عباس“ کا قول کہ فضکت و محما کا مطلب من کو پیٹ لیتا ہے اور بعض نے کہا: حرمت کے ساتھ جین پر سخت ہاتھ مارتا ہے۔“

حدیثی موسی بن هارون، قال: ثنا عمرو بن حماد، قال: ثنا أسباط، عن السدي،
قال: لما بَشَّرَ جَبَرِيلَ سَارَةَ بِيَاسِحَاقَ، وَمَنْ
وَرَاءِ إِسْحَاقَ يَعْقُوبَ، ضَرَبَتْ جَهَتَهَا

عجباً، فذلك قوله (فَصَكَّتْ وَجْهَهَا).

”السدی سے روایت ہے کہ جبرائیل نے سارہ کو اسحاق کی خوشخبری سنائی اور کہا: ان اسحاق کے بعد یعقوب ہو گئے تو پی بی سارہ نے حیرت کی بنا پر اپنے ماتھے کو پینٹا۔ یہ علی اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔“

تفسیر الحلالین

**[فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ] سارة [فِي صَرَّةٍ] صَيْحَةٌ
حال، أي جاءت صاححة [فَصَكَّتْ وَجْهَهَا]
لطسته [وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ] لم تلد قط
و عمرها تسعه وتسعون سنة و عمر إبراهيم
مائة سنة، أو عمره مائة وعشرون سنة
و عمرها تسعون سنة.**

”حضرت سارہ اس حالت میں آئی کہ جن و پکار کر رہی تھی اور
تعجب سے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارا اور کہنے لگی: یورمی اور بانجھ
پن بجکہ میری عمر نتاوے (۹۹) سال اور ابراہیم کی سو سال یا ایک
سو سیس (۱۲۰) سال تو پچ کیوں نکر ہو گا؟“

تفسیر الخازن

**[فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ] قيل لم يكن ذلك إقبالاً
من مكان إلى مكان بل كانت في البيت فهو
قول القائل أقبل يفعل كذا إذا أخذ فيه
[في صرة] أي في صيحة والمعنى أنها أخذت
تلول وذلك من عاد النساء إن سمعن شيئاً
[فَصَكَّتْ وَجْهَهَا] قال ابن عباس : لطمته**

وجهها۔ وقيل: جمعت أصابعها وضربت
جبينها تعجباً وذلك من عادة النساء أيضاً
إذا أنكرن شيئاً [وقالت عجوز عقيم]
معناه: أتلد عجوز عقيم وذلك لأن سارة لم
تلد قبل ذلك.

”ابن عباس“ کے مطابق مذہب پر تھپڑ مارا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ
ہاتھ کی تمام انگلیوں سیست مانسے پر تھپڑ کے ساتھ ہاتھ مارا جو
کہ عورتوں کی عادت ہوتی ہے۔ جب کسی چیز سے انکاری ہوتی
ہیں اس طرح ایک بوڑھی اور باپچھے پن کیسے نیچے بنی گی۔ جبکہ
اس سے قل کوئی بچپن نہ جانا۔“

تفسیر در مشور

وأخرج ابن جرير وابن المنذر وابن أبي
حاتم عن ابن عباس رضي الله عنهمما في
قوله [فأقبلت امرأته في صرة] قال : في
صيحة [فصكت] قال : لطمته .

وأخرج سعيد بن منصور وابن جرير وابن
المنذر عن مجاهد رضي الله عنه في قوله [في
صرة] قال : صيحة [فصكت وجهها] قال :
ضربت بيدها على جبنتها وقالت : يا
ويلتاه .

”ابن عباس“ سے متقول ہے کہ اللہ تعالیٰ قول فأقبلت
امرأته في صرة تقطّع ہے فصكت تھپڑ ہے مجاهد کے مطابق
فی صرۃ تقطّع ہے اور فصكت وجهاً مانسے پر ہاتھ مارا

نامہ دریافت انجیں

اور کہایا ویلتا۔

تفسیر مظہری مترجم

”فِ صَرَّةِ كَامِنْتِيْ جَنِينْ هُوَيْ بَعْضِ الْأَلْعَمْ كَاتْوُلْ هَيْ كَآنْ سَهْ مَرَادْ أَنْقَالْ مَكَانْ، يَسْتِيْنْ أَيْكْ جَنْدْ سَهْ دَوْسَرْيْ جَنْدْ آنَمَرَادْ نَيْنْ هَيْ، بَلْكَهْ (أَقْبَلْتْ كَيْ حَيْثِيْتْ مَعَاوَنْ فَعْلْ كَيْ هَيْ) اَسْ كَاتْرَجْ هَيْ، لَكْلَيْ چِنْخَنْ شَرْوَعْ كَيْ فَصَكْتْ حَضْرَتْ اِبْنْ عَبَّاسْ“
نے ترجمہ کیا: ”اس نے اپنے ہاتھ سے اپنا منہ کو پیش کیا۔“

تفسیر التیانج: ۹ و قال غيره

هو اسحاق، لأنه من سارة، وهذه القصة
هلا لا طاجر، سمعت البشارة امرأته سارة
فأقبلت في صرة“ يعني في صيحة في قول
ابن عباس ومجاهد وسفيان وقال مجاهد
وسفيان أيضا في رنة“ فصكت وجهها“ قال
ابن عباس لطمته وجهها.

وقال انسدي: ضربت وجهها تعجبها، وهو
قول مجاهد وسفيان، فالصلك الضرب
باتعتماد شديد“ وقالت عجوز عقيم“
فالتقدير أنا عجوز عقيم كيف ألد؟!
والعقيم الممتنعة من الولادة لكبر أو آفة

”کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت اسحاق مراد ہیں جو کہ بی بی
سارہ کے بطن سے ہیں۔ یہ قصہ حضرت سارہ کے بارے میں
نہ کہ حضرت بی بی ہاجرہ کا تھا (جن سے حضرت اسماعیل پیدہ
ہوئے تھے۔) جب حضرت ابراہیم کی زوجہ سارہ نے بشارت

اسحاق کی توبہ جیتنی ہوئی آئی۔ اس پر قول ابن عباس و مجاہد
وسفیان کا ہے اور جہاں تک فصکت وجہا کا ہے، ابن
عباس کے ززو دیک منہ پر تھہڑا مارنا ہے۔ سردی کہتے ہیں: منہ پر جو
خربز ماری وہ تجہب کی بنا پر تھی۔ اس پر مجاہد اور سفیان کا بھی قول
ہے۔ فصک کا مطلب اعتماد کے ساتھ زور سے مارنا ہے۔
حضرت سارہ کہتی ہیں: میں با نچھ پن ہوں اور بوڑھی ہوں اور
بچ کیوں کر پیدا کروں گی؟“

جمع البیان فی تفسیر القرآن

هذه القصة لها عن أكثر المفسرين وهذا
كله مفسر فيما مضى فأقبلت امرأته في
صرة أي فلما سمعت البشارة امرأته
سارة أقبلت في ضجة عن ابن عباس و
مجاہد و قتادة و قيل في جماعة عن الصادق
(عليه السلام) و قيل في رفقة عن سفیان
و المعنى أخذت تصحیح وتولول كما قالت يا
ویلیتی فصکت وجهها أي جمعت
أصابعها فضربت جبینها تعجبا عن مقاتل
والکلبی و قيل لطمث.

”تمام مفسرین نے اس قصہ کو ایک جیسا ہی بیان کیا ہے جہاں
تک امرأته فی صرة کا تعلق ہے اس کا مطلب یہ کہ جب
سارة نے بیٹھ کی بشارت کا سنا تو اس حالت میں آئی کہ وہ پچھے
رہی تھی اس پر ابن عباس، مجاہد، قتادہ نے بیان کیا ہے۔ اس طرح
ایک جماعت نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی اسی

طرح روایت بیان کی ہے۔ ایک روایت یہ بھی کہ زری کے ساتھ ہے جبکہ اس کا معنی یقین ہے تو اول کا مطلب جیسا کہ سارہ نے کہایا ویلیق ہے فصکت وجہہا اس کا مطلب پورا ہاتھ کے ساتھ جیسیں پرمارا، اس حال میں کہ پریشان تھی۔ مقاتل اور کلبی سے ہے کہ منہ پر تھیڑ مارا۔“

تفسیر المیزان السید الطباطبائی

قوله تعالیٰ: ”فَأَقْبَلَتْ امْرَأَةٍ فِي صَرَّةٍ فَصَكَتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ“ فِي المَجْمَعِ، الْصَّرَّةِ شَدَّةُ الصَّيَّاحِ وَ هُوَ مِنْ صَرَّيرِ الْبَابِ وَ يَقَالُ لِلْجَمَاعَةِ صَرَّةً أَيْضًا. قَالَ: وَ الصَّكُ الضَّرْبُ بِاعْتِمَادٍ شَدِيدٍ انتهى.

وَ الْمَعْنَى فَأَقْبَلَتْ امْرَأَةٌ إِبْرَاهِيمَ (عَلَيْهِ السَّلَامُ) لَا سَمِعْتُ الْبَشَارَةَ فِي ضَجَّةٍ وَ صَيَّاحٍ فَلَطَمَتْ وَجْهَهَا وَ قَالَتْ: أَنَا عَجُوزٌ عَقِيمٌ فَكَيْفَ أَلُدُّ؟ أَوْ الْمَعْنَى هُلْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ تَلَدَّ غَلَاماً؟ وَ قَيْلٌ: الْمَرَادُ بِالصَّرَّةِ الْجَمَاعَةُ وَ أَنَّهَا جَاءَتْ إِلَيْهِمْ فِي جَمَاعَةٍ فَصَكَتْ وَجْهَهَا وَ قَالَتْ مَا قَالَتْ، وَ الْمَعْنَى الْأُولُ أُوفِقَ لِلْسَّيَّاقِ.

”فَأَقْبَلَتْ امْرَأَةٍ فِي صَرَّةٍ فَصَكَتْ وَجْهَهَا وَ قَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ“ کا مجمع میں ہے سخت یقین ماری گئی ہے جیسے دروازے کو دھکا دیا جاتا ہے۔ صک کا معنی اعتماد کے ساتھ

شدید ضرب ہے۔ فا قبلت امراء ابراہیم علیہ السلام کا منی
جب بچہ کی بشارت سنی تو حقیقی ماری اور منہ کو پیٹ لیا اور بی بی
کہنے لگی کہ میں بوزہمی اور بانچھ پن ہوں تو پھر کیسے بچپن جنوں گی۔
اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ صرة کا منی جماعت ہے۔ اور جب ان
کے پاس (فرشتوں) گروہ کے ساتھ آئی تو پھر اس نے منہ پر تھریز
مارے وہ کہا جو کہا جاسکتا ہے لیکن پہلا منی سیاق و سابق کے
مطابق زیادہ درست ہے۔“

كتب حوالہ جات تفاسیر

- (۱) تفسیر ابن کثیر حافظ ابن کثیر سورہ الذریات آیت: ۲۹، ۵۱ پارہ: ۲۶، جلد: ۷، صفحہ: ۳۲۱۔
- (۲) تفسیر الكبير فخر الدین الرازی کثیر سورہ الذریات آیت: ۲۹، ۵۱ پارہ: ۲۶، جلد: ۱۲، صفحہ: ۲۹۴۔
- (۳) تفسیر روح للعآنی الوسی کثیر سورہ الذریات آیت: ۲۹، ۵۱ پارہ: ۲۶، جلد: ۱۹، صفحہ: ۳۸۳۔
- (۴) تفسیر جلالین سورہ الذریات آیت: ۱، ۲۹، ۵۱ پارہ: ۲۶، جلد: ۱۰، صفحہ: ۲۰۲۔
- (۵) تفسیر درمشور جلال الدین سیوطی سورہ الذریات آیت: ۲۹، ۵۱ پارہ: ۲۶، جلد: ۹، صفحہ: ۳۰۰۔
- (۶) تفسیر طبری محمد جریر طبری سورہ الذریات آیت: ۱، ۲۹، ۵۱ پارہ: ۲۶، جلد: ۲۲، صفحہ: ۳۲۷۔
- (۷) تفسیر الخازن سورہ الذریات آیت: ۱، ۲۹، ۵۱ پارہ: ۲۶، جلد: ۵، صفحہ: ۳۸۳۔
- (۸) تفسیر مظہری مترجم سورہ الذریات آیت: ۱، ۲۹، ۵۱ اردو: ۲۶، جلد: ۱۱، صفحہ: ۶۸۔

تفاسیر مکتب اہلبیت

- (۱) تفسیر التبیان ج: ۹ التبیان فی تفسیر القرآن تأییف شیخ الطائفہ أبي جعفر محمد بن الحسن الطووسی صفحہ: ۳۷۷، جلد: ۹۔
- (۲) مجمع البیان فی تفسیر القرآن تأییف امین الاسلام أبي علی الفضل بن الحسن الطبری من أعلام القرن السادس الهجری صفحہ: ۳۳، جلد: ۹۔
- (۳) تفسیر للبیزان السيد الطباطبائی الجزء الثامن عشر صفحہ: ۱۹۹، جلد: ۱۸۔

از واج النبی کا امام الانبیاء پر ماقم

شریعت کی تشریح اور تعبیر کے مأخذ صحابہ کرام اور از واج مطہرات کا مقام و مرتبہ سایقہ ابواب میں بیان ہو چکا ہے۔ اس میں جیت اور دین کے مفسر ہونے میں قرآن حکیم اور حدیث نبوی کے بعد ان کے اقوال اور افعال علی شریعت کی تفسیر کے لیے جگت تھے۔ امت نے دین کو سمجھنے اور اس پر چلنے کے لیے جو اہم اصول کا اختباب کیا ہے اور مجتہدین نے مسائل کے استدراک اور استنباط کے لیے صحابہ کرام اور از واج مطہرات کے اقوال اور افعال کو بطور جگت مانا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اللہ کی کلام اور پاک نبی کے اقوال اور افعال کے عین گواہ آپ صحابہ کرام اور از واج نبی الہ بیت اطہار تھے اور آپ نبی کریم کے ساتھ نماز سے لے کر میدانِ حرب تک صحابہ کرام نے ہر عمل میں شرکت اور تربیت حاصل کی۔ امت کے متفق اور موثر آراء کے مطابق آپ نے پاک نبی کریم سے جو دیکھا اور سیکھا اس پر عمل کیا اور بعد کے لیے من و من پاک نبی سے بیان کیا ہذا از واج گھر کی مالکہ تھیں۔ داخلی امور اور احکام کا بیان کرنا آپ کے متعلقہ تھے اور باہر کے معاملات صحابہ کرام جو میدانِ حرب کے شہسوار تھے ان کے فرضِ نسبی میں تھا، لہذا اس کلام میں وہی جیت پائی جاتی ہے جیسے آپ نبی کے فرمان کا بیان کرنے میں ان کے کلام سے جیت اور عدالت ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: جب آپ نبی کریم کا وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے سب از واج کی مشاورت کے بعد میرے گھر کا اختباب کیا جب کہ میں تمام از واج نبی سے کم عمر اور ناجرب کاربھی تھی اس کے باوجود آپ نے میرے گھر کو اولیت اور ترجیح دی۔ میرے گھر میں قیام کے دوران آپ نے امور ریاست کے معاملات کو نہایا اور جو صیحت امت اور انصار اور مہاجرین کو کرنی تھیں وہ بھی کی۔ پاک نبی کریم نے

جو آخری نمازیں پڑھائیں وہ بھی میرے گھر سے مسجد میں تشریف لے جاتے رہے اور
بیماری کی شدت میں الل و عیال سے آخری ملاقاتیں اور صحابہ کرام سے وعظ و نصیحت بھی کی
گئی تھی۔ بالآخر وہ وقت آگیا جو روح قبض ہونا تھا اور پار پار فرماتے تھے:

بل الرفيق الاعلى من الجنة

”بل کہ جنت کے رفیق اعلیٰ۔“

اس پر میں نے کہا تم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مجبوٹ فرمایا اور آپ کو اختیار دیا گیا کہ آپ دنیا و آخرت کا کسی ایک کا انتخاب کرنا ہے وہ بھی آپ کے اختیار میں ہے جب کہ آپ نے آخرت کو اختیار کیا۔

البیت آغاز دو پر تھا تو روح آئیں آیا اور اجازت طلب کی تو ہر آپ کی اجازت سے آپ کی روح لے گیا جب کہ آپ کا سرمبارک میری گود میں تھا۔ اس کے بعد میں نے آپ کا سرمبارک اٹھا کر تلکیے پر کھا اور اس حالت میں گھر میں میرے علاوہ دیگر ازدواج بھی موجود تھیں اور ہمیں یہ جداںی برداشت نہ ہو سکی، لہذا اپنے سے بے قابو ہو کر قانون فطرت کے مطابق وہ عمل کیا جو ہر عورت کرتی تھیں۔ نہایت غم کی حالت میں اپنی چھاتیوں اور منڈو کو پیندا اور کونڈا شروع کیا۔ جس سے آپ خواتین کے چہرے شدت ضربوں سے سرخ ہو گئے تھے۔ یہ دن عالم تھا کہ ایک جانب وہی کام منقطع ہوتا اور دوسری شوہر کی جداںی سے ہم نہ حال ہو چکی تھیں۔ اور ہوش دھواس کو چھکی تھیں اور آنکھوں میں اندر خرا سا چھا گیا تھا اور ایسا محسوس ہوتا تھا نہ جانے اب کیا ہونے والا ہے ہر طرف صحابہ کرام کے آہ و بلاء کی پکار اور صدائیں اور ہر ایک کی آنکھوں میں دریا کی طرح آنوجاری تھے۔

مکی بن عبادہ بن عبد اللہ بن زیر نے اور انہوں نے اپنے باپ عباد سے روایت بیان کی: میں نے حضرت عائشہؓ کو یہ کہتے ہوئے سن، جس وقت رسول اللہؐ وفات ہوئی تو آپ میرے سینے اور گلے کے درمیان تھے اور اس معاملہ میں کسی کا حق میں نہ بیٹھا بلکہ میری نادانی اور کم عمری کی وجہ تھی، میرے گھر میں تھے اور جب روح پر واز ہونے لگا

نام اور لفظ انبیاء

آپ کا سر میری گود میں تھا۔ وفات کے بعد میں نے آپ کا سر نکلے پر رکھ دیا اور کھڑے ہو کر عورتوں (ازدواج) کے ساتھ سینہ کوٹھا اور ہاتھ چہرے پر مارنا شروع کر دیا۔۔۔

جناب عائشہؓ فرماتی تھیں: جناب رسالت مبارکؐ نے منجؓ کے وقت جب کہ وہ میرے گھر میں وفات پائی تھی۔ اس محاملہ میں کسی کا حق میں نے نہیں لیا بلکہ میری کم عمری کی وجہ سے آپ نے میرے مجرے کو پسند کیا اور جب آپ کی روح پرواز ہونے لگی آپ میری گود میں تھے اور وفات ہوئی اور پھر میں نے آپ کے سر مبارک کو مکنی پر رکھ دیا اور پھر انھوں کو دیگر (ازدواج) کے ساتھ تمام کیا اور اپنے چہرے پر پینٹنگ لگی

تفاویٰ ممائش

ازدواج انبیٰ کا پاک نبی کریمؐ کی رحلت پر وہ عمل جس کی بنا پر چھاتیاں اور رخساروں کو پیٹ لیا گیا تھا یہ حضرت سارہ زوجہ حضرت ابراہیم اور ماور حضرت اسماعیل علیہما السلام کا تسلسل تھا۔ جنہوں نے فرشتوں سے بیٹے کی خوشخبری سن کر حیرت سے قابو سے باہر ہو کر منہ پر دونوں ہاتھوں سے تمہرا مارے تھے اور کہا تھا یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک جانب بڑھیا اور بائچھ پین ہو چکی ہوں، جب کہ یہ اعلان اور عمل جناب سارہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی موجودگی میں کیا تھا۔ جس پر آپ نبی نے کوئی برائیں منایا تھا اور نہ ہی ایسا عمل کرنے سے روکا تھا۔ اس طرح آپ پیغمبر اسلام کی رحلت پر تمام صحابہ کرام، ازدواج مطہرات اور اہل بیت اطہار غم والم میں سوگوار تھے اور مدینہ میں ہر جانب آہ و بکا کی صدائیں بلند تھیں اور کوئی کچھ بھی نہیں جانتا تھا کیا ہو گیا ہے۔ چونکہ ہر جانب ہر شخص کے ہوش و حواس کو پچکے تھے۔

قانون

- ازدواج پیغمبر و مددوین کی مفسرہ ہیں۔
- ان کا عمل امت کے لیے جلت ہے۔
- ان سے مرقوم احادیث، عمل، تقریر کی عینی گواہ ہیں۔

- اہم احادیث الحبیب ﷺ
- ان کا فرمان صحیح ہے۔
 - وہ پاک نبی پر افتراق نہیں کر سکتیں۔
 - ان کا عمل قرآن حکیم اور فرمان نبی کریم کے مطابق تھا۔
 - پاک نبی کریم پر گریہ اور ماتم ان کا حق تھا چونکہ ان پر غم والم کے پھاڑنے تھے۔
 - وہ ہمیشہ کے لیے بیوائیں ہو جگی تھیں۔
 - ان پر عقد ہاتھی حرام تھا۔
 - گریہ اور ماتم جائز ہونے کے ناطے ان نے پاک نبی پر کیا تھا۔
 - ان کا قول، فعل بھی امت کے لیے جدت تھا۔
 - ان پر چالات اور دین سے ناسخی کا لزام کفر ہے۔
 - پاک نبی کریم پر ایک فرد گریہ اور ماتم کرنے میں تباہیں تھا بلکہ ازواج کے ساتھ صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار بھی تھے۔
 - آپ کی رحلت پر پورا مدینہ سوگوار تھا اور حالت غم والم میں تھا۔
 - ازواج انبی کا ماتم اور گریہ کرنا حضرت سارہ زوج نبی ابراہیمؑ کا تسلسل تھا۔
 - پاک نبی کریمؑ قبر میں زندہ امت کے امام ہیں۔
- نقیبی استنباط**
- پاک نبی کریمؑ کا قول، فعل، تفسیر جدت ہے۔
 - شریعت کی تشریع و تعبیر کے لیے قرآن حکیم اور احادیث نبوی بنیاد ہیں۔
 - صحابہ کرام، اہل بیت اطہار اور ازواج نبی کا قول اور عمل بھی دین کی تفسیر کے لیے جدت ہے۔
 - فقہائے اعلام اور مجتہدین عظام نے قیاس پر اقوال اور عمل صحابہ، اہل بیت اطہار، ازواج نبی لوٹر جسج دی ہے۔
 - ازواج نبی پاک نبی کریم پر گریہ اور ماتم کیا کسی صحابی نے اس کو روکا نہیں اور ناجائز عمل قرار نہیں دیا۔

امم اور ازواج نبی ﷺ

- ازواج نبی کریم کا یہ عمل حکم شریعت کے لیے جائز ہے۔
- مدینہ نبوی مکمل سو گوار تھا۔ ہر جانب آہ و بکاء کی صدائیں بلند تھیں۔
- پاک نبی کریم کی ازواج کا پیشنا اور ماتم کو امت کے کسی متفق اور مجتهد نے غیر شرعی قرار نہیں دیا۔
- ازواج نبی کریم نے سنت سارہ کی اتباع کی اور اس سنت کو زندہ رکھا۔
- شریعت میں امت دین ابراھیم کی مکلف اور پاک نبی کریم اس دین کے مفسر ہیں۔
- باب یعقوب میں گریہ شدید کی جوازیت بیان ہو چکی ہے۔

متن کتب

سیرت ابن کثیر، تاریخ البدایہ والہایہ
وقال الامام احمد: حدثنا یعقوب، حدثنا
أبی، عن ابن إسحاق، حدثنی یحیی ابن
عبدالله بن الزبیر، عن أبيه عباد،
سمعت عائشة تقول: مات رسول الله صلی^{لهم آمين}
الله علیہ وسلم بین سحری وخری وفی
دولتی.

ولم أظلم فيه أحداً، فمن سفهى وحداثة
سني أن رسول الله صلی الله علیہ وسلم
قبض وهو في حجري ثم وضع رأسه على
وسادة وقامت ألتدم مع النساء وأضرب
وجاهي.

”یحیی بن عبد الله بن زبیر نے اپنے

اُنْجَمِ الْوَلَادَاتِ الْبَنِي

باب عباد سے روایت بیان کی: میں نے حضرت عائشہؓ کو یہ کہتے ہوئے سا جس وقت رسول اللہؐ کی وفات ہوئی تو آپ میرے سینے اور گلے کے درمیان تھے اور اس معاملہ میں کسی کا حق میں نہ نہیں لیا بلکہ میری نادافی اور کم عمری کی وجہ تھی کہ میرے گھر میں تھے اور جب روح پرواز ہونے لگا آپ کا سر میری گود میں تھا۔ وفات کے بعد میں نے آپ کا سر تکیے پر رکھ دیا اور کھڑے ہو کر عورتوں (ازواج) کے ساتھ سینہ کوٹا اور ہاتھ چہرے پر مارنا شروع کر دیا۔ ”

سیرت ابن بشام

روضُ الْأَنْفِ وَحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ عَبَادٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ أَبِيهِ عَبَادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ مَا تَرَسُّلُ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَخْرِيٍّ وَخَرْيٍّ وَفِي دَوْلَتِي، لَمْ أَظْلِمْ فِيهِ أَحَدًا، فَإِنْ سَفَهَيْتُ وَحَدَّاثَةً سَيِّئَ أَنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُبِضَ وَهُوَ فِي حِجْرِيِّ، ثُمَّ وَضَعْتُ رَأْسَهُ عَلَى وِسَادَةٍ وَقُبِضَتُ الْأَنْدِيمُ مَعَ النَّسَاءِ وَأَضْرِبْتُ وَجْهَهُ.

”یحییٰ بن عبادہ بن عبد اللہ بن زبیر نے اور انہوں نے اپنے باب عباد سے روایت بیان کی: میں نے حضرت عائشہؓ کو یہ کہتے ہوئے سا جس وقت رسول اللہؐ کی وفات ہوئی تو آپ میرے سینے اور گلے کے درمیان تھے اور اس معاملہ میں کسی کا حق میں نہ نہیں لیا بلکہ میری نادافی اور کم عمری کی وجہ سے حضور میرے

گھر میں تھے اور جب روح پرواز ہونے کی آپ کا سر میری گود میں تھا۔ وفات کے بعد میں آپ کا سر تکیے پر رکھ دیا اور کھڑے ہو کر عورتوں (ازدواج) کے ساتھ میز کوٹا اور ہاتھ چہرے پر مارنا شروع کر دیا۔“

تاریخ الکامل، طبقات ابن سعد

قالت: توفی وهو بين سحري ونحرى،
وحدثة سني أن رسول الله، صلى الله عليه وسلم، قبض في حجري، فوضعت رأسه على
وسادة وقامت ألمد مع النساء وأضرب
وجهي.

”جتاب عائشہ فرماتی تھیں کہ جناب رسالت مائینے مجھ کے وقت جب کوہ میرے گھر میں وفات پائی تھی۔ اس معاملہ میں کسی کا حق میں نہ نہیں لایا بلکہ میری کم عمری کی وجہ سے آپ نے میرے مجرے کو پسند کیا اور جب آپ کی روح پرواز کرنے کی آپ میری گود میں تھے اور وفات ہوئی اور پھر میں نے آپ کے سر مبارک کو تکلیف پر رکھ دیا اور پھر انہوں کو دیگر (ازدواج) کے ساتھ ماتم کیا اور اپنے چہرے پر پیٹھے لگی۔“

تاریخ طبری، تاریخ الفدائاء

حدثنا این حمید ، قال حدثنا سلمة ، عن محمد بن اسحاق ، عن یحیی بن عباد بن الزبیر ، عن أبيه عباد ، قال : سمعت عائشة تقول : مات رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بین سحري ونحرى وفي دورى ؛ ولم أظلم

فِيهِ أَحَدًا ، فَمِنْ سُفْهِي وَحْدَانَةِ سَنِيْ أَنْ
رَسُولُ اللَّهِ قَبْضَ وَهُوَ فِي حَجْرِيْ ، ثُمَّ
وَضَعَتْ رَأْسَهُ عَلَى وَسَادَةٍ وَقَمَتْ أَنْتَدَمْ مَعَ
النِّسَاءِ ، وَأَضْرَبَ وَجْهِيْ .

”جَنَابُ عَمَادَهُ اپنے بَاپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ انہوں
نے فرمایا کہ میں نے جَنَابُ عَائِشَهُ سے سنا ہے کہ وہ فرماتی تھیں
کہ جَنَابُ رسَالَتِ مَطَّبَ نے مجھ کے وقت جب کہ
انہوں نے میرے گھر میں وفات پائی تھی۔ اس معاملہ میں کسی کا
حق میں نے نہیں لیا بلکہ میری نادانی اور کم عمری کی وجہ سے آپ
نے میری جھرے کو پسند کیا اور جب آپ کی روح پرواز ہونے
لگے آپ میری گود میں تھے اور وفات ہوئی اور پھر میں نے آپ
کے سر مبارک کو تکلیف پر رکھ دیا اور پھر انھوں کو دیگر (ازواج) کے
ساتھ ماتحت کیا اور اپنے چہرے پر پیٹھے لگی۔“

تاریخ البدایہ والہایہ
قد توفي على الفراش والنسمة حوله
فخمرن وجوههن.

”پاک نبی کریمؐ کا جب ان کا روح مبارک قبض ہوا تو وہ خواتین
جو آپ کے اردو گرد بیٹھی تھیں پس انہوں نے منہ پیٹھ کر رخ کئے
ہوئے تھے۔“

مسند احمد بن حنبل
حدثنا عبد الله حدثني أبي ثنا يعقوب قال
ثنا أبي عن بن إسحاق قال حدثني يحيى بن
عبد بن عبد الله بن الزبير عن أبيه عبد

أمام الراهنون ابن أبي طالب

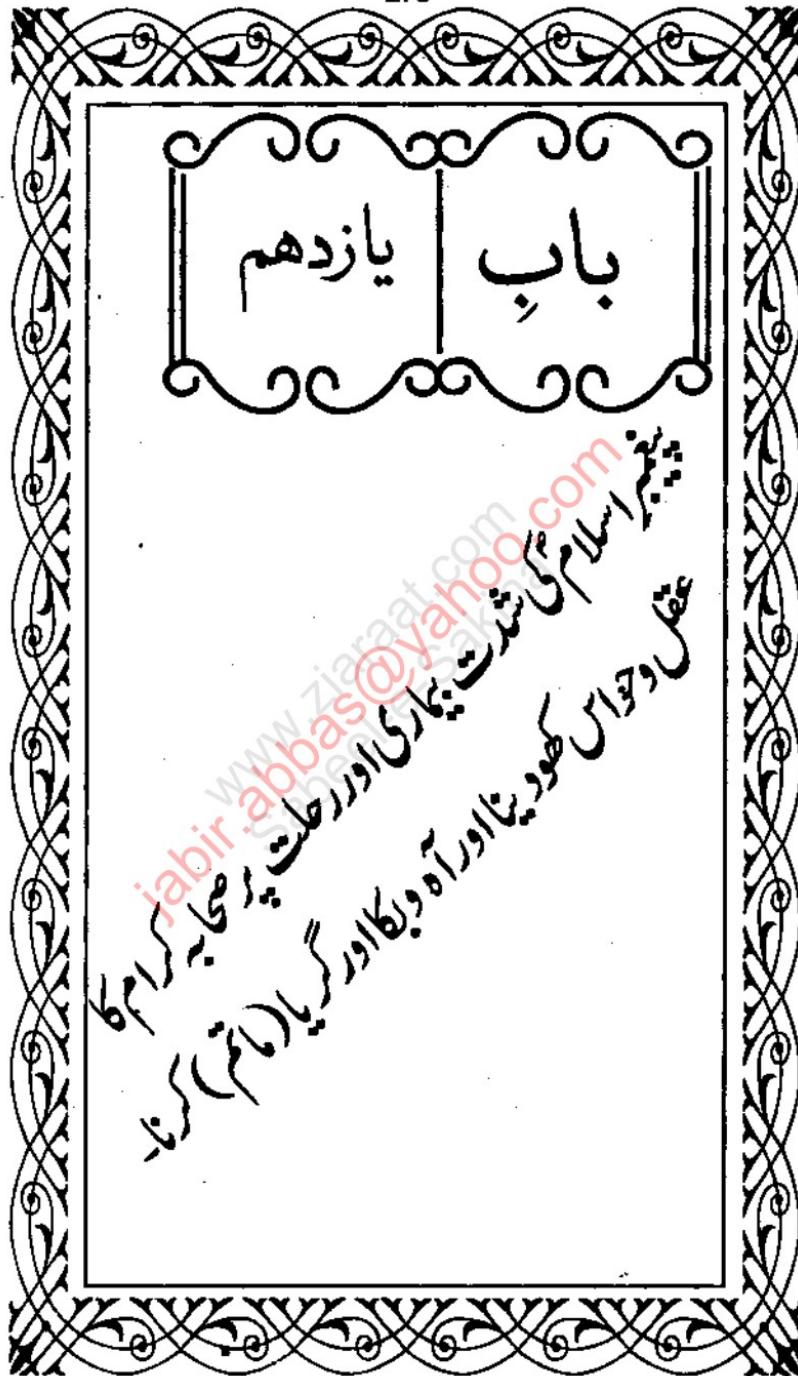
قال سمعت عائشة تقول : مات رسول الله
 صلى الله عليه وسلم بين سحري ونحرى
 وفي دولقي لم أظلم فيه أحداً فمن سفهني
 وحدثه سفي أن رسول الله صلى الله عليه
 وسلم قبض وهو في حجري ثم وضعت
 رأسه على وسادة وقمت ألتدم مع النساء
 وأضرب وجهي تعليق شعيب الأرناؤوط إسناده حسن
 من أجل ابن إسحاق ترجه كذاسيرت ابن كثير..

كتب حواله جات

- (١) كتاب سيرت ابن كثير صفحة: ٢٧٧، جلد: ٣، باب آغا مرض وفات رسالت ماب
 (تاريخ البدايه و النهايه) حافظ ابو الفداء ابن كثير باب وفات رسالت ماب
 صفحة: ٢٣٣، ٢٣٠، جلد: ٥.
- (٢) سيرت ابن بشام باب وفات النبي اكرم جلد: ٢، صفحة: ٢٥٣.
- (٣) تاريخ كامل باب وفات النبي اكرم جلد: ١، صفحة: ٣٥٧.
- (٤) تاريخ طبرى باب وفات النبي اكرم جلد: ٢، صفحة: ١١٥.
- (٥) تاريخ ابو الفداء باب وفات النبي كريم صفحة: ٢٣٢، جلد: ١.
- (٦) روض الانف باب وفات النبي جلد: ٣، صفحة: ٣٣٠.
- (٧) سيرت حلبيه باب وصال النبي كريم صفحة
- (٨) مدارج النبوت باب وصال النبي كريم مترجم صفحة: ٢٩، ٢٣٢، ٢٣٠ - جلد: ٢، مترجم ()
- (٩) طبقات ابن سعد باب وصال پاک النبي كريم جلد: ٢، صفحة: ٣٦٢.
- (١٠) مستند احمد بن حنبل (لفظ حضرت عائشة باقى مستند انصار حديث نمبر: ٢٢٣٩١،
 جلد: ٢، صفحة: ٢٦٣).

باب یازدهم

پیغمبر اسلام کی شہادت نے اسی اور رحلت پر جو یہ کام کرنا
بھل دیتا ہے کہوں تا اور آہ و بکار کیا (نام) کرنا



پاک نبی کریمؐ کو بیماری کی وجہ سے ضعف جسمانی اور لاغری پن کا یہ عالم ہو گیا
قاکہ آپ نماز کی ادائیگی سے بھی عاجز ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے آپ کی آخری نماز
پڑھانے میں تاخیر ہو گئی تو صحابہ کرام کو اس پر اتنی تشوش لاحق ہو گئی کہ آپ کی مزید زندگی
کے خواں سے مایوسی چھا گئی۔ پس صحابہ کرام کا ان محنت میں کیا عالم تھا اس کی تفصیل
صاحبہ مدارج نے جو بیان کی ہے۔
مدارج النبوت۔

”پاک نبی کریمؐ پر ایک ایسا وقت آیا کہ جسم میں لاغری کے بڑھ
جانے سے اٹھنے میں اور نماز بآجاعت پڑھانے میں مشکلات
پیدا ہونے لگی تو ایک مرتبہ جماعت کرانے میں تاخیر و اقدار ہوئی تو
صحابہ کرام میں مایوسی پیدا ہونے لگی۔ بے صبری میں بھی اضافہ
ہونے لگا تو بعض صحابہ اس کا اشارہ موت سمجھنے لگے، اس لیے وحی
کا منقطع ہونا زیارت سے محروم ہونے کا تلقن بڑھنے لگا تو ہر طرف
گریہ اور ماتم سماحول پیدا ہو گیا۔“

”دوسری جگہ تحریر کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بلاںؓ نے اذان
دیکر حضور اکرمؐ کے دروازے پر کھڑے ہو کر عرض کیا: السلام
علیک یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے، اس پر حضور
اکرم نے فرمایا: ابو بکر صدیقؓ سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز
پڑھانیں۔ اس کے بعد حضرت بلاںؓ اپنا سر پیشئے اور فریاد
کرتے ہوئے باہر آئے، چونکہ امید ٹوٹ پھی تھی اور کریمؑ
ہو گئی تھی۔ کہنے لگے کاش کہ میری ماں مجھے نہ جلتی اور اگر جناح تھا تو

مام اور اعلیٰ انبیاء ﷺ

اس دن دیکھنے سے پہلے مجھے موت آ جاتی اور میں رسول اللہ کو اس حالت میں نہ دیکھتا پھر حضرت بلالؓ مسجد میں آئے اور کہا: اے ابو بکرؓ! رسول اللہؐ حکم فرماتے ہیں کہ آگے بڑھیے اور لوگوں کو نماز پڑھائیے، پھر جب حضرت صدیقؓ نے دیکھا کہ مسجد شریف رسول اللہؐ سے خالی ہے چونکہ حضرت صدیقؓ بہت زیادہ رفق تکب تھے از حد عظیم ہوئے اور خود کو سنبھال نہ سکے اور منہ کے بل گر پڑے بے ہوش ہو گئے تمام صحابہ رونے لگے جب رسول اللہؐ کے گوش مبارک میں یہ آوازیں پہنچیں تو فرمایا: اے قاطرہ! یہ رونے اور فریاد کرنے کی کیسی آوازیں آ رہی ہیں؟ قاطرہ علیہ السلام نے عرض کیا: یہ آوازیں مسلمانوں کے رونے اور فریاد کرنے کی ہیں کہ وہ آپؐ کو مسجد میں نہیں دیکھتے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ اور عبداللہ بن عباسؓ کو بلا یا اور ان کا سہارا لے کر باہر تشریف لے گئے اور مسجد مبارک میں نماز پڑھائی۔“

پھر کے دن ابھی سورج اپنے شباب تک نہیں پہنچ پایا تھا کہ پاک نبی کریمؐ کی رحلت کی خبر معروف ہو گئی تھی، چونکہ گھر اور باہر کے علاوہ مسجد نبوی صحابہ کرام سے بھری ہوئی تھی آپؐ کی رحلت پر مدینہ میں صحابہ کرام پر کیا گذری اس کی تفصیل صاحب مدارج النبوت اس طرح عکس بندی کرتے ہیں۔

”ار بابید سیر بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام حضور اکرمؐ کے بعد سراسیہ اور پریشان ہو گئے۔ جیسے ان کی عقلیں سلب کر لی گئی ہوں۔ ان کے حواس متعطل ہو گئے بعض حضرات کی زبان بند ہو گئی۔ ان کے ہوش و حواس اور قوت گویائی جاتی رہی۔ حضرت عثمان بن عفانؓ بھی انہی لوگوں میں سے تھے چنانچہ مروی ہے

کہ ان کے پاس سے حضرت عمر گزرے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے ان کے سلام کو سنا بھی مگر سلام کا جواب نہ دے سکے۔ (الحدیث) بعض حضرات اپنی جگہ جیسے بیٹھے رہے۔ جنہیں کی طاقت بھی نہ رعنی چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا سبھی حال تھا، صحابہ میں سب سے زیادہ ثابت و اُمّجح حضرت ابو بکر تھے، حالانکہ وہ بھی آنسو بہار ہے تھے اور آہ و نالہ کر رہے تھے۔ اسی کیفیت سے حضرت ابو بکر صدیق کی شہادت پر استدلال کیا گیا ہے۔ بعض بیمار اور لا غرہو کو کر اور گھل گھل کر اس جہان سے رخصت ہو گئے۔ بعض دعا کرتے کہاے خدا! ہمیں انہا کرو کے کسی اور کو دیکھنے کی طاقت نہیں ہے۔“

محمد رسول اللہ

وروی أنَّ بَلَالًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ كَانَ يَؤْذَنُ بَعْدَ وَفَاتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَبْلَ دُفْنِهِ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ ارْتَجَ الْمَسْجِدَ بِالْبَكَاءِ وَالنَّحِيبِ.

”روایت بیان کی گئی ہے کہ جب پاک نبی کریمؐ روح اور قبضہ ہوا جبکہ دفن باقی تھا جناب بلالؓ نے اذان دینا چاہی اور کہا: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللَّهِ كَهَا تو پھر بھری مسجد میں بلاد آوازوں کے ساتھ شدید گری ہوا۔“

ختصر تاریخ دمشق

تاریخ البدایہ النہایہ و عن أم سلمة قالت: نحن نبکی علی رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فی بیوتنا، لم ننم ولم نسكن لرؤیته

على السرير، فسمعنا صوت الكرازين في ليلة الثلاثاء. قالت أم سلمة: فصحتنا فصاح أهل المسجد، فارتجمت المدينة صيحة واحدة، وأذن بلال بالفجر، فلما بلغ ذكر النبي صلى الله عليه وسلم يكفي فانتصب فزادنا حزناً، وعالج الناس الدخول إلى قبره. فغلق دونهم، فيا لها مصيبة، فما أصبت بعده بمصيبة إلا هانت على إذا ذكرت مصيبتنا به عليه السلام

"ام المؤمنین حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ ہم نے پاک نبی کریم پر اپنے گھروں میں آہ و بکاہ کیا اور جب آپ کو چارپائی پر رکھا تب سے نہ ہیں نیند آئی اور شسکون۔ جب آپ کو چارپائی پر پایا ہم نے بدھ کی رات ایک غائب سے آواز کرازین سے ناچھرام سلمہ "کہتی ہیں کہ ہماری چیخیں نکل گئیں اور جو بھی مسجد میں تھا وہ سب چیخیں مار کر رونے لگا۔ پس الی مدینہ نے ایک آواز کے ساتھ تھی خاری۔ جب حضرت بلال "کو منع کی آذان کی لیے کہا گیا اور جب وہ ذکر مصطفیٰ (اشهد ان محمد رسول اللہ) کہا: پس کیا تھا کہ آپ پر اور زیادہ غم اور گریہ ہو گیا۔ انسانوں کا ایک اثر دھام قبر کی جانب دوڑ پڑا جب کہ دروازہ بند تھا اور بلند آوازوں کے ساتھ پکارنے لگے کہ آج جو مصیبت ہم پر آ پڑی ہے وہ عظیم ہے یہ اس وقت ہوا جب آپ کا ذکر آذان میں ہوا تھا۔"

ختصر تاریخ دمشق صفحہ: ۳۰۳، جلد: ۱ باب کفن و دفن محمد

رسول اللہ: ۱، ۵۸۰

واجتمع حوله أصحابہ پیکون قال
القرطی وہذا اول دلیل علی کمال شجاعة
الصدیق رضی اللہ عنہ لأن الشجاعة هي
ثبوت القلب عند حلول المصائب ولا
مصيبة أعظم من موت رسول اللہ فظہرت
شجاعة الصدیق رضی اللہ عنہ

”آپ نبی کریم پر سب صحابہ کرام نے گریہ کیا۔ قرطی کہتا ہے کہ
یہ اول کمال کی دلیل شجاعت ابو بکر کی ہے کیونکہ ان کی دل میں
صحاب کے شہر جانے کا ثبوت ہے کہ پاک نبی کریم کی موت
سے کوئی دیگر بڑی مصیبت نہیں ہے اس سے صدیق کی شجاعت
ظاہر ہوتی ہے۔“

تاریخ البدایہ والنہایہ

فِيهِمْ بِالذِّي رَأَاهُمْ فَقَالَ يَا أَيُّهُمَا النَّاسُ أَيُّهَا
أَحَدُ النَّاسِ أَوْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَصَيبَ
بِمُصِيبَةٍ فَلَا يَعْزِزُ بِمُصِيبَتِهِ بِي عنِ الْمُصِيبَةِ
الَّتِي تُصِيبُهُ بِغَيْرِي فَإِنَّ أَحَدًا مِنْ أَمْتَى لَنْ
يُصَابُ بِمُصِيبَةٍ أَشَدُ عَلَيْهِ مِنْ مُصِيبَتِي

”جو لوگ وہاں موجود تھے ان سے پاک نبی کریم نے فرمایا:
اے لوگو! اگر کسی کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو اس کی میری مصیبت
کے ساتھ تسلی دو چونکہ میری امت کو میری مصیبت سے زیادہ کسی
طرح کی مصیبت ہرگز نہیں آئے گی۔“

الروض الانف

مَا حَدَّثَ لِلصَّحَابَةِ عَقِبَ وَفَاتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

”پاک نبی کریم کی وفات پر جو حالات و اتفاقات ظاہر ہوئے۔“
 وَمِنْ ذَلِكَ مَا رُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَغَيْرِهَا مِنْ الصَّحَابَةِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا مَاتَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَلَائِكَةُ دُهِشَ النَّاسُ وَظَاهَتْ عُقُولُهُمْ وَأَفْجَمُوا ، وَاخْتَلَطُوا ، فَمِنْهُمْ مَنْ خُبِيلَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَضْمَتَ وَمِنْهُمْ مَنْ أُفْعَدَ إِلَى أَرْضِ فَكَانَ عُمَرُ مِنْ خُبِيلَ وَجَعَلَ يَصْبِحُ وَيَخْلُفُ مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مِنْ أَخْرَسِ عُثْمَانَ بْنَ عَفَانَ حَتَّى جَعَلَ يُذْهَبُ بِهِ وَيَجْهَمُ وَلَا يَسْتَطِيعُ كَلَامًا ، وَكَانَ مِنْ أَفْعَدَ عَلَى ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَلَمْ يَسْتَطِعْ حَرَاكًا ، وَأَمَّا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي قَتَّادَةَ ، فَأَضْنَى حَتَّى مَاتَ كَمَدًا ، وَبَلَغَ الْخُبُرُ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَهُوَ بِالسُّنْنَ فَجَاءَ وَعَيْنَاهُ نَهْمَلَانَ وَرَقَرَاثُهُ تَرَدَّدَ فِي صَدْرِهِ وَغُصَصُهُ تَرْتَقَعُ كَقِطْعَ الْخِرَةِ وَهُوَ فِي ذَلِكَ رِضْوَانُ اللَّهِ عَلَيْهِ جَلَّ الْعَقْلِ وَالْمَقَالَةِ حَتَّى دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَبَ عَلَيْهِ وَكَشَفَ وَجْهَهُ وَمَسَحَهُ

ام اہل انجام انبیاء

وَقَبِيلَ جَيْنَهُ وَجَعَلَ يَينِي ، وَيَقُولُ يَا يَيِّي أَنْتَ
وَأَنْتِ طِبْتَ حَيَا وَمِيتَا ، وَانْقَطَعَ لِمَوْتِكَ مَا
لَمْ يَنْقَطِعْ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ مِنَ التَّمُوَّةِ
فَعَظِمْتَ عَنِ الصَّفَةِ وَجَلَّتْ عَنِ الْبَكَاءِ .

”ارباب سیر بیان کرتے ہیں: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب پاک نبی کریمؐ کی رحلت ہوئی ملائکہ لوگوں کی جانب حیران تھے کہ صحابہ کرام حضور اکرمؐ کے بعد سراسیہ اور پریشان ہو گئے۔ جیسے ان کی عقلیں سلب کر لی گئی ہوں۔ ان کے خواص معطل ہو گئے۔ بعض حضرات کی زبان بند ہو گئی۔ ان کے ہوش و خواص اور قوت گویاں جاتی رہی۔ حضرت عمرؓ ان لوگوں میں تھے جو بد خواص ہو کر چینیں مار کر آپؐ کی موت کا انکار کر رہے تھے حضرت عثمان بن عفانؓ بھی انہی لوگوں میں سے تھے جن کے قوت گوئی نے ساتھ چھوڑ دیا تھا اور کلام کرنے سے عاری تھے۔ بعض حضرات اپنی جگہ جسے بیٹھے رہے۔ جنہیں کی طاقت بھی نہ رہی چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا یہی حال تھا۔ عبد اللہ بن انسؓ کی آنکھوں سے آنسو دریا کی طرح بہانے سے دل نوٹ چکا تھا۔

جب ابو بکرؓ کو آپؐ نبی کریمؐ کی رحلت کی خبر پہنچی اس وقت آپؐ مقام سُخ میں تھے۔ آپ رو تے ہوئے آئے۔ ان کے سینہ میں آتشیش تھی اور دل میں بد مرگی پیدا ہو چکی تھی۔ عقل پر پردہ پڑ چکا تھا اور کلام کرنے کی استعداد نہیں تھی۔ یہاں تک کہ آپ پاک نبی کریمؐ کے جسد خاکی تک گئے اور ان پر جھک گئے اور منہ سے چادر کو ہٹایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور گریہ کیا اور کہا:

نامہ الرسالج النبی ﷺ

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ زندگی اور موت
میں پاک ہیں۔ موت سے وہ جیز مقطوع ہو گئی جو کہ آپ سے قبل
انیاء سے بھی جدا نہیں تھی۔ وہ دوستی آپ کے مقابلہ بلند ہیں
اور آپ پر گریہ عظیم ہے۔

حوالہ جات

- (۱) مدارج النبوت مولانا عبدالحق حدث دہلوی جلد: ۲، صفحہ: ۶۳۵، ۱۵۷ باب
وفات النبی ﷺ
- (۲) الروض الانف جلد: ۲، صفحہ: ۳۲۳
- (۳) محمد رسول اللہ حفظہ اللہ علیہ جلد: ۱، ۵۸۰
- (۴) مختصر تاریخ دمشق صفحہ: ۳۰۳، جلد: ۱، باب کفن و دفن حد رسول
اللہ: ۱، ۵۸۰
- (۵) تاریخ البدایہ والنهایہ باب منی واقعہ دفته علیہ السلام جلد: ۵، صفحہ:
۲۶۱، ۲۶۰

سیدہ فاطمہ زہرا کا باب پر ماتحت

اور

آہ و بکارنا، مرثیہ پڑھنا

مدارج النبوت

”حضور اکرمؐ کے دفن سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام خاک حضرت وندامت اپنے وقت و حال کے سر پر ڈالنے لگے اور اپنے محبوب دو جہان کے آتش فراق میں جلنے لگے اور گریہ وزاری کرنے لگے، خصوصاً حضرت سیدہ فاطمہ زہراؓ اور جو سب سے زیادہ صمیبت زدہ، یہیں تراورزاں تھیں۔ سیدنا امام حسن و حسن علیہما السلام کے چہروں کی طرف دیکھتی اور اپنی شیخی اور ان فرزندوں کی نامزادی پر روتی تھیں۔ دوسرے گوشہ میں سیدہ عائشہ صدیقہؓ اس مجرہ میں جس میں سرورِ کائنات سے علیہ التحیۃ و العسلیمات نے وفات پائی مصروف آہ دبکا تھیں۔ یہ گھر بیت الحزن والفرقان بنائے خانما شدہ رات دون آہ و بکا کی آوازیں بلند ہوتی تھیں۔ اہل بیت اطہار اور صحابہ کبار میں سے ہر ایک حضور اکرمؐ کے حزن و ملال میں منظم کر کے اشعار پڑھ رہا تھا۔ ان میں سے سب سے پہلے سیدہ فاطمہ زہراؓ تھیں جو بعد از دفن قبر شریف کی زیارت کو گئیں اور اس جگہ کی میت اٹھا کر غمزدہ آنکھوں پر رکھا اور روتے ہوئے یہ شعر منظوم فرمایا۔“

ماذًا اعلیٰ شم تربت احمد
ان لاشم مدعی الزمان غوالیا

صبت على مصائب لوانها
صبت على الايام صرن لیا لیا.

”جو کوئی شخص پاک نبی کریم کی تربت سوگھے اس پر کیا لازم
ہے؟ یہ کہ پھر عمر بھر کوئی کوئی خوشبو نہ سوگھے۔“

”مجھ پر ایسی مصیبتوں آپڑی ہیں کہ اگر دنوں پر پڑتیں تو وہ
راتیں بن جاتے۔“

طبقات ابن سعد، تاریخ البدایہ والنهایہ، المستدرک للحاکم،
السیرۃ النبویۃ تألیف الدكتور: علی محمد محمد الصلاوی،
ذکر الحزن علی رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم و من ندبہ و بیکی علیہ پاک نبی پر
حزن اور ندبہ۔

أخبارنا سليمان بن حرب، أخبرنا حماد بن زيد عن ثابت عن أنس قال: لما ثقل النبي،
صلی اللہ علیہ وسلم، جعل يتعشاہ الكرب
فقالت فاطمة: وَا كَرْبَ أُبْتَاه! فقال لها
النبي، صلی اللہ علیہ وسلم: ليس على
أبيك كرب بعد اليوم! فلما مات رسول
الله، صلی اللہ علیہ وسلم، قالت فاطمة: يا
أبْتَاه! أجاب ربا دعاء، يا أبْتَاه! جنة
الفردوس مأواه، يا أبْتَاه! إلى جبريل ننعماء، يا

أَبْتَاهَا مِنْ رَبِّهِ مَا أَدْنَاهَا! قَالَ: فَلِمَا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ: يَا أَنْسَ أَطَابَتْ أَنْفُسَكُمْ أَنْ تَحْشُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، التَّرَابَ؟

”حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ جب آپ نبی کا وقت رحلت قریب آیا تب آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ زہراء نے کہا: پیارے بابا جان! آہ کیا مصیبت ہے آپ پر۔ تب پاک نبی کریم نے جو بابا فرمایا آج کے بعد آپ کے والد کو کوئی تکلیف نہیں ہو گئی۔ حضرت انس سے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نبی کریم ﷺ کی رحلت ہوئی تھی اس وقت جناب سیدہ فاطمہ زہراء نے اپنے والد پر جو مرثیہ کہا تھا وہ یہ ہے:

آہ پیارے بابا آپ نے پروردگار کی دعوت قبول کر لی۔ ①

آہ پیارے بابا آپ نے جنت الفروض کو مکاپنا تباہیا۔ ②

آہ پیارے بابا! ہم جبرائیل کو آپ کی وفات کی خبر سناتے ہیں۔ ③

آہ پیارے بابا! اپنے پروردگار سے کس قدر قریب ہو گئے آپ والد کے پاس حاضر ہے لیکن اس کو حضرت فاطمہ زہراء نے انس بن مالک سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے انس! کیا تم نے یہ طیب خاطر قبول کر لیا کہ رسول اللہ پر میتی ذال الو۔؟“ ④

رسولِ رحمت حضرت فاطمہ کا حزن

تمام اقرباء و صحابہ کی حالت ناقابلی بیان تھی، لیکن حضرت فاطمہ علیہ السلام کے حزن و اندوہ کا معاملہ سب سے الگ تھا۔ آپ کی زبان مبارک پر یہ دلہوز کلمات جاری تھے: آہ پیارے بابا آپ نے پروردگار کی دعوت قبول کر لی۔ ①

ہم اور مطلع النبی ﷺ

آہ پیارے باپ آپ نے جنت الفردوس کو مکا نا بنا لیا۔ ①
 آہ پیارے باپ ہم جبرائیل کو آپ کی وفات کی خبر سناتے ہیں۔ ②
 آہ پیارے باپ اپنے پروردگار سے کس قدر قریب ہو گئے۔ ③

جب رسول اللہ گو فتن کیا جا چکا تو حضرت فاطمہؓ نے حضرت انسؓ بن مالک سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے انس! کیا تم نے بے طیب خاطر قبول کر لیا کہ رسول اللہؐ پر مٹی ڈالو؟ ابو جعفرؑ سے مردی ہے کہ رسول اللہؓ وفات کے بعد کسی نے حضرت فاطمہؓ کو پہنچنے نہ دیکھا سوائے اس کے دو، من مبارک کا کنارہ کسی تدرکار کھا گیا ہو۔ وہ شعر بھی حضرت فاطمہؓ زہراؓ سے منسوب ہیں:

ماذًا علی شم تربت احمد
 ان لاشم مدی الزمان غوالیا
 ”جو کوئی شخص پاک نبی کرمہؐ کی تربت سوچ لے اس پر کیا لازم
 ہے، یہ کہ پھر عمر بھر کوئی خوشبو نہ سوچ گھے۔“

صبت علی مصائب لو انها
 صبت علی الايام صرن لیا لیا
 ”مجھ پر اسکی مصائب آپزی ہیں کہ اگر دنوں پر پوتیں تو وہ
 راتیں بن جائے۔“

طبقات الکبریٰ ابن سعد، سنن النسائی
 ذکر الحزن علی رسول الله، صلی الله
 علیہ وسلم و من ندبہ و بیکی علیہ
 اخبرنا سلیمان بن حرب، اخبرنا حماد بن
 زید عن ثابت عن انس قال: لما ثقل النبي،
 صلی الله علیہ وسلم، جعل يتغشاہ الکرب
 فقالت فاطمة: وَا كَرْبَ أَبْتَاهُ فَقَالَ هَا

أئمۃ الرفع الخیل

النبي، صلی اللہ علیہ وسلم: لیس علی
أبیک کرب بعد الیوم! فلما مات رسول
الله، صلی اللہ علیہ وسلم، قالت فاطمة: يا
أبیاه! أجباب ربا دعا، يا أبیاه! جنة
الفردوس مأواه، يا أبیاه! إلى جبریل ننعا، يا
أبیاه! من ربہ ما أدناه! قال: فلما دفن قالت
فاطمة: يا أنس أطابت أنفسکم أن تختروا
علی رسول الله، صلی اللہ علیہ وسلم،
التراب؟

- ① "آہ پیارے بابا! آپ نے پروردگار کی دعوت قبول کر لی۔
- ② آہ پیارے بابا! آپ نے جنت الفردوس کو شکانا بنا لیا۔
- ③ آہ پیارے بابا! ہم جبراں کو آپ کی وفات کی خبر سناتے ہیں۔
- ④ آہ پیارے بابا! اپنے پروردگار سے کس قدر قریب ہو گئے۔
- جب رسول اللہ گوفن کیا جا چکا تو قاطر نے حضرت انس بن مالک سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے انس! کیا تم نے بے طیب
خاطر قبول کر لیا کہ رسول اللہ پر مٹی ڈالو؟"

تاریخ ابن کثیر البدایہ والہایہ

وقال الامام احمد حدثنا یزید ثنا حماد بن
ریزد ثنا ثابت البناي قال انس فلما دفن
النبي صلی اللہ علیہ وسلم قالت فاطمة يا
انس أطابت أنفسکم أن دفنتم رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم في التراب ورجعتم
وھکذا روای ابن ماجہ مختصرًا من حدیث

اہم و مرجوح ائمہ

حمد بن زید بہ وعنه قال حماد فکان ثابت
اذا حدث بهذا الحديث بسکی حق
تختلف اضلاعه وهذا لا یعد نیاحة بل هو
من باب ذکر فضائله الحق عليه أفضـل
الصلاه والسلام صفحه (۲۷۳) جلد (۵)

”حمد بن زید نے جناب ثابت سے بیان کیا ہے حضرت انسؓ
کہتے ہیں: جب پاک نبی کریمؐ کو دفن کیا گیا تب حضرت قاطر
زہراءؓ نے انس بن مالک سے مخاطب ہو کر فرمایا اے انسؓ! کیا
تم نے یہ طیب خاطر قبول کر لیا کہ رسول اللہ پر مٹی ڈالو۔“

حمد کہتے ہیں: جناب ثابت سیدہ زہراءؓ کے نوحہ کی نبی کریمؐ بیان کرتے تھے تو
روتے تھے اور اس طرح رو تے تھے کہ ان کی پسلیاں ہی تھیں۔ انہیں کثیر کہتے ہیں: جس
طرح سیدہ زہراءؓ نے نبی کریمؐ کی نوحہ خوانی کی یہ نوحہ منوع نہیں ہے، بلکہ یہ فضائل حمدؐ کا
ذکر ہے۔ (جو پاک نبی پر بیان ہوا تھا)۔

سنن ابن ماجہ وحدّثنا ثابتٌ عنْ أَنَسِ الْأَنْصَارِيِّ
فاطمَةَ قَالَتْ حِينَ قُبِضَ رَسُولُ اللَّهِ مُصْلِيَ اللَّهِ
عَلَيْهِ وَسَلَمَ وَأَبْتَاهُ إِلَى جَهَنَّمَ أَنْعَاهُ وَ
أَبْتَاهُ مِنْ رَبِّهِ مَا أَذْنَاهُ وَأَبْتَاهُ جَنَّةَ الْفِرْدَوْسِ
مَأْوَاهُ وَأَبْتَاهُ أَجَابَ رَبِّا دَعَاهُ. قَالَ حَمَادٌ
فَرَأَيْتَ ثابتًا حِينَ حَدَثَ بِهَذَا الْحَدِيثِ
بِسْكَى حَقَّ رَأَيْتَ أَضْلَاعَهُ تَخْتَلِيفً. (۴۰۰) (۵)

”حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ نبی کریمؐ کی
رحلت ہوئی تھی اس وقت جناب سیدہ قاطر زہراءؓ نے اپنے والد
پر جو مرشیہ کہا تھا وہ یہ ہے:

- ۱ آہ پیارے باب! آپ نے پروردگار کی دعوت قبول کر لی۔
 ۲ آہ پیارے باب! آپ نے جنت الفردوس کو شکا بنا لیا۔
 ۳ آہ پیارے باب! ہم جبراٹل کو آپ کی وفات کی خبر سناتے
 ہیں۔
 ۴ آہ پیارے باب اپنے پروردگار سے کس قدر قریب ہو گئے۔
 ۵ حادثتے ہیں: میں نے ثابت کو دیکھا جب یہ حدیث بیان
 کرتے ہیں آپ کی پسلیاں ہلتی تھیں۔

(حوالہ جات)

- (۱) مدارج النبوت باب سوم غسل تجهیز و تکفین اور نہاز۔ جلد: ۵، صفحہ: ۷۵۳۔
- (۲) طبقات این سعد صفحہ: ۲۱۱، جلد: ۸۔
- (۳) تاریخ البدایہ والہایہ بباب رحلت پاک نبی کریم تجهیز و تکفین سما اصحاب
السلمین من للصیبة بوفاته صلی اللہ علیہ وسلم جلد: ۵، صفحہ: ۲۷۳۔
- (۴) رسول رحمت مولانا ابوالکلام آزاد باب تجهیز و تکفین اور تدفین۔
صفحہ: ۲۵۸۔
- (۵) مشکواۃ شریف مترجم بباب رحلت پیغمبر السلام جلد: ۳، صفحہ: ۲۰۱۔
- (۶) بخاری بباب للغازی آغاز مرض صفحہ: ۵۸۸۔ پارا: ۱۸، جلد: ۵۔
- (۷) تاریخ کامل بباب آغاز مرض جلد: ۱، صفحہ: ۳۵۷۔
- (۸) السیرۃ السیرۃ تالیف علی محمد محمد الصلاہی صفحہ: ۲۸۵، جلد: ۲ باب وفات۔
- (۹) طبقات الکبری این سعد جلد: ۲، صفحہ: ۳۱۱۔
- (۱۰) سنن النسائی کتاب الجنائزہ باب: ۱۳، باب فی البکاؤ علی للقیٰ صفحہ: ۳۲۰۔
جلد: ۶۔
- (۱۱) المستدرک للحاکم کتاب الجنائزہ: ۳۔ ۳۳۷۔
- (۱۲) السیرۃ النبویۃ تالیف الدكتور علی محمد محمد الصلاہی صفحہ: ۲۸۱، جلد: ۱۔

حسینؑ کریم کا نانا پر گریہ کرنا

مدارج النبوت

”پاک نبی کریمؐ نے سیدہ قاطرہ زہراءؓ سے فرمایا: اپنے بچوں کو لاو۔ وہ امام حسن اور امام حسین علیہم التحیۃ والرضوان کو حضور اکرمؐ کے سامنے لائے۔ جب ان صاحبو ادگان نے سب کو اس میں حال میں دیکھا تو رونے لگے۔ اور اتنی گریہ وزاری کی کہ ان کے گریہ سے گھر کا ہر فرد رونے لگا۔ حضور اکرمؐ نے ان کو بوسہ دیا اور ان کی تظمیم و توقیر اور ان کے محبت کے بارے میں صحابہ کرام اور تمام امت کو میست فرمائی۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ وہ دونوں حضور اکرمؐ کے آخوش مبارک میں رور ہے تھے جب ان کے رونے کی آواز حضور اکرمؐ کے گوش مبارک میں پہنچی تو حضور اکرمؐ بھی رونے لگے ام سلمہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ تو گزشتہ و آئندہ ہر حال میں منظور ہیں۔ گریہ فرمانے کی وجہ کیا ہے؟ حضور اکرمؐ نے فرمایا: میرا رونا امت پر رحمت و شفقت کے لیے ہے“

مدارج النبوت باب رحلت پیغمبر السلام صفحہ: ۳۰، جلد: ۲
”سیدہ قاطرہ زہراءؓ کا بیت الحزن اور مقابر حضرت حمزہؓ اور پہاڑِ احمد کے دامن میں۔“

پاک نبی کریم کی رحلت پر اگر کسی کو شدید صدمہ پہنچا اور آنکھوں میں نہ تھنے والے آنسو تھے اور اندر سے دل ٹوٹ چکا تھا۔ مصائب دنیا نے آپ کے گھر کو آجائگا ہنا

امام اور تعلق انجی

لیا تھا۔ راحت و سکون مٹ چکا تھا۔ وہ پاک نبی کریمؐ کی لخت جگر سیدہ فاطمہ زہراء سلام اللہ علیہا تھی۔ آپ کی حزن اور بکاء کا یہ عالم تھا کہ شہر مدینہ کا وہ محلہ جہاں ہائی آباد تھے وہاں سکون نہ رہا۔ آپ سیدہ نے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے جو گریہ کرتا ہے اور باپ کے فضائل کے لیے مرثیہ پڑھنا ہے اس کے لیے مناسب جگہ دامنِ أحد ہے۔ آپ روزمرہ اور بعض روایات کے مطابق ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ وہاں جاتی اور دن پھر قیام کرتی اور خوب گریہ کرتی اور اس سے دل میں سکون لاتی اور شام کے وقت حسینؑ کریمین یا جناب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ تشریف لے جاتے اور اپنے ہمراہ لے آتے۔ اس طرح یہ سلسہ تاریخیات رہا۔ معروف روایات کے مطابق آپ سیدہ چھ ماہ تک زندہ رہی تھیں۔

المستدرک حاکم عن علی بن الحسین ،
عن أبيه ، أن فاطمة بنت النبي صلی الله
علیہ وسلم ، كانت تزور قبر عمها حمزة
كل جمعة فتصلي وتبكي عنده هذا
الحديث رواته عن آخرهم ثقات

”حضرت علی بن الحسینؑ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ زہراءؓ (جده) جناب حمزہؓ (دادا) کا ہر جمعہ کے روز ان کے قبر کی زیارت فرماتی تھیں اور وہاں نماز پڑھتی اور گریہ کرتی تھیں۔“

مدارج النبوت

”امام غزالی نے بقیع کی زیارت میں اس مسجد کا ذکر کیا ہے اور اس میں نماز پڑھنے کی وصیت کی ہے۔ بعض اور حضرات نے بھی اس مسجد شریف کا ذکر کیا ہے اور کہتے ہیں کہ وہ بیت الحزن کے نام سے معروف ہے۔ کیوں کے فاطمہ زہراء سلام علیہا رسول مقبولؓ کے غم و جدایی کی مصیبت کے زمانے میں لوگوں کی محبت

امام اور اعلیٰ ائمہؑ سے پریشان ہو کر تھائی اختیار کر کے اس جگہ قیام پذیر ہو گئی تھیں۔“

وسائل الشیعہ۔ (مکتب ابل بیت)

وفي (الخصال): عن محمد بن الحسن ، عن الصفار، عن العباس بن معروف ، عن محمد بن سهل البحرياني، يرفعه إلى أبي عبدالله (عليه السلام) قال البكاؤون خمسة: آدم، ويعقوب، ويوسف، وفاطمة بنت محمد (صلى الله عليه وآله)، وعلي بن الحسين (عليه السلام) ، فأما آدم فبكى على الجنة حتى صار في خديه أمثل الأودية، وأما يعقوب فبكى على يوسف حتى ذهب بصره، وحتى قيل له: (تالله تفتؤ تذكر يوسف حتى تكون حرجاً أو تكون من الهالكين)، وأما يوسف فبكى على يعقوب حتى تأذى به أهل السجن فقالوا: إما أن تبكي الليل وتسكت بالنهار، وأما أن تبكي النهار وتسكت بالليل، فصالحهم على واحد منها .

وأما فاطمة (عليها السلام) فبكىت على رسول الله (صلى الله عليه وآله) حتى تأذى بها أهل المدينة ، فقالوا لها: قد آذينا بكثرة بكائك، وكانت تخرج إلى المقابر

مقابر الشهداء فتبكي حق تقضي حاجتها
 ثم تصرف، وأما علي بن الحسين (عليه السلام) فبكي على الحسين (عليه السلام)
 عشرين سنة أو أربعين سنة، ما وضع بين يديه طعام إلا بكى حق قال له مولى له
 مترجم جلد(۲) صفحه: ۳۱۶ باب: باب حوار البكاء على الميت وال المصيبة،
 واستحبابه عند زيادة الحزن
 ”محمد بن كعب بحرفي مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق عليه السلام
 سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: دنیا میں بہت رونے والے پانچ
 افراد گزرے ہیں:

حضرت آدم ① حضرت یعقوب ②
 حضرت یوسف ③ حضرت فاطمہ زہرا ④
 امام زین العابدین علیہم السلام ⑤
 حضرت آدم جنت اور حدا کی جدائی پر اس قدر روئے کہ
 رخساروں پر وادی کی طرح گزھے پڑ گئے۔ حضرت یعقوب
 فراقی یوسف میں اس قدر روئے کہ بیٹائی جاتی رہی بیہاں تک کہ
 ان سے کہا گیا بخدا اس وقت تک برابر ووتے رہیں گے جب تک
 ہلاک یا موت واقع ہو جائے گی۔ جانب یوسف اپنے باپ اور
 ماں کے غم میں اتنا روئے کہ تمام قیدی ٹھک آگئے اور ان سے کہا
 گیا تھا کہ رات یادن کو ایک وقت روئیں بالآخر آپ نے ایک
 وقت روئے پر اتفاق کر لیا۔

سیدہ فاطمہ زہراء اپنے باپ حضرت رسول خدا کی جدائی پر اس

قد رہو گیں کہ اہل مدینہ علیک آگئے اور صاف صاف کہہ دیا کہ
آپ نے رو رو کر ہمیں اذیت دی ہے۔ اس پر آپ قبرستان
شہدائے احمد یا (جنت المقع بمقام بیت الحزن) تشریف لے
جاتیں اور وہاں دل کھول کر روتیں اور پھر واپس آ جاتیں۔“

حوالہ جات

- (۱) المستدرک حاکم باب الجنائز صفحہ: ۳۲۳ جلد: ۳
- (۲) مدارج النبوت باب سیده فاطمہ زینہ بنت رسول اللہ کی وفات جلد: ۲، صفحہ: ۹۱۔ وسائل الشیعہ مترجم۔ جلد: ۲، صفحہ: ۳۱۲، باب: ۸۷، باب جواز البکاء علی الیت ولطییۃ واستحبابه عند زیادۃ الحزن۔

رسول خدا کی رحلت امت پر عظیم مصیبت تھی (آپ نے ماتم داری اور تعزیت کا طریقہ بیان فرمایا)

ماتم کی کیفیت اور مصیبت کا جنم تو مرنے والے کی شخصیت پر ہے لیکن پاک نبی کریم نے اس غم اور الٰم کے موقع پر اس کی حیثیت اور حقیقت سے بھی آگاہ فرمایا اور اس مقام سے قانون کی وضاحت کی اور فرمایا کیا: امت پر مجھ سے زیادہ کوئی اور مصیبت زدہ نہیں یہ وہ الفاظ تھے جو آپ نے غزوۃ احد اور حضرت حمزہؑ کی لاش مبارک کو دیکھ کر بیان فرمائے تھے اور دوسری مرتبہ آپ مرض کی بنا پر حالت بستر اور آرام میں تھے تو امت کو مصیبت اور تسلی کا طریقہ بیان فرمایا: اگر کوئی عظیم غم زدہ ہے تو اسے چاہیے کہ وہ میری مصیبت کو یاد کر کے تسلی کر لے چونکہ میری موت امت پر ایک عظیم حادثہ اور سانحہ ہو گا اس سے امت ہرنگت جدید سے محروم ہو جائے گی اس لیے کہا جاتا ہے کہ امت پر یہ لازم ہے کہ اگر اسے کسی بڑے حادث سے گزرتا پڑے تو کربلا کے شہداء کو یاد کر کے تسلی کرے۔ آخر پاک نبیؐ کی اولاد پر بھی عظیم سانحہ گذر ا رہے۔ اس واقعہ کو صاحب مدارج النبوت نے یوں نقل کیا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے حضور گوقطینہ (بڑی چادر) میں لپٹا ہوا پایا۔ میں نے قطیفہ کے اوپر سے بخار کی گری محسوس کرتا تھا اور مجھے برداشت نہ تھی کہ میں حضور اکرمؐ کے بدن اقدس پر ہاتھ رکھوں۔ میں نے اس شدت پر تجھ کیا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا: کسی

کی مصیبت و اذیت انہیا علیہم السلام کی مصیبت و اذیت سے زیادہ سخت و شدید نہیں ہے۔ بلاشبہ جس طرح ان کی مصیبتوں دو گنی ہیں اس طرح ان کا اجر بھی دو گناہ ہے۔ اس طرح بہت سی کتب نے یہ جملے حدیث کے لفظ کیے ہیں۔ سن ہم ماجہ کہتے ہیں: آپ نے لوگوں کو مخاطب ہو کر فرمایا: اے مومنین! اگر کسی کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو اس کو میری مصیبت یاد کر کے تسلی کر لیتی چاہیے چونکہ اس کائنات میں امت پر میری مصیبت سے بڑھ کر کوئی اور مصیبت نہیں ہے۔

كتب متن

سنن ابن ماجہ: ۲، رحمة للعلالين: ۳، تاريخ البدايه والنهائيه: ۳،
كتنز العمال

حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عَمْرُو بْنُ السُّكَنِيِّ
حَدَّثَنَا أَبُو هَمَّامَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْيَنَةَ
حَدَّثَنَا مُضْعِفٌ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَحَتَ رَسُولُ
اللَّهِ الْمُهَصِّلُ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَابًا يَبْيَثُهُ وَبَيْنَ
النَّاسِ أَوْ كَشَفَ سِرِّاً فَإِذَا النَّاسُ يُصَلُّونَ
وَرَأَءَ أَبِي بَحْرٍ قَعْدَةَ اللَّهِ عَلَى مَا رَأَى مِنْ
خُسْنٍ حَالِهِمْ رَجَاءً أَنْ يَخْلُقَهُ اللَّهُ فِيهِمْ
إِلَّا الَّذِي رَآهُمْ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَيُّمَا أَحَدٌ
مِنَ النَّاسِ أَوْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أُصِيبُ بِمُصِيبَةٍ
فَلَيَتَعَزَّزَ بِمُصِيبَتِهِ يِنْ عَنِ الْمُصِيبَةِ الَّتِي
تُصِيبُهُ بِغَيْرِي فَإِنَّ أَحَدًا مِنْ أَمْقِ لَنْ
يُصَابَ بِمُصِيبَةٍ بَعْدِ أَشَدَ عَلَيْهِ مِنْ

مُصيَبَتِي.

”حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہے کہ پاک نبی کریمؐ نے مسجد کی جانب سے کھوکی کو کھولا یا پر وہ بٹایا تو لوگ میرے والد کی امامت میں نماز ادا کر رہے تھے۔ لوگوں نے آپ کو اچھی حالت میں دیکھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔ اس وقت آپ نے لوگوں کو مقاطب ہو کر فرمایا: اے مومنین! اگر کسی کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو اس کو میری مصیبت یاد کر کے تسلی کر لئی چاہیے، چونکہ اس کا ثنا نات میں است پر میری مصیبت سے بڑھ کر کوئی اور مصیبت نہیں ہے۔“

مدارج النبوت

”حضرت ابی سعید الخدریؓ سے مقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے حضور ﷺ کو قطیعہ میں لپٹا ہوا پایا۔ میں قطیعہ کے اوپر سے بخار کی گرمی محسوس کرتا تھا اور مجھے برداشت نہ کر میں حضور اکرمؐ کے بدن القدس پر ہاتھ رکھوں۔ میں نے اس شدت پر تجب کیا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا: کسی کی مصیبت واذیت انہیاً علیہم السلام کی مصیبت واذیت سے زیادہ خست و شدید نہیں ہے۔ بلاشبہ جس طرح ان کی مصیبتوں دو گنی ہیں، اس طرح ان کا اجر بھی دو گناہ ہے۔“

طبقات ابن سعد الکبری

عن أبي سعيد الخدري قال: جئنا النبي،
صلى الله عليه وسلم، فإذا عليه صالب من
الحى ما تكاد تقر يد أحدنا عليه من
شدة الحى، فجعلنا نسبح فقال لنا رسول

أَمْ إِذْ تَلْعَجُ أَنْبِيَاءَ

الله، صلى الله عليه وسلم: ليس أحد أشد بلاء من الأنبياء، كما يشتد علينا البلاء كذلك يضاعف لنا الأجر، إن كان النبي من أنبياء الله ليس له سلطان عليه القمل حتى يقتله، وإن كان النبي من أنبياء الله ليعرى ما يجد شيئاً يواري عورته إلا العباءة يدرعها.

أخبرنا خالد بن خداش، أخبرنا عبد الله بن وهب عن هشام بن سعد عن يزيد بن أسلم عن عطاء بن يسار: أن أبا سعيد الخدري دخل على رسول الله، صلى الله عليه وسلم، وهو موعوك عليه قطيفة فوضع يده عليه فوجد حرارتها فوق القطيفة فقال: ما أشد حماها فقال: إنا كذلك يشدد علينا البلاء ويضاعف لنا الأجر! قال: من أشد الناس بلاء؟ قال: الأنبياء

ترجمہ مشھوری مدارج نبوت نے بیان کیا ہے۔

رحمة للعالمين

المبحث الحادي والثلاثون: مصيبة المسلمين بموته صلى الله عليه وسلم رحمة للعالمين

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الدكتور سعيد بن علي بن وهف القحطاني

محث نبر (۳۱) پاک نبی کریم کی رحلت پر امت پر مصیبت
 من المعلوم یقیناً أَنْ حُبَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُبَّةٌ كَامِلَةٌ مِّنْ أَعْظَمِ دَرَجَاتِ
 الْإِيمَانِ الصَّادِقِ؛ وَهَذَا قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىْ أَكُونَ
 أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَلَدِهِ، وَوَالدِّهِ، وَالنَّاسِ
 أَجْمَعِينَ . فَإِذَا فَقَدَ الْإِنْسَانُ أَهْلَهُ، أَوْ وَالَّدَهُ،
 أَوْ وَلَدَهُ، لَا شَكَ أَنْ هَذِهِ مَصِيبَةٌ عَظِيمَةٌ مِّنْ
 مَصَابِ الدُّنْيَا، فَكِيفَ إِذَا فَقَدُهُمْ كُلُّهُمْ
 جِيعاً فِي وَقْتٍ وَاحِدٍ؟

پاک نبی کریم کی محبت ہی سے بلند درجات کا سچا ایمان ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا
 تھا کہ کسی شخص کے ایمان اور محبت کی تکمیل اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک وہ مجھے
 اپنے باب، بیٹی اور دنیا بھر کے لوگوں سے محبوب ہر نہ جانتا ہو۔
 اس میں کوئی تکمیل کی تھیں نہیں کہ دنیا کے تمام مصائب سے آپ کی رحلت سے
 بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہے۔ کیونکہ ایک ہی وقت میں ہر چیز ضائع ہو گئی۔

وَلَا شَكَ أَنْ مَصِيبَةُ مَوْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْظَمُ الْمَصَابِ عَلَى الْمُسْلِمِينَ؛
 وَهَذَا جَاءَتِ الْأَحَادِيثُ الصَّحِيْحَةُ بِذَلِكَ.

”اس میں کوئی تکمیل کی تھیں نہیں کہ دنیا کے تمام مصائب سے
 آپ کی رحلت سے بڑھ کر کوئی دیگر مصیبت نہیں ہے اور یہ تمام
 احادیث صحیح ہیں۔“

فَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ: فَتَحَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باباً بینه و بین الناس، او کشف ستراً فإذا الناس يصلون وراء أبي بکر، فحمد اللہ علی ما رأء من حسن حاظهم ورجاء أن يخلفه اللہ فيهم بالذی رأھمْ يا أیها الناس أیما أحد من الناس أو من المؤمنین أصیب بمصيبة فلیتعرّز بمصیبته بی عن المصيبة التي تصیبھ بغيري؛ فیان أحداً من أمتی لَن يُصاب بمصيبة أشدَّ علیه من مُصیبتي .

”حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہے کہ پاک نبی کریمؐ نے مسجد کی جانب سے کھوکی کو کھولا یا پرودہ ہٹایا تو لوگ میرے والد کی امامت میں نماز ادا کر رہے تھے۔ لوگوں نے آپ کو اچھی حالت میں دیکھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور یہ امید بر لائے اللہ تعالیٰ نے ان کو ہم پر باتی رکھا ہے۔ اس وقت آپ نے لوگوں کو مخاطب ہو کر فرمایا: اے مومنین! اگر کسی کو کوئی مصیبت لاحق ہو تو اس کو میری مصیبت یاد کر کے تسلی کر لیں چاہے، چونکہ اس کائنات میں امت پر میری مصیبت سے بڑ کر کوئی اور مصیبت نہیں ہے۔“

وعن أنس رضي الله عنه قال: (لما كان اليوم الذي دخل فيه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم المدينة أضاء منها كل شيء، فلما كان اليوم الذي مات فيه أظلم منها كل شيء، وما نقضنا عن رسول الله صلی

اہم ادھاریں اپنی

**الله علیہ وسلم الائیدی و انا لفی دفنه حق
أنکار ناقلو بنا).**

”حضرت انس فرماتے ہیں: جب آپ نبی مدینہ میں ریب
لائے تھے تو ہر چیز روشن ہو گئی تھی اور جب رخصت فرمایا تو ہر چیز
میں اندر ہر اچھا گیا تھا اور ہاتھوں نے گہوارہ ہی نہیں کیا تھا کہ
آپ کو دفن کریں، جب کہ لوگوں نے ایسا قول کرنے سے اکار
کر دیا تھا۔“

اصبر لکل مصيبة و تخلد واعلم بأن لله غير خلد
فإذا ذكرت مصيبة تسلو بها فاذكر مصابيك بالنبي محمد
وخلاصة القول: أن الدروس والفوائد
والعبر المستفادة لهذا البحث كثيرة، ومنها:
موت النبي صل الله عليه وسلم أعظم
 المصيبة أصيب بها المسلمين.

إنكار الصحابة قلوبهم بعد موت النبي
صل الله عليه وسلم؛ لفراقهم نزول الوحي
وانقطاعه من السماء.

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ:

- (۱) مسلمانوں پر جو عظیم مصیبت آئی تھی وہ آپ کی رحلت تھی
- (۲) آپ کی رحلت کو صحابہ کرام کی دلوں نے قول نہیں کیا جو نکل آپ
سے جدا ہی اور آسمان سے وہی کامنقطع ہوا برداشت نہ تھا۔

طبقات ابن سعد السیرۃ النبویۃ تألیف الدكتور: علی محمد محمد
الصلابی۔

أخبرنا محمد بن عبید الطنافسي قال:

أخبرنا فطر بن خليفة عن عطاء بن أبي رباح قال: قال رسول الله، صلى الله عليه وسلم: إذا أصيَبَ أحدكم بمصيبة فلينذِكُرْ مصيَبَتَه في فإنها أعظم المصائب.

”عطابِ بن الی رباح روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب تمہیں کوئی مصیبت پیش آئے جان میں یا مال میں یا اولاد میں تو حضرت رسول خدا کے ساتھ اپنی مصیبت کو یاد کرو کیونکہ تمام مخلوقات کبھی آنحضرت جیسی مصیبت میں گرفتار نہیں ہوئی۔“

طبیقات اپن سعد

أخبرنا إسحاق بن عيسى قال: أخبرنا
مالك، يعني بن أنس، عن عبد الرحمن بن
القاسم عن أبيه: أن رسول الله، صلَّى اللهُ
عليه وسلَّمَ، قال: لم يزدِي المسلمين في
مصالحهم المصيبة بي.

”پاک نبی کریم نے فرمایا: جبکہ کسی مسلمان کو کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ میری مصیبت کے ساتھ تحریک کر لیا کرے۔“

نبی کریمؐ کی مصیبت سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہے۔

فروع كافي، وسائل الشيعه

محمد بن يعقوب ، عن عدة من أصحابنا ،
عن أحمد بن محمد بن عيسى ، عن علي بن
الحکم ، عن أبي المغرا ، عن زيد الشحام ،
عن عمرو بن سيد بن هلال ، عن أبي

عبدالله (عليه السلام) - في حديث - قال : وإذا أصبت بمصيبة فاذكر مصابيك برسول الله (صلى الله عليه وآله) ، فإن الخلق لم يصابوا بمثله قط .

"نبی کریم کی مصیت سے بڑھ کر کوئی مصیت نہیں ہے۔ عمر و بن سعید بن بلال حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے ایک حدیث کی ضمن میں فرمایا تھا: جب کوئی مصیت پیش آئے تو حضرت رسول خدا کے بارے میں اپنی مصیت کو یاد کرو کر کوئی بھی مخلوق ان جیسی مصیت کے ساتھ کبھی دوچار نہیں ہوئی۔"

الفروع کافی، وسائل الشیعہ

وعنهم، عن سهل بن زياد ، عن علي بن الحكم، عن سليمان بن عمر النخعي، عن أبي عبدالله (عليه السلام) ، قال: من أصيب بمصيبة فليذكر مصابيه بالنبي (صلى الله عليه وآله) فإنه من أعظم المصائب سليمان بن عمرو النخعي

"حضرت امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جس شخص کو کوئی مصیت درپیش آئے اسے چاہیے کہ حضرت رسول خدا کی مصیت کو یاد کرے، کیونکہ وہ تمام مصائب سے بڑی مصیبہ ہے"

الفروع کافی، وسائل الشیعہ

عبدالله بن جعفر في (قرب الإسناد): عن

الحسن بن ظريف، عن الحسين بن علوان
، عن جعفر بن محمد ، عن أبيه (عليهما
السلام) قال: قال رسول الله (صلى الله
عليه وآله): من أصيب بمصيبة فليذكر
مصيبته في فإنها أعظم المصائب.

”عمرو بن سعيد ثقفي حضرت امام باقر عليه السلام سے روایت
کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب تمہیں کوئی مصیبت ہیش
آئے جان میں یا مال میں یا اولاد میں تو حضرت رسول خدا کے
ساتھ اپنی مصیبت کو یاد کرو، کیونکہ تمام مخلوقات کبھی آنحضرت
جیسی مصیبت میں گرفتار نہیں ہوئی۔“

وروى الشیخ زین الدین في كتاب (مسكن الفواد)
عن ابن عباس قال : قال رسول الله (صل
الله عليه وآله) : إذا أصاب أحدكم
مصيبه فليذكر مصيبته في فإنها من أعظم
المصائب.

”عمرو بن سعيد ثقفي حضرت امام محمد باقر عليه السلام سے روایت
کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جب تمہیں کوئی مصیبت ہیش
آئے جان میں یا مال میں یا اولاد میں تو حضرت رسول خدا کے
ساتھ اپنی مصیبت کو یاد کرو کیونکہ تمام مخلوقات کبھی آنحضرت جیسی
مصیبت میں گرفتار نہیں ہوئی۔“

(۱) وسائل الشیعہ جلد (۲) صفحہ (۴۰۵) مترجم (۲)

مسكن الفواد، وسائل الشیعہ
وروى الشیخ زین الدین في كتاب (

أهم احادیث الحجج

مسکن الفواد) عن ابن عباس قال : قال رسول الله (صلی اللہ علیہ وآلہ وساتھی) : إذا أصاب أحدكم مصيبة فليذکر مصيّبته في فإنها من أعظم المصائب.

”شهید ثانی ابن عباس“ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو کوئی مصیبت درپیش آئے تو وہ میری مصیبت کو یاد کرے۔ اس پر اپنی مصیبت آسان ہو جائے گی۔“

حوالہ جات

- (۱) سیرت ابن شام بباب غزوہ احد جلد: ۲، صفحہ: ۹۳۔
- (۲) علامہ شیخ عبدالحق حدث دہلوی مدارج النبوت جلد: ۱، صفحہ: ۸۳۳ باب سید الشهداء حضرت حمزہ (رض).
- (۳) تاریخ البدایہ والہایہ بباب غزوہ احد جلد: ۲، صفحہ: ۳۰۔
- (۴) الروض انف جلد: ۲، صفحہ: ۲۸۱ بباب غزوہ.
- (۵) استعاب جلد: ۱، صفحہ: ۱۱۰۔
- (۶) رحمة للمعلمين جلد: ۲، صفحہ: ۱، الدكتور سعید بن علی بن وهف القحطاني.
- (۷) سنن ابن ماجہ: ۵: ۵، باب ما جاء في الصبر على المصيبة.
- (۸) طبعات ابن سعد الکبری صفحہ: ۲۰۸، ۲۷۵، جلد: ۲ بباب وفات پغمبر السلام.
- (۹) الروض الانف کتاب غزوہ احد باب حزن الرسول علی حزنة وقوف العذل للشیرکین بالثلاثۃ جلد: ۲، صفحہ: ۲۸۱۔
- (۱۰) السیرة النبویۃ تالیف الدكتور علی محمد محمد الصلاوی جلد: ۳ باب وفات النبي صفحہ: ۲۸۵-۲۸۷۔ (۱) کنز العمال: ۱۵، صفحہ: ۱۰۳۲-۱۱۵۱۔ کتاب للوت باب افعال۔ علامہ علی متمنی هندی۔

کتب اہل بیت کی کتب -

- (۱) وسائل الشیعہ جلد: ۲، صفحہ: مترجم: ۲-۳۰۵، فروع کافی باب۔

حضرت ابو طالب

اور

خدیجۃ الکبریٰ کی وفات

امت کے لیے عظیم مصیبت قرار دیا
اس سال کا نام عام الحزن رکھا

جب تک حضرت ابو طالب زندہ تھے تو آپ سُرکین کے خوف سے محفوظ تھے۔
جب تک جناب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ زندہ تھیں رزق میں برکت اور فردانی رہی۔ ان
دونوں کے اٹھ جانے سے مصیبوں نے جگڑ لیا، پھر آپ پر کیا گذری؟ مکہ چھوڑنا پڑا اور
ہمیشہ کے لیے مدینہ آپ کا وطن بن گیا۔ آپ (نبی کریم) نے ان دونوں کے اٹھ جانے
سے ایک مکمل سال غم اور سوگوار کا قرار دیا تھا۔ اس پر آپ (نبی کریم) کیا فرماتے ہیں
روایات اس کی گواہ ہیں۔

متن روایات

تاریخِ الكامل (۲) تاریخ یعقوبی
وقال: اجتمعتم على هذه الأمة في هذه
الأيام مصيبتان لا أدرى بأيهما أنا أشد
جزعا، يعني مصيبة خدیجۃ وأبی طالب.

و روی عنه أنه قال: أن الله، عز وجل،
و عدني في أربعة، في أبي وأي وعي و آخر كان
لي في الجاهلية.

"امت کا ان ایام پر اجماع ہے کہ اس وقت دعظیم مصیبیں
تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں فیصلہ نہیں کر سکتا کہ دونوں میں کس
پر سخت جزع کروں۔ وہ جدائی مصیبۃ خدیجۃ الکبریٰ پر یا
جتاب ابوطالبؑ کی موت پر ہے۔"

تاریخ طبری

شِمْ إِنْ أَبَا طَالِبٍ وَخَدِيجَةَ هَلْكَا فِي عَامِ
وَاحِدٍ وَذَلِكَ فِيمَا حَدَثَنَا أَبْنُ حَمِيدٍ، قَالَ:
حَدَثَنَا سَلْمَةُ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ إِسْحَاقَ قَبْلَ هِجْرَتِهِ
إِلَى الْمَدِينَةِ بِثَلَاثَ سَنِينَ، فَعَظَمَتِ الْمَصِيبَةُ
عَلَى رَسُولِ اللَّهِ بِهِلَاكَهُمَا، وَذَلِكَ أَنْ قُرِيشًا
وَصَلَوَا مِنْ أَذَاهُ بَعْدَ مَوْتِ أَبِي طَالِبٍ إِلَى مَا
لَمْ يَكُونُوا يَصْلُونَ إِلَيْهِ فِي حَيَاةِ مَنْهُ، حَقَّ
نَثْرُ بَعْضِهِمْ عَلَى رَأْسِهِ التَّرَابِ.

"حضرت ابوطالبؑ اور حضرت خدیجؓ آپ کی ہجرت سے تین
سال پہلے ایک ہی سال میں انتقال کر گئے۔ ان کے فوت
ہو جانے سے آپؐ کے مصائب میں بہت زیادہ اضافہ ہو گیا تھا
کیونکہ ابوطالبؑ کے انتقال کے بعد اب قریش آپؐ کو وہ اذیتیں
دینے لگے، جو ان کی زندگی میں ان کو نہیں دے سکتے تھے یہاں
تک کہ نے آپؐ کے سر پر مٹی ڈال دی۔ اسی حالت میں آپؐ
گھر سے تشریف لائے۔ آپؐ کی کوئی صاحبزادی مٹی دھولانے

کھڑی ہوئی وہ سر دھلانی جاتی تھیں اور روتی جاتی تھیں۔

مدارج النبوت

”حضرت ابوطالبؑ کی وفات کے تین یا پانچ روز کے بعد امام المؤمنین سیدہ خدیجہؓ الکبریؓ نے وفات پائی۔ ان کی اقامت حضور اکرمؐ کے یہاں تکہیں (۲۵) سال رہی حضورؐ اس سال کو عام الحزن یعنی غمی کا سال فرمایا کرتے تھے اور گھر سے جسے بیت الحزن کہنا چاہیے بہت کم نکلتے تھے۔ کفار نے پہلے سے بہت سے زیادہ ظلم و جنما کی بنیاد رکھی۔“

کتب روایات

- (١) تاريخ الكامل صفحه: ١١٧، جلد: ١.
 - (٢) تاريخ طبرى جلد: ١، صفحه: ٣٩.
 - (٣) مدارج النبوت جلد: ١، صفحه: ٨٠، باب سلسلة خديجه الكبرى كى وفات.
 - (٤) تاريخ يعقوبى جلد: ١، صفحه: ١١٤، باب خديجه، أبو طالب. باب: ١٢.

امام الانبیاء کا حضرت حمزہؓ کے لائشہ پر گریہ، ندبہ اور ماتم کرنا

امام الانبیاء نے جب حضرت حمزہؓ کا لائشہ دیکھا تو جن کل گئی اور روتے روتے بے ہوش ہو گئے اور پھر ندپ کیا اور فرمایا کہ میری مصیبت عظیم ہے

غمزہ احمد میں حضرت حمزہؓ کی اس لحاظ سے انفرادی شہادت تھی کہ ابوسفیان اور اس کے مگر والے ازحد بنوہاشم سے ٹھنڈی رکھتے تھے۔ اس جنگ میں حضرت حمزہؓ کی شہادت تو ہو گئی، مگر تمدن نبی طلحہ السلام نے ان کی لاش کے ساتھ جس طرح بے حرمتی کی اس کے کلچر کو بھی چپالیا اور شہادت کے بعد ان کے جسم کو گھوڑے گلزارے کر دیا اور یہ لاش ایک جسم کے ساتھ محفوظ نہیں رہی۔ جب اس حالت میں حضرت حمزہؓ کے جسم کو پاک نبی نے ملاحظہ کیا تو صبر کے تمام کھلوقا بوس میں نہیں رہے بلکہ بے ساختہ منہ سے تھیں کل کئی اور ان پر ندبہ کہنا شروع کیا اور فرمایا اے اسد اللہ، اے اسد رسول! اس پر مدارج المحدثون نے جو تحریر کیا ہے وہ یہ ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ سے منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ کو حضرت حمزہؓ پر رونے کی مانند کمگی رومنا شد دیکھا۔ آپؐ ان کے جنازہ پر کھڑے تھے اور رورہے تھے یہاں تک کہ آپؐ بے ہوش ہو گئے اور فرمایا: اے حمزہؓ! اے ہم رسول اللہ اے اسد اللہ اے اسد رسول! اے نیکیاں کرنے والے! اے سختیوں کے جعلیے والے! اے حمزہؓ! اے رسول اللہ کے روانے اور کوکھلانے والے! اس سے معلوم ہوا کہ ندبہ اور بے اختیار فریاد اور آہ و نالہ بھی وجود میں آیا ہے

دوسری جانب آپؐ نے امت کو اپنی مصیبت کا تذکرہ کیا اور فرمایا: میری رحلت خود ایک مصیبت ہے۔ جس کی وجہ سے وہی الہی کا منقطع ہو جانا ہے اور امت کے لیے دین کی روشنی جو جاری تھی وہ اندھیرے کی طرف لوٹ جائیں گے اور وہ کرب و بلا جو مجھے تھی وہ امت کو نہیں ہے، لہذا اگر کسی کو کوئی مصیبت نازل ہو تو وہ میری مصیبت یاد کر کے صبر

ہم اور اعلیٰ انبیاء ﷺ

کرے، چونکہ میری مصیبت اور صاب سے بڑھ کر کسی کو اللہ تعالیٰ آزمائش فہیں کرئے گا۔ پاک نبی کریمؐ کو اللہ تعالیٰ مستقبل کے حالات سے یوں باخبر رکھتا تھا جیسے ایک انسان کو ماضی کی تاریخ یاد رہتی ہے۔ اس کے اثرات آپؐ پر گھرے مرتب ہوتے تھے۔ جس طرح واقعہ کربلا کا مستقبل کا نقشہ آپؐ کو (۵۷) سال قبل بتا دیا گیا تھا۔ اس نے آپؐ پر آپؐ کی محنت پر کیا اثر چھوڑا وہ آئندہ واقعات پر بیان ہو گا۔

قانون واستنباط

واعقوبہ کے مطابق انسان کی کیفیت کو ملایا جاتا ہے۔

حضرت حمزہؓ کی شہادت پر پاک نبی کریمؐ کا صبر بھی قابو سے باہر ہو گیا تھا۔

پاک نبی کریمؐ کی حضرت حمزہؓ کی لاش کرکوئے ٹکوئے پا کر اس حد صد مہہ ہوا کر جنازہ تک مسلسل گریا کرتے رہے اور بے ہوشی کے دورے پڑھتے تھے۔

اگر گریٹھ ہوتا تو پاک نبی دین کے ضرر کبھی ایسا عمل نہ کرتے۔

گریے کرنا انہیاں کا طریقہ رہا ہے۔

حضرت یعقوبؑ کا حضرت یوسفؑ علیہم السلام پر یوں گریا کرتے تھے بنا اُنسُنی علی یُوسُفَ وَأَيْنِضَثَ عَيْنَهُ مِنَ الْخَزْنِ۔ ہانے میرا یوسفؑ ہے میرا یوسفؑ کہتے کہتے آنکھوں کی پیٹائی شدید گریپے سے جنم ہو گئی، اس طرح پاک نبی کریمؐ نے جب لاثہ حضرت حمزہؓ کو آنکھوں سے دیکھا تو جھینیں کلکنیں اور فرمایا: آپؐ ان کے جنازہ پر ٹکرے تھے اور رورہے تھے یہاں ٹک کر آپؐ بے ہوش ہو گئے اور فرمایا: اے حمزہؓ! اے ہم رسول اللہ! اے اسد اللہ! اے اسد رسول! اے نیکیاں کرنے والے! اے خوبیوں کے جھیلنے والے! اے حمزہؓ! اے رسول اللہ! کروئے انور کو گھلانے والے! یہ ندیبہ جو کیا گیا تھا وہ حضرت یعقوبؑ نبی اور پاک نبی علیہم السلام کی ممائیت ہے۔

اس عمل سے پاک نبیؐ کے دو عمل سامنے آتے ہیں: قول نبی، فعل نبی پس یہ شریعت کے لیے جمعت ہیں۔

دین نام ہے پاک نبی کریم کے قول، فعل اور تقریر کا جو اس میں شامل ہے۔
 پس گریہ اور بے قابو چیزوں، گھرے غم و رنج سے جسم پر ہاتھ مارنا، منہ سے بیت کے
 محاسن کا پیان کرنا درست اور غیر مہذب کلمات جو کفر یا ہوں غیر درست ہیں۔
 کربلا کے شہداء پر گریہ و رنج و غم پر آنسو بھانا اور مقام کرنا شریعت محمدی میں جائز
 ہے اور سنت انبیاء اور سنت ازواج مطہرات کے ساتھ سنت صحابہ کرام ہے۔
 آپ پر جو مصائب اور مشکلات گذرے ہیں وہ امت کے سامنے ایک مثال ہیں۔
 اگر کسی پر کوئی مصیبت واقع ہو جائے تو وہ آپ کی مصیبت کو یاد کر کے مبرکرے۔

متن کتب

مدارج النبوت

جب حضورؐ نے حضرت حمزہؓ کو شہید دیکھا اور ملاحظہ فرمایا کہ انہیں مثلہ کیا گیا ہے تو
 حضور اکرمؐ کی چیخ کل گئی اور فرمایا: ”میں جتنا مصیبت زدہ آج ہوں کبھی تمہاری مانند
 مصیبت نہ ہوگی اور نہ کسی اور مقام میں اس جگہ کی مانند خوبیاں کھڑا ہوں گا جیسا کہ آج اس
 جگہ کھڑا ہوں۔“

حضرت ابن مسعودؓ سے مตقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ہم نے رسول اللہؐ کو حضرت حمزہؓ
 پر رونے کی مانند کبھی روئی اور کیا آپؐ ان کے جنائزہ پر کھڑے رورہے تھے یہاں تک کہ
 آپؐ بے ہوش ہو گئے اور فرمایا اے حمزہؓ اے حمزہؓ اے حمزہؓ اے حمزہؓ اے حمزہؓ اے حمزہؓ اے
 بیکیاں کرنے والے اے ختیوں کے جعلیے والے اے حمزہؓ اے رسول اللہؐ کے درویے انور کو
 کھلانے والے اے اس سے معلوم ہوا کہ نہ باور بے اختیار فریاد اور آؤ دنال بھی وجود نہیں آیا ہے۔

[حَزْنُ الرَّسُولِ عَلَى حَمْزَةَ وَتَوْعِدُهُ الْمُشْرِكِينَ بِالْمُثْلِدِ]
 پاک نبی کا چچا حمزہ پر گریہ فرمایا اور کہا اگر قبح اور قدرت ہمیں ہوئی تو شرکیں کو کبھی
 اسی طرح مثلہ کریں گے۔ (جس طرح انہوں نے میرے چچا حمزہ کو کیا تھا)۔

سیرت ابن بشام، الروضۃ الانف، تاریخ بری، السیرۃ النبویۃ تالیف

الدکتور: علی محمد محمد الصلای

فَلَمَّا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَزِنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْظَهُ عَلَى مَنْ فَعَلَ بِعَمَّهِ
مَا فَعَلَ قَالُوا : وَاللَّهِ لَئِنْ أَظْفَرْنَا اللَّهُ بِهِمْ
يَوْمًا مِنَ الدَّهْرِ لَتُمَثَّلُنَّ بِهِمْ مُثْلَةً لَمْ يُمَثِّلُهَا
أَحَدٌ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ ابْنُ هِشَامٍ : وَلَمَّا وَقَفَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى حَمْزَةَ
قَالَ لَنِ أَصَابَ يَمْلِكَ أَبَدًا مَا وَقَفْتُ مَوْقِفًا
قَطُّ أَغْيَطَ إِلَيْيَّ مِنْ هَذَا ثُمَّ قَالَ جَاءَهُ
جِبْرِيلُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُظْلِبِ
مَكْتُوبٌ فِي أَهْلِ السَّمَاوَاتِ السَّبِيعُ حَمْزَةَ بْنَ
عَبْدِ الْمُظْلِبِ، أَسْدُ اللَّهِ وَأَسْدُ رَسُولِهِ ۔

”مسلمانوں نے جو کہ حضرت حمزہ کے ساتھ اس قسم کا سلوک
کرنے والوں پر پاک نبی کریم کا غم، گریہ اور غصہ دیکھا تو کہا
، خدا کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کو ان کفار پر کسی زمانے
میں بھی فتح و نصرت نصیب کی تو ہم ان کا ایسا مثل کریں گے کہ
عرب میں کسی شخص کو بھی ایسا مثل نہ کیا ہوگا۔ ابن ہشام نے بیان
کیا ہے، جب رسول اللہ حضرت حمزہ کے پاس ٹھہرے تو فرمایا:
آپ کی (حضرت حمزہ کو تطاب) وجہ سے مجھے جو مصیبت پہنچی
ہے اسکی آئندہ بھی نہیں پہنچے گی۔۔۔ میں اسکی جگہ نہیں ٹھہرا جو اس
سے زیادہ غصہ دلانے والی ہو۔ پھر فرمایا: جبراہل علیہ السلام
میرے پاس آئے اور بتایا کہ ساتوں آسمانوں کے لوگوں میں
حرمزہ کے متعلق لکھا گیا کہ حمزہ ابن عبدالمطلب اسدالله، اسد
رسولہ (حرمزہ اللہ اور رسول اللہ کے شیر ہیں)۔“

استعاب

وروى عبد الله بن نمير عن أبي حماد
الحنفي عن عبد الله بن محمد عقيل عن
جابر بن عبد الله لما رأى النبي صل الله
عليه وسلم حمزة قتيلاً بكى فلما رأى ما
مثل به شهق .

وروى صالح المري عن سليمان التميمي
عن أبي عثمان النهدي عن أبي هريرة قال
وقف رسول الله صل الله عليه وسلم على
حمزة وقد قتل ومثل به فلم يرى منظراً
كان أوجع لقلبه منه فقال: "رحمك الله أي
عم فلقد كنت وصولاً للرحم .

"جابر بن عبد الله سے روایت ہے جب کہ پاک نبی کریم نے
حضرت حمزةؑ کو مقتل دیکھا تو گری کیا۔ جب ان کو مثلاً دیکھا تو
چیخ کل گئی۔ اس طرح ایک دوامت حضرت ابو ہریرہؓ سے ہے کہ
جب آپؐ حضرت حمزةؑ کے لاش پر کھڑے ہوئے تو آپؐ سے وہ
مختردی کھانہ گیا یہاں تک آپؐ کا دل مضطرب ہو گیا اور فرمایا:
اے چیخ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرئے۔"

السيرة النبوية تأليف الدكتور: علي محمد محمد الصلاي
ولما رأى رسول الله صل الله عليه وسلم
حمزة بن عبد المطلب، وقد مثل به حزن
حزناً شديداً، وبكى حتى نشع من البكاء.
"جب پاک نبی کریم نے حضرت حمزة بن عبد المطلب کو اس

حالت میں دیکھا کر وہ مثلہ تھے (ناک، کان، بازوں کاٹ دبی کے تھے) تو آپ کافم شدید تھا اور ان پر گریہ کیا جتی آہ و بکاء کرتے اور روتے روئے غش کھا گئے۔“

تاریخ یعقوبی

جزع علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جزاً شدیداً وقال: لن أصاب بمثلك،

”آپ نبی نے حضرت حمزہؓ کی لاش کو جب مثلہ دیکھا تو آپ نے سخت جزع (بے اختیار ہو کر آہ و بکاء) کیا اور فرمایا کہ مجھے آپ سے زیادہ معصیت کی اور سے نہیں پہنچی۔“

حوالہ جات

- (۱) سیرت ابن بشام باب غزوہ احد جلد: ۳، صفحہ: ۹۳۔
- (۲) علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوت جلد: ۱، صفحہ: ۸۳۳۔ باب سید الشہداء حضرت حمزہؓ۔
- (۳) تاریخ البدایہ والہایہ باب غزوہ واحد (جلد: ۰) صفحہ: ۵۰۔
- (۴) گستاخ تاریخ طبری جلد (۰) صفحہ: ۰۔
- (۵) استعاب جلد: ۱، صفحہ: ۱۱۰۔
- (۶) رحمة للعلميين جلد: ۳۱، صفحہ: ۱، الدكتور سعید بن علی بن وهف القحطاني
- (۷) سنن ابن ماجہ: ۵۵۵ باب ما جاء في الصبر على الشيبيه.
- (۸) طبعات ابن سعد الکبری صفحہ: ۲۰۸، جلد: ۲۶۸، باب وفات یغمبر السلام۔
- (۹) الروض الانف کتاب غزوہ احد باب حُزْنُ الرَّسُولِ عَلَى حُمَزَةَ وَتَوْعِدُهُ الْمُشَرِّكُونَ رَأَيْهُمْ بِالْأَمْمَةِ بَلَد: ۲، صفحہ: ۲۸۰، ۲۸۱۔
- (۱۰) السیرۃ النبویۃ تأثیلۃ، الدكتور علی محمد محمد الصلایی باب غزوہ احد جلد: ۲، صفحہ: ۱۶۸۔
- (۱۱) تاریخ یعقوبی صفحہ: ۱۲۲ جلد: ۱ غزوہ احد

امام الانبیاء نے حضرت حمزہ پر گریہ کرنے کا حکم دیا

اوسر

خود بھی گریہ فرمایا

خواصین انصار نے حضرت حمزہ پر نوحہ اور ماتم کیا

امام الانبیاء ﷺ جب احمد سے صحابہ کرام کے ساتھ غزدہ ہوتے ہوئے شہزادیہ میں داخل ہونے تو مذیدہ کی گلیوں میں عجب ماحول تھا۔ ہر جانب انصار کی خواتین اپنے اپنے شہید پر نوحہ خوانی اور ماتم میں معروف تھیں۔ اس کا مکمل نقش بر صیر کے بڑے سیرت لکار علامہ شبیح نعیانی نے سیرت النبی غزدہ احمد کی وابہی پر بیویوں ہیش کیا ہے۔ آنحضرت ﷺ مذیدہ میں تکریف لائے تو تمام مدینہ ماتم کہہ تھا۔ آپ جس طرف سے گزرتے تھے مگروں سے ماتم کی آوازیں آتی تھیں۔ آپ کو سیرت ہوئی کہ سب عزیزوں اقارب ماتم داری کا فرض بنا کر رہے ہیں لیکن حمزہ کا کوئی نوحہ خوان نہیں ہے۔ رقت کی جوش میں آپ کی زبان سے بے اختیار لکھا۔ اما حمزہ فلا بواکی له؟ ”لیکن حمزہ کا کوئی رونے والا نہیں۔“ انصار نے یہ لفظ سے تو رتپاٹا۔ سب نے جا کر اپنی بیویوں کو حکم دیا کہ دولت کدو پر جا کر حضرت حمزہ کا ماتم کرو۔ آنحضرت نے دیکھا تو دروازہ پر پر دو نشین انصار کی بھیڑ تھی۔ اور حضرت حمزہ کا ماتم بلند تھا۔ ان کے حق میں دعاۓ خیر کی اور فرمایا: تمہاری ہمدردی کا ٹھکر گزار ہوں۔

(اس کے بعد یہ لا نامہ میانی حدیث بدھی بنے ہوں تھے، کہا ہے۔)

مدارج النبوت

جب رسول اللہ ! مدینہ منورہ تکریف لائے تو اکثر انصار کے مگروں سے عورتوں

کے روئے کی آواز ساعت فرمائی گر حضرت حمزہ کے گھر سے روئے کی آواز نہ سنائی دی۔ فرمایا: لمحکن حمزہ لا بواکی له مطلب یہ کہ حضرت حمزہ کے لیے کوئی حورت روئے والی نہیں ہے۔ انصار نے جب یہ بات سنی تو انہوں نے اپنی حورتوں سے کہا کہ پہلے حضرت حمزہ کے گھر جاؤ اور ان کے لیے روزاں کے بعد گمراہ کراہی شہیدوں کے لیے روز۔ انصار کی حورتیں شام اور سونے کے وقت کے درمیان حضرت حمزہ کے گمراہیں اور آدمی رات تک ان کے لیے روٹی رہیں۔ حضور حواب گاہ میں تحریف لے جا چکے تھے جب بیدار ہوئے تو حضرت حمزہ کے گھر سے حورتوں کے روئے کی آوازیں سامت فرمائیں۔ دریافت فرمایا: ہے کسی آوازیں ہیں؟ عرض کیا؟ یہ آپ کے پیچا پر انصار کی حورتوں کے روئے کی آواز ہے۔ پھر حضور ﷺ نے دعا کی اور فرمایا:

رضی اللہ تعالیٰ عنکن و عن اولادکن

و اولاد اولادکن

”اللہ تعالیٰ تم س اور میسری اولادک اولاد سے راشی ہو“

منیر الدین هشام

[بُكَاءُ فِسَادِ الْأَنْشَارِ عَلَى حَمْزَةَ]

تأویل طبری، تاریخ بخاری، تاریخ ابن حبیب (ابن حبیب و ابن حبیب) بالروضۃ
الانف

قال ابن اسحاق : وَمَرَّ رَسُولُ الْمُهَاجَرَةِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَارِ مَنْ دُرِّ الْأَنْصَارِ مِنْ بَقِيَّةِ أَهْلِ الْأَنْشَارِ رَأَى حَمْزَةَ قَسِيمَ الْمُبَكَّةَ وَالشَّوَّافَعَ غَلَ قَثَلَاغُمْ شَرَقَتْ عَيْنَ رَسُولِ الْمُهَاجَرَةِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَنِي ، فَقَالَ لَهُمْ حَمْزَةَ لَا بَوَاکِي لَهُمْ ارْجَعَ بَعْدَ مَنْ مَعَنِي وَلَسَنِدَ مَنْ حُضِنَ بَلْ دَارِ بَقِيَّةِ الْأَشْهَلِ أَمْرَا

فَسَاءُهُمْ أَنْ يَتَحَرَّمُنَ ثُمَّ يَذْهَبُنَ فَيَنْكِبُنَ
 عَلَىٰ عَمَّ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .
 قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ : حَدَّثَنِي حَكِيمُ بْنُ حَكِيمٍ
 عَنْ عَبَادِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ بَعْضِ رِجَالِ بَنِي
 عَبْدِ الْأَشْهَدِ قَالَ لَمَا سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُحَكَاهَهُنَ عَلَىٰ حَمْزَةَ خَرَجَ
 عَلَيْهِنَ وَهُنَّ عَلَىٰ بَابِ مَسْجِدِهِ يَنْكِبُنَ عَلَيْهِ
 فَقَالَ أَرْجِعُنَ يَرْتَحِكُنَ اللَّهُ فَقَدْ آسَيْنَ
 يَا نَفْسِي سَخَنَ . (صفحة: ۹۸، جلد: ۳، خواتین کانو حمویکا)

”ابن احقن نے کہا جب رسول اللہ بنو عبد الامہل اور بنو قفر سے
 تعلق رکھنے والے انساریوں کے ایک مکان کے پاس سے
 گزرے تو آپ نے عورتوں کو اپنے شہداء پر نوح و بکار کرتے
 ہوئے سنے۔ آپ کی چشم ہائے مبارک سے بھی آنسو لکھ پڑے۔
 پھر آپ نے فرمایا لیکن کاش کر کوئی حزہ پر رونے والی عورتیں
 بھی ہوتیں؟ جب سعد بن حوازن اور اسید بن حضر بنو عبد الامہل کے
 مکان کی طرف لوئے تو الحوش نے اپنی عورتوں سے کہا کہ جائیں
 اور رسول اللہ کے پیچا پر نوح کریں۔ اب اسحق نے کہا مجھے حکیم
 بن حکیم بن حنیف نے بنو عبد الامہل کے ایک شخص کا ایک قول لقل
 کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ نے حزہ پر عورتوں کے دردانے کی
 آوازی تو آپ باہر (گھر سے) آئے وہ مسجد کے دروازے ہی
 پر نوح کر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تم پر دام فرمائے تم واہیں
 ملی چاہتم نے اپنی طرف سے تسلی کا حق ادا کیا ہے۔ (مترجم عبد
 الجليل صدیقی صفحہ: ۸۳، جلد: ۲۔“

(حواله جات)

- (١) سيرت ابن بشام بباب غزوه احد جلد: ٣، صفحه: ٩٣.
- (٢) علامه شيخ عبدالحق محدث دهلوى م تاريخ النبوت جلد: ٢، صفحه: ٢٣٠ باب غزوه احد: ٨٧٣ باب سيد الشهداء حضرت حزره.
- (٣) تاريخ البدايه والهايه بباب غزوه احد (جلد: ٣، صفحه: ٣٠)
- (٤) الروض انف جلد: ٢، صفحه: ٢٨١ بباب غزوه احد: ٥ استعاب جلد: ١، صفحه: ١١٠.
- (٥) رحمة للملائين جلد: ١، صفحه: ١، الدكتور سعيد بن علي بن وهف القحطاني.
- (٦) سنن ابن ماجه: ٥٥ بباب ما جاء في الصبر على التصييبة.
- (٧) طبعقات ابن سعد الكبرى غزوه احد صفحه: ٢٠٨، جلد: ٢، باب وفات يغمر السلام: ٩ الروض الانف كتاب غزوه احد جلد: ٢ صفحه: ٢٨٥-٢٨٦.
- (٨) سيرت النبي شبل نهانى جلد: ١، صفحه: ٢٣٣ بباب غزوه احد.

جعفر طیار کی شہادت پر

پاک نبی کریم نے سخت گریہ کیا اور

گھروالوں کا ماتم، تین دن تک کھانے کا انتظام کرنے کا حکم

غزوہ موتتے کے واقعہ کی تفصیل رسول رحمت میں مولانا ابوالکلام آزاد نے یوں بیان کی ہے۔ رسول اللہ نے مختلف حاکموں اور رائیسوں کے نام اسلام کے دعوت نامے بیجے تھے تو ایک دعوت نامہ حارث بن عبیر کے ہاتھ حاکم بصری کے نام بھی ارسال کیا تھا حضرت حارث بھائی سے گذرتے ہوئے نصری جا رہے تھے۔ موتتے کے عامل شرجل بن عمر و حسانی نے انہیں روک لیا اور پوچھا کون ہو؟ اور کہاں جا رہے ہو۔ حضرت حارث نے صاف صاف بتا دیا کہ میں رسول اللہ کا فرستادہ ہوں اور نصری جا رہا ہوں۔ خدا جانے شرجل کے حق میں کیا آیا اس نے حضرت حارث کو شہید کر دیا کی علاقہ سے سماں کا گزر جانا قطعاً جرم نہ تھا۔ حضرت حارث نے تو بتا دیا تھا کہ میں سفیر ہوں۔ سفیر کا تعلق تین الاقوامی معمولات کے مطابق صرف نکالمانہ فعل تھا۔ چنانچہ یہ حد درج رنج افزاؤ و اقد خضور کی طبع نبارک پر بردا اگر اس گزرا اور شرجل کے ہاتھ کے لیے فنا لٹکر کی تیاری کا حکم دیا گیا۔ راہ خدا کے چالہ ارشاد نبوی کے مطابق جرف میں جمع ہو گئے جو مذینہ ہے جن میں شامل کی جانب ہے۔

سالاروں کی نامزدگی

◇ سب سکے انجمن زید بن حارث ہو گئے

اگر وہ قتل ہو جائیں تو جعفر بن ابی طالب امیر ہونے
 اگر وہ بھی قتل ہو جائیں تو امارت شکر عبد اللہ بن رواحہ کے حوالے کر دیا جائے
 اگر رواحہ بھی قتل سے محفوظ نہ رہے مسلمان جس کو چاہیں امیر ہجئیں۔
 جعفر بن ابی طالب۔ پھر جعفر بن ابی طالب نے زید بن حارث کے قتل ہونے کے بعد علم سنجاں لیا وہ آگے بڑھے ان کا دایاں بازو کش گیا تو علم باہیں ہاتھ میں اٹھالیا۔ وہ بھی کٹ گیا تو علم کو سینہ سے لگایا غرض جب تک زندگی رتن باقی رعنی علم کو سر بلند رکھا ایک تکوار ان کی کمر پر پڑی جس کے جسم کے دلکش ہو گے۔
 پاک نبی کریمؐ کا جعفرؓ کے گھر غم زدہ حالت میں تشریف لانا اور سخت گریہ کرنا

اساہیت عیسیں روایت کرتی ہیں۔ جب جعفر ان گھر سے ساتھی شہید ہو گئے تو رسول اللہؐ میرے گھر تشریف لائے جنکہ میں کام (صرف تھی)۔ رسول اللہؐ سے کہا کہ جعفر کے پیوں کو میرے پاس لا دیں پیوں کو آپ کے پاس لے گئی۔ آپ نے ان کے بالوں کو سوٹا اور آپ کے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اس پر میں نے پوچھا یا رسول اللہؐ آپ پر میرے ماں و باپ قربان ہوں آپ کے رونے کی کیا وجہ ہے؟ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جعفر اور ان کی ساتھیوں کی خبر مجھے ملی ہے۔ وہ اس جنگ میں شہید ہو گئے ہیں۔ اسا کہتی ہے: پھر میں کھڑی ہو کر رونے چیختے گئی اور عورتیں میرے پاس جمع ہو گئیں رسول اللہؐ اپنے گھر روانہ ہو گئے آپ نے گھر والوں کو کہا کہ دیکھو جعفرؓ کے اہل خانہ کے لیے کھانا تیار کرنے میں غفلت نہ کرنا پونکہ وہ تمام جعفرؓ کے صدمہ میں (رونے دونے میں) صرف ہیں۔ عبد اللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے کہ مجھے یاد ہے کہ پاک نبی کریمؐ علیہ السلام ہمارے گھر والدہ کے پاس تشریف لائے اور ہمارے والد کی شہادت کی خبر دی۔ اسی اثنائیں آپ نے میرے اور میرے بھائی کے سر پر (تیسی والا) ہاتھ رکھا۔ اور آپ اس حالت میں تھے کہ آپ کی آنکھوں میں اس قدر آنسو بہرہ رہے تھے کہ داڑھی مبارک پر قطرے

گرتے تھے۔

قانون

● جب کوئی مصیبت والی خبر پاک نبی کو بھی پہنچتی تھی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے تھے۔

● جیسا دا قدر بڑا ہو دیے غم والم اور آدیکا بھی شدید ہو گی۔

● حضرت جعفرؑ کے گھر والوں کے جذبات اور گریہ پاک نبیؐ کی موجودگی میں کیا آپ نے روکا نہیں بلکہ اصلاح فرمائی۔

● آپ نے حکم فرمایا کہ جو خوبی میت کی ہو وہ بیان کریں اس کے علاوہ دادیاں کریں۔

● میت کی خوبیان بیان کرنا سنت انبیاء ہے اور سب علی شرعاً اسلام نے اس کو کلام بنایا ہے۔ آنحضرت کی موجودگی میں أحد کے شہداء کے نوحہ اور مرثیہ بیان کیے۔

● پاک نبیؐ کا یہ فرمان کہ میت کے گھر وہی والوں کے ساتھ ہمدردی یہ ہے کہ آپ کو روٹا چاہے۔

● جس کھر میں سوگ ہواں کے لیے تین دن تک کھانے کا انعام کرنا عزیز اقارب کے ذمہ ہے۔

سیرت ابن بشام، روضۃ الانف

، حُزْنُ الرَّسُولِ عَلَى جَعْفَرٍ وَوِصَايَتِهِ يَا اللَّهُ

”پاک نبی کریمؐ کا جعفر بن ابی طالبؑ کی شہادت پر روتا۔“

، قَالَتْ فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ أَتَيْتَنِي بِبَنِي جَعْفَرٍ؟ قَالَتْ فَأَتَيْتَهُمْ بِهِمْ

فَتَشَمَّمُهُمْ وَدَرَقْتَ عَيْنَاهُ فَقُلْتَ : يَا رَسُولَ

اللَّهِ يَا أَبِي أَنْتَ وَأَنِي مَا يُنْكِي كِيمْ؟ أَبْلَغْكَ عَنْ

جَعْفَرٌ وَأَصْحَابِهِ شَيْءٌ؟ قَالَ نَعَمْ أَصْبِرُوا
هَذَا الْيَوْمَ. قَالَتْ فَقْنُتْ أَصْبِحُ وَاجْتَمَعْتُ
إِلَيْنَا النِّسَاءُ وَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِهِ. فَقَالَ لَا تُغْفِلُوا آلَ جَعْفَرٍ
مِنْ أَنْ تَضَعُوا لَهُمْ طَعَامًا، فَإِنَّهُمْ قَدْ شَغَلُوا
يَأْمُرُ صَاحِبِهِمْ.

”اما بنت عمیس روایت کرتی ہے۔ جب جعفر ان کے ساتھی
شہید ہو گئے تو رسول اللہ میرے پاس آئے۔ میں۔ رسول اللہ
مجھ سے کہا کہ بھڑکے پچوں کو میرے پاس لاو۔ میں پچوں کو
آپ کے پاس لے گئی۔ آپ نے ان کے بالوں کو سوکھا اور
آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اس پر میں نے پوچھا: یا
رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ کے
رونے کی کیا وجہ ہے؟ رسول اللہ نے فرمایا: جعفر اور ان کے
ساتھیوں کی خبر مجھے ملی ہے۔ وہ اس جنگ میں شہید ہو گئے ہیں۔
اما کہتی ہے کہ پھر میں کھڑی ہو کر رونے چیختنے لگی اور موڑنی
میرے پاس جمع ہو گئیں رسول اللہ اپنے گمراہ داشتہ ہو گئے۔ آپ
نے گمراہوں کو کہا کہ دیکھو جعفر کے اہل خانہ کے لیے کہا تیار
کرنے میں غفلت نہ کرنا، چونکہ وہ تمام جعفر کے صدمہ
میں (رونے دوئے میں) مصروف ہیں۔“

تاریخ یعقوبی غزوہ موتہ، ص: ۱۲۹

”قالتْ أَسْمَاءُ بْنَتْ عَمِيسِ الْخَثْعَمِيَّةِ،
وَكَانَتْ امْرَأَةً جَعْفَرَ وَأُمَّ وَلَدِهِ جَمِيعًا: دَخَلَ
عَلَى رَسُولِ اللَّهِ، وَيَدِي فِي عَجَينِ، فَقَالَ: يَا

اسماء ائین ولدک؟ فأتیتہ بعد اللہ و محمد وعون، فاجلسهم جیعاعی حجرہ وضسمہم إلیہ ومسح علی رؤوسہم ودمعت عیناہ۔
فقلت: بابی وائی انت یا رسول اللہ لم تفعل بولدی کما تفعل بالآیتام لعلہ بلطفک عن جعفر شیء فغلبته العبرة وقال: رحم اللہ جعفررا فصحت: وا ولاده وا سیداه فقال: لا تدعی بولیل ولا حرب، وكل ما قلت فأنت صادقة. فصحت: وا جعفراء وسمعت صوتي فاطمة بنت رسول اللہ، فجاءت وهي تصیح: وا بن عماء فخرج رسول اللہ یجر رداءه، ما یملک عبرته، وهو يقول: على جعفر فلتبك البواکیه ثم قال يا فاطمة اصنعي لعيال جعفر طعاما فلأنهم في شغل، فصنعت لهم طعاما ثلاثة أيام، فصارت سنۃ في بني هاشم۔“

”اسماء بن میس سے وہ جعفر طیارہ کی بیوی تھی۔ تمام اولاد اس سے تھی وہ کہتی ہیں کہ ایک دن پاک نبی ہمارے گھر تشریف لائے اور میرے ہاتھ میں گوندھا گٹا گتا قھا، اور آپ نے فرمایا: اے اسماء! آپ کے بیٹے کہاں ہیں؟ میں نے عبد اللہ، محمد، عون کو بلا یا۔ آپ نے سب کو اپنی گود میں بیٹھا لیا ان کو بوسے دیے اور ہاتھ ان کے سروں پر رکھا اور آپ کے آنکھوں میں آنسو جاری ہو گئے۔ تب میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان

وہ جائیں آپ نے بھرے بچوں کے ساتھ ایسا کیا جیسا تھم
بچوں کے ساتھ کہا جاتا ہے۔ شاید آپ کو جھڑ کی شہادت کی خبر
آئی ہے؟ آپ سخت رنجیدہ ہوئے اور کہا: اللہ تعالیٰ جھڑ پر
رہت کرے۔ جس میری جھڑ الی اور وادی طاء واسیدہ کہا تو آپ
نے عرض کیا کہ دل، حرب نہ کرو وہ کوچک ہے۔ پھر جھڑ ماری اور
کھاوا وہ جھڑ اور میری آواز سیدہ قاطرہ زیراء نے سن لی۔ وہ جھڑ
ہوئی آئی اور یہ کہتی تھی وہاں گماہ وہاں گماہ پھر پاک نبی کریمؐ آنسو کو
بھاتے ہوئے اور روئے ہوئے چادر کو گھست کر پڑے گئے اور وہ
کہتے تھے: جھڑ پر رونے والوں کے ساتھ رہا اور تحریت کرو۔
پھر فرمایا: اے قاطرہ! جھڑ کے گمراہ والوں کے لیے کھانے کا
اهتمام کرو۔ چونکہ وہ ماقوم میں معروف ہیں۔ اس طرح تین دن
کھانے کا انعام کرو۔ عبادتی ہاشم میں یہ سنت بن گئی جب کوئی
فوتی ہوتی تین یوم تک عزیز و اقارب کھانے کا انعام کرتے ہے۔

تاریخ البدایہ والہایہ ص: ۲۳۵۰

قال ابن اسحاق حدثني عبد الله بن أبي
بکر عن أم عيسى الخزاعية عن أم جعفر
بنت محمد بن جعفر بن أبي طالب عن
جدتها اسماء بنت عيسى قالت لما أصيب
جعفر وأصحابه دخل علي رسول الله صلى
الله عليه وسلم وقد دبغت أربعين مناء
وعجنت عجيفي وغسلت بني ودهنتهم
ونظفتهم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
سلم انتفي ببني جعفر فأتيته بهم فشمهم

لَمْ يَرْجِعْ أَنْبِيَاءُ إِلَيْهِ مَا
وَذَرْفَتْ عَيْنَاهُ فَقَلْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَأْيُ أَنْتَ
وَأَيِّ مَا يَبْكِيكَ ابْلَغْكَ عَنْ جَعْفَرَ
وَأَصْحَابِهِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ أَصْبَبْوَا هَذَا الْيَوْمَ
قَالَتْ فَقَمْتَ أَصْبِحَ وَاجْتَمَعَ إِلَيْهِ النِّسَاءُ
وَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى
أَهْلِهِ فَقَالَ لَا تَغْفِلُوا عَنْ آلِ جَعْفَرٍ أَنْ
تَصْنَعُوا لَهُمْ طَعَامًا فَإِنَّهُمْ قَدْ شَعَلُوا بِاْمَرِ
صَاحِبِهِمْ

”اساءہ بنت عمیں کہتی ہے کہ جب جعفرؑ اور ان کے ساتھیوں کی
شہادت کی خبر پہنچ گئی، تو آپؐ نبی کریم ﷺ میرے گھر تشریف
لائے، جب کہ میں چالیس چڑوں کی دیافت (رناکی) کر کی
تھی اور آٹا کو گوند رکھا تھا اور پچوں کو نہلا کر ان پر تیل مل رکھا تھا۔
آپؐ نے فرمایا: میرے پاس جعفرؑ کے پچوں کو لاو۔ میں پچوں کو
لاائی۔ آپؐ نے ان کو سوچکھا اس اشنا میں آپؐ کی آنکھوں میں
آن لو آگئے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ؟ میرے مال بآپ
آپؐ پر قربان ہو جائیں آپؐ کو کس چیز نے رو لایا ہے؟ کہیں
جعفرؑ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کی خبر تو نہیں آئی؟ فرمایا:
ہاں آج ان کی شہادت کی خبر آئی ہے۔ پھر کہتی ہیں میں بیخن ہوئی
اٹھی۔ اس وقت خواتین کا اجتماع ہو گیا۔ پاک نبی کریم میرے
گھر سے نکل کر گھر کی جانب روانہ ہو گئے اور فرمایا: جعفرؑ کے گھر
کے کھانے تیار کرنے میں غفلت نہ کرنا پوچنکہ ان کے گھر والے
اپنے صاحب پر درستے دوئے میں مصروف ہیں۔“

معاذى الواقدى

حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَبِي الرَّجَالِ عَنْ عَبْدِ
اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ بْنِ حَزْمٍ عَنْ أُمِّ عِيسَى بْنِ
الْخَزَارِ عَنْ أُمِّ جَعْفَرٍ بُشْتِ مُحَمَّدٍ بْنِ جَعْفَرٍ
عَنْ جَدِّهَا أَسْمَاءَ بُشْتِ عُمَيْنِيْسَ، قَالَتْ:
أَضَبَّخْتُ فِي الْيَوْمِ الَّذِي أُصِيبَ فِيهِ جَعْفَرُ
وَأَصْحَابُهُ فَأَتَانِي رَسُولُ الْهِوَصْلِ اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَلَقَدْ هَيَّاتُ أَرْبَعِينَ مِنَاهُ مِنْ أَدْمِيَوْ
عَجَّنْتُ عَجِيْنِيْ، وَأَخْدَتُ بَنِي فَغَسَّلْتُ
وَجُوهَهُمْ وَدَهَنْتُهُمْ؟ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "يَا أَسْمَاءُ أَبِنَ
بَنِي جَعْفَرٍ؟" فِيْجَيْتُ بِهِمْ إِلَيْهِ فَضَّلْمَهُمْ
وَشَمَّهُمْ ثُمَّ ذَرَقْتُ عَيْنَاهُمْ فَتَمَّ، فَقُلْتُ: أَيْنَ
رَسُولُ الْهِوَصْلِ لَكَ بِلَقَكَ عَنْ جَعْفَرِ شَيْءٍ؟
فَقَالَ: "نَعَمْ قُتِلَ الْيَوْمَ". قَالَتْ: فَقُنْتَ
أَصِيْخُ وَاجْتَمَعَ إِلَيَّ النِّسَاءُ. قَالَتْ: فَجَعَلَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "يَا
أَسْمَاءُ لَا تَقْتُلِي هُجْرًا وَلَا تَضْرِي صَدْرًا"
قَالَتْ: فَخَرَجَ رَسُولُ الْهِوَصْلِ اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى ابْنَتِهِ قَاطِمَةَ وَهِيَ
تَقْتُلُ وَأَعْتَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَلَى مِثْلِ جَعْفَرٍ فَلْتَبْكِ
الْبَاكِيَّةَ" ثُمَّ قَالَ رَسُولُ الْهِوَصْلِ اللَّهُ عَلَيْهِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَسَلَّمَ: "اَضْتَعُوا لِآلِ جَعْفَرٍ طَعَاماً، فَقَدْ
شَغَلُوا عَنْ اَنفُسِهِمُ الْيَوْمَ.
"ما تَحْتَ دَارِجِ الدِّوَتِ۔"

مدارج النبوت

حضرت اسماء بنت عمیس سے سے مقول ہے جو حضرت جعفرؑ کی زوجہ تھی کہ جب ان کی شہادت کی خبر حضور تک پہنچی تو حضور میرے گھر تشریف لے آئے۔ فرمایا: ان کے بچے کہاں ہیں؟ میں ان کو لے کر حضور کے سامنے لائی۔ حضور نے ان کو سونگھا اور بوسہ دیا اور گود میں لے لیا پھر حضور کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور گریہ کیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا حضور نے جعفر کے بارے میں سنائے ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ شہید ہو گئے ہیں۔ میں اُسی اور بے خودی میں فریاد کرنے لگی۔ عورتیں میرے پاس جمع ہو گئیں۔ اس پر حضور نے فرمایا: اے اسماء! فریاد نہ کرو اور ناکہتہ کلمات نہ بولو اور سینہ پر ہاتھ نہ مارو۔ یہ فرمائے کہ حضور اُسے با جسم پرم سیدہ فاطمہ زہراء کے بیہان تشریف لے گئے تو مالا حاظ فرمایا کہ وہ یا عمامہ یا عماہ (اے چچا! اے چچا) کہہ کر روری ہے۔ حضور نے فرمایا: علی المرتفع جعفرؑ کی مانند ہیں۔ فلتیک الباکیہ رو نے والی کورونا چاہیے۔ اس کے بعد حضور اُسپے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا: جعفرؑ کے گھر والوں کے لیے کھانا بھجو۔ ان کو مصیبت نے گھیر کھا ہے جس کی وجہ سے وہ کھانے پکانے کی مہلت نہیں رکھتے۔

الاستبعاب

وَالْأُولُ أَثَبْتَ وَمَا أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ نَعِيْ جَعْفَرٌ أَنَّ امْرَأَتَهُ أَسْمَاءَ بَنْتَ
عُمَيْسٍ فَعَزَّاهَا فِي زَوْجِهِ جَعْفَرٍ وَدَخَلَتْ
فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَهِيَ تَبَكُّرٌ وَنَفُولٌ
وَاعْمَاءَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ: "عَلَى مِثْلِ جَعْفَرٍ فَلتَبَكُّرِ الْبَوَاكِيْ

”پاک نبی کریمؐ کو جب حضرت جعفرؑ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ جعفرؑ کے گھر اس کی بیوی اسماء بنت عیسیٰ کے پاس آئے۔ جس آپ نے ان کے شوہر کی تصریح کی۔ جناب سیدہ فاطمہ زہراؑ آئی۔ وہ آہ و بکاء کیا اور کہتی تھی: ہائے جچا! ہائے جچا۔ پھر پاک نبی کریمؐ نے فرمایا: جعفرؑ پر وہ کہو جو رونے والیاں کہتی ہیں۔“

سنن النسائي

عَنْ أُنَيْسِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى رَيْدًا وَجَعْفَرًا قَبْلًا أَنْ يَحْيِيَهُمْ فَتَعَااهُمْ وَعَيْنَاهُمْ تَذَرِّقَانِ

”حضرت انسؓ سے روایت ہے حضور اکرمؐ نے زید اور جعفرؑ کے موت کی خبر دی۔ قبل از گھر والوں کے ان کے پاس خبر آئی تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہرہ ہے تھے۔“

معاذی الواقدى

حدیثی محمد بن مسلم، عن يحيى بن أبي يعلى، قال: سمعت عبد الله ابن جعفر يقول: أنا أحفظ حين دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم على أبي فني لها أبي، فأنظر إليه وهو يمسح على رأسي ورأس أخي، وعيشه تهراقان الدموع حتى تقطر لحيته

”(واقدى کی دوسری روایت کے مطابق) عبد الله بن جعفرؑ سے روایت ہے کہ مجھے یاد ہے کہ پاک نبی کریمؐ گھر والدہ کے پاس تشریف لائے اور ہمارے والد کی شہادت کی خبر دی اسی اثنائیں آپ نے میرے اور میرے بھائی کے سر پر

لهم اور تعالیٰ انبئی

(شیخ والا) ہاتھ کھا۔ اور آپ اس حالت میں تھے کہ آپ کی
آنکھوں میں اس قدر آنسو بہرہ ہے تھے کہ واٹھی مبارک پر
قطرے گرتے تھے۔“

حوالہ جات کتب المست

- (۱) سیرت ابن ہشام باب غزوہ موتہ صفحہ: ۳۸۰، جلد: ۲۔
- (۲) تاریخ یعقوبی باب غزوہ موتہ جلد: ۱، صفحہ: ۱۲۹۔
- (۳) تاریخ البدایہ والنهایہ باب غزوہ موتہ حزن یغمبر علی جعفر جلد: ۲، صفحہ: ۳۵۰۔
- (۴) مدارج النبوت باب غزوہ موتہ تین دن سے زیادہ سوگ کی عانقت جلد: ۲، صفحہ: ۳۲۲۔
- (۵) الاستبعاب جلد: ۱ صفحہ: ۲ بباب جعفر بن ابی طالب: رسول رحمت مولانا ابوالاکلام آزاد باب غزوہ موتہ صفحہ: نکروض انتیق۔
- (۶) الواقدی مغازی بباب غزوہ موتہ جلد: ۲ صفحہ: ۳۱۱۔
- (۷) سنن النسائی کتاب الجنائز جلد (۱) مترجم صفحہ (۱۷۱)۔

باب دوازدهم

جیکوہر نے خود کی پیش پا اور مامم کا انتظام کرنے کی اجازت
گیری اور مامم کو نہ کیا اور مامم کا انتظام کرنے کا حکم دیا

اس باب میں ان روایات کا انتخاب کیا ہے جو کتب صحاح ستر سے ہیں۔ اس میں نبی کریمؐ کا گریہ جو آپ نے کیا ہے اور جس کا حکم دیا تھا کیا ہے۔ بلاشبہ جو مل زمانہ جامیت میں کیا جاتا تھا اس کو آپ نے رد کرتے ہوئے نبی فرمائی ہے۔ لیکن ہمارا مطلوب کلام وہ ہے جس کو آپ نے کیا اور اس کو کرنے کی اجازت فرمائی تھی اور اس گریہ کو آپ نے رحمت فرمایا ہے۔ ایک روایت میں حضرت انسؓ کا بیان ہے۔

رسول اللہؐ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ سکرات کی حالت میں تھے۔ حضورؐ نے حالت دیکھی تو آپؐ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ رورہے ہیں۔ اے ابن عوف! یہ دل کی رفت ہے۔ اس کے بعد ایک اور حالت ہوئی تو فرمایا:

”آنکھیں روٹی ہیں دل غمزدہ ہے اور تم زبان سے کوئی بات ثبیث کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو، ابراہیمؓ تیری جدائی سے غمگین ہیں۔“

دوسری روایت میں ہے حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ بیمار ہوئے تو رسول اللہؓ ان کو دیکھنے کو آئے اور عبدالرحمنؓ، سعدؓ اور عبداللہؓ ان کے ساتھ تھے۔ پھر جب ان کے پاس آئے تو بے ہوش پایا تو آپ نے فرمایا کہ کیا انتقال ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: ثبیث، پھر آپ رونے لگے اور لوگوں نے جب دیکھا آپؐ کو روتے ہوئے توسیب رونے لگے۔ آپ نے فرمایا: سنتے ہو اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسووں پر اور دل کے غم پر عذاب ثبیث کرتا۔ رسول اللہؓ نے فرمایا ہے اللہ آنکھ سے روتے اور دل سے غمگین ہونے پر عذاب ثبیث دیتا اور تیسری روایت یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں: حضورؐ کی آل میں سے کوئی فوت ہو گیا۔ مورثیں جمع ہو کر بلند آواز سے رونے

لگیں (عورتوں کا اجتماع کر کے روئے کو ماتم کہتے ہیں (الغت) حضرت عمرؓ کھڑے ہو کر منع کرنے لگے اور ہاتھ کے لگے تو پاک نبیؐ نے حکم دیا اے عمر ان کو مت روکو اس لیے کہ آنکھیں روٹی ہیں اور دل پر رخ ہے اور زمانہ مر نے کا نزدیک ہے۔ چوتھی روایت میں آپ نے فرمایا: حضرت عبد اللہ بن عمر روایت کرتے ہیں۔ پاک نبیؐ کریم جب غزوہ احمد کی واپسی پر مدینہ میں قبیلہ عبد الاصل کے گھروں سے گذر رہے تھے تو آپ نے سنا کہ خواتین اپنے شہداء احمد پر گریہ کر رہی تھیں لیکن آپ نے حضرت حمزہؓ کا نام اور حساس نہ سن کر آزاد رئے حیرت سے کہا کہ کاش کوئی حمزہ پر بھی (اجتہاد ماتم) گریہ و نوحہ کرنے والا ہوتا، پھر انصار کی خواتین آجیں تو حضرت حمزہ پر ماتم کیا۔ (اس روایت کو موضوع باب نوحہ میں نقل کیا جا چکا ہے) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ نبیؐ کریمؐ نے حضرت عثمان بن مظعون کی وفات ہوئی تو آپ نے اس کو بوسہ دیا اور اس طرح گریہ فرمایا کہ آنکھوں کے آنسو نہ تھنے والے تھے۔

متن کتب

سنن النسائي، ۲:، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة الصابع
 أَخْبَرَنَا عَلَيْهِ بْنُ حُبْرَيْرَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ
 هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ
 حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَنْرِو بْنِ عَطَاءِ أَنَّ
 سَلَمَةَ بْنَ الْأَزْرَقَ قَالَ سَيِّفُتْ أَبَا هَرَيْرَةَ قَالَ
 مَاتَ مَيَّتُ مِنْ آلِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ
 وَسَلَمَ فَاجْتَسَعَ النِّسَاءُ يَبْكِينَ عَلَيْهِ فَقَامَ عُمَرُ
 يَنْهَا هُنَّ وَيَظْرُدُهُنَّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْهِ
 عَلِيهِ وَسَلَمَ «لَا دَعْهُنَّ يَا عُمَرُ فَإِنَّ الْعَيْنَ دَامِعَةٌ
 وَالْقَلْبُ مُصَابٌ وَالْعَهْدُ قَرِيبٌ

حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ کی آل میں سے کوئی فوت ہو گیا۔ عورتیں جس ہو کر روئی لگیں (عورتوں کا اجتماع کر کے روئے کو ماتم کہتے ہیں (لخت) حضرت عمرؓ کھڑے ہو کر منع کرنے لگئے اور ہائکنے لگئے تو پاک نبیؐ نے حکم دیا کہ اسے عمران کو مت روکو، اس لیے کہ آنکھیں روٹی ہیں اور دل پر رخ ہے اور زمانہ مرنے کا نزدیک ہے۔“

سنن ابن ماجہ، المستدرک للحاکم، صحيح ابن حبان، سنن

البیقی

حَدَّثَنَا أَبُو بَخْرٍ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلَى بْنُ
مُحَمَّدٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكَبِيعُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ
عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ مُحَمَّدٍ بْنِ عَمْرِو
بْنِ عَطَاءِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي جَنَاحَةِ فَرَأَى عُمَرَ امْرَأَةً
فَصَاحَ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
دَعْهَا يَا عُمَرُ فَإِنَّ الْعِنْنَ ذَامِعَةٌ وَالنَّفَسَ
مُصَابَةٌ وَالْعَهْدَ قَرِيبٌ.

”حضرت ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ ایک جنائز میں تھے حضرت عمرؓ نے دیکھا عورتیں جسچ و پکار کر رو رہی ہیں (عورتوں کا اجتماع کر کے روئے کو ماتم کہتے ہیں (لخت) حضرت عمرؓ کھڑے ہو کر منع کرنے لگئے اور ہائکنے لگئے تو پاک نبیؐ نے حکم دیا کہ اسے عمران کو مت روکو اس لیے کہ آنکھیں روٹی ہیں اور دل پر رخ ہے اور زمانہ مرنے کا نزدیک ہے۔“

المستدرک حاکم

عن أبي هريرة ، قال : خرج النبي صلى الله عليه وسلم على جنازة و معه عمر بن الخطاب فسمع نساء يبكين ، فزيرهن عمر ، فقال رسول الله صلی الله علیہ وسلم : يا عمر دعهن فإن العين دامعة ، والنفس مصادبة ، والعهد قريب . هذا حديث صحيح على شرط الشیخین .

"حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں: ایک مرتبہ پاک نبی کریم ایک جنازہ کے لیے نکلے۔ حضرت عمرؓ آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے خواتین کے روپ کی آواز کو سنا تو آپ نبی کریم نے حضرت عمرؓ کو کہا: اے عمر! ان روپے والوں کو نہ روکیں اس لیے کہ آنکھیں روپی ہیں اور دل پر رنج ہے اور زمانہ مرنے کا نزدیک ہے (یہ روایت شیخین کی شرط کے مطابق صحیح ہے)۔"

سنن ابو دود، سنن البیهقی، مرقاۃ اللفاتیع شرح مشکاة المصابیع
 حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعْيَدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَا قُتِلَ رَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَجَعْفَرُ وَعَبْدُ اللَّهِ رَوَاحَةً جَلَسَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ يُعْرَفُ فِي وَجْهِهِ الْخَزْنُ وَذَكْرُ الْقِصَّةِ .

"حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ گوجب زید بن حارث اور جعفر بن ابی طالب اور عبد اللہ بن رواحہ کے قتل کی خبر

پہنچی۔ تب رسول اللہ مسجد میں بیٹھے (صحابہ کرام ساتھ تھے مجلس
ما تم بنائی،) آپ کے چہرے پر حزن اور گریہ تھا اور (غزوہ موت
کا) تمام واقعہ بیان کیا۔“

(۵) سنن ابو دود

حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ الطَّيَّالِسِيُّ حَدَّثَنَا شَعْبَةُ
عَنْ عَاصِمِ الْأَخْوَلِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ
عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ ابْنَةَ رَسُولِ اللَّهِ مُصْلَى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتِ إِلَيْهِ وَأَنَا مَعَهُ وَسَعْدٌ
وَأَخْسِبُ أَبِي أَنَّ ابْنِي أَوْ يَنْقِيَ قَدْ حُضِرَ
فَأَشْهَدُنَا. فَأَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ فَقَالَ قُلْ
لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَغْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ إِلَى
أَجَلٍ . فَأَرْسَلَتِ الْفِئَمُ عَلَيْهِ فَأَتَاهَا فَوُضِعَ
الصَّبِيُّ فِي جِبْرِ رَسُولِ اللَّهِ مُصْلَى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَنَفْسُهُ تَقْعَدُ فَقَاضَتْ عَيْنَاهُ رَسُولُ
اللَّهِ مُصْلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ سَعْدٌ مَا
هَذَا قَالَ إِنَّهَا رَحْمَةٌ وَضَعْفَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ
مَنْ يَشَاءُ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنْ عِبَادِ الرَّحْمَاءِ.

(۶) صحيح البخاري، صحيح مسلم، تفسير روح المعانى، تفسير
مظہری، سنن ابو دود، سنن ترمذی، المستدرک للحاکم۔
عَنْ أَبِي مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ
دَخَلْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى أَبِي سَيْفِ الْقَنْبِيِّ وَكَانَ ظَرِراً لِإِبْرَاهِيمَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عليه وسلم إِبْرَاهِيمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ ، ثُمَّ دَخَلَنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذَلِكَ ، وَإِبْرَاهِيمُ يَجْوَدُ بِنَفْسِهِ ، فَجَعَلَتْ عَيْنَاهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذْرِيقَانِ . فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ يَا أَبْنَى عَوْفٍ إِنَّهَا رَحْمَةٌ . ثُمَّ أَشْبَعَهَا بِأُخْرَى فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَيْنَ تَذْمَعُ ، وَالْقَلْبُ يَخْزَنُ ، وَلَا يَقُولُ إِلَّا مَا يَرْضَى رَبُّنَا ، وَإِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا إِبْرَاهِيمَ لَمَخْرُونُونَ

”حضرت انس“ کا بیان ہے رسول اللہ کے صاحبو نے حضرت ابراهیم سکرات کی حالت میں تھے۔ حضور نے حالت دیکھی تو دونوں آنکھوں سے آنسو بہنے لگے حضرت عبد الرحمن بن عوف نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول اللہ آپ رورہے ہیں؟ اے اہن عوف! یہ دل کی برقت ہے اس کے بعد ایک اور حالت ہوئی تو فرمایا: آنکھیں روئی ہیں، دل غمزدہ ہے اور ہم زبان سے کوئی بات نہیں کہتے، جس سے ہمارا رب ناراض ہو، ابراهیم تیری جدائی سے غمگین ہیں۔“

(۷) صحيح البخاري، صحيح مسلم، صحيح ابن حبان
 عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ اشْتَكَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكُورِيَ لَهُ فَأَتَاهُ الشَّيْءُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْوَذُهُ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدٍ بْنِ أَبِي وَقَاصِ

وَعَبَدَ الْهَمَنِ مَسْعُودٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَوْجَدَةً فِي غَاشِيَةِ أَهْلِهِ قَالَ قَدْ قُضِيَ . قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَبَيْكَيَ الَّتِي صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَأَى الْقَوْمَ بُكَاءَ الَّتِي صَلَى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَوْا فَقَالَ أَلَا تَسْمَعُونَ إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ، وَلَا يُحْزِنُ الْقُلُوبَ.

”حضرت ابن عمر“ کی روایت ہے کہ سعد بن عبادہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ان کو دیکھنے کو آئے اور عبد الرحمن اور سعد، عبد اللہ ان کے ساتھ تھے۔ پھر جب ان کے پاس آئے تو بے ہوش پایا تو آپ نے فرمایا: کیا انتقال ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا تھیں پھر آپ رونے لگے اور لوگوں نے جب دیکھا آپ گوروٹے ہوئے تو سب رونے لگے۔ آپ نے فرمایا: سنتے ہوں اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں پر اور دل کے غم پر عذاب نہیں کرتا۔ رسول اللہ نے فرمایا ہے اللہ آنکھ سے روتے اور دل سے غمگین ہونے پر عذاب نہیں دیتا۔ (۱) صحیح بخاری کتاب جمازہ باب البکاؤ عنده المتریضن صفحہ (۱۸۸)

(۸) سنن ابن ماجہ، المستدرک للحاکم، سنن البهیقی، سیرت ابن حبان

حدثنا هارون بن سعيد المصري . حدثنا عبد الله بن وهب . أثبنا أسمة بن زيد عن نافع عن ابن عمر .
أن رسول الله صلى الله عليه وسلم من بناء :

عبد الأشهل يبكي هلكاهن يوم أحد .
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ()
ل لكن حمزة لا يواكي له) فجاء نساء
الأنصار يبكيهن حمزة .

”حضرت عبد الله بن عمر روايت كرتے ہیں: پاک نبی کریم جب غزوہ أحد کی واپسی پر مدینہ میں قبیلہ عبد الاشهل سے گذرا رہے تھے تو آپ نے ناک خواتین اپنے شہدائے أحد پر گریز کر رہی ہیں لیکن آپ نے حضرت حمزةؑ کا نام اور حماسہ سن کر از روئے حیرت سے کہا کہ کاش کوئی حضرت حمزةؑ پر بھی (اجتہادی ماتم) گریز و فوجہ کرنے والا ہوتا پھر انصار کی خواتین آئیں تو حضرت حمزةؑ پر ماتم کیا۔“

(٩) المستدرک حاکم، طبقات ابن سعد
عن عائشة، أن النبي صلى الله عليه وسلم قبل عثمان بن مظعون وهو ميت وهو يبكي . قال : وعيناه تهرقان
”حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آپ نبی کریمؑ نے حضرت عثمان بن مظعون کی وفات ہوئی تو آپ نے اس کو بوس دیا اور اس طرح گریا فرمایا کہ آنکھوں کے آنون تھنے والے تھے۔“

مرقة الفاتح شرح مشکاة المصابع
رواه أحمد و عن البخاري تعليقاً أي بلا
إسناد قال لما مات الحسن بن الحسن بن علي رضي الله عنهم ضربت أمرأته القبة
أي الخيمة على قبره سنة

”حسن بن حسن بن علي عليهم السلام كي جب وفات هوي تواني
قبور قبره بنا كرايك سال تكير گري كيما۔“

حواله جات

- (١) سنن النسائي كتاب الجنائزه باب: ١٤: باب الرثخنة في البكاء على البيت
جلد (١) صفحه مترجم: ١٦٦ -
- (٢) سنن ابن ماجه - كتاب الجنائزه: ٥٣ بباب ماتجاهة في البكاء على البيت.
- (٣) سنن ابو دود ماتجاهة في البكاء على البيت كتاب الجنائزه
- (٤) صحيح البخاري كتاب الجنائزه باب قول النبي صل الله عليه وسلم «إذا بك لخزوئون» صفحه: ١٨٥ -
- (٥) تفسير مظہری سورہ یوسف آیت قال پاسفی علی یوسف صفحه مترجم: ۱۲۹،
۱۳۰ -
- (٦) تفسیر روح للمعانی آیت مذکور -
- (٧) ترمذی كتاب الجنائزه باب رخصت في البكاء على البيت: ٨ - المستدرک للحاکم
كتاب الجنائزه جلد: ٣، صفحه: ٣٦-٣٣٣-٣٢٥ -
- (٨) صحيح مسلم كتاب الجنائزه: ١، صحيح ابن حبان. صفحه: ٣٠٦-٣١٠ -
جلد: ١٢-١١-١-٢١٨، سنن البیقی صفحه: ٣١٧، جلد: ١٢-٢ - مرقة للفاتیع
شرح مشکاة للصایع کتاب الجنائزه باب البكاء جلد: ٥، صفحه: ١٢-٩-٦ -

ماتمی گھر میں تین دن تک سوگ

اور

کھانے کا انتظام کرنے کا حکم

کتب اہل بیت میں منقول احادیث شہادت جعفر طیار
واقعہ کی تفصیل بیان ہو چکی ہے:

جامع الترمذی۔ ① باب ماجاء في الطعام يصنع لأهل الميت
حدثنا أحمد بن منيع وعلي بن حجر قالا
حدثنا سفيان بن عيينة عن جعفر بن
خالد عن أبيه عن عبد الله بن جعفر قال :
ما جاء نعي جعفر قال النبي صلى الله عليه
 وسلم إصنعوا لأهل جعفر طعاما فإنه قد
 جاءهم ما يشغلهم.

قال أبو عيسى هذا حديث حسن صحيح
 وقد كان بعض أهل العلم يستحب أن
 يوجه إلى أهل الميت شيء لشغفهم بالمصيبة
 وهو قول الشافعی.

”عبد الله بن جعفر سے روایت ہے کہ جب حضرت جعفر کی
(غزوہ موت سے) شہادت کی خبر آئی تو پاک نبی کریم نے حکم دیا

ام اور اطعج الشیعی

کر جعفرؑ کے گھروں کے لیے کمانے کا انتظام کیا جائے، چونکہ
ان کے پاس ایسی خبر مصیبت کی ہے کہ وہ ماتم داری میں مصروف
ہیں۔“

سنن ابن ماجہ

حدثنا هشام بن عمار و محمد بن الصباح .
قالا حدثنا سفیان بن عبینہ عن جعفر بن
خالد عن أبيه عن عبد الله بن جعفر قال
لما جاء نعي جعفر قال رسول الله صلی اللہ
علیہ وسلم (اصنعوا لآل جعفر طعاما .
فقد أتاهم ما يشغلهم أو أمر يشغلهم).

”عبدالله بن جعفر سے روایت ہے کہ جب حضرت جعفرؑ کی
(غزوہ موت سے) شہادت کی خبر آئی۔ پاک نبی کریم نے حکم دیا
کر جعفرؑ کے گھروں کے لیے کمانے کا انتظام کیا جائے، چونکہ
ان کے پاس ایسی خبر مصیبت کی ہے کہ وہ ماتم داری میں مصروف
ہیں۔“

سنن ابن ماجہ، کنز العمال

حدثنا یحییٰ بن خلف أبو سلمة . قال
حدثنا عبد الأعلى عن محمد بن إسحاق .
حدثني عبد الله بن أبي بكر عن أم
عيسى الجزار قالت حدثني أم عون ابنة
محمد بن جعفر عن جدتھا أسماء بنت
عمیس قالت
لما أصيب جعفر رجع رسول الله صلی اللہ

عليه وسلم إلى أهله فقال (إن آل جعفر قد شغلوا ب شأن ميتهم فاصنعوا لهم طعاما).

”اما بنت عيسى سے روایت ہے کہ جب حضرت جعفر کی (غزوہ مودہ سے) شہادت کی خبر آئی۔ پاک نبی کریم حضرت جعفر کے گھر سے اپنے گھر کی جانب لوٹے اور گھر والوں کو حکم دیا کہ جعفر کے گھر والوں کے لیے کھانے کا انتظام کیا جائے، چونکہ ان کے پاس اسی خبر مصیبت کی ہے کہ وہ مقام داری میں مصروف ہیں۔“

حوالہ جات

- (١) سنن ترمذی کتاب الجنائزہ۔ باب: ٢١١ ما جاءَ فِي الطَّعَامِ يُضْعَنُ لِأَهْلِ الْيَتِّ جلد: ٣، صفحہ: ٢١١۔
- (٢) سنن ابن ماجہ کتاب الجنائزہ: ٥٩۔ باب ما جاءَ فِي الطَّعَامِ يُعْثَرُ إِلَى أَهْلِ الْيَتِ جلد: ١، صفحہ: ١٥، ٥١٣۔
- (٣) سنن البهیقی کتاب الجنائزہ باب باب ما یہیأ لِأَهْلِ الْيَتِ مِنَ الطَّعَامِ جلد: ٢، صفحہ: ٣٢٢، ٣٢٣۔
- (٤) سنن دارقطنی کتاب الجنائزہ صفحہ: ٥، جلد: ١٣٣۔
- (٥) کنز العمال باب جلد: ١٥، صفحہ: ١٠٣٠۔

وسائل الشیعہ

محمد بن یعقوب ، عن علی بن ابراهیم ، عن أبيه ، عن ابن أبي عمر ، عن حفص بن البخاری وہشام بن سالم ، عن أبي عبدالله (علیہ السلام) قال : لما قتل جعفر بن أبي طالب أمر رسول الله (صلی اللہ علیہ والہ) فاطمة (علیہا السلام) أن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تتخد طعاماً لأساء بنت عميس ثلاثة أيام ، وتاتيها ونساءها وتقيم عندها (ثلاثة أيام) ، فجرت بذلك السنة أن يصنع لأهل المصيبة طعاماً ثلاثة.

”عفیل بن الحضری اور ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: جب حضرت جعفر طیار غزوہ موت میں شہید ہوئے تو حضرت رسول خدا نے سیدہ قاطرہ زہراءؑ کو حکم دیا کہ اس اساء بنت عمیس (زوج جعفر) کے گھر تین دن تک کھانے کا انتظام کر کے بھیجن۔ اور خود بنا ہاشم کی خواتین کے ساتھ ان کے ہاں جائیں اور تین دن تک وہاں قیام کریں۔ لہجہ اس طرح یہ سنت جاری ہو گئی۔ اہل مصیبت کے لیے تین دن تک کھانا کا انتظام کیا جائے۔“

و عن علي ، عن أبيه ، عن حماد ، عن حرizer ، عن زراره ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : يصنع لأهل الميت مأتم ثلاثة أيام من يوم مات [] - ورواه البرقي في (المحسن) عن أبيه ، عن حماد بن عيسى ، عن حرizer ، عن زراره ، عن أبي جعفر (عليه السلام) قال : يصنع للميت الطعام للمات ثلاثة أيام بيوم مات فيه.

”امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس دن آدمی کا انتقال ہوا، اس سے لے کر تین دن تک میت والوں کے لیے اتم

کا اہتمام کیا جائے اور کھانے کا انظام کیا جائے۔“

ورواه الصدق مرسلا إلا أنه قال : يصنع
للميت مأتم ثلاثة أيام من يوم مات. ترجمة
 ايضا.

أحمد بن أبي عبد الله البرقي في (المحاسن)
عن أبيه، عن حماد بن عيسى ، عن مرازم
 قال: سمعت أبا عبد الله (عليه السلام)
 يقول: لما قتل جعفر بن أبي طالب دخل
 رسول الله (صلى الله عليه وآله) على أسماء
 بنت عميس - إلى أن قال : - فقال : اجعلوا
 لأهل جعفر طعاما فجرت السنة إلى اليوم
 بالأحاديث (٣٢٩٩) میں ہو گیا۔

وعن أبيه ، عن ابن أبي عمر ، عن حفص
 بن البختري ، عن أبي عبد الله (عليه
 السلام) قال : لما قتل جعفر بن أبي طالب
 أمر رسول الله (صلى الله عليه وآله)
 فاطمة (عليها السلام) أن تأتي أسماء
 بنت عميس هي ونسانها وتقيم عندها
 وتصنع لها طعاما ثلاثة أيام .
 بالأحاديث (٣٢٩٩) میں ہو گیا۔

كتاب

وسائل الشيعةالجزء الثالث مترجم جلد دو ثم صفحه: ٢٨٨ باب: ٦٩۔

اَمْ بِرَاحْلَجْ لَبْنِي

عورتوں کا اسلامی حقوق کی ادائیگی اور ندب کی نیت سے ماتم کے لیے جانا جائز ہے۔

تألیف الفقیہ المحدث الشیخ محمد بن

الحسن الحتر العاملی۔

امام الانبیا، کا اپنی والدہ کی قبر پر بلند آواز سے گریہ (ماتم) کیا اور
صحابہ کرام نے گریہ کیا۔

تفسیر درمنثور

وأخرج الطبراني وابن مردویه من طريق
عکرمة عن ابن عباس أن النبي صلی^{لهم}
الله عليه وسلم لما أقبل من غزوة تبوك
اعتبر ، فلما هبط من ثنية عسفان أمر
 أصحابه أن يستندوا إلى العقبة حتى أرجع
إليكم ، فذهب فنزل على قبر أمه آمنة ،
فتاجي ربه طويلاً ، ثم انه بکی فاشتد
بكاؤه ، فبکی هؤلاء لبكائه

”حضرت ابن عباس روایت لر تہ ہیں کہ آپ نبی کریم جب
غزوہ تبوك سے واپس پئے تھے اور مقام عسفان پر قیام کیا۔
آپ نے صاحبہ کرام کو حکم دیا کہ عقبہ پیہاڑی کی جانب سے اترنا
جائے۔ آپ نبی کریم اس جگہ پر اترے جہاں آپ کی والدہ
حضرت آمنہؓ کی قبر مبارک تھی۔ آپ نے طویل مناجات کیں
پھر آپ نے شدید گریہ (ماتم) کیا، اور آپ کے صاحبہ کرام نے
بھی شدید گریہ کیا۔ صفو(۲۷۱) جلد (۵) سورہ توبہ
آیت (۱۱۳)۔“

تفسیر درمثبور

وأخرج ابن مardonie عن بريدة قال كنت مع النبي صل الله عليه وسلم إذ وقف على عسفان، فنظر يميناً وشمالاً فأبصر قبر أمي آمنة، ورد الماء فتوضأ ثم صل ركعتين ودعا فلم يفجأنا إلا وقد علا بكاؤه فعلا بكاؤنا لبكائه.

”جناب بریدہ روایت کرتے ہیں کہ میں پاک نبی کریمؐ کے ساتھ مسفر تھا۔ جب آپ نے مقام عسفان میں پڑا وڈا لا۔ آپ نے وہاں داکیں اور باعین نظر فرمائی۔ تب آپ نے اپنی ماں کی قبر کو دیکھ لیا۔ اس کے بعد آپ نے وضو فرمایا اور دور کوت نماز ادا کی اور ماں کے لیے دعا فرمائی، پھر کیا تھا کہ دل پر قابو نہ رہا تو بلند آواز سے آہ و بکاء (ماقہ) کیا اور آپ کے ساتھ مجاہ کرام نے بھی بلند آواز کے ساتھ گری یہ کیا۔“

باب سیزدهم

دراز پیغمبر
پیغمبر کن



فطرت یہ ہے کہ اگر انسانوں کے عادہ جانوروں پر بھی کوئی حادثہ رونما ہو جائے تو وہ سرنے والوں پر آنسو بھاتے ہیں۔ اسلام نے اس عمل اور فعل پر کوئی پاپندی نہیں لگائی، جو انسان کی فطرت میں موجود تھیں۔ اس کا ہونا انسان کے بس سے باہر قابلہ ارونا، گریہ کرنا، مرثیہ کرنا، اور نوحہ کرنا، میت پر ندبہ کرنا یہ احتراف عرب کی کلام اور عمل میں موجود تھا اور اس پر شرعاً نے اسلام بھی اپنا کلام پڑھا کرتے تھے۔ ان عجافل میں پاک نبی خم و الٰم کے موقعہ پر ایسے کلام کے لیے حکم کرتے تھے۔ حسان بن ثابت شاعر اسلام کے لقب سے معروف تھے۔ ان کا کلام مرثیہ اور نوحہ موجود ہے۔ (جو باب مرثیہ میں بیان ہو گا) اور یہ کلام پاک نبی کریمؐ کی موجودگی پڑھ جاتا تھا اور عم و الٰم میں زیادتی واقعہ ہوتی تھی۔ بعض الفاظ مختلف ہیں لیکن معنی متراوٹ ہیں، یا بعض کامنی میں عام و خاص مطلق کی طرح ہیں۔ لفظ بکا، ندبہ، جزن، مخفی کے لفظ۔ متراوٹ ہیں۔ جس کا مطلب رونا اور پھر میت پر رونا کے ہیں۔ اس طرح نوحہ اور مرثیہ بھی میت کی خوبیان بیان کر کے رونا کے ہیں۔ اس میں میت کی تعریف جو اس میں پائی جاتی ہے اس کا تذکرہ کرنا ہے۔ البتہ کلام میں نوحہ میں شدت ہے جو ہین کر کے آہ و بزء کرنے کے ہوتے ہیں، جبکہ مرثیہ کے کلام میں شدت غم میں انسان آنسو بھاتا ہے۔ اس طرح ماقبل لفت میں ایک میت پر اجتماعی طور پر ماحول کا سو گوار ہونا ہے۔ جس میں رونے کے ساتھ ساتھ میت پر آہ و بلاء بھی کی جاتی ہے۔ اس اجتماعی عمل کا نام ماتم ہے۔

- جزع و فزع کیا ہے؟

- تو کی ساتھ بے بہری درست بد دون عذر درست نہیں ہے۔

مدارج النبوت

ہم اور تعالیٰ انبیاء

جزع و فرع کیا ہے؟ حدیث مبارک الائش فالامش اس میں مشہور و معروف ہے۔ لیکن بلا میں جزع فزع اور مرض میں آہ و بکاء کیا حکم ہے؟ اس میں کلام ہے۔ اگر بے صبری اور بے طاقتی کے لحاظ سے جزع و فرع کرنا بلا کونا گوار اور اس سے فرار چاہتا ہے تو یہ بلا اختلاف حرام ہے۔

اور آہ و نالہ جو تصدیق اخبار غربت و بے چارگی ہو جو بندگی کے حال کے لیے لازم ہے اور شدت مرض اور اس کی سختی سے جو اضطراب و بے چینی عارض ہو یہ اور بات ہے۔ یہ جیز جزع و فرع اور بلا سے نا گواری و فراری اور شکوہ و شکایت میں داخل نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ صدیقہ کی حدیث جو حضور اکرمؐ کی حالت بیان میں مذکور ہوئی اس کے اثبات میں کافی ہے، البتہ آہ و نالہ اگر عدم رضا و تسلیم سے ہو تو کروہ اور داخل شکوہ و شکایت ہے اور علماء و مشائخ نے جو کراہت و عکایت کا اس پر اطلاق فرمایا ہے۔ مطلق نہیں ہے بلکہ وہ بے صبری و بے رضائی سے مقتبی ہے۔ جلد: ۲ صفحہ: ۲۰۵ رحلت پیغمبر اسلام کامہ صفر کا آخری ہفتہ۔

عمل کی اجازت

وہ کلام جو زمانہ جاہلیت میں پڑھا جاتا تھا اس میں یون کی تعریف اور غیر فطری انسان سوز و کلام کی نہیں بیان کی گئی۔ ہے۔ جس میں خلاف اخلاقیات کلام ہوتا تھا البتہ میت کے وہ محاسن اور خوبیاں جس کا حامل تھا اس کو بیان کرنا جائز عمل تھا۔ جس کا حضرت ابو بکرؓ نے پاک نبی پر ندب کرتے ہوئے کہا تھا و اخیلاہ و انبیاء، و اصفیاہ و غیرہ یہ محاسن ہیں جو بیان ہوئے اس طرح ایک موقہ پر حضرت جعفر بن ابی طالب کی غزوہ موت پر شہادت کی خبر آئی تو خود آپ نبی موعتم، ام میں گریہ کیا اور جب اسماحت علیس زوجہ حضرت جعفرؓ نے کچھ کلام کہا (واہ و دیلا) تو آپ نے روک لیا۔ اور فرمایا: اے اسماء! آپ جعفر کے محاسن بیان کر کے ماتم اور گریہ کر کیں، لہذا کلام کی پاک نبی کریم نے اصلاح کی اور غزوہ واحد میں تو پاک نبی کریم انتشار ہے اور اتحاد کے جب ان کو فوج والیوں سے حضرت حمزہؓ کا نام نہ لیتے ہوئے سناؤ حکم کیا۔ لے، حمزہ لا الہو اکی لکاش پچاڑزہ پر بھی کوئی رو نہ

مام اور مدرج النبوت

والا ہوتا؟ اور آپ نے بذات خود اپنے چچا حمزہ پر اس طرح ندب کیا۔ حضرت ابن مسعود سے منقول ہے۔ فرمایا: ہم نے رسول اللہؐ کو حضرت حمزہ پر رونے کی مانند کبھی روتا نہ دیکھا۔ آپ ان کے جنازہ پر کھڑے تھے اور رورہ ہے تھے یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو گئے اور فرمایا: اے حمزہ! اے عم رسول اللہؐ! اے اسد اللہ و اسد رسولہ! اے نیکیاں کرنے والے! اے سختیوں کے جھینے والے! اے حمزہ! اے عم رسول اللہ کے روئے انور کو کھلانے والے! اس سے معلوم ہوا کہ ندبہ اور بے اختیار فریاد اور آہ و نالہ بھی وجود میں آیا ہے۔ لہذا عمل جائز اور ناجائز کا فرق موجود ہے۔ اس طرح حضرت عائشہؓ کا پاک نبی کریمؐ پر گریہ اور ماتم اور اپنے والد ابو بکرؐ پر نوح خوان کا اہتمام کرنا عمل جائز ہی تھا تو ایسا کیا گیا تھا۔

اس باب میں پاک نبی کریمؐ پر حضرت ابو بکرؐ کا ندبہ حضرت فاطمہ زہراء اور حضرت عائشہؓ کا ندبہ نذر قارئین کیا جاتا ہے۔

حضرت ابو بکرؐ کا پاک نبی کریمؐ کی رحلت پر گریہ اور ندبہ

(۱) مدارج النبوت

حضرت ابو بکرؐ اپنے گھر مقامِ خواہی مدینہ طیبہ میں تھے۔ جب انہیں اس واقعہ کی اطلاع ملی۔ وہ فوراً سوار ہو کر تیزی کے ساتھ حضرت عائشہؓ کے گھر سے کی طرف روانہ ہو گئے وہ راست بھر رہتے رہے اور (واحمدہ) و انتظام ظہراً پہنچاتے رہے یہاں تک کہ مسجد شریف آئے۔ دیکھا کہ لوگ پریشان حال ہیں۔ آپ نے کسی طرف تو جنہیں دی اور نہ کسی سے بات کی۔ سیدھا حجرہ عائشہؓ میں داخل ہو گئے۔ اور حضورؐ کے چھڑے انور سے چادر مبارک الحنائی اور نورانی پیشانی کو بوس دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے من کو حضور اکرمؐ کے دینِ القدس پر رکھا۔ بوس دیا اور بوئے مرگ (منہ) کو سونگھا اور فرمایا: (و انبیاء) اس کے بعد سراٹھیا اور رونے لگے۔ دوسری مرتبہ بوس دیا اور کہا (واسفیاء) ہمہ سر اٹھایا اور رونے لگے۔ تیسرا مرتبہ ہمہ بوس دیا اور کہا: (و اخْلِيلَاهُ) اور کہا:

بابی انت ای طبت حیا و میتا

”میرے ماں و باپ آپ پر قربان ہوں آپ ہر حال میں خوش
و پاکیزہ رہے۔“

(۲) رسول رحمت

حضرت عائشہؓ کی روایت ہے جناب ابو بکر نے اندر آتے ہی چہرہ مبارک سے
چادر ہٹائی اور اللہ تعالیٰ ایک راجحون پڑھا، پھر کہا وہ رسول اللہ کی وقت ہو گئی ہے، پھر وہ
آپ کے سر کی طرف ہٹ گئے اور کہا (بائے نبی) منہ جھکایا اور آپ کے چہرے کو بوسہ
دیا، پھر کہا: (دائے خلیل) منہ کو جھکایا اور پیشانی کو بوسہ دیا اور پھر کہا (دائے صفائی) منہ
جھکایا اور پیشانی کو بوسہ دیا پھر چادر اڑھا کر باہر چلے گئے۔

(۳) رحمۃ للعلین

ابو بکر صدیق گھر میں گئے۔ جسم اطہر دیکھا۔ منہ سے منہ لگایا پیشانی کو چوہا۔ آنسو
بہائے پھر زبان سے کہا میرے پدر اور مادر حضور پر ثار ہوں واللہ اللہ تعالیٰ آپ پر دو
موتیں دار دنیس کرنے گا میں ایک موت تھی جو آپ پر لکھی گئی تھی۔

(۴) فتح الباری شرح صحیح البخاری

حدیث ابن عباس و عائشة "أَنَّ أَبَا يَكْثِرَ
تَقِيلَ الشَّيْءَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا مَاتَ
تَقْدَمَ فِي الْحَدِيثِ الَّذِي قَبْلَهُ أَنَّهُ كَشَفَ
عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ، وَفِي رِوَايَةِ
يَزِيدِ بْنِ بَابِنُوسْ عَنْهَا "أَتَاهُ مِنْ قَبْلِ رَأْسِهِ
فَعَدَرَ فَأَهُوَ فَقَبَّلَ جَبَهَتَهِ ثُمَّ قَالَ : وَأَتَيْيَاهُ، ثُمَّ
رَفَعَ رَأْسَهُ فَعَدَرَ فَأَهُوَ وَقَبَّلَ جَبَهَتَهِ ثُمَّ قَالَ :
وَاصْفِيَاهُ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَحَدَرَ فَأَهُوَ وَقَبَّلَ
جَبَهَتَهِ ثُمَّ قَالَ : وَأَخْلَيْلَاهُ " وَلَا يَنْأِي شَيْءًا
عَنْ إِنْ عَمَرَ : فَوَضَعَ فَأَهُوَ عَلَى جَبَنِ رَسُولِ

اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُقَبِّلَةً
وَيَنْبِكِي وَيَقُولُ "يَا أَيُّ وَأَيُّ طَبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا"
”حضرت ابو بکر“ نے پاک نبی کریمؐ کو اس کی وفات کے بعد
بوس دیا۔ (حدیث گذر مکہ کہ آپ نے کپڑے کو ہٹا کر بوس دیا
پھر جنک کر بوس دیا) ایک اور روایت کے مطابق ابو بکر آئے اور
سر کو چوپا۔ پھر پیچھے ہٹ کر منہ اور ماتحت کو بوس دیا اور کہا: (وائے
نبی) پھر سراخایا اور پھر منہ انور اور جین کو بوس دیا اور کہا: (وائے
صفی) اور پھر سراخایا اور ہٹ کر ماتحت کو چوم کر کہا: (وائے خلیل)
اس کے بعد حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے منہ کو
پاک نبی کریمؐ کے ماتحت پر رکھ کر چوپا اور گریہ کیا اور کہا۔ میرے
ہاں وباپ آپ پر قربان ہوں، آپ ہر حال میں خوش و پاک نہ
رہے حیات اور وفات میں بھی۔“

(۵) تاریخ البدایہ والنہایہ

قالت نم جاء أبو بکر فرفعت الحجاب
فنظر اليه فقال إنا لله وإنما إليه راجعون
مات رسول الله صلی الله علیہ وسلم ثم
أقام من قبل رأسه فحدرا واه فقبل جبهته
ثم قال وانبياه ثم رفع رأسه فحدرا واه وقبل
جبهةه ثم قال واصفياه ثم رفع راسه
وحدرهاه وقبل جبهته وقال واحليلاه مات
رسول الله صلی الله علیہ وسلم.

”حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ: ”ب ابو بکر نے اندر آتے
ہی چہرہ مبارک سے چاہ رہائی اور اے اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا،

پھر کہا: واللہ رسول اللہ کی وفات ہو گئی ہے پھر وہ آپ کے سر کی طرف بہت گئے اور کہا: (ہائے نبی) منہ جھکایا اور آپ کے چہرے کو بوس دیا، پھر کہا: (وائے اصفیا) منہ کو جھکایا اور پیشانی کو بوس دیا اور کہا: (واہ خلیلہ) منہ جھکایا اور پیشانی کو بوس دیا اور کہا کہ آپ وفات پاچکے ہیں۔“

(۲) مستند احمد بن حنبل

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا مَرْحُومُ
بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عُمَرَانَ
الْجُوَفِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ بَابَتُوسَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ
أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَى السَّيِّدِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهِ تَوْضِعَ فَمَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ
وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى صُدْغَيْهِ وَقَالَ وَائِيَاهُ
وَأَخْلِيلَاهُ وَاصْفِيَّاهُ.

”حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ جناب ابو بکر نے (امدر آتے ہی) چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی اور انہا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا، پھر کہا: واللہ رسول اللہ کی وفات ہو گئی ہے، پھر آپ نے اسپنہ منہ کو آنکھوں کے درمیان رکھا اور ہاتھ کو کٹتی پر رکھا اور کہا وائیا وائیا وائیلا واصفیا۔“

(۳) مستند احمد

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا عَلَيْهِ بْنُ
إِسْحَاقَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ الْمَقَالَ أَتَبَأَنَا
يُوْسُفُ وَمَغْمُرُ عَنِ الزَّهْرَى قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو
سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ عَائِشَةَ رَفِعَتِ السَّيِّدِ

ام احمد بیہقی

صلی اللہ علیہ وسلم أخْبَرَنَا أَنَّ أَبَا بَكْرَ
الصَّدِيقَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَتَيَّمَ الشَّيْءَ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُسَجِّلٌ بِبَرْدٍ حِبَرَةً فَكَشَفَ
عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَ عَلَيْهِ قَبْلَةً وَبَعْدَهُ ثُمَّ
قَالَ يَا بَنِي أَنْتَ وَأَنِي وَاللَّهُ لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَزَّ
وَجَلَ عَلَيْكَ مَوْتَنِينَ أَبَدًا أَمَا الْمَوْتَةُ الَّتِي قَدْ
كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا.

”حضرت عائشہ زوجہ پاک نبی نے خبر دی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اور حضور کے چہرہ الور سے چادر مبارک الحاکی اور فورانی پیشانی کو بوس دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے من کو حضور اکرم کے دہن القدس پر رکھا بوس دیا اور گری کیا۔ بولے کہیرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ ہر حال میں خوش و پاکیزہ رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موسم اکٹھا نہیں کر سکا اور جو کچھ لکھ دیا گیا ہے وہ کافی ہے۔“

روض الانف

بلغ الخبر أبا بكر رضي الله عنه وهو بالسنج فجاء وعيشه نهملان وزفراته تتردد في صدره وغضبه ترتفع كقطع الجرة وهو في ذلك رضوان الله عليه جلد العقل والمقالة حق دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فاكب عليه وكشف وجهه ومسحه وقبل جبينه وجعل يبكي ويقول : يا بني أنت وأي طبت حيا وميتا وانقطع

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لوقت ما لم ينقطع الموت أحد من الأنبياء
من النبوة فعظمت عن الصفة وجللت عن
البكاء.

”جب ابو بکرؓ کو آپ نبی کریمؐ کی رحلت کی خبر پہنچی تو اس وقت
آپ مقامِ سعی میں تھے۔ آپ روتے ہوئے آئے اس سینہ میں
تشویش تھی، یہاں تک کہ آپ پاک نبی کریمؐ کے جد پاک تک
گئے اور ان پر جھک گئے اور منہ سے چادر کو ہٹایا اور پیشانی پر
بوس دیا اور گریہ کیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فربان
ہوں۔ آپ زندگی اور موت میں پاک ہیں۔ موت سے وہ جیز
منقطع ہو گئی جو کہ آپ سے قبل انبياء سے بھی جدا نہیں تھی۔ وہ وحی
تھی آپ کے مناقب بلند ہیں اور آپ پر گریہ جائز ہے۔

سیرت ابن هشام
 قَالَ وَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى نَزَّلَ عَلَى بَابِ
 الْمَسْجِدِ حِينَ بَلَغَهُ الْخَبْرُ ، وَعُمَرُ يُكَلِّمُ
 النَّاسَ فَلَمْ يَلْتَفِثْ إِلَى شَيْءٍ حَتَّى دَخَلَ عَلَى
 رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ
 عَائِشَةَ ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مُسْجِيٌّ فِي نَاحِيَةِ الْبَيْتِ عَلَيْهِ بُرْدٌ حِبَرَةٌ
 فَأَقْبَلَ حَتَّى كَشَفَ عَنْ وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ
 فَقَبْلَهُ ثُمَّ قَالَ يَا ابْنَيَ أَنْتَ وَأَنْتِ ، أَمَا الْمَوْتَةُ
 الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ عَلَيْكَ فَقَدْ ذُقْتَهَا ، ثُمَّ لَنْ
 تُصِيبَكَ بَعْدَهَا مَوْتَةً أَبْدًا (۹۱۶۰۵)

نام اور لفظ النبی ﷺ

”حضرت ابو بکر“ مقام سعی سے آئے جب ان کو خبر ہوئی۔
 حضرت عمرؓ لوگوں سے بات چیت میں صرف تھے۔ آپ اس
 جانب متوجہ نہیں ہوئے یہاں تک کہ آپ حضرت عائشہؓ کے
 مجرے میں داخل ہوئے۔ پاک تبلیغ اسلام کے جد پاک کو گھر
 کی ایک جانب رکھا گیا تھا۔ اور ان پر سبکی چادر پڑی ہوئی تھی۔
 آپ نے اس کو ایک جاپ کیا اور بوس دیا اور کہا کہ میرے ماں
 باپ آپ پر قربان ہوں۔ موت وہ جو لکھی جا چکی ہے اس نے
 ایک مرتب ضروری آتا ہے۔“

طبقات ابن سعد

أخبارنا یزید بن هارون، أخبرنا حماد بن
 أبي سلمة عن أبي عمران الجوني عن یزید
 بن بابنوس عن عائشة قالت: لما توفي رسول
 الله، صلی الله علیہ وسلم، جاء أبو بکر
 فدخل عليه، فرفعت الحجاب فكشف
 الشوب عن وجهه فاسترجع فقال: مات
 والله رسول الله ثم تحول قبل رأسه فقال:
 وانبياء ثم حدر فمه فقبل وجهه ثم رفع
 رأسه فقال: واخليلاه ثم حدر فمه فقبل
 جبهته ثم رفع رأسه فقال: واصفياء ثم
 حدر فمه فقبل جبهته ثم سجاه بالثوب ثم
 خرج.

”حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ جناب ابو بکر نے (امد
 آتے ہی چہرہ مبارک سے چادر ہٹائی اور اتنا لہ داتا الیہ راجعون

پڑھا، پھر کہا: وَلَمْ يَرْكِنْ أَبُو سَلْمَةَ إِلَيْهِ كَمْ مِنْ وَقْتٍ هُوَ مُكْبِرٌ^۱۔ اور آپ کے سر کی طرف ہٹ گئے اور کہا: (بائے نبی) منہ جھکایا اور آپ کے چہرے کو بوس دیا، پھر کہا: (وائے خلیل) من کو جھکایا اور پیشانی کو بوس دیا اور پھر کہا: (وائے صنی) منہ جھکایا اور پیشانی کو بوس دیا پھر چادر اڑھا کر باہر چلے گئے۔“

طبقات ابن سعد

وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلْمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرَ أَقْبَلَ عَلَى فَرْسٍ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسَّنْعَ حَتَّى نَزَلَ فِدْخُلَ الْمَسْجِدِ، فَلَمْ يَكُلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَتَيَمَ رَسُولُ اللَّهِ، صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ مَسْجِي فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكْبَرَ عَلَيْهِ فَقَبْلَهُ وَبَكَى ثُمَّ قَالَ: بَأْيِي أَنْتَ! وَاللَّهُ لَا يَجْمِعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مُوتَّقِينَ أَبْدًا،
 ”حضرت ابو بکر“ مقام نئے سوار ہو کر آئے۔ جب ان کو خبر ہوئی اور آپ اترے مسجد میں داخل ہوئے اور آپ اس جانب متوجہ نہیں ہوئے یہاں تک کہ آپ حضرت عائشہؓ کے چہرے میں داخل ہوئے۔ پاک پیغمبر اسلام کے جد پاک کو گھر کی ایک جانب رکھا گیا تھا۔ اور ان پر سینی چادر پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے اس کو ایک جانب کی اور جگ کے اور بوس دیا اور پھر بوس دیا اور گریہ کیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ موت وہ جو کسی جا ہجی ہے اس نے ایک مرتبہ ضروری آتا ہے۔“

البخاري

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا الْمُتَّقُ عَنْ
عَقِيلٍ عَنْ أَبْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ
أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَبَاهَا يَسْعَرَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُ أَفْبَلَ عَلَى فَرِيسٍ مِّنْ مَسْكِنِهِ بِالسُّنْجَ
حَتَّى نَزَلَ، فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمْ
النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ، فَتَبَيَّنَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُقْشَى
بِتَوْبَةِ حِبْرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَ
عَلَيْهِ فَقَبْلَةً وَتَحْكَى.

”حضرت ابو بکرؓ مقام سے مواد ہو کر آئے۔ جب ان کو بھر
ہوئی اور آپ اترے مسجد میں داخل ہوئے اور آپ اس جانب
متوجہ نہیں ہوئے یہاں تک آپ حضرت عائشؓ کے حجرے میں
داخل ہوئے۔ پاک پیغمبر اسلام کے جد پاک کوہر کی ایک
جانب رکھا گیا تھا۔ اور ان پر یعنی چادر پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے
اس کو ایک جانب کیا اور جھک گئے اور بوس دیا اور پھر گریہ کیا۔“

حوالہ جات

- (۱) مدارج النبوت عبدالحق محدث دہلوی باب (حضرت عبدالرحمن اور ابو یکر کی اقتداء میں نمازیوں) صفحہ: ۲۵، جلد: ۱۔
- (۲) رسول رحمت مولانا ابوالاکلام آزادیاب تحریک و تکفین اور تدفین صفحہ: ۲۵۹۔
- (۳) رحمة للعللین قاضی محمد سیمان منصور پوری باب آغاز مرض جلد: ۱، صفحہ: ۳۲۷۔
- (۴) فتح الباری شرح البخاری کتاب للغازی (وفات) جلد: ۱۲۔ صفحہ: ۲۹۷۔ مستند احمد بن حنبل صفحہ (جلد)
- (۵) روض الانف صفحہ: ۲۳۲، جلد: ۲۔ باب وفات پیغمبر ﷺ
- (۶) طبقات ابن سعد باب وفات پیغمبر اسلام صفحہ: ۲۶۰، جلد: ۸، صفحہ: ۲۶۰۔
- (۷) سیرت ابن بشام باب وفات پیغمبر ﷺ جلد: ۲، صفحہ: ۲۵۵۔ (بخاری باب الغازی پارہ: ۱۸، جلد: ۱۲، صفحہ: ۳۹۳۔) تاریخ البدایہ والہایہ جلد: ۵، صفحہ: ۲۳۲۔

حضرت عائشہؓ کا پاک نبیؐ پر ندبہ کرنا

رسول رحمت حضرت عائشہؓ کی زار حالی

حضرت عائشہؓ یادوں سے ازدواج مطہرات کے اندوہ و قلق کی کیفیت الفاظ میں نہیں ہے سُکنی۔ حضرت محمودہ کی زبان مبارک صرف خصائص نبوت کی ترجمانی کے لیے وقف تھی۔

① آہ وہ نبی جس نے تمول پر فقیری کو ترجیح دی۔ جس نے تو نگری کو محکرا یا اور مسکینی قبول کی۔

② آہ وہ دین پرور رسول جو امت عاصی کے غم میں پوری ایک رات بھی آرام سے نہ سویا۔

③ آہ وہ صاحب خلق عظیم جو سلسل نفس سے جگ آزمارہ۔

④ آہ وہ رحمۃ للعالمین جس کا باپ فیض فقیروں اور حاجت مندوں کے لیے ہر وقت کھلا رہتا تھا۔ جس کا رحیم دل اور پاک ضمیر دشمنوں کی ایذ ارسانی سے بھی غبار آ لودہ نہ ہوا۔

⑤ آہ وہ نبی جس کے موئی جیسے دانت توڑے لگے مگر اس نے پھر بھی صبر سے کام لیا جس کی نورانی پیشانی کو زخمی کیا گیا ہے مگر اس نے دامنِ عفو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

حوالہ جات

(۱) کتاب رسول رحمت مولانا ابوالکلام آزاد باب غمیز و تکفین اور تدفین صفحہ: ۶۵۹۔

(۲) مدارج النبوت باب دوم آغاز مرض موت جلد: ۲۔ صفحہ: ۲۳۲۔

(۳) رحۃ للعلیین قاضی محمد سلیمان منصور پوری باب آغاز مرض، وفات۔ صفحہ:

بَابٌ چهاردهم

صحابہ رسول اللہ،
از وارج عثمان،
اور صحابیہ کا ماتم

حضرت ابو بکرؓ پر اہل مدینہ کا گریہ

حضرت ابو بکرؓ کا شمار بزرگ صحابہ کرام میں ہوتا تھا اور جب ان پر موت واقع ہوئی تو وہ دوستوں کے علاوہ ملیل شہر سیت گھروں والوں پر سخت صدمہ ہوا تو پھر ان کی محبت اور عقیدت کے علاوہ قومی نقصان توہر کسی کو تھا لہذا اہرآنگھا ان کی جداگانی پر اخبار تھی۔

ربیاض النصرہ

(عن أَسِيدِ بْنِ صَفْوَانَ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا قَبْضَ أَبُو بَكْرَ
فَسَجَى عَلَيْهِ وَارْتَجَتِ الْمَدِينَةُ بِالْبَكَاءِ عَلَيْهِ
كَيْوَمَ قَبْضِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ.) (۱۲۸)

”اسید بن صفوان سے روایت ہے کہ جب ابو بکرؓ کی وفات ہوئی تمام مدینہ نے آہ و بکا کے ساتھ گریہ کیا۔ ایسا جس طرح پاک نبی کریم ﷺ پر آہ و بکا کا گریہ کا طوفان تھا۔“

تاریخ الكامل

فَلَمَّا مَاتَ بَعْثَتْهُ إِلَى عُمَرَ، فَلَمَّا رَأَاهُ بَكَى
حَتَّى سَالَتْ دَمَوعُهُ إِلَى الْأَرْضِ وَجَعَلَ
يَقُولُ: رَحْمَ اللَّهِ أَبَا بَكْرٍ (۳۹۷، ۱)

”جب حضرت ابو بکرؓ کی وفات ہوئی تو حضرت عمرؓ کو خبر ہوئی تو پس کیا تھا کہ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو زمین پر بہہ ٹکلے اور کہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کہ خدا ابو بکر پر حرم کرے۔“

تاریخ خمیس قال ماتوف أبو بکر
وارتجت المدينة بالبكاء عليه دھش کیوم
قبض فیه رسول الله صلی الله علیہ وسلم
”جب ابو بکرؓ کی وفات ہوئی قام مدینے میں آؤ بکاء کے ساتھ
گریہ ہوا۔ اس طرح جس طرح پاک نبی کریمؐ پر آؤ بکاء اور گریہ کا
ہجوم تھا۔“

ابوبکر شخصیت اور عصرہ فبعننا بهما
إلى عمر، فبکی عمر وقال: رحمة الله على أبي
بکر لقد أتعب من بعده تعباً شديداً
”جب حضرت ابو بکرؓ مسجد کی جانب نماز کے لیے نہ نکل سکتے تو
پیغام بھیجا حضرت عمر کی جانب تودہ روپڑے اور کہا اللہ تعالیٰ
ابو بکر پر حرم کرے۔ ان کے بعد ہم سخت مشکلات میں جلا
ہو گئے۔“

حوالہ جات

- (۱) ریاض النصرہ عحب الدین طبری باب وفات ابو بکر صفحہ: ۱۲۸:-
- (۲) تاریخ کامل باب وفات ابو بکر صفحہ: ۳۹۷:- جلد: ۱
- (۳) تاریخ خمیس جلد: ۲، صفحہ: ۲۳۶:-
- (۴) ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ شخصیتہ و عصرہ تأثیف الدكتور علی محمد الصلاہی جلد: ۵، صفحہ: ۱۲۵-۱۳۲۲ھ-۲۰۰۱م)

ازواج اور بنات کا حضرت عثمانؓ پر ماقم

حکومتی مشینزی کی کمزوری اور مسلسل ناکامیوں کی وجہ سے بعض صوبوں میں احسس محرومی بڑھ گیا اور اموی گورنمنٹ مانیوں پر آتی آئے۔ جب قلمحد سے تجاوز کرنے والے تو عوام مصر اس کے ازالہ کے لیے مرکزی حکومت سے شکایت کے لیے پہنچ گئی۔ مرکزی حکومت نے ان کی شکایت کو سن کر بزرگ صحابہ کرام کی مشاورت سے مصر کے گورنر کو تبدیل کر دیا گیا اور وہاں کا نیا گورنر محمد بن ابی بکرؓ کو تعینات کر دیا گیا۔ اس طرح بڑا جگہ اور فساد میں گما۔ عائدین مصر کے نئے گورنر کو لے کر خوشی خوشی واپس پلٹ گئے تو دفعہ اکسی مشیر نے جو اس فیصلے سے متفق نہ تھا ان سے پہلے گورنر کو بحال اور نئے گورنر سیست عائدین مصر کو قتل کرنے کی خیزی پورٹ ارسال کر دی۔ ابھی نئے گورنر کا سفر جاری تھا تو یہ سازش بے نقاب ہو گئی۔ پہنام رسال پکڑا گیا اور خفیہ خط ہاتھ لگ گیا۔ میں پھر کیا تھا مصری عائدین غصہ سے بچ گئے اور واپس مدینہ پلٹ آئے اور انکو اسری کے ساتھ ساتھ اور سازشی کو حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس وقت سازشی کا جان بجا نا مشکل ہو گیا لیکن سارا نزل مرکزی حکومت پر پڑا ابلاشبہ مرکزی حکومت کے سر برہ حضرت عثمانؓ بری الزرم تھے لیکن بر وقت کارروائی نہ ہونے کی بنا پر مصری نے تمام ترمذہ داری مرکزی حکومت پر عائد کر دی۔ ایک مرتبہ پھر مصریوں نے تمام تر سفارتی اقدامات کو بروے کار لائے تاکہ سازشی ٹولہ پر ہاتھ دلا جائے لیکن ناکامی کی بنا پر جناب عثمانؓ غنیؓ جو خلیفہ وقت تھے ان پر چڑھائی کر دی حالانکہ خلیفہ ذاتی حیثیت سے اس سازش میں ملوث نہیں تھے لیکن مصریوں نے خلیفہ وقت کی خاموشی کو بنیاد پر آپ پر حملہ کر دیا۔ جب آپ خلیفہ کو ذخیر کرنا چاہا تو آپ کی بیویاں اور بیٹیاں نے مدافعت کی۔ اس طرح وہ رُخی ہو گئیں۔ جب آپ کو قتل کر دیا گیا۔ اس واقعہ پر بیویاں اور بیٹیاں وہ بھی بے صبر ہو گئیں تو پھر کیا تھا وہ جیھیں

نام و رفع انبیاء ﷺ

کل گئیں اور خود کو پہنچا شروع کیا چونکہ وہ اس عظیم حادثہ کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہ تھیں۔

متن کتب

تاریخ الکاملوأرادوا قطع رأسه فوقعت
نائلة عليه وأم البنین فصحن وضربن
(الوجوه)

”جب حضرت عثمانؓ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا اور قاتلوں نے ان
کے سر قلم کرنا چاہا تو اگلی زوجہ نائلہ اور ام البنین ان پر گر پڑیں
اور جھینیں مار سکیں اور منہ کو پہنچ لیا۔“

تاریخ طبری
و دخل آخرین فلما رأوه مغشیاً عليه
جرّوا برجله؛ فصاحت نائلة و بناته؛ وجاء
التجيبيّ مخترطاً سيفه ليضعه في بطنه،
فوقته نائلة، فقطع يدها، (٤٩٦)

(ترجمہ)

تاریخ البدایہ والنهایہ و ذکر ابن جریر
أنهم أرادوا حز رأسه بعد قتله فصاح
النساء و ضربن وجوههن فيهن أمرأاتاه نائلة
وأم البنين وبناته

”ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ جب قاتلوں نے حضرت عثمانؓ
کے سر قلم کرنے کا ارادہ کیا تو عورتوں نے جنحی و پکار کی اور اپنے من
پیٹے جبکہ منہ پیٹنے والی عورتوں میں وہ حضرت عثمانؓ کی بیویاں
نائلہ اور ام البنین تھیں اور ان کے ساتھ بیٹیاں بھی تھیں۔“

تاریخ الاسلام

ثم صرخت المرأة فلم يسمع صراخها لما في
الدار من الجلبة وجاء من روایة الواقدي :
أن نائلة خرجت وقد شقت جيبيها وهي

تصرخ ومعها سراح

”جب حضرت عثمان کو قل کیا جارہا تھا تو آپ کی زوجہ کی تھیں
نکل گئیں مگر کوئی شخص اس حقیقی کو سننے کے لیے تیار نہ تھا جب کہ مگر
میں بہت شور تھا۔ ایک دوسری روایت میں واقدی کہتا ہے کہ
جب حضرت عثمان کی زوجہ ناکہ مگر سے نکل تو وہ کپڑے پھاڑ رہی
تھی اور بلند آواز کے ساتھ حقیقی رعنی تھی اور اس کے ہاتھ میں
چماغ تھا۔“

حوالہ جات

- (۱) تاریخ کامل ابن اثیر باب خلافت اور شہادت عثمان جلد (۳) صفحہ (۸۹)۔
- (۲) تاریخ طبری ابن جریر طبری باب خلافت، شہادت عثمان جلد: ۳، صفحہ: ۳۲۲۔
- (۳) تاریخ البدایہ والہایہ حافظ ابن کثیر کتاب خلافت و شہادت عثمان غنی ”جلد: ۷، صفحہ: ۱۸۸۔
- (۴) تاریخ اعثم کوفی « فتحہ: ۱۵۹: باب خلافت عثمان غنی »
- (۵) تاریخ السلام ذہبی جلد: ۱ صفحہ: ۳۲۹، ۳۵۳۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا ماتم

حضرت یوسف علیہ السلام کی جداگانہ پر جو غم ان کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام نے کیا تھا اس کی وجہ سے ان کی بیٹائی ختم ہو گئی تھی۔ جب یہ خبر حضرت جبرائیل آئیں نے ان کو جیل میں قیدی کی حیثیت سے سنائی تھی تو اس پر حضرت یوسف کے جذبات بے قابو ہو گئے اور سر کو پیٹ کر فرمایا کہ کاش مجھے ماں نہ جتنی جس کی وجہ سے میرے باپ کو یہ تکلیف اٹھانی پڑے حالانکہ آپ بھی اللہ تعالیٰ کے نبی مقرب تھے اور باپ بھی اللہ تعالیٰ کے مقرب نبیوں میں سے تھے۔ ادھر جناب یوسفؑ کو آپ ہی نے اس کے خواب کی تعبیر سنائی تھی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ برگزیدہ لوگوں میں شمار کرے گا۔ اس طرح آل یعقوب پر ایک مرتبہ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی طرح فضل سے نوازے گا۔ یہ خواب اور اس کی تعبیر سے ثابت تھا کہ حضرت یوسفؑ سے باپ کی ملاقات یقینی ہے لیکن محبت اور جداگانہ میں گریہ شدید کی وجہ آپ بیٹائی سے محروم ہو گئے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ جسمانی محنت بھی قابل ذکر نہیں رہی تھی۔

تفسیر کبیر فخر الدین الرازی

قیل ان جبریل علیہ السلام دخل علی
یوسف علیہ السلام حينما كان في السجن
فقال ان بصر أبیك ذهب من الحزن عليك
فوضع يده على رأسه وقال : ليت أبی لم
تلدني ولم أك حزناً على أبی.

”ایک دن جبریل جناب یوسف علیہ السلام کے پاس جیل میں گئے اور یہ خبر دی کہ آپ کے فم میں آپ کے والد کی بیٹائی ختم

ہو گئی ہے۔ یہ سن، حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنا ہاتھ سر پر مارا اور کہا: کاش میرزاں ماں مجھے نہ بھنی اور میں باپ کے غم کا سبب نہ بنتا۔“

(تفسیر کبیر فخر الدین الرازی سورہ یوسف، جلد: ۹، صفحہ: ۹۸)

حضرت یعقوب نے یوسف کی قصیض کو دیکھ کر بلند آواز سے حقیقتی ماری اور گریہ کیا پھر آنکھوں سے خون بہہ لکلا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد جو دوسری خواتین سے تھیں وہ یوسف کو مقام و مرتبہ کے علاوہ باپ کی زیادہ توجہ کو پسند نہیں کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ یوسف کو قتل کرنے کا منصوبہ تیار کیا اور باپ سے دھوکہ ظاہر کر کے لے جانا چاہا تو آپ نے فرمایا کہ یوسف کو بھیریا کھا جائے گا۔ بالآخر یوسف کے بھائی باپ سے یوسف کو لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔ شام کو جب کھلیں کو در کے والیں آئے تو باپ کو یہ کہہ کر مطمئن کرنے کی کوشش کی کہ یوسف کو بھیریا آٹھا کر لے گیا، البتہ باپ کے لیے محفوظ قصیض چھوڑ گیا۔ جب آپ سے یہ جھوٹا واحد سنایا تو روایت ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھڑیے کے کھا جانے کی خبر سے اگاہ کیا گیا تو آپ نے بلند آواز کے ساتھ حقیقتی ماری اور کہا: یوسف کی قصیض کی کھاں کھاں ہے؟ میں آپ نے یوسف کی قصیض کو چہرے پر ڈالا اور شدید گریہ کیا، یہاں تک کہ آنسو کے خون سے چہرہ رنگیں ہو گیا۔

سورہ یوسف کی آیت: ۱۸

وَجَاءُوكُلٌّ عَلٰى قُبْيَصِهِ بِنَمَرٍ كَلِيبٍ، قَالَ بُلْ سُؤْلَتٍ
لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا، فَصَدَرْتُ بِحَمِيلٍ، وَلِلَّهِ الْمُسْتَعَانُ

علیٰ مَا تَصْفُونَ ⑪ (یوسف)

”اور وہ اس کی قصیض پر جھوٹا خون (بھی) لگا کر لے آئے۔

(یعقوب علیہ السلام نے) کہا: (حقیقت یہ نہیں ہے) بلکہ تمہارے (حاصل) نفسوں نے ایک (بہت بڑا) کام تمہارے

لئے آسان اور خوشنگوار بنادیا (جو تم نے کر دیا)۔ پس (اس حادثہ پر) صبری بہتر ہے، اور اللہ تعالیٰ سے مدعا جاتا ہوں اس پر جو کچھ تم بیان کر رہے ہو۔“

تفسیر الزمخشری - سورہ یوسف آیت: ۱۸

وروی أنَّ يعقوبَ لَمْ سُمِعْ بِخَبْرِ يُوسُفَ
صَاحِبِ الْأَعْلَى صَوْتِهِ وَقَالَ: أَيْنَ الْقَمِيصُ؟
فَأَخْذَهُ وَأَلْقَاهُ عَلَى وَجْهِهِ وَبِكَىْ حَقَّ

خضب وجهه بدم

”روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھڑیے کے کماجائے کی خبر سے آگاہ کیا گیا تو آپ نے بلند آواز کے ساتھ حقیقت ماری اور کہا کہ یوسف کی قمیص کہاں ہے؟ پس آپ نے یوسف کی قمیص کو چہرے پر دیا اور شدید گری کیا، یہاں تک کہ آنسوؤں کے خون سے چہرہ رنگین ہو گیا۔“

متن روایات کتب اہلی سنت

تفسیر البیضاوی

روی : أنه لما سمع بخبر يوسف صاحب وسائل
عن قميصه فأخذته وألقاه على وجهه

وبكى حقي خصب وجهه بدم القميص

”روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کے بھڑیے کے کماجائے کی خبر سے آگاہ کیا گیا تو آپ نے بلند آواز کے ساتھ حقیقت ماری اور کہا کہ

یوسف کی قمیص کہاں ہے؟ پس آپ نے یوسف کی قمیص کو
چہرے پرڈا اور شدید گریہ کیا، یہاں تک کہ قمیص کے خون سے
چہرہ رنگین ہو گیا۔“

روح للعنان الوسى

وفي رواية أنه أخذ القميص وألقاه على
وجهه وبكى حتى خضب وجهه بدم
القميص كذا
ترجمة (البيضاوي)

حوالہ کتب

- (۱) تفسیر کشاف زمخشری سورہ یوسف آیت: ۱۸، صفحہ: ۱۵۳، جلد: ۳۔
- (۲) تفسیر البيضاوى آیت: ۱۸، صفحہ: ۱۳۷، جلد: ۳۔
- (۳) تفسیر روح للعنان الوسى سورہ یوسف آیت: ۱۸، جلد: ۸، صفحہ: ۳۶۱۔

حضرت عمرؓ سخت گیر انسان تھے۔ وہ کسی عمل کو شریعت کے خلاف ہونے پر برداشت نہیں کرتے تھے، البتہ وہ کام جو شریعت نے جائز قرار دے رکھتے تھے جس کو وہ درست سمجھتے تھے خود بھی سرانجام دیتے تھے اور دوسروں کو بھی کوئی پاپنڈی عائد نہیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب نعمان بن مقرن کی موت کی خبر آپ کو سنائی گئی تو آپ اپنے جذبات پر قابو نہ پا سکے اور فرط محبت سے پرہاتھر کھا اور جھینیں نکل گئیں بعض غم اور محبت اسی بھی ہوتی ہیں جس پر قدرت حاصل ہونے کے باوجود بھی قابو میں رہا نہیں جا سکتا۔ ابو عثمان روایت کرتے ہیں: میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ جب ان کے پاس نعمان بن مقرن کی موت کی خبر آئی تو وہ سر پرہاتھر کھا کر چیخے

حوالہ متن

شرح ابن بطال، کنز العمال
وقال أبو عثمان: ورأيت عمر بن الخطاب
ما جاءه نعي النعمان بن مقرن وضع يده
على رأسه وجعل يبكي

”ابو عثمان روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ جب ان کے پاس نعمان بن مقرن کی موت کی خبر آئی انہوں نے سر پرہاتھر کھا اور چیخئے۔“

(۲) سیرت ابن حبان

فما فعل النعمان ابن مقرن ؟ قال :
استشهد يا أمير المؤمنين فبكى عمر ثم قال :

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 يَرْحَمُ اللَّهُ النَّعْمَانَ - ثَلَاثَةٌ ثُمَّ قَالَ: مَهَا قَالَ:
 لَا وَالَّذِي أَكْرَمَكَ بِالْخَلَافَةِ وَسَاقَهَا إِلَيْكَ !
 مَا قُتِلَ بَعْدَ النَّعْمَانَ أَحَدٌ نَعْرَفَهُ فَبَكَى عُمَرُ
 بِسَكَاءَ شَدِيدًا .

”جب آپ کو نعمان بن مقرن کی شہادت کی خبر سنائی گئی تو پھر
 آپ نے اس پر گریہ کیا اور تمیں مرتبہ کہا کہ نعمان پر اللہ تعالیٰ حم
 کرے۔ دوسری روایت کے مطابق آپ نے نعمان کی جدائی پر
 شدید گریہ کیا۔“

حوالہ جات

- (۱) شرح ابن بطال کتاب للیت جلد: ۵، صفحہ: ۳۱۲۔
- (۲) کتاب عقد الفرید جلد: ۲، صفحہ: ۵: مولف شہاب الدین مالکی۔
- (۳) کتاب کنز العمال علی بن حسام الدین متنقی هندی جلد: ۲، صفحہ: ۱۱۶: کتاب
الموت۔
- (۴) سیرت محمد ابن حبان بن احمد تبعی باب خلافت، عمال حضرت عمر جلد: ۱،
صفحہ: ۳۷۶۔

حضرت عمرؓ پر جنات کا ماتم

ریاض النصرہ

وعن المطلب بن زياد قال: رثت الجن عمر
فكان فيما قالوا: ستبيكين نساء الجن ...
تبكين منتخبات وتخمسن وجوهاً ...
كالدنانير النقيات ويلبس ثياب السود ...
بعد القصصيات جلد(۱) صفحه(۱۹۸) ذكر

رثاء الجن لحمز
”مطلب بن زياد کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ فوت ہوئے تو
جنوں نے ان کا مرثیہ کیا۔ اے عمر جنات کی عورتیں آپ پر بلند
آواز سے رو رہی ہیں۔ جس طرح سفید دیناروں کی طرح اپنے
چہرے کو پیٹھ رہی ہیں۔ انہوں نے اس مصیبت پر سیاہ لباس
پہن لیے ہیں۔“

حضرت خالد بن ولید پرسات دن تک ماتم

حضرت خالد بن ولید اور ان کے باپ کی جب وفات ہوئی تو ان کے خاندان کے لوگوں نے ان کی جداگانہ ماتم کیا اور جناب عمرؓ نے نہیں روکا، بلکہ اس پر حوصلہ افزائی کی۔ اس حد تک روتا اور ماتم داری کرتا جائز ہے جس کی شریعت نے اجازت دے رکھی ہے۔ عبداللہ بن عکرمہ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر تجویز کی نوح خوانی سے منع کرنے کی نسبت حضرت عمرؓ کی طرف دیتے ہیں۔ حالانکہ جب خالد بن ولید کی وفات ہوئی تب بھی بغیرہ کی عورتوں نے مکا اور مدینہ میں ماتم (۷) روز تک ماتم کیا اور انہوں نے اپنے گریبان چاک ہے اور چہرے پیٹے، نذر اور نیاز بھی تقسیم ہوئی۔ اس نوح خوانی اور ماتم کرنے پر حضرت عمرؓ نے منع نہیں کیا۔ حضرت عمرؓ معاشرے کی اصلاح و احوال کے بعض کام جس کو وہ غیر ضروری سمجھتے تھے ورنے کا حکم کرتے تھے لیکن جہاں وہ درست قرار دیتے تھے اس کو سماں رکھتے تھے۔ اس جملہ اعتدال کا راستہ اختصار کرتے تھے۔

قۇنۇن

- حضرت عمر شریعت کے معاملہ میں بڑے حساس اور جابر تھے۔ جب کوئی ایسا کام دیکھتے تو شریعت کے خلاف ہوتا تو اس کو پہلے زبان پھر درے سے نوازتے۔
 - خالد کے ماتم پر حضرت عمر کا خواتین کو نہ رونکا اس سے استدلال یہ کیا کہ حضرت عمر بھی اس کو جائز عمل سمجھتے تھے۔
 - خالد کے موت پر سات روز تک گریہ ہوا، اور خواتین نے چھروں کو بینا اور گریبان چاک کیے۔

عن عبد الله بن عكرمة قال : عجبا

لقول الناس إن عمر بن الخطاب نهى عن النوح لقد بكى على خالد بن الوليد بمكة والمدينة نساء بني المغيرة سبعاً يشتفن الجبوب ويضرن الوجوه وأطعموا الطعام تلك الأيام حتى مضت ما ينهاهن عمر (ابن سعد) بباب الموت النياهر (جلد 15) صفحه (1130)

”عبدالله بن عكرمہ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر تجویز کرنے کو خوانی سے منع کرنے کی نسبت حضرت عمرؓ کی طرف دیتے ہیں، حالانکہ جب خالد بن ولید کی وفات ہوئی تب بنت مغیرہ کی عورتوں نے مکہ اور مدینہ میں سات (7) روز تک امامت کیا اور انہوں نے اپنے گریان چاک کیے اور چہرے پیٹھے۔ نذر اور نیاز بھی تقسیم ہوئی اس نوحہ خوانی اور ماتم کرنے پر حضرت عمرؓ نے منع شہیں کیا۔“

مدارج النبوت

حضرت عمرؓ حضرت خالدؓ کے جنازے پر آئے جب حضرت عمرؓ وہاں پہنچ گئے تو دیکھا کہ ان کے گھر بنت مغیرہ کی عورتوں میں اور حضرت خالد بن ولید پر روری ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: کوئی مضاف تقدیم ہے ان پر کوہ حضرت خالد پر روریں

طبقات ابن سعد بباب ولید بن ولید جلد: 133، صفحہ: ۳

قال: أخبرنا محمد بن عمر قال: حدثني
يحيى بن المنذر من ولد أبي دجانة قال:
قالت أم سلمة بنت أبي أمية: جزعت حين
مات الوليد بن الوليد جزاها لم أجزعه على
ميت فقلت لأبكيين عليه بكاء تحدث

بہ نساء الأوس والخزرج، وقلت غریب
توفی فی بلاد غربة، فاستأذنت رسول الله،
صلی اللہ علیہ وسلم، فأذن لی فی البکاء،
فصنعت طعاماً وجمعت النساء، فكان ما
ظهر من بکانہا

”ام سلمہ بنت ابی امیرہ روایت کرتی ہیں کہ جب خالد بن ولید
موت ہوا، اس پر جو گریہ ہوا اس کے علاوہ کسی دوسرے پر ایسا
نہیں کیا گیا۔ میں نے مجھی گریہ کرتے وقت وہی کچھ کہا جو اس
اور خزرج کی عورتیں کہتی تھیں۔ اور میں نے کہا: اے غریب! جو تو
اجنبی شہر میں موت ہوا ہے۔ میں نے پاک نبی کریمؐ سے رونے کی
اجازت چاہی تو آپ نے مجھے آہ و بکاہ کی اجازت دے رکھی تھی
اور جو خواتین اس ماتم داری میں شریک تھیں ان کے کھانے کا بھی
اهتمام کیا گیا تھا۔“

استیعاب، کنز العمال، صحیح البخاری، عمدة البخاری شرح
صحیح البخاری

وروی یحییٰ بن سعید القطان عن سفیان
عن حبیب بن ابی ثابت عن ابی واائل، قال:
بلغ عمر بن الخطاب أَنْ نَسْوَةً مِّنْ نَسَاءِ بَنِي
المغيرة اجتمعنْ فِي دَارِ يَبِي كِنْ عَلَى خَالِد
بن الولید، فقال عمر: وَمَا عَلَيْهِنَّ أَنْ
يَبِي كِنْ أَبَا سَلِيمَانَ مَا لَمْ يَكُنْ نَقْعُ أو
لَقْلَقَةً.

وذكر محمد بن سلام قال: لم تبق امرأة من

**بُنِيَتْ بَلْقَاصُ لِبْنِي أَلْمَغِيرَةِ إِلَّا وَضَعَتْ لِمَتْهَا عَلَى قَبْرِ خَالِدٍ
بْنِ الْوَلِيدِ، يَقُولُ: حَلَقَتْ رَأْسَهَا.**

”ابی والل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب کو یہ خبر دی
گئی کہ بن مغیرہ کی خواتین ایک گھر میں جمع ہیں اور خالد بن ولید پر
گریہ و ماتم کر رہی ہیں۔ جناب عزز نے کہا: ان کو بالسلمان پر
گریہ کرنے سے نہ روکیں جب تک سر پر منی نہ ڈالیں اور بلند
آواز سے آہ و یکاہ (غیر فطری عمل نہ کریں) چونکہ یہ مضر نہیں
ہے (جایلیت والا عمل نہ کرائیں)۔ جناب محمد بن سلام کہتے کہ بنی
مغیرہ کے تمام خواتین خالد بن ولید کی قبر پر سر کے بال تراشے
اور (ماتم کیا)۔“

جَمِيعُ الزَّوَّالِ
وعن أم سلمة أنها قالت : يا رسول الله إن
نساء بني مخزوم قد أقْنَنْ مأتهمهن على
الوليد بن الوليد بن المغيرة فأذن لها فقالت
وهي تبكيه : أَبْكِي الوليد بن [الوليد بن]
المغيرة . . . أَبْكِي الوليد بن الوليد أخا
العشيرة .

”حضرت ام سلمہ ام المؤمنین فرماتی ہیں: میں نے کہا: یا رسول
الله می خزروم کی خواتین ولید بن ولید بن المغیرہ پر ماتم کے
لیے سو گواری پر جمع ہیں۔ پس اجازت دی اور وہ کہتی ہیں کہ
خواتین ولید ابن ولید پر گریہ کیا تو میں نے ولید بن ولید پر ان کی
برادری کے ساتھ گریہ کیا۔“

عمدة القارى شرح صحيح البخارى

عن محمد بن سلام قال لم تبق امرأة من نساء بني المغيرة إلا وضعت ملتها على قبر خالد أى حلق رأسها وشققن الجيوب ولطمnen الخدود وأطعمن الطعام ما نهاهن عمر.

”محمد بن سلام سے روایت ہے کہ بني المغيرة کی تمام خواتین نے جب خالد کو قبر میں رکھا تو انہوں نے سر کے بال کاٹئے، کپڑے چھائیے اور رخسار پیٹھے اور ان کو کھانا کھلایا لیکن حضرت عمرؓ نے ان کو نہیں روکا۔“

حوالہ جات

- (۱) كنز العمال باب للوت النبا جلد: ۱۵، صفحه: ۱۱۳۰۔
- (۲) مدارج التبوّت جلد: ۲، صفحه: ۹۳۰، باب (حضرت خالد بن ولید)۔
- (۳) طبقات ابن سعد جلد: ۳، صفحه: ۱۲۳۔
- (۴) استيعاب فن معرفة الاصحاح ابن عبد البر باب ولید بن ولید جلد: ۱ صفحه: ۱۲۸۔
- (۵) بجمع الزوائد صفحه: ۱۰۳، جلد: ۳، باب للبيت فيه ايقال في البيت بما فيه۔
- (۶) عمدة القارى شرح صحيح البخارى باب الجنائزه ما يكره من النية للبيت جلد: ۱۲، صفحه: ۳۰۹۔
- (۷) سنن البيهقي كتاب الجنائزه صفحه: ۱۹۳، جلد: ۲، عمدة القارى جلد: ۱۲، صفحه: ۳۰۷۔

امام احمد بن حنبل پر ماتم

امام احمد بن حنبل کا اہلی سنت کے ہاں بلند مقام اور مرتبہ ہے۔ وہ محدث کے علاوہ فقہ کے امام بھی تھے اور ان کا شمار چار مذاہب کے ائمہ میں سے ہے۔ ان کی خدمات اسلام کے لیے نمایاں ہیں، یہاں تک کہ انہوں نے بہا احادیث کا خزانہ بھی جمع کیا تھا، آج ان کے مقلدین کی عرب دیلم میں کثیر تعداد پائی جاتی ہے۔ ان کو یہ سعادت بھی حاصل تھی کہ ہر کتب فکر کے لوگ اور علماء ان سے استفادہ کرتے تھے اور ان کی علمی شخصیت سے متاثر تھے لہذا ان کی علمی خدمات سے امت مسلمہ کو بہت فائدہ ہوا تھا۔

یہ من اتفاق کے علاوہ حسن اخلاق بھی ہے کہ ان سے جو لوگ علمی استفادہ کرتے تھے ان کے جنازہ میں شریک ہونے تھے اور اپنے اپنے طریقہ کار کے مطابق انہوں نے عمل کیا۔ جنازہ پڑھا یہاں تک کہ مسلمان علماء کے ساتھ المل یہود، نصاری، اور مجوہی بھی جنازہ میں موجود تھے۔ امام احمد بن حنبل کے غم اور جدائی میں ماتم اور نوح کا اہتمام کیا تھا، تاکہ ایک عظیم عالم کی وفات پر ان کی تعزیت اور غم میں شرکت ہو سکے۔

تاریخ بغداد

وسمعت الورکانی يقول يوم مات احمد بن
حنبل وقع الماتم والنوح في أربعة أصناف
من الناس المسلمين واليهود والنصارى
والمجوس جلد(۲) صفحه(۳۲۲) بباب احمد بن محمد بن حنبل
”جب امام احمد بن حنبل قوت ہوئے تو چار مکاتب فکر الال
اسلام، یہود، نصاری اور مجوہی نے ان پر ماتم اور نوح کیا تھا۔“

حکمہ بنت جحش کا شوہر کی شہادت پر چھینیں مار کر رونا
حضرت حمدہ باشی خاتون تھیں۔ غزوہ احمد میں پاک نبی کریمؐ کے خاندان کو کسی

بہت مصائب اٹھانے پڑے ان میں حسن بنت جمیلی تھی۔ جس کا ایک بھائی، ماموں اور شوہر شہید ہوئے۔ آپ صبر اور ضبط کا ایک پہاڑ تھیں ہر شہید کی خبر پر کلمہ استرجاء پڑتی جاتی تھیں، لیکن ایک مرحلہ آیا جہاں عقل جواب دے گئی اور شوہر کی شہادت پر صبر اور ضبط کا چیانہ لبریز ہو گیا اور جنہیں مار کر پاک نبی کریم کی موجودگی میں روشن اشروع کیا۔ آپ (پیغمبر اسلام) نے اس کے اس عمل کو یوں تعبیر کیا کہ عورت کا بھی ایک دل اور صبر ہے۔ اس سے آگے جب اس کے مصائب بڑھ جائیں تو پھر صبر اور ہوش میں ہوتا مشکل ہو جاتا ہے شدید صدمہ میں صبر نہیں ہوتا۔

قانون اور حکمِ استنباط

● حسنہ ایک صابر اور ضبط کرنے والی خاتون تھی۔

● بھائی اور ماموں کی شہادت پر اللہ تعالیٰ کی رضا پر صبر کیا اور آنسو نہ بھائے۔

● حسنہ نے جس وقت اپنے شوہر مصعب بن عمير کی خبر شہادت سنی تو پاک نبی کی موجودگی میں ڈھاڑیں اور جنہیں مار کر گری کیا۔

● پاک نبی کریم نے اس گریہ کو سماعت کیا اور اس کو بے صبری قرار نہیں دیا۔

● پاک نبی کریم نے گریہ اور آدوب کا وکشوہر کی انتہائی محبت کا مقام دیا

● اگر یہ گریہ تھی دیکار شریعت میں معنوں ہوتی تو آپ اس خاتون کو روک لیتے۔

● اگر گریہ جائز نہ ہوتا تو آپ اس کے عمل کے بعد اس کو ایسا کرنے کی آئندہ تنبیہ کرتے۔

● آپ نے حسنہ کے اس فعل پر تعریف کی۔

● تقریر نبی شریعت میں مجت ہے، لمداح حسنہ کا فعل شریعت میں جائز تھا۔

سیرت ابن بشام، تاریخ طبری، تاریخ کامل، تاریخ البدایہ والنایہ، الروض الانف، السیرۃ النبویۃ تأثیف الدكتور: علی محمد

محمد الصلاوی

قال ابنُ إسْحَاقَ : ثُمَّ انْصَرَفَ رَسُولُ

اَمْ اَرَانُكُمْ لِنَبِيٍّ

اللَّهُوَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا إِلَى الْمَدِينَةِ
، فَلَقِيَتْهُ حَمْرَةٌ بَنْتُ جَحْشٍ ، كَمَا ذُكِرَ لِي ،
فَلَمَّا لَقِيَتِ النَّاسَ نُعِيَ إِلَيْهَا أَخْوَهَا عَبْدُ
اللَّهِبْنِ جَحْشٍ ، فَاسْتَرْجَعَتْ وَاسْتَغْفَرَتْ لَهُ
ثُمَّ نُعِيَ لَهَا خَالَهَا حَمْرَةُ بَنْ عَبْدِ الْمُظْلِبِ
فَاسْتَرْجَعَتْ وَاسْتَغْفَرَتْ لَهُ ثُمَّ نُعِيَ لَهَا
زَوْجَهَا مُضْعِبُ بَنْ عَمِيرٍ ، فَصَاحَتْ
وَوَلَوْلَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ إِنَّ رَفِيقَ الْمُرْزَأَ مِنْهَا لَمْ يُمْكَانِ لِمَا رَأَى
مِنْ تَبَيْنَهَا عِنْدَ أَخِيهَا وَخَالَهَا ، وَصَيَّا حَمْرَةً
عَلَى زَوْجِهَا.

”ایں احق کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ مدینہ کی طرف واپس ہوئے تو آپ سے حسنہ بنت جمشلی لوگوں نے انہیں ان کے بھائی عبد اللہ کی خبر مرگ سنائی تو انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور دعائے مغفرت کی۔ اس کے بعد انہیں ان کے ماں و مادر حمزة کی خبر سنائی گئی تو بھی انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر دعائے مغفرت کی۔ پھر ان کے شوہر مصعب بن عمير کی وفات کی خبر ملی تو رونا چیننا شروع کیا۔ اس پر رسول اللہ نے فرمایا: عورت کے نزدیک شوہر کا دراصل مقام ہوتا ہے کیونکہ حسنہ بھائی اور ماں و مادر کی خبر پر ضبط کر گئیں، مگر شوہر کی موت پر چیخ انہیں۔“

سنن ابن ماجہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ
مُحَمَّدٍ الْقَرْوَى حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ جَحْشٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمْنَةَ بْنِتِ جَحْشٍ أَنَّهُ قِيلَ لَهَا قُتِلَ أَخُوهُ. فَقَالَتْ رَحْمَةُ اللَّهِ وَإِنَّا يَلْهُ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ. قَالُوا قُتِلَ زَوْجُكِ. قَالَتْ وَاحْزَنَاهُ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِلرَّزْفَجِ مِنَ الْمَرْأَةِ لَشُعْبَةَ مَا هُنَّ لِيَشْنَىءُ

”حمسہ بنت جحش کو لوگوں نے ان کے بھائی عبداللہ کی خبر مرگ سنائی تو انا اللہ و انا الیہ راجعون پڑھا اور دعاۓ مغفرت کی (اس کے بعد اصحاب ان کے ماموں حمزہ کی خبر سنائی گئی تو بھی تو انا اللہ و انا الیہ راجعون پڑھ کر دعاۓ مغفرت کی) پھر ان کے شوہر مصعب بن عمير کی شہادت کی خبر ملی تو رونا چیخنا شروع کیا۔ اس پر رسول اللہ نے فرمایا: حورت کے نزدیک شوہر کا دراصل مقام ہوتا ہے۔“

حوالہ جات

- (۱) سیرت ابن شام بباب (غزوہ احد) جلد: ۳، صفحہ: ۹۸۔
- (۲) تاریخ طبری بباب غزوہ احد جلد: ۱، صفحہ: ۳۸۱۔
- (۳) تاریخ الكامل بباب غزوہ احد صفحہ: ۲۹۸، جلد: ۱۔
- (۴) تاریخ البدایہ والہایہ بباب غزوہ احد الصلوۃ حمزہ جلد: ۳، صفحہ: ۳۲۔
- (۵) سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز بباب: ۵۳ باب مَا جَاءَ فِي الْبَكَاءِ عَلَى النَّبِيِّ: ۶۔
- (۶) سنن البیہقی کتاب الجنائز جلد: ۳، صفحہ: ۳۸۲۔
- (۷) الروض الانف غزوہ احد جلد: ۲، صفحہ: ۲۸۵۔
- (۸) السیرۃ النبویۃ تألیف الدكتور: علی محمد محمد الصلاہی بباب غزوہ احد جلد: ۳، صفحہ: ۱۹۳۔

باپ پانزدهم

سیدہ زینت بنت فاطمہ زینب افضل فاطمہ
سرزمین کر بلایا
ب اور مام

کوفہ کے سلماںون نے امام عالیٰ مقام سے استدعا کی تھی کہ ہماری دینی را ہنسائی کے لیے کوفہ تشریف لا سکتے تاکہ ہم دینی معاملات میں آپ سے استفادہ کر سکیں، جب کہ ملک شام میں حکومت بدل چکی۔ امام علیہ السلام کے پاس کثرت سے خطوط اور وفول چکے تھے۔ آپ نے لوگوں کی اس استدعا کے مطابق اپنے سفیر حضرت امیر مسلمؓ کو ارسال کر دیا تھا کہ وہ جائزہ لے کر رپورٹ کریں ابتدائی رپورٹ تسلی بخش تھی اور حضرت امیر مسلمؓ نے حالات کی نشاندہی شیک کی تھی، لیکن اس اثناء میں حکومت شام نے اپنے نئے گورنر این زیاد کا تقرر کر دیا جو اپنے سخت گیر اور خالم ہونے میں شہرت رکھتا تھا۔ امام عالیٰ مقام کے برک کر کے کوفہ کی جانب روانہ ہو چکے تھے مگر تازہ خبر اور حالات سے باخبری کے عالم میں دو (۲) محرم کو مقام کر بلا پہنچ گئے اور آپؐ کے قافلے کا استقبال جzel جڑنے کیا تھا اور کوفہ کی جانب داخل ہونے سے روک دیا تھا۔ بالآخر امام عالیٰ مقام کو صورت کی آگاہی اور سفیر امیر مسلمؓ کی شہادت سے تمام حالات کا تکمیلی علم ہو گیا تھا اور نانا کی وہ پیشیں گوئی یاد آگئی اور وقت شہادت اور مقام شہادت کی سر زمین پیکی ہے جہاں ریت خون حسکن سے رنگیں ہو گی۔

تمثیل اور جوازیت ماتم

حضرت سارہ زوجہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب فرشتوں کا کلام اور یہ خوش خبری سنی کہ وہ بچہ جننے والی ہے وہ ازروئے تعجب و حیرت سے کہنے لگی: یہ کیسے ممکن ہے؟ کہ ایک بوزہ گی عورت جب کہ یا اسر ہو چکی ہے تو پھر ایک بچہ جننے گی، چونکہ یہ ایک امر توقع میں نہیں تھا لہذا مقام حیرت سے کہنے لگی: جسے حافظ این کشیر نے بیان کیا ہے۔

تفسیر ابن کثیر

وقوله: [فَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ فِي صَرَّةٍ] أَيْ: فِي

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صرخة عظيمة ورنة، قاله ابن عباس،
ومجاهد، وعكرمة، وأبو صالح، والضحاك،
وزيد بن أسلم والفورى والسدى وهى
قوها: [يَا وَيْلَتَا] [فَصَرَّخَتْ وَجْهُهَا] أي:
ضربت بيدها على جبينها، قاله مجاهد وابن
سابط. وقال ابن عباس: لطمته، أي تعجبها
كما تتعجب النساء من الأمر الغريب،
[وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ] أي: كيف ألل وأنا
عجز [عقيم]، وقد كنت في حال الصبا
عقيما لا أحبل؟

[فَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ فِي صَرَّةٍ] صرة كامطلب ایک
بری تھی وپکار کرنا۔ [فَصَرَّخَتْ وَجْهُهَا] اور اپنے منہ پر دو
مہنگا رکار ایسی عجیب و غریب خبر کوں کر حیرت کے ساتھ کہنے
لگیں کہ جوانی میں تو میں بانجھ رہی۔ اب میاں ہیوی دونوں
پورے بڑھے ہو گئے تو مجھے حمل نہیں ہے گا اس ساحب مفسر
نے لفظ صرة کا معنی بری تھی وپکار لیا ہے اور لفظ فصخت کا
ضرربت اور ابن عباس کے مطابق لطمته منہ پر تھیز کے
لیے ہے۔

سیدہ زینب سلام اللہ علیہ اور خاندان کی دوسری خواتین کو اس حدیث استحدادی
سے توقع نہیں تھی کہ وہ کرب و بلا کے مقام پر آ کر پاک نبی اکرمؐ کی اولاد پر یہ عظیم ظلم
ڈھائیں گے، لہذا ہر لمحہ اور ہر مقام ان کے لیے مقام حیرت اور کرب تھا۔ اس پر وہ سنت
حضرت سارہ کی طرح اپنے جذبات پر قابو نہ رکھتے ہوئے اپنے منہ اور جسم کو قشیں یہ دیے
ہی ہے کہ جب انسان جب اپنے ہوش و اہواں کو پیشے تو پھر ایسا ممکن ہے جو سیدہ زینب

ہاجم و رفوج انبیٰ

علیہ السلام سے بھی سرز منین کر بلائیں ہوئے تھے۔ چونکہ وہ اس اجنبی سرز من پر امت کی مہماں تھے۔ امت مسلمہ ان کی میزبان تھی۔

ممااثک

- حضرت سارہ نبی ابراہیم کی زوجہ اور ایک نبی اسماعیل کی ماں ہے۔ حضرت زینب پاک نبی کی بیٹی (نوای) ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت فاطمہ زہراء سلام علیہما کی بیٹی اور امام حسن اور امام حسین سلام علیہما السلام کی بیٹن ہے۔

- حضرت سارہ دین ابراہیم کی مفسرہ ہیں اور حضرت زینب دین پیغمبر اسلام کی مفسرہ ہیں۔

- حضرت بی بی سارہ عالیہ، حافظہ اور مصوم نبیوں کی زوجہ اور ماں ہیں اور حضرت بی بی زینب عالیہ، حافظہ اور مصوم نبی کریم، فاطمہ زہراء، علی مرتفعی کرم اللہ وجہہ کی بیٹن ہیں۔

- بیٹی کی پیدائش خوش خبری تھی لیکن عمر جیرانی کی بنا پر حیرت تھی لہذا حضرت بی بی سارہ نے خود کو پیٹ لیا سیدہ زینب تو لمحہ بلوحہ موت کو تریب سے ملاحظہ کر رہی تھی جب بھائی اور اولاد کے ساتھ جانثروں کی شہادت تھیں ہو گئی تو خود کو قابو میں نہ رکھ سکی تو مند اور جسم کو پیٹ لیا۔

تمثیل

سیدہ زینب اور اہل بیت اطہار کی دیگر خواتین عاشورے قبل اور افواج کی مذہبیز سے یہ جان پچکی تھیں جنگ تھیں ہے۔ دشمن اسلام تھی جنگ کے لیے فیصلہ کر چکا ہے۔ ہر طرف خوف عنی خوف ہے۔ آئندہ کے لیے لسلیں ختم ہونے والی ہیں اور فاطمہ زہراء کی بہو دیپیاں قیدی بن جانے والی ہیں تو اس خوف سے خود پر قابو میں نہ رکھ کر مند اور جسم کو پیٹ لیا تھا۔ ان کے مقابل پاک نبی کریمؐ کی ازواج کی صورت مختلف تھی لیکن پاک نبی کی رحلت ان کی برداشت سے باہر تھی لہذا خود کو قابو میں نہ رکھتے ہوئے چہرے اور سینہ کو

پیش لیا گیا تھا

قانون

● انسان جب ہوش و ہواس کھو جائے تو قانون قدرت کے قلم کی سے تبدیلی آ جاتی ہے۔

● قانون اختیاری صورت میں حرکت میں آتا ہے۔ اضطراری صورت میں اختیار سلب ہو جاتا ہے۔

● خوف اور جبر قانون کی زبان سے حفظ ہے۔ اس پر کوئی فیصلہ مرتب نہیں ہوتا۔
● حضرت بی بی سارہ اور پاک نبی کرمؐ کی ازواج دین کی مفسرہ اور امت کے لیے
نمونہ ہیں۔ ان سے بے دین عمل ہونا ممکن نہیں، لہذا خود کو بے قابو ہو کر پیٹ لینا
مقام اضطرار بھی تھا اور عمل جائز بھی تھا اور صحابہ کرام بھی پاک نبیؐ کی رحلت کو
برداشت نہ کر سکے۔ وہ بھی اس موقع پر ہوش و ہواس کو پیشے تھے۔ اس طرح کربلا
میں سیدہ فاطمہ زہراؑ کی بہو و بیٹیاں بھی دین سے باخبر تھیں لیکن مقام خوف اور
اضطرار تھا جہاں عمل ناپسندیدہ بھی رخصت اور مباح کے تابع ہو جاتا ہے۔

متن روایات

تاریخ طبری، تاریخ کامل، تاریخ البدایہ والہایہ

قال: ثم إن عمر بن سعد نادى: يا خيل
الله اركبي وأبشرى. فركب في الناس، ثم
زحف نحوهم بعد صلاة العصر، وحسين
جالس أمام بيته محبباً بسيفة، إذ خفق
برأسه على ركبتيه وسمعت أخته زينب
الصيحة فدنت من أخيها، فقالت: يا أخي،
أما تسمع الأصوات قد اقتربت! قال: فرفع

لهم اور تعالیٰ انتی

الحسین رأسه فقال: إني رأيت رسول الله
صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فقال لی: إنك
تروح إلينا، فلطمته أخته وجهها

”ابن سعد نے آواز بلند کی اور کہا: افواج خدا سوار ہو جاؤ اور
خوش ہو جاؤ تماز عصر کے بعد اپنے لوگوں کو لے کر سوار ہو اور ان
لوگوں پر چڑھائی کرو۔ اس وقت امام حسین علیہ السلام اپنے
خیلے کے سامنے اس طرح بیٹھے ہوئے تھے کہ دونوں گھنٹے بلند
تھے اور تکوار پر تیک لگائے ہوئے تھے۔ آپ نے گھنٹوں پر سر
بر کھو دیا۔ امام عالی مقام کی بیکن (زینب) نے جب گھوڑوں کے
ٹاپوں کے شور کی آواز سنی تو بھائی کے پاس آئیں اور عرض
کیا: بھائی چھم آپ نے قریب سے آوازیں سنی امام نے زانو
سے سر اٹھایا اور کہا: میں نے جناب (نما رسول اللہ) کو خواب
میں دیکھا ہے کہ مجھے فرماتے ہیں: تم ہمارے پاس جلد آ جاؤ
گے۔ بیکن نے جب یہ سناتو منہ پیٹ لیا۔“

حوالہ جات

- (۱) تاریخ طبری سن اکستھہ ۲۱ بھری واقعہ کریلا صفحہ: ۲۶، جلد: ۵۔
- (۲) تاریخ الکامل۔ من اکستھہ ۲۱ بھری واقعہ کریلا صفحہ: ۱۳۸، جلد: ۳۔
- (۳) تاریخ البدایہ والہایہ سن اکستھہ ۲۱ بھری واقعہ کریلا جلد: ۸، ص: ۱۷۶۔

سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کا مقام

کربلا کی دھرتی پر ماہ محرم کے آغاز سے روز بروز افواج کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ ایک وقت آیا کہ افواج اور ان کے گھوڑے حسین خیبوں تک پہنچ گے اور گھوڑوں کے ناپوں کی آوازیں پردوہ نشین خواتین تک آئیں مظرا ایسا تھا کہ ہر جانب مٹی اور ریت کے غبار نے گھیر لیا تو پھر پردوہ نشین خواتین کا خم اور اخطراب بڑھ گیا اور جنپ و پکار کی آوازیں آسمان کی جانب بڑھنے لگیں۔

كتب متن

تاریخ طبری، تاریخ کامل، تاریخ البدایہ والنایہ، تاریخ یعقوبی

قالت: بائی أنت وأیي يا أبا عبد الله!

استقتلت نفسي فداك؛ فرد غصته،

وترقرقت عيناه، وقال: لو ترك القطا ليلاً

لนาม؛ قالت: يا ويلتي، أفتغضب نفسك

اغتصاباً، فذلك أفرح لقلبي، وأشد على

نفسی! ولطم وجهها، وأهوت إلى جيبها

وشقتها، وخرت مغشياً عليها، فقام إليها

الحسين فصب على وجهها الماء بقدرتة

"بہن زینب نے کہا: (بھائی امام علی مقام امام حسین) یا

عبدالله امیر سے مال بآپ آپ پر قربان ہوں تم نے قتل ہونا گوارہ

کر لیا۔ یہ سن کر آپ نے طیحا کو سنجالا اور آنکھوں میں آنسو پھر

لائے اور کہا: موت نے چین سے نہ بیٹھنے دیا کہا: ہائے بھائی! کیا

آپ کو مجبور کر کے قتل کریں گے اس سے تو میرا دل گھڑے ہوا
جاتا ہے۔ اور میرے دل میں سخت قلق گز رہا ہے۔ یہ کہہ کر منہ کو
پیٹا۔ گریان کو چاک کیا اور غش کھا کر گر پڑیں۔ اور آپ کھڑے
ہو کر ان کے پاس جا کر ان کے چہرے پر پانی چھڑ کا۔“

تاریخ یعقوبی

ففهمت ما قال: وعرفت ما أراد، وخفقني
عترى، ورددت دمعى، وعرفت أن البلاء
قد نزل بنا، فأما عمي زينب، فإنها لما
سمعت ما سمعت، والنساء من شأنهن
الرقه والجزع، لم تملك إن وثبت تحرثوبها
حاسرة، وهي تقول: ووا نكلاه! ليت
الموت أعدمني الحياة اليوم! ماتت فاطمة
وعلي والحسن بن علي أخي، فنظر إليها فردد
غضته، ثم قال: يا أختي اتقى الله، فإن
الموت نازل لا محالة! فلطم وجهها،
وشقت جيبيها، وخرت مغشياً عليها،
وصاحت: وأويلاه! ووانكلاه! فتقدم
إليها، فصب على وجهها الماء،
خلاصه کلام وترجمہ تاریخ طبری ایضا۔

كتب حوالہ جات الہلی سنت

- (۱) تاریخ طبری سن اکستہ ۲۱ بھری واقعہ کربلا صفحہ: ۲۷۰، جلد: ۵۔
- (۲) تاریخ الكامل۔ سن اکستہ ۲۱ بھری واقعہ کربلا صفحہ: ۱۲۹، جلد: ۳۔
- (۳) تاریخ البدایہ والنہایہ سن اکستہ ۲۱) بھری واقعہ کربلا جلد (۸) صفحہ: ۱۶۶۔
- (۴) تاریخ یعقوبی جلد: ۲، واقعات کربلا۔ صفحہ: ۲۲۳ باب مقتل الحسين بن علي۔

پیغمبرؐ کی بیٹیوں کا لاشہ حسینؑ پر ماتم

کربلا کی زمین جب امام حسین علیہ السلام اور ان کی اولاد اور صحابہ کرام کے خون سے رنگیں ہو گئی تو افواج یزید نے دو دن این زیاد کے جواب کے انتظار میں قیام کیا۔ جب کارروائی کھل ہوئی تو پیغمبرؐ کی اولاد، بیوی، بیٹیاں سمیت قیدی بنالیے گے۔ عمر بن سعد نے روائی کے وقت ان قیدیوں کو مقتل گاہ سے گذارا، تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ یزید کی افواج نے کیا کیا کرتا ہے کیے ہیں۔ جب یہ قافلہ مقتل گاہ سے گزر رہا تھا ان کی نظریں عربیان لاشوں پر پڑیں۔ تو صبر کا پیٹا شیر یزد ہو گیا تو پھر منہ اور سر پیٹ لیے اور کہا اے نانا جان! یہ آپؐ کی امت کی کارناٹے ہیں۔ آپؐ کا پیٹا گرم ریت پر حالت عربیانی میں پڑا ہے اور جسم سلامت نہیں ہے اور آپؐ کے بیٹے اور بیٹیاں امت کے ہاتھوں قیدی ہیں۔ یہ ہمارا حال ہے۔ اے نانا جان! ہم قیدی آپؐ کو کربلا کے حال کی خبر دیتے جا رہے ہیں، اور منزل نامعلوم ہے۔

تاریخ الكامل، تاریخ طبری، تاریخ البدایہ والہایہ
، فأقام عمر بعد قتلہ يومین ثم ارتحل إلى
الكوفة وحمل معه بنات الحسين وأخواته
ومن كان معه من الصبيان، وعلي بن
الحسين مريض، فاجتازوا بهم على الحسين
وأصحابه صرعى، فصاح النعاء ولطم
خدودهن، وصاحت زينب أخته: يا محمداه
صلى عليك ملائكة السماء! هذا الحسين
بالعراء، مرمل بالدماء، مقطع الأعضاء،

مام اور اعلیٰ انبیاء

وبناتک سبایا، وذریتك مقتلة تسفی علیها
الصبا فابکت کل عدو و صدیق

”امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد عمر بن سعد نے دو دن کر بلا میں قیام کیا اور پھر کوفہ کی جانب کوچ کیا۔ اس کے ساتھ امام پاک کی بنات اور بہنوں کے علاوہ بچے ساتھ تھے۔ آپ کے صاحبزادے علی بن حسین بیمار تھے۔ جب انہوں نے امام حسین اور ان کے صحابہ کے لاشوں سے گزر کیا تو خواتین نے جھینک مارکیں اور انہوں نے اپنے رخسار پیٹھے۔ تو جناب زینبؓ آپؓ کی بہن نے جیختے ہوئے کہا: واه محمد اہ ملائکہ نے آپؓ پر صلوٽ پڑھی، جب کہ یہ حسین ہے اب ان کی لاش عربیان پڑی ہے۔ ان کے خون سے ریت رکھیں ہے، اعضاء منقطع ہیں، اے پیغمبرؓ آپؓ کی پیشیاں قیدی ہیں۔ اور اولاد قتل ہو چکی ہے۔ بربریت کی انتہاء ہو گئی ہے۔ اس فریاد پر دوست اور دشمن سب نے گری کیا۔“

تاریخ طبری

قال أبو مخنف: فحدثني أبو زهير العبسي، عن قرة بن قيس التميمي، قال: نظرت إلى تلك النسوة لما مررن بحسين وأهله وولده صحن ولطم وجوههن. قال: فاعترضتهن على فرس، فما رأيت منظراً من نسوة قط كان أحسن من منظر رأيته منها ذلك اليوم، والله هلن أحسن من مها يبرين. قال: فما نسيت من الأشياء لا أنس قول زينب

ابنة فاطمة حين مرت بأخيها الحسين
صريعاً وهي تقول: يا محمداه، يا محمداه
صل عليك ملائكة السماء، هذا الحسين
بالعراء، مرمل بالدماء، مقطع الأعضاء، يا
محمداء وبناتك سبايا، وذرتك مقتلة،
تسفي عليها الصبا. قال: فأبكيت والله كل
عدو وصديق؟

نوٹ: ترجمہ اور خلاصہ تاریخ کامل میں تحریر ہوا ہے۔

حوالہ جات کتب اہل سنت

- (۱) تاریخ طبری واقعات اکستہ ۲۱ ہجری صفحہ: ۲۸۷، جلد: ۵۔
- (۲) تاریخ الكامل ابن اثیر واقعات اکستہ ۲۱ ہجری صفحہ: ۳۲، جلد: ۳۔
- (۳) تاریخ البدایہ والہایہ حافظ ابن کثیر صفحہ: ۹۳، ۱۹۶۸، جلد: ۸۔

قال ولما بلغ اهل المدينة مقتل الحسين
بصکی علیہ نساء بنی هاشم
”جب مدینہ میں امام عالی مقام کی قتل کی خبر پہنچی تو مستورات بنی
هاشم نے اس پر گریہ کیا۔“

بنو امیہ کی خواتین کا دمشق میں امام عالی مقام کا نوح خوانی اور ماتم کرنا
شام کی عوام کے سامنے یہ مسئلہ رکھا گیا تھا کہ عرب میں چند قبائل ایسے ہیں کہ جو
دمشق کی حکومت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں، لہذا وہ حکومت عمل داری کو قبول نہیں کر
سکتے تو اب ضروری ہو گیا ہے کہ ان کو بااغی قردادے کر ان کے خلاف سخت ایکشن یا
جائے اور عرب میں جو بھی دمشق کے حکومت کے خلاف میل آنکھ اٹھا کر دیکھتا تھا ان کو
نشان عبرت بنادیا جاتا تھا

شام کی حکومت کو کوفہ کے لوگوں کے خلاف شکایت اور ناراضی
کوفہ کے لوگوں سے حکومت کو یہ شکایت تھی کہ وہ دمشق کی حکومت کو تسلیم کرنے کے
لیے تیار نہیں تھے۔ اس کی وجہ بھی عیاں تھی۔ معاہدہ امیر شام اور امام حسن علیہ السلام میں
ایک نقطہ یہ بھی تھا کہ امیر شام کی وفات کے بعد عوام جسے چاہیں گے اپنا امیر حکومت بنا
لیں گے۔ اس کا علم شام کے لوگوں کو تھا اور اس کے خلاف عرب کی سرزی میں پر زعمل کے
بارے میں بھی شام کے سیاست دانوں کو علم تھا۔ الغرض بغاوت عام ہو گئی تو مدینہ میں امام
حسن علیہ السلام انکار کرنے والوں سے حکومت میں پیش پیش تھے ایک وقت آیا کہ کربلا
کی زمین خون سے رنگیں ہو گئی تھیں۔ عبد اللہ بن زیاد کی سر بر جی میں پیغمبر اسلام کی بہو،
بیٹیاں اور بچوں کا قیدی بنا کر قافلہ حسین کو حضرت امام زین العابدین کی قیادت میں دمشق
کی جانب روانہ کیا گیا تھا۔

شام میں جشن

شام میں ایک جشن کا سام تھا اور ہر ایک کو کھلے عام اجازت دے رکھی تھی کہ

حکومت کی شان اور کار کر دی اپنی آنکھوں سے دیکھئے کہ جو بھی حکومت دشمن سے گمراۓ گا ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔ حکومت کے خلاف ہر قسم کی بغوات کو کچل ڈالا ہے لہذا قیدیوں کو دارالحکومت میں سرے بازار دیکھا جائے۔

شام میں معصوم خواتین کو دھوکا

عرب کی خواتین کو اقتدار حکومت سے دور اور حساس معاملات سے بے خبر رکھا جاتا تھا کہ کون کیا ہے اور کیا کرتا ہے؟ اس لحاظ سے شام کی خواتین کو کیا معلوم کر باغی لوگ کون ہیں؟ جن کا آج دارالحکومت میں پتھروں اور نفرتوں سے استقبال کیا جائے گا۔ جب پوشیدہ راز خطبات ابن حسین اور سیدہ زینب، سیدہ ام کلثوم علیہم السلام سے کھل گئے۔ امام عالی مقام کے بیٹے اور بہنوں نے ہزاروں افراد کو دارالحکومت میں نمائش کرتے وقت جب یہ تعارف کرایا کہ ہم اولادِ مصطفیٰ علی اور فاطمہ علیہم السلام سے ہیں۔ تو پھر کیا تھا دشادشاہ شام سے اپنے اور پرانے سب حیران اور پریشان ہو گئے۔ بجائے امیر شام سے اس واقعہ کی بنابر صحبت اور شاباش دینے کے فخرت اور نارضی کرنے لگے۔

شام کی خواتین کو پاک نبی کریم ﷺ کے گھرانے سے جو محبت تھی اس کا اظہار اور افسوس کرنے لگیں۔

شام کی خواتین پر جب یہ راز کھل گیا کہ یہ قیدی باغی نہیں بلکہ پاک نبی کریمؐ کی اولاد ہیں تو پھر کیا تھا ان کی ملاقات اور محبت کا تاثبا نہ گیا، افسوس اور غم امام عالی مقام کا سیدہ زینب، سیدہ ام کلثوم سے کرنے لگیں اور ایک سال بندھ گیا کہ شہر شام میں اُموی خاندان کی خواتین سمیت ہر جانب آہ و بکاء کے ساتھ نوحہ پڑھتی ہو یہی خیبر کی بیانیوں کے ساتھ ماتم داری میں شامل ہو گئیں۔

متن کتب

تاریخ البدایہ والنہایہ (۸۱) ۱۹۵

ثم امر یزید النعمان بن بشیر اَن يبعث

أَمْ أَهُوْ لِعَاجِ أَتْشِي ﴿٤﴾
 معهم إلى المدينة رجلاً أميناً معه رجال
 وخيل ويكون على بن الحسين معهن ثم
 أنزل النساء عند حرمه في دار الخلافة
 فاستقبلهن نساء آل معاوية يبكين وينحن
 على الحسين ثم أقمن المناحة ثلاثة أيام

”يزيد نے نعیان بن بشیر کو حکم دیا کہ تمہاری قیادت میں ان
 سب کو مدینہ سورہ لے جائی جائے۔ ان کے ساتھ ایک امین شخص
 اور سواریاں بھی ساتھ ارسال کی جائیں۔ البتہ ان کے پچ
 خواتین اور علی بن الحسین بھی ان کے ساتھ ہوں۔ اس کے بعد
 ان کو دارالحکومت میں محفوظ جگہ میں رکھا جائے۔“

بنی اموی کی عورتیں ان کے پاس آئیں اور انہوں نے ان خواتین سے مل کو امام
 حسین پر گریہ اور نوحہ خوانی کی اور تین دن تک ماتم داری کرتی رہیں۔ اور پھر یہ قافلہ مدینہ
 کے لیے روانہ ہو گیا۔

تاریخ طبری

ثُمَّ أَخْرَجُنْ فَأَدْخُلُنْ دَارَ يَزِيدَ بْنَ مَعَاوِيَةَ،
 فَلَمْ تَبِقْ امْرَأَةٌ مِّنْ آلِ يَزِيدٍ إِلَّا أَتَتْهُنَّ،
 وَأَقْمَنَ الْمَأْتِمَ،

”جب سب لوگ نکلے اور یزید بن معاویہ کے گھر میں گئے تو
 آل یزید میں سے کوئی عورت ایسی نہ ہوگی جو حسین کے لیے روتی
 ہوئی اور نوحہ داری کرتی ہوئی ان کے پاس نہ آئی۔ غرض سب
 نے صفر ماتم وہاں بچھائی۔“

تاریخ کامل

ثُمَّ أَخْرَجُنْ وَأَدْخُلُنْ دَورَ يَزِيدٍ، فَلَمْ تَبِقْ

امرأة من آل يزيد إلا أتمن وأقمن المأتم
”جب سب لوگ لکلے اور یزید بن معاویہ کے گھر میں گئے تو
آل یزید میں سے کوئی عورت ایسی نہ ہو گی جو حسین کے لیے روتی
ہوئی اور نوحہ وزاری کرتی ہوئی ان کے پاس نہ آئی ہو، الغرض
سب نے صفائحہ وہاں بچھائی۔“

حوالہ جات

- (۱) تاریخ البدایہ والنایہ: ۱۹۵، ۸۔ ۵۔
- (۲) طبری جلد: ۵، صفحہ: ۲۹۱۔ مترجم صفحہ: ۳۰۸۔
- (۳) تاریخ الكامل جلد: ۲، صفحہ: ۱۸۰ واقعات اکٹھہ ہجری۔

بنوہاشم کا امام حسین پر گریہ اور ماتم امویوں کی خوشیاں

پاک نبی اکرم کا خاندان جب مدینہ سے مکہ کی جانب روانہ ہوا تھا تو قافلہ بچوں اور خواتین سے علاوہ مردوں کے ایک جم غیر پر مشتمل تھا۔ چند ماہ مکہ کے قیام کے بعد امام حسین علیہ السلام کی قیادت میں جو قافلہ مدینہ سے چلا تھا یہ قافلہ خالصتاً باشی خاندان کے افراد پر مشتمل تھا۔ یہ قافلہ مکہ سے حج کا احرام اٹا کر کوفہ کی جانب اس نیت سے روانہ ہوا تاکہ اسن کی یہ جگہ خون و خرابہ سے نفع جائے اور پاک نبیؐ کے دین کی تبلیغ بہتر طور پر ہو سکے اور جہاں کہیں رخنے پیدا ہو چکا ہے اسے دور کیا جاسکے۔ مکہ سے خالی ہاتھ، کم سواریوں اور سامان خوردنوں کی تقلیت کے ساتھ روانہ گئی ہوئی تھی۔ اس امید کے ساتھ کہ کوفہ میں یہ پریشانیاں ختم ہو جائیں گی۔ لیکن اللہ کے ہاں قضاقدار میں جو لکھا جا چکا تھا اور جس کی پیشکوئی پاک نبیؐ کریمؐ کر چکے تھے ویسا ہی امر واقع ہو نہ تھا۔ ایک وقت آیا کہ کربلا میں اللہ تعالیٰ کے دین کو جلال گی اور وہ تازہ رزق سے تو انہی لینے لگی، لیکن مصطفیٰ اور مرتضیٰ کا خاندان و شمن کے نیزوں کی خوراک بن گیا۔ اختتام روز عاشورہ اس قافلہ کا کوئی جوان مرد باقی نہ تھا، بجز ایک بیمار، چند خواتین اور چند بچوں کے ایک ضعیف قافلہ جن کی حالت دیکھنے کے لائق نہ تھی۔ سفر جاری رہا۔ بیزید کادر بار، اجنیوں کا ہجوم مگر نبیؐ کا کلمہ پڑھنے کا دعویٰ کرنے والے ہر طرح سے تحفظ اور قیدیوں کو دیکھ دیکھ کر سر در ہو رہے تھے۔ انعام و اکرام کے لیے ایک سے ایک بڑھ کرلاف زنی کرتا اور اپنی بھادری پر تقدیر کاتے ہوئے انعام اور اکرام کا مستحق تھہرا تھا۔ طرفہ تماشہ کہ منہ سے کلمہ توحید و رسالت بھی جاری تھا اور ناطق قرآن، وارت توحید و رسالت کی توہین پر جشن بھی منایا جا رہا تھا۔ الخرض مردوں کی ایک غالب تعداد پر مشتمل جو قافلہ مدینہ سے روانہ ہوا تھا کچھ عرصہ بعد بے سرو سامانی کی حالت میں خواتین کی اکثریت پر مشتمل مدینہ واپس پہنچا۔ جس کے استقبال کے لیے شہر

اہم اور انعام اشییں

مدینہ کو خوب سچ دفع سے آ راست کیا گیا تھا۔ ہر طرف مشق کے فائدے نے پاکار کروائی تاکہ ہر انسان اس کی کامیابی کو اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کرے۔ دوسری جانب بنو ہاشم کے چند افراد جو کسی وجہ سے اس قائلہ میں شامل نہ ہو سکے تھے اور مدینہ میں تھی رہ جانے کی وجہ سے موت کے منہ میں جانے سے بچ رہے یا یوں کہیے کہ کربلا کی زمین کی خوراک نہ بن پائے وہ قائلہ کا استقبال ماتم اور نوح خوانی سے کر رہے تھے۔ ایک طرف وادی حسینا! وادی محمد اکے نام سے گریہ اور نوحہ کیا جا رہا تھا اور دوسری جانب حکومتی کارندے شہر مدینہ میں قلعہ کی خوشیاں منار ہے تھے۔

متن عبارات

تاریخ البدایہ والہایہ حافظ ابن کثیر

ثم كتب ابن زياد إلى عمرو بن سعيد أمير
الحرمين يبشره بمقتل الحسين فأمر مناديا
فنادى بذلك فلما سمع نساء بني هاشم
ارتقت أصواتهن بالبكاء والتروح فجعل
عمرو بن سعيد يقول هذا بكاء النساء
عثمان بن عفان.

”ابن زیاد نے امام مظلوم کی شہادت کی خبر خادم الحرین عمر بن سعید کو پہنچی۔ اس نے منادی کو حکم دیا کہ اس خوشخبری کے ساتھ مدینہ میں ندادے۔ جب یہ خبر مستورات ہنی حاشم نے سن تو انہوں نے آجتاب پر بلند آواز سے نوحہ گریہ کیا۔ جب خادم الحرین اموی گورنر نے خاندان نبوی کی مستورات کا گریہ سن تو کہنے لگا: یہ گریہ اور وہاں ہے اس کے بعد میں اس گریہ اور وہنے کا جس رو تھلی عثمان ہوئے تھے۔“

تاريخ طبرى

قال هشام: حدثني عوانة بن الحكم،
 قال: لما قتل عبيد الله بن زياد الحسين بن
 علي وجيء برأسه إليه، دعا عبد الملك بن
 أبي الحارث السلمي فقال: انطلق حتى تقدم
 المدينة على عمرو بن سعيد بن العاص
 فبشره بقتل الحسين وكان عمرو بن سعيد
 بن العاص أمير المدينة يومئذ قال: فذهب
 ليقتل له، فزجره وكان عبيد الله لا يصطلي
 بناره فقال: انطلق حتى تأتي المدينة، ولا
 يسبقك الخبر، وأعطيه دنانير، وقال: لا
 تقتل، وإن قامت بك راحلتك فاشتر
 راحلة، قال عبد الملك: فقدمت المدينة،
 فلقيني رجل من قريش، فقال: ما الخبر؟
 قلت: الخبر عند الأمير، فقال: إنما الله وإنما
 إليه راجعونا قتل الحسين بن علي؛
 فدخلت على عمرو بن سعيد فقال: ما
 وراءك؟ قلت: ما سر الأمير، قتل الحسين
 بن علي؛ فقال: ناد بقتله، فناديت بقتله،
 فلم أسمع والله واعيةً قط مثل واعية نساء
 بني هاشم في دورهن على الحسين، فقال
 عمرو بن سعيد وضحك:

عجت نساء بني زيد عجّة ... كعجّيغ نسوتنا غدة الأرب

والأرب: وقعةٌ كانت لبني زيد على بني زيد من بني الحارث بن كعب، من رهط عبد المدان، وهذا البيت لعمرو بن معد يكرب، ثم قال عمرو: هذه واعية بواعية عثمان بن عفان، ثم صعد المنبر فأعلم الناس قتله

(مترجم طبری سید حیدر علی طباطبائی)

”اہن زیاد نے جب امام حسین کو قتل کیا اور ان کا سر اس کے پاس آیا تو عبد الملک سلطنت کو بلا کر حکم دیا کہ خود مدینہ جا اور عمرو بن سعید کو قتل حسین کی خوش خبری سن۔ اس زمانے میں عمرو بن سعید امیر مدینہ تھا عبد الملک نے اس حکم کو ثالثاً چاہا مگر اہن زیاد تو تاک پر کھسی نہ پہنچنے دیتا تھا۔ اسے جھڑک دیا اور کہا: ابھی جاؤ اور مدینہ تک خود کو پہنچا اور دیکھ جھسے پیشتر خبر وہاں نہ پہنچ پائے اور پکھ دینا رہی اس کو عطا کیے اور تاکید کی سستی نہ کرنا۔ اگر تیرنا تقد راستے میں رہ جائے تو دوسرا سواری خرید لیما۔ عبد الملک جب مدینہ میں پہنچا تو قریش میں سے ایک شخص اس کو ملا۔ پوچھنے لگا: ما الجبر؟ اس نے جواب دیا کہ خبر امیر سے کہنے کی ہے۔ یہ سن کر قریشی نے کہا: قتل الحسین انا اللہ وانا الیه راجعون۔ عبد الملک جب عمرو بن سعید کے پاس آیا دیکھتے ہی اس سے پوچھا وہاں کی کیا خبر لا یا ہے؟ اس نے کہا: آپ کو خوش ہونے کی خبر ہے۔ اور کہا: قتل حسین بن علی عبد الملک نے کہا: اس خبر کی منادی کر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
دوے۔ جب یہ خبر زنان بنی حاشم نے سن لی اور وہ اپنے اپنے
گھروں میں نوحہ و ماتم قتل حسین پر ایسا کیا تھا۔ میں نے کہی نہیں
ستاخا اس پر عمرو بن سعید نے فس کر کہا اور یہ شعر پڑھ۔

”یعنی ہماری عورتیں جنگ ارباب میں جس طرح روتی پہنچیں حصیں
آخر اس طرح عبدالمدان والے بنی زار کی عورتیں بھی روکیں اور
شیش۔“

عمرو بن سعید نے یہ شعر پڑھ کر کہا جو عثمان بن عفان کے قتل پر
فریاد و زاری ہوئی تھی یہ فوہد اور ماتم اسی کے بدله میں ہے۔ اس
کے بعد عمرو بن سعید منبر پر گیا اور لوگوں کو قتل حسین کی خبر بیان
کی۔“

حوالہ جات کتب اہلی سنت

- (۱) تاریخ البدایہ والہایہ سن اکسٹھ ۲۱ ہجری کیجے واقعات صفحہ: ۱۹۶، جلد: ۸۔
- (۲) تاریخ طبری سن اکسٹھ ۲۱ ہجری کیجے واقعات مترجم صفحہ: ۳۱۲، صفحہ: ۵)،
تاریخ کامل جلد: ۲ صفحہ: ۱۸۱۔

مدینہ میں ام سلمہ زوجہ پیغمبر کا ماتم

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ پاک نبی کریمؐ کے حرم میں بڑھا پے کی عمر میں آئی تھی، لیکن ایک طویل عمر پائی اور اکٹھ (۶۱) بھری تک زندہ رہیں۔ آپ (نبی کریمؐ) کو بالوی علم تھا کہ واقعہ کر بلکہ محترمہ زندہ ہوں گی لہذا اکثر بلا کے تبرکات کا آپ کو محفوظ بنایا گیا تھا۔ مورخین نے کربلا کی شہادتوں کا مکمل نقشہ پیش کیا ہے۔ جو آپ نبی کو جریئل نے دیکھایا تھا۔ اس کی ایک نشانی کربلا کی میٹی تھی جو باوقت شہادت یہ میٹی خون بن گئی۔ جب یہ واقعہ ہوا تو آپ اس کو برداشت نہ کر سکی اور بلند آواز کے ساتھ حقیقت مار کر گری کیا۔

کتب متن

تاریخ یعقوبی، تاریخ احمدی

وكان أول صارخة صرخت في المدينة أم سلمة زوج رسول الله، كان دفع إليها قارورة فيها تربة، وقال لها: إن جبريل أعلمني أن أمري تقتل الحسين وأعطيها هذه التربية، وقال لي: إذا صارت دما عبيطا فاعلمي أن الحسين قد قتل، وكانت عندها، فلما حضر ذلك الوقت جعلت تنظر إلى القارورة في كل ساعة، فلما رأتها قد صارت دما صاحت: وا حسيناها! وابن رسول الله! وتصارخت النساء من كل

ناحیہ، حتی ارتفعت المدینۃ بالرجمۃ التي ما سمع بمثلها قط

”تاریخ ابن داشع کے مطابق امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت پر مدینہ میں سب سے پہلے حضرت ام سلمہ نے فوج و بکا، کیا تھا، کیوں کہ رسول مقبول نے ان کو شیشہ پراز خاک کر بلادے کر فرمایا تھا کہ جس وقت یہ مٹی خون تازہ ہو جائے تو بکھ لینا کہ حسین شہید ہو گئے ہیں چنانچہ جب یہ مٹی خون ہو گئی تو حضرت ام سلمہ نے واحسیناہ کی صدابندگی اور ان کے واویلان کو مردینہ کی خواتین نے ایسا کہرام برپا کیا تھا جو اس سے قبل کبھی نہیں سنایا تھا۔“

تاریخ البیدیہ والنہایہ ابن کثیر، تاریخ دمشق

وقال محمد بن سعد أخبرنا محمد بن عبد الله الأنصاري أثبأنا قرة بن خالد أخبرني عامر بن عبد الواحد عن شهر بن حوشب قال إنا لعند أم سلمة زوج النبي ص فسمعنا صارخة فأقبلت حتى انتهت إلى أم سلمة فقالت قتل الحسين فقالت قد فعلوها ملاً الله قبورهم أو بيوتهم عليهم ناراً ووقعت مغشياً عليها وقمنا.

”راوی کہتا ہے کہ ہم امام الموئین جناب ام سلمہ کے پاس موجود تھے۔ ہم نے ان سے ایک چیز سنی۔ جب ان کے پاس گئے تو آپ نے کہا: امام حسین کو قتل کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے قاتلوں کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھردے اور پھر آپ بے ہوش ہو گئیں اور ہم انہیں کھڑے چلے گئے۔“

حوالہ جات

- (۱) تاریخ یعقوبی باب سن ۱۲۱ اکٹھے هجری واقعہ کربلا صفحہ: ۲۷۲، جلد: ۲،
تاریخ احدی صفحہ: ۲۹۵ واقعہ کربلا کا سلسلہ
- (۳) تاریخ البدایہ والہایہ واقعات کربلا اکٹھہ هجری: ۲۱، جلد: ۸، صفحہ: ۱۳۰۔
- (۴) تاریخ دمشق باب امام ہسین صفحہ (جلد: ۱۲)۔
- (۵) تاریخ الخلفاء میسوطی صفحہ: ۸۵ مترجم صفحہ: ۳۰۳۔

باب شانزدہم

امام الانیاء عاشورہ کے دن کربلا میں موجود تھے

آپ کا

کو اور میش بارک می سے اپنی تھی

کربلا کے واقعات نبی کریمؐ کی زبان اطہر اور عاشورہ کے دن آپؐ کی موجودگی سے ہیں۔ ان واقعہ کی تفصیلات نبی کریمؐ سے صحابہ کرام اور اہلی بیت اطہار کی زبان مبارک سے جو بیان ہوئے ہیں ان کا خلاصہ یوں ہے: حضرت امام عالی مقام کی پیدائش کے وقت ایک جانب نبی ہاشم اور جناب ابوطالبؑ کے گھر میں خوشیاں اور جشن تھا۔ اور دوسری جانب نبی کریمؐ کا اضطراب اور غم تھا۔ جناب سیدۃ آج خوش تھی کہ والد صاحب مجھے اپنے بیٹے حسینؑ کی پیدائش پر مبارک باد دیں گے، لیکن شوی قسمت نبی کریمؐ فاطمہ سیدۃ کے گھر تو آئے گرغم اور حزن کے ساتھ تشریف لائے، جب بات آگے بڑھی تو آپؐ (نبی کریمؐ) نے فرمایا: بیٹی ایک جانب جبرئیلؑ امین نے خوشخبری سے آگاہ کیا تھا اور دوسری جانب واقعہ کربلا کا نقشہ سامنے پیش کر دیا تو پھر کیا ممکن ہو سکتا تھا؟ آپؐ نے جب تمام واقعہ سیدہ اور بنو ہاشم کے سامنے رکھا تو پھر کیا تھا ہر طرف حزن اور پریشانی کا عالم تھا۔

امام عالی مقام کی پیدائش کے وقت جبرئیلؑ کربلا سے متین لائے تھے۔ آپؐ پیغمبرؐ نے اس متین کی حفاظت اپنی زوجہ ام سلمہؓ کو بنایا تھا جو نکلہ یہ خیر اور عمل علم و حی اور امت کے لیے علم غیب سے تھی کہ از واج میں ام المومنین حضرت ام سلمہؓ لمبی عمر پانے والوں میں سے ہوگی۔ لہذا کربلا کی تمام روادا اور نشانیوں کا فریضہ اور ذمے داری اس محترمہ کوسونپی اور فرمایا: جب تک متین کی شکل و صورت اصلی ہے جب حسینؑ باقی اور زندہ ہے۔ جب یہ متین خون بن جائے تو جان لینا کہ میرا بیٹا حسینؑ عراق میں شہر کوفہ کے اطراف اور دریاے فرات کے کنارے شہید ہو گیا ہے۔

عاشورہ کا دن تھا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کو دن کے وقت حالت نیند میں پاک نبی کریمؐ کی زیارت ہوئی آپؐ گوختہ حال پایا۔ سر اور ریش

نام اور لفظ الحنفی

مبارک مٹی سے آئی ہوئی تھی۔ اور پریشانی اور غم سے شدید رہا حال تھا۔ جب آپ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ! یہ کیا حال ہے؟ ارشاد ہوا کہ مٹی کر بلا میں حسین اور ان کی اہل و عیال کے علاوہ اصحاب حسین کی شہادت کا گواہ ہوں اور تمام مظہر شہادت آنکھوں سے ملاحظہ کیا ہے۔ اور ان کے خون کے قطرات مٹی اور ریت سے صاف کر کے چن چن کر شیشی میں سو کر تھام رکھا ہے، لہذا وجہ پریشانی عیاں ہے۔ اس واقعہ کے بعد جب مدینہ منورہ میں شہادت حسین کی خبر آئی تو وہ وقت اور تاریخ دعیٰ تھی جو خواب میں پاک نبی کریم نے بیان فرمائی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں۔ میں نے خواب میں ایک دن دوپھر کے وقت رسول اللہ گودی کھا کر آپؐ کی پرائندہ اور غبار آلوہ صورت تھی (بال کھلے مٹی سے آلوہ تھے اور ریش مبارک پر خاک تھی) آپؐ کے ہاتھ میں ایک خون کی شیشی ہے۔ میں نے کہا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں یہ کیا ماجرہ ہے؟ فرمایا: یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں آج پورا دن وہاں موجود تھا۔ ان قطرات کو اکھنا کرتا رہا ہوں۔ عمار کہتے ہیں: (ابن عباس) کہتے ہیں: میں نے اس وقت کو یاد رکھا کہ حسین اس دن اور اسی وقت شہید ہوئے۔

جناب ام سلمہؓ پاک نبی اکرمؐ سے روایت بیان کرتی ہیں۔ کہ آپؐ نے جناب ام سلمہؓ کو امام حسین علیہ السلام کی وہ مٹی دے رکھی تھی جو جبرئیل امین نے کر بلا سے لا کر پاک نبیؐ کے حوالے کی تھی اور آپؐ نے وہ مٹی جناب ام سلمہؓ کو دے کر کہا کہ جب یہ مٹی خون بن جائے تو سمجھ لینا کہ حسینؑ شہید ہو گئے ہیں۔ میں نے یہ مٹی شیشی میں ڈان ر حفاظت میں رکھی۔ جب امام حسینؑ کا قتل کیا گیا تو یہ مٹی خون بن گی اور پھر میں سمجھ گئی حسینؑ شہید ہو گئے ہیں۔

حضرت ابن عباس کا خواب پاک نبی کریم کا اضطراب

اور

کربلا کے واقعہ میں عین گواہ ہونا

متن روایات

البدايه والهایه، مشکوحة شریف، ترمذی، تاریخ الکامل، تاریخ دمشق، صواعق حرقہ، تاریخ الخلفاء سیوطی
وقال الامام احمد حدثنا عبد الرحمن
وعفان ثنا حماد بن سلمة عن عمار بن أبي
عمار عن ابن عباس قال رأیت رسول الله
ص فی المنام نصف النهار أشعثت أغير معه
قارورة فيها دم فقلت بأبي وأمى يا رسول
الله ما هذا قال هذا دم الحسين وأصحابه
لم أزل ألتقطه منذ اليوم قال عمار
فأحصينا ذلك اليوم فوجدناه قد قتل في
ذلك اليوم تفرد به أحمد واسناده قوى

”ابن عباس“ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں ایک دن
دوپہر کے وقت رسول اللہ کو دیکھا کہ آپ کی پرائگندہ اور غبار
آلودہ صورت تھی۔ (بال کھلے مٹی سے آلودہ تھے اور ریش

ام اور انفع انبیاء ﷺ

مبارک پر خاک تھی) آپ کے باخث میں ایک خون کی شیشی ہے۔
میں نے کہا: میرے ماں پاپ آپ پر قربان ہوں؟ یہ کیا ماجرا
ہے؟ فرمایا: یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں آج
پورا دن وہاں موجود تھا۔ ان قطرات کو اکٹھا کرتا رہا ہوں۔ عمر
کہتے ہیں: (ابن عباس) کہتے ہیں میں نے اس وقت کو یاد رکھا
کہ حسین اس دن اور اسی وقت شہید ہوئے۔“

البدايه والنهائيه، مشكواه شريف، ترمذی، تاريخ دمشق، تاريخ
الخلفاسيوطي

وقال ابن أبي الدنيا حدثنا عبد الله بن
محمد بن هانيء أبو عبد الرحمن النحوی ثنا
مهدي ابن سليمان ثنا على بن زيد بن
جدعان قال استيقظ ابن عباس من نومه
فاسترجع وقال قتل الحسين والله فقال له
 أصحابه لم يا ابن عباس فقال رأيت رسول
الله ص ومعه زجاجة من دم فقال أتعلم ما
صنعت أمري من بعدي قتلوا الحسين وهذا
دمه ودم أصحابه أرفعهما إلى الله فكتب
ذلك اليوم الذي قال فيه وتلك الساعة فما
لبثوا إلا أربعة وعشرين يوما حتى جاءهم
الخبر بالمدينة أنه قتل في ذلك اليوم وتلك
الساعة.

”ابن عباس“ سے روایت ہے کہ میں نے خواب میں ایک دن
دوپہر کے وقت رسول اللہ گودیکھا کہ آپ کے بال بھرے اور

ریش مبارک متی سے آلوہ تھی اور آپ کے ہاتھ میں ایک خون
کی شیشی ہے۔ میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان
ہوں یہ کیا ماجرا ہے؟ فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میری امت نے
میرے بعد کیا کیا ہے؟ انہوں نے حسینؑ کو قتل کیا ہے۔ یہ حسینؑ
اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے میں آج پورا دن اس کو اکھنا کرتا
رہا ہوں۔ ہن عباسؑ کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت کو یاد رکھا
کہ حسینؑ اس دن اور وقت شہید ہوئے تھے۔ اور پھر چوبیس دن
بعد یہ خبر مدینہ میں آئی کہ آپ شہید ہو گئے ہیں۔“

حوالہ جات

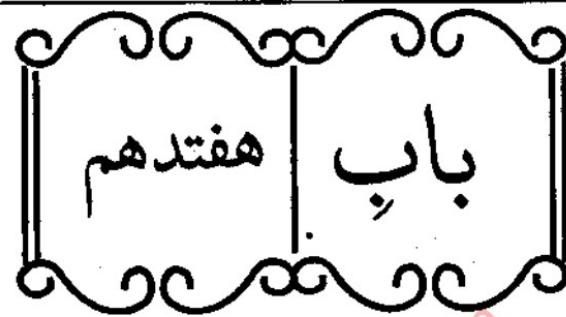
- (۱) تاریخ البدایہ والہایہ واقعات اکستھ ۲۱ ھجری صفحہ: ۸، جلد: ۲۰۰۔
- (۲) مشکواہ شریف باب جلد: ۳، مترجم مناقب اہلیت صفحہ: ۲۵۹۔
- (۳) تاریخ الكامل واقعات سن اکٹھ ہجری: ۱۱، جلد: ۳، صفحہ: ۱۸۳۔
- (۴) تاریخ احمدی صفحہ: ۲۹۶۔
- (۵) تاریخ دمشق باب امام حسین علیہ السلام صفحہ: ۲۳۷، جلد: ۱۳۔
- (۶) صواعق عمرۃ باب حضرت فاطمہ اور امام حسین علیہ السلام کی مناقب احادیث مترجم صفحہ: ۵۳۲۔
- (۷) تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی باب بیزید بن معاویہ صفحہ: ۸۵، مترجم صفحہ: ۳۰۳، تاریخ اسلام باب جلد: ۱، صفحہ: ۵۶۰۔

نام احمد نفع انبیٰ

نبی کریمؐ کا کربلا کی زمین پر
 سرا اور ریش مبارک غبار آلود ہونے پر
 ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کا اضطراب اور پریشانی

جامع ترمذی و مشکواہ شریف، تاریخ دمشق
 وروی أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم،
 أعطی أم سلمة تراباً من تربة الحسين حمله
 إلیه جبرائيل، فقال النبي صلی اللہ علیہ
 وسلم، لأم سلمة: إذا صار هذا التراب دماً
 فقد قتل الحسين. فحفظت أم سلمة ذلك
 التراب في قارورة عندها، فلما قتل الحسين
 صار التراب دماً، فأعلمت الناس بقتله
 أيضاً.

”نبی اکرمؐ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے جناب ام سلمہؓ کو
 امام حسین علیہ السلام کی وہ می دی۔ رکھتی جو جبراہیل امین نے
 کربلا سے لا کر پاک نبی کے حوالے کی تھی اور آپ نے وہ می
 جناب ام سلمہؓ کو دے کر کہا کہ جب یہ مٹی خون بن جائے تو بحکم
 لیتا کہ حسین شہید ہو گئے ہیں۔ میں نے یہ مٹی شیشی میں ڈال کر
 حفاظت میں رکھی جب امام حسین یقتل ہوئے تو یہ مٹی خون بن گئی
 اور میں بحکمی حسین شہید ہو گئے ہیں۔“



آسمان اور زمین پر خون
امام حسین علیہ السلام کے اثرات

زمین پر جب ظلم اور باتفاقی حد سے تجاوز کرنے لگتی ہے تو اللہ تعالیٰ انسان کی عبرت اور خوف کے لیے اپنی نشانیوں کا انکھار کرتا ہے۔ اس کے کئی طریقے ہیں۔ کبھی وہ قوموں کا تباہ و بر باد کر کے آئندہ نسل کے لیے ایک عبرت کا سامان چھوڑتا ہے یا ان پر کہیں بیماریوں کی صورت میں اصلاح کے لیے موقع فراہم کرتا ہے۔ یہ عجیب مقام ہے کہ ابھی کربلا (۷۵) برس آگے ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے واقعہ کربلا کی تمام صورت حال سے پاک نبی کریمؐ کو آگاہ کر دیا تھا اور آپ نے اس واقعہ کو راز میں نہیں رکھا تھا بلکہ الٰل خانہ کے علاوہ عام و خاص بھی اس واقعے سے باخبر ہو چکے تھے۔

پاک نبیؐ کو اس واقعہ سے قبل از وقت آگاہ کرنے کے کئی پوشیدہ راز بھی تھے۔ ایک یہ جسم امت کے لیے پاک نبیؐ کریمؐ ہمیشہ دعا کے لیے ہاتھ بند کی رکھتے تھے اور ان کی بخشش کے لیے تمام طریقوں سے اللہ تعالیٰ کے حضور اصحاب میں رہتے تھے ان کی حقیقت آپ پر واضح کر دی جائے اور دوسری صورت یہ بھی تھی اکثر قبائل خوف اور کمزور ہونے کے باعث دارالسلام میں جبر سے داخل تو ہو گئے تھے مگر اندر سے دیے تھے جسے آئے تھے۔ اس کا تجربہ غزوہ أحد میں ہو چکا تھا۔ آپ کا کلمہ بھی پڑھتے تھے اور آپ سے بعض بھی رکھتے تھے اور عبد اللہ بن ابی جیسے لوگ مشکل وقت میں آپ کے ساتھی نہیں تھے۔ اس طرح اکثر وہ لوگ جنہوں نے فتح کہ کے بعد مسلمان ہونے کا دعویٰ کیا تھا ان میں نہ من کم اور منافق زیادہ تھے۔ اس کا اعتراف حضرت عربؓ کی مرتبہ کر چکے تھے کہ عرب میں مسلمان اور مومن کم اور منافقین کی تعداد زیادہ ہے تب یہ ملک عرب میں نہاد جگلی کا ماحول بھی پیدا ہوتا رہا، البتہ واقعہ کربلا کے مفسر پاک نبی کریمؐ خود ہیں۔ آپ نے وقت سے عینکی تمام حالات سے باخبر کر دیا تھا۔ اور اس میں حق اور باطل کا بھی تھیں رہیں۔ اور آپ عاشور کے دن کربلا میں خود موجود تھے اور ایک ایک شہید کے خون کو لے کر

لهم اهون عذاب انتی

محفوظ کرتے جاتے تھے
و اقہد گربلا کے بعد اللہ تعالیٰ کی رحمت کو یوں جوش اور غصہ تھا کہ ہر شی گم حسین سے
سوکوار تھی۔ آسمان سے خون برسا اور زمین کی ہر چیز خون آلوادہ ہوئی تھی۔ اس پر سیرت
نگار اور صاحبان مقائل کیا لکھتے ہیں تحریر کیا جاتا ہے۔

متن کتب

صواعق محرقة، ارجح للطلالب، ببابع للودة
قال ابوسعید مارفع حجر من الدینا الا و
تحته دم عبيط ولقد مطرت السماء و
ما بقى اثره في الشیاب مد حق تقطعت و
اخراج الشعلی زاد و ابونعمیم فاصبحنا
وجباننا وجارنا میبلو دما.

”ابوسعید کہتا ہے کہ روز قتل حسین جمع تحریر بھی اٹھایا جاتا اس کے
یقین تازہ خون ہوتا تھا۔ اور آسمان نے بھی خون برسایا۔ جس کا اثر
دمت تکب کپڑوں پر رہا یہاں تک کپڑے کپڑے پھٹ گئے۔ ابوثیم
فرماتے ہیں کہ روز قتل حسین ہمارے مکن خون سے پڑتے ہیں۔“

صواعق محرقة، ببابع للودة، ارجح للطلالب، تاریخ الاسلام ذہبی
عن بصر الازویہ قالـت لما قتل الحسین
مطرت السماء فاصبحنا حبا بنا و جوارنا
و کلشی لنا املان دما

”بهرہ زدایہ کہتے ہیں کہ جناب امام حسین علیہ السلام شہید
ہو گئے تو آسمان سے خون کی بارش بری تو چیز ہمارے ذول اور
ہمارے مکن کے اور اس کے علاوہ ہر ہی خون سے بیاں تھی۔“

لبهقی، الطبرانی، ابن سیع، ارجح للطالب، تاریخ اسلام
عن الزہری قال بلغی انه یوم قتل
الحسین لم یقلب حجر من احجار بیت
المقدس الا وجد تخته دم عبیط.

”حضرت زہری کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ امام حسین
کربلا میں شہید ہو گئے ہیں۔ اسی روز بیت المقدس کا جو بھی پتھر
آنھایا جاتا تھا اس میں تازہ خون پایا جاتا تھا۔“

تاریخ دمشق، البیهقی، ارجح للطالب
عن ام حبان قالت یوم قتل الحسین
اظلمت علینا ثلاثة ولم یمس منا احد
من ذعفرانهم شيئاً یجعلله على وجهه الا
احترق ولم یقلب حجر بیت المقدس الا
وجه تخته دم عبیط.

”ام حبان کہتی ہیں: جناب امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے
دن سے تین دن ہم پراندھیرا چھا گیا اور ان کے زعفران کو ہم
سے کسی نے نہیں چھوا اور نہ منہ پر ملا جب کہ وہ متجل گیا۔ اس
وقت کوئی بھی بیت المقدس کا پتھر ایسا نہیں تھا جس میں تازہ خون
نہ پایا گیا ہو۔“

صوات عحرقہ، ارجح للطالب

بنایبع المود اخرج عثمان بن ابی شبیع ان
السماء بکث بعد قتل سبعہ ایام تری علی
الحیطان کانها ملاحف معصفر و ان الدنيا
اظلمت ثلاثة ایام ثم ظهرت الحمر في السماء.

”عثمان بن ابی شیبہ اپنی مند میں لکھتے ہیں: جناب امام حسین

علیہ السلام کی شہادت پر سات دن تک برابر آسان رو تارہ اس

پر گواہ مکان کی دیوریں جو چادر وں کی طرح رُغمیں تھیں اور دنیا

میں تین دن اندر ہیرا چھا گیا اور آسان پر سرخی نمودار ہو گئی۔“

صوات علی محرقة، ارجح للمطالب، بینابیع الودة

لما جئی براس الحسین الی دار زیاد سالت

حیط انها دما.

”جب جناب حسین علیہ السلام کا سر اقدس زیاد کے گھر میں آیا

تو دیوروں سے بھی خون جاری ہو گیا۔“

صوات علی محرقة، ارجح للمطالب، بینابیع الودة، تاریخ الخلفاء، تاریخ

ذهبی

ذکر بن سعد ان هذا الحمر ليترق السماء

قبل قتلہ.

”ابن سعد اپنی طبقات میں لکھتے ہیں: یہ سرخی آسان پر جناب

امام حسین علیہ السلام کی شہادت سے پہنچنے دیکھی تھی۔“

تاریخ دمشق، ارجح للمطالب، تاریخ الخلفاء، تاریخ السلام ذہبی

قالوا أنا محمد بن الحسين بن الفضل أنا

عبد الله بن جعفر نا يعقوب نا سليمان بن

حرب نا حماد بن زيد حدثني جميل بن مرة

قال أصابوا إبلا في عسكر الحسين يوم قتل

فنحروها وطبخوها قال فصارت مثل

العلقم فما استطاعوا أن يسيغوا منها شيئا.

”جمیل بن مرہ کہتا ہے کہ جناب امام حسین علیہ السلام کے

نام اور تاریخ انبیاء

شہادت کے دن اس لوگوں نے ایک اوٹ پایا اور اس کو ذبح کر کے پکایا وہ (نکار کنبل) کی طرح کڑوا ہو گیا اور رکھانے کے قابل شرہا کسی نہ کھایا۔“

تاریخ دمشق، صواعق محرقة، بیانیع المودة۔ مجمع الزوائد
ابی قبیل قال نصف النهار حق ظننا أنها
هي۔

”کہا گیا ہے کہ جب امام پاک کی شہادت ہوئی تو سورج کو گرہن لگ گیا اور ستارے نصف دن کے وقت نظر آنے لگے یہاں تک ہم نے خیال کیا کہ کوئی بڑی آفت ہے۔“

تاریخ دمشق، تاریخ الخلفاء، تاریخ السلام ذہبی
قال وأنا علي بن محمد عن علي بن مدرك
عن جده الأسود بن قيس قال أحرث آفاق
السماء بعد قتل الحسين ستة أشهر يرى
ذلك في آفاق السماء كأنها الدم

”کہتے ہیں کہ آسمان کی ہر جانب سرخی آگئی تھی۔ امام پاک کی شہادت کے بعد یہ سلسلہ چھ ماہ تک قائم رہا۔ گویا نظر آتا تھا آسمان کے آفون پر خون ہے۔“

لما قتل الحسين بن علي كسفت الشمس
كسفة بدت الكواكب.

تاریخ دمشق، العبدیۃ قالت حدثتني نصرة
الأزدیۃ قالت لما أن قتل الحسين بن علي
مطررت السماء دما فاصبحت وكل شمع لنا
ملائلاً دماء وفي حديث البيهقي ملأ دم.

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
”امام عالی مقام کے قتل کے بعد آسمان سے خون برسا اس طرح
ہم نے ہر چیز کو خون سے بھرا ہوا پایا۔“

جمع الزوائد

عن الزهری قال : ما رفع بالشام حجر يوم
قتل الحسين بن علي إلا عن دم .

(رواہ الطبرانی و رجالہ رجال الصحیح)

”زہری کہتے ہیں: شام میں قتل امام حسین کے دن جس پتھر کو
آخری جاتا اس میں خون تھا۔“

جمع الزوائد

وعن أم حكيم قالت : قتل الحسين وأنا
يومئذ جويرية فمكثت السماء أياما مثل
العلقة .

(رواہ الطبرانی و رجالہ إلى أم حکیم رجال الصحیح)

”ام حکیم کہتی ہیں کہ امام عالی مقام کے قتل کے دن آسمان سے
خون پتھر کی ماند برسا۔“

تاریخ دمشق، جمع الزوائد، تاریخ السلام ذہبی
وعن عیسیٰ بن الحارث الکندي قال : لما
قتل الحسين مكثنا سبعة أيام إذا صلينا
العصر نظرنا إلى السماء على أطراف
الحيطان كأنها الملاحق المعاصرة . ونظرنا
إلى الكواكب يضرب بعضها ببعضًا .

”عیسیٰ بن حارث الکندي بیان کرتے ہیں۔ جب امام عالی
مقام کو قتل کیا گیا اور ہم نے تموز عصر پر مجی تو آسمان کی طرف دیکھا

تو آسان سات دن تک سپھرا رہا۔ دیواریں سرخی کی شدت سے
سرخ چادر کی طرح نظر آنے لگیں اور ستارے ایک دوسرے
تک گرانے لگے۔“

جمع الزوائد، تاریخ الاسلام

وعن محمد بن سیرین قال : لم تكن في
السماء حمرة حتى قتل الحسين
”محمد بن سیرین کہتے ہیں: آسان پر گلی حسین کی وجہ سے سرخی
نمی۔“ (۳۱۶۹)

حوالہ جات

- (۱) صواعق محرقة باب فصل سوم حضرت فاطمه زبراء اور امام حسین کے بارے میں
احادیث مترجم صفحہ: ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵۔
- (۲) تاریخ دمشق باب امام حسین جلد: ۱۲، صفحہ: ۲۲۸، ۲۲۹۔
- (۳) جمیع الزوائد و منبع الفوائد باب امام حسین جلد: ۹، صفحہ: ۳۱۲۔
- (۴) ارجع للطالب صفحہ: ۳۷۷، ۳۷۸ باب (امام حسین کی شہادت کے بعد قدر ثی
آنکار۔
- (۵) پیانیع للودۃ باب وہ احادیث جو صواعق محرقة میں درج ہیں صفحہ مترجم: ۱۶، ۵۱۷۔
- (۶) تاریخ الخلفاء سیوطی باب یزید بن معاویہ صفحہ (۸۵) مترجم صفحہ: ۳۰۳۰۔
- (۷) تاریخ اسلام ذہبی جلد: ۱، صفحہ: ۲۱۰۔

کر بلا کی سرخ میٹی نبھی کر ہم کا گردہ کرنا،

امام حسین کی پیدائش

لور

شہادت کی خبر واقعہ سے (۷۵) سال قبل تھی

اس باب میں کسی وضاحت کی اس لیے بھی ضرور فتنہیں ہے کہ روایات خود اس واقعہ کی مفسر ہیں لہذا امام حسین کی پیدائش پر جرسیں کائن کی شہادت سے آگاہ کرنا اور آپ کا حزن اور غم کا بڑھ جانا اس میں شامل ہے اور اس واقعہ کی مزید تعبیریوں ہے کہ ایک مرتبہ جب جناب امیر مقام صیفیں عراق کی جانب جا رہے تھے تو راستے میں نہر فرات کا ہونا ہوا جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں امام عالی مقام حسین نے شہید ہوتا ہے جو پاک نبی کریم نے بالوچی خبر دی تھی تو آپ سخت رنجیدہ خاطر ہوئے اور آنوم سے نہ تھے جاتے تھے، یہاں تک تمام واقعہ یاد آگیا جو سرکار خاتم المرسلین نے بتایا تھا اور تفصیل بھی بیان کی تھی۔

تاریخ دمشق، ارجح المطالب، عن عبد الله بن نجاشی
 عن أبيه أنه سافر مع علي بن أبي طالب
 وكان صاحب مطهرته فلما حاذوا نينوى
 وهو منطلق إلى صفين نادى علي صبرا أبا
 عبد الله صبرا أبا عبد الله بشط الفرات

اُمِّ الْمُلْكِ اُبْنِي

قلت ومن ذا أبو عبد الله قال دخلت على
رسول الله (صلى الله عليه وسلم) وعیناه
تفیضان فقلت يا نبی الله أغضبك أحد ما
شأن عینیک تفیضان قال بل قام من
عندی جبریل فحدثني أن الحسین یقتل
بشرط الفرات وقال هل لك أن أشمك من
تریته فقال قلت نعم فمد يده فقبض قبضة
فأعطانیها فلم یعنی أملک عینی أن
فاضتا).

”سچی حضری حضرت امیر المومنین کے ساتھ صحنیں کی جانب سفر
کر رہے تھے۔ جب قائد شیعی کے مقام پر پہنچا تو آپ نے بلند
آواز سے کہا: عبد اللہ فرات کے کنارے صبر کرو۔ میں نے عرض
کیا: یہ کیا بات ہے؟ جتاب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:
میں ایک دن باقیتیں پاک نبی کریمؐ کے پاس داخل ہو۔ ان کی
آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ
آپ کو کس چیز نے رنجیدہ کیا ہے جس کی وجہ سے آپ کی آنکھوں
سے آنسو بہرہ ہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس جبریل
آئے اور کہا کہ مجھے جبریل نے آگاہ کیا تھا کہ میں نے لٹک بیٹا
حسین فرات کے کنارے شہید ہوں گے اور میں نے کہا کہ کیا
اس جگہ کی مٹی تمہارے پاس ہے۔ میں اس نے اس جگہ کی مٹی
مجھے دکھائی تھی۔ اور میرے خواں کر دی۔ اس کے بعد میں اپنے
آن سوکو قابو نہیں رکھ سکا۔“

تاریخ دمشق، مستدرک حاکم، البیهقی،

اہم دروازجہ انبیاء

ارجع المطالب، أخبرنا أبو بكر محمد بن عبد الباقي أنا الحسن بن علي أنا أبو الحسين بن المظفر أنا محمد بن محمد بن سليمان نا شیبان نا عمارۃ بن زاذان نا ثابت عن أنس قال استاذن ملك القطر على النبي (صلی اللہ علیہ وسلم) فاذن له وكان في يوم أم سلمة فقال النبي (صلی اللہ علیہ وسلم) يا أم سلمة احفظي علينا الباب لا يدخل علينا أحد قال فبینا هي على الباب إذ جاء الحسين بن علي فاقتصرم يفتح الباب فدخل فجعل يتوضأ على ظهر رسول الله (صلی اللہ علیہ وسلم) فجعل النبي (صلی اللہ علیہ وسلم) يلشمہ ويقبله فقال الملك تحبه قال نعم قال إن أمتک ستقتله إن شئت أریتك المکان الذي یقتل فیہ قال نعم.

”حضرت انس روايت کرتے ہیں کہ بارش کے فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے پاک نبی کریمؐ کی زیارت کے لیے اجازت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اجازت دے دی۔ اس دن نبی کریم امام المومنین حضرت ام سلمہؓ کے گھر تشریف فرمائے۔ آپ نے جناب ام سلمہؓ کو حکم دیا کہ دروازہ بند کرو کوئی بھی ملاقاتی اندر نہ آئے۔ اس اشیاءں امام حسین علیہ السلام تشریف لائے۔ دروازے کو وحیل کر آ محضرتؐ کی گود میں کوڈ پڑے اور آپ اسکو چونے

لئے۔ پہلے سے موجود فرشتے نے لب کشائی کی اور عرض کیا: آپ اس سے محبت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں۔ فرشتے نے کہا: اس کو آپ کی راست قتل کر دے گی۔ اگر آپ پسند کریں تو وہ مکان آپ کو دکھادیا جائے جہاں ان کی شہادت ہو گی فرمایا: ہاں۔ (کربلا کا مقام دیکھایا گیا)۔“

تاریخ دمشق، تاریخ البدایہ والنہایہ

وأخبرنا أبو غالب بن البناء أنا أبو الغنائم
عبد الصمد بن علي قال أنا عبد الله بن
محمد بن إسحاق أنا عبد الله بن محمد أنا
أبو محمد شيبان بن أبي شيبة الحنظلي نا
عمارة بن زاذان نا ثابت عن أنس قال
استأذن ملك القطر ربہ عز وجل أن يزور
النبي (صلى الله عليه وسلم) فأذن له
وكان يوم وقال أبو الغنائم في يوم أم سلمة
فقال النبي (صلى الله عليه وسلم) يا أم
سلمة احفظي علينا الباب ألا يدخل
علينا أحد قال فبينا هي على الباب إذ دخل
الحسين زاد أبو الغنائم ابن علي فنظر
فاقتحم فدخل يتوب على رسول الله (صلى
الله عليه وسلم) فجعل رسول الله (صلى
الله عليه وسلم) يلشهه ويقوله فقال له
الملك أتحبه قال نعم قال أما إن أمتك
ستقتلها وإن شئت أريتك المكان الذي يقتل

فیه فاراہ ایاہ فجاءہ بسہلہ او تراب اُمر
فأخذته اُم سلمة فجعلته فی ثوبہا قال
ثابت کنا نقول إنها کربلا.

”حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ بارش کے فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے پاک نبی کریمؐ کی زیارت کے لیے اجازت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اجازت دے دی۔ اس دن نبی کریمؐ ام المومنین ام سلمةؓ کے گھر تشریف فرماتھے۔ آپ نے جناب ام سلمةؓ کو حرم دیا کہ دروازہ بند کر دو کوئی بھی ملاقاتی اندر نہ آئے۔ اس اثنائیں امام حسین علیہ السلام تشریف لائے دروازے کو وھیل کر آنحضرتؐ کی گود پڑے اور آپ اس کو چونے لگے۔ پہلے سے موجود فرشتے نے لب کشائی کی اور عرض کیا: کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ فرشتے نے کہا: اس کو آپ کی امت قتل کر دے گی اگر آپ پسند کریں تو وہ مکان آپ کو دکھادیا جائے جہاں ان کی شہادت ہوگی۔ پس اس نے آپ کو وہ جگہ دکھائی اور آپ کو وہاں سے زمٹی یا خاک لا کر دی۔ پس اس مٹی کو حضرت ام سلمةؓ نے اپنے کپڑوں میں محفوظ کر لیا۔ جناب ثابت کہتے تھے کہ ہم کہا کرتے تھے یہ وہی جگہ ہے جو کہ کربلا

۔۔۔

تاریخ دمشق

أخبرنا أبو علي الحداد و زيره إجازة قالوا
أنا أبو بكر بن ربيعة نا سليمان بن أحمد نا
عبد الله بن أحمد بن حنبل حدثني عبادة
بن زياد السدي نا عمرو بن ثابت عن

الأعمش عن أبي وائل شقيق بن سلمة عن
أم سلمة قالت كان الحسن والحسين يلعبان
بين يدي النبي (صلى الله عليه وسلم) في
بيتي فنزل جبريل فقال يا محمد إن أمتك
تقتل ابنك هذا من بعدك وأوْمًا بيده إلى
الحسين فبكى رسول الله (صلى الله عليه وسلم)
وضمه إلى صدره ثم قال رسول الله (صلى الله عليه وسلم)
وديعة عندك هذه التربة فشمها رسول الله (صلى الله عليه وسلم)
وقال ريح كرب ويلاء قالت وقال
رسول الله (صلى الله عليه وسلم) يا أم
سلمة إذا تحولت هذه التربة دما فاعلمي
أن ابني قد قتل قال فجعلتها أم سلمة في
قارورة ثم جعلت تنظر إليها كل يوم تعني
وتقول إن يوما تحولين دما ليوم عظيم.

”حضرت أم المؤمنين أم سلمہ فرماتی ہیں: ایک دن حسن و حسین
علیہما السلام میرے گھر میں پاک نبی کے پاس کھل رہے تھے۔
پس جرئت کا نزول ہوا تو اس نے کہا: اے نبی اللہ آپ کے بعد
آپ کی امت اس بیٹے کو قتل کر دے گی۔ اور ہاتھ سے حسین کی
جان بشارہ کیا۔ پھر آپ پختہ بخوبی اس پر آہ و بکاء کی اور اپنے چھاتی
پر لٹا دیا اور اس کے بعد آپ کو وہ مٹی عطا کی اور آپ نے اس مٹی
کو سونگھا اور کہا: اس میں کرب و بلا کی بو ہے۔ پھر آپ نے
حضرت ام سلمہ کو کہا: یہ مٹی جب خون میں تبدیل ہو جائے تو سمجھ لیما

تم اور نجاح النبي ﷺ
کہ میرا بیٹا شہید ہو گیا ہے، پھر وہ شیشی مٹی کو لیتے ہوئے ہر روز اس کو دیکھا کرتی تھی۔ وہ کہتی ہیں کہ پھر ایک دن وہ خون بن گئی۔“

تاریخ دمشق

أخبرنا أبو بكر محمد بن الحسين نا أبو الحسين بن المهدى أنا أبو الحسن علي بن عمر الحررى نا أحمد بن الحسن بن عبد الجبار نا عبد الرحمن يعني ابن صالح الأزدي نا أبو بكر بن عياش عن موسى بن عقبة عن داود قال قالت أم سلمة دخل الحسين على رسول الله (صلى الله عليه وسلم) ففرغ فقالت أم سلمة ما لك يا رسول الله قال إن جبريل أخبرني أن ابني هذا يقتل وأنه اشتد غضب الله على من يقتله.

”ام سلمة فرماتي ہیں کہ حسین علیہ السلام پاک نبی کریم کے پاس گئے اور آپ غلگٹیں ہو گئے۔ جناب ام سلمہ کہتی ہیں: یا رسول اللہ! آپ کو کیا ہوا ہے؟ فرمایا: جبریل امین نے خبر دی ہے یہ میرا بیٹا قتل ہو جائے گا اللہ تعالیٰ سخت غصہ ناک ہے اس پر جو اسے قتل کرے گا۔“

تاریخ دمشق

وأخبرنا أبو نصر بن رضوان وأبو غالب
أحمد بن الحسن وأبو محمد عبد الله بن

محمد قالوا أنا أبو محمد الحسن بن علي أنا
 أبو بكر بن مالك أنا إبراهيم بن عبد الله
 نا حجاج نا حماد عن أبيان عن شهر بن
 حوشب عن أم سلمة قالت كان جبريل
 عند النبي (صلی اللہ علیہ وسلم) و
 والحسین معا فبک فترکته فدنا من النبي
 (صلی اللہ علیہ وسلم) فقال جبریل أتحبہ
 يا محمد فقال نعم قال جبرائیل إن أمتک
 ستقتلہ وإن شئت أریتک من تربة الأرض
 التي یقتل بها فارأه إیاہ فإذا الأرض یقال
 لها کربلا.

”حضرت ام المؤمنین روایت کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ جبریل
 پاک نبی کریمؐ کے پاس موجود تھے جب کہ امام حسینؑ بھی میرے
 پاس موجود تھے۔ یہ آپ نے گریہ کیا اور میں نے اپنے سے
 جدا کیا۔ وہ پاک نبی کریمؑ کے پاس ہو چکا۔ جبریل نے
 کہا: اے محمد! کیا آپ اس سے محبت کرتے ہیں؟ تب آپ نبی
 کریم نے فرمایا: ہاں جبریل امین اس پر بریکل نے کہا:
 غفریب آپ کی امت اس کو قتل کر دے گئی۔ اگر آپ پسند
 کریں تو آپ کو اس جگہ کی می دیکھا دیں جس حسینؑ کو قتل کیا
 جائے گا۔ یہ اس زمین کو کربلا کہا جاتا ہے۔“

تاریخ دمشق، تاریخ البدایہ والہایہ، امام محمد بن جبیل
 حدیثی ابی نا وکیع حدیث، بد الله بن
 سعید عن ابیہ عن عائشہ ام سلمة قال

وَكَيْعُ شَكْ هُوَ يَعْنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ أَنَّ
النَّبِيَّ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ
لِأَهْدَاهُمَا لَقَدْ دَخَلَ عَلَى الْبَيْتِ مُلْكٌ لَمْ
يُدْخِلْ عَلَيْهِ قَبْلَهَا فَقَالَ لِي إِنَّ ابْنَكَ هَذَا
حَسِينٌ مَقْتُولٌ وَإِنْ شَتَّ أُرْبَتِكَ مِنْ تَرِبَةِ
الْأَرْضِ الَّتِي يُقْتَلُ بِهَا قَالَتْ فَأَخْرُجْ زَادَ
الْجَوَهْرِيَّ إِلَيْهِ النَّبِيَّ وَقَالَا تَرِبَةَ حَمَراءَ وَقَالَ
”حَفَرْتَ عَائِشَةَ يَا حَفَرْتَ أَمْ سَلَّمَ“ مِنْ أَيْكَ سَرِّ دَوَابِيتْ كَرْتَيْ
هَيْ كَرْتَنَيْ كَرْتَنَيْ سَكَنَيْ كَسَنَيْ ارْشَادَكَيْمَا كَأَيْكَ فَرَشَدَهَارَتَيْ
كَمَرَمِيلَ اسَسَتَيْ قَبْلَ وَهُنَيْسَ آيَاتَهَا۔ اسَنَتْ مجَھَسَتَهَيْ كَهَا كَهَا يَهَا
آپَ كَاَيَنَا حَسِينَ مَقْتُولَ ہُوَگَا۔ اگرَآپَ چَاهِیں تو مِنْ آپَ کَوَاں
جَمَگَ کَمَنْ لَادُوں؟ وَهَكَتَنِیں: جَوْهَرِیَّ نَزَّ پَاكَ نَمَیَ زَيَادَهَ کَهَا وَهَ
”سَرَخَ مَنْ تَحْتَیْ“۔

صَوْاعِقُ مَحْرَقَه

ابن سعد اور طبرانی نے حضرت عائشہؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:
مجھے جریئل نے خبر دی ہے کہ میرا بھائی حسینؑ میرے بعد ارضی طرف میں مارا جائے گا اور وہ
میرے پاس اس جگہ کی مٹی بھی لا لیا اور بتایا کہ اس جگا وہ قتل ہو کر پڑا ہو گا۔

تَارِيخُ دِمْشَقِ، صَوْاعِقُ مَحْرَقَهِ، طَبَقَاتِ ابْنِ سَعْدٍ

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدٌ بْنُ عَدَ الْبَاقِي أَنَّهُ أَنَا
الْمَحْسُنُ بْنُ عَلِيٍّ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ أَنَا
أَحْمَدُ بْنُ مَعْرُوفٍ ذَا الْحَسِينِ فِي الْفَهْمِ نَا
مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ أَنَا شَمَدُ بْنُ عَدْرَ أَنَا مُوسَى
بْنُ مُحَمَّدٍ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ عَدِّ، أَبِي سَلْمَةَ

حَمْرَةُ الْمَلَائِكَةِ أَبْنَى

عن عائشة قالت كانت له مشية فكان النبي (صلى الله عليه وسلم) إذا أراد لقى جبريل لقيه فيها فلقنه رسول الله (صلى الله عليه وسلم) مرة من ذلك فيها وأمر عائشة أن لا يصعد إليه أحد فدخل حسن بن علي ولم تعلم حتى غشيها فقال جبريل من هذا فقال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) ابني فأخذته النبي (صلى الله عليه وسلم) فجعله على فخذه فقال أما أنه سيقتل فقال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) ومن يقتله قال أمتك فقال رسول الله (صلى الله عليه وسلم) أمتى تقتله قال نعم فإن شئت أخبرتك الأرض التي يقتل بها وأشار له جبريل إلى الطف بالعراق وأخذ تربة حراء فأراه إياها فقال هذه من تربة مصرعه.

”ابن سعد نے یہ بیان کیا ہے کہ آنحضرت کا ایک کرہ تھا جس کی پیوںی حضرت عائشہؓ کے مجرے میں تھی۔ جس سے آپ چڑھ کر دہاں جایا کرتے تھے۔ جب آپ جرأتیل علیہ السلام سے ملاقات کا ارادہ کرتے تو دہاں چڑھ جاتے اور حضرت عائشہؓ کو عکم دے دیا کرتے تھے کہ وہ کوئی آدمی اور پرنس نہ آئے۔ حضرت حسین حضرت عائشہؓ کی لا علیٰ میں اوپر چڑھ گے۔ جرأتیل نے کہا: یہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ میرا بیٹا ہے۔ آپ نے حضرت

حسین کو پکڑ کر اپنی ران پر بخالیا۔ جبرئیل نے آپ سے کہا:
 عنقریب آپ کی امت اسے قتل کرے گی۔ رسول کریم نے
 فرمایا: میرے بیٹے کو؟ جبرئیل نے کہا: ہاں۔ اگر آپ چاہیں تو
 میں آپ اس علاقے کے متعلق بتا دوں جس میں اس کو قتل کیا
 جائے گا تو۔ جبرئیل نے علاقہ طف کی طرف اشارہ کیا اور وہاں
 سے سرخ منی اٹھا کر آپ کو دکھائی اور کہا: یہ اس جگہ کی منی ہے
 جہاں حضرت حسین قتل ہو کر گریں گے۔

مشکوہ شریف۔ تاریخ دمشق

عن أم الفضل بنت الحارث اسمها لبابة
 العامرية امرأة العباس بن عبد المطلب وأم
 أكثر بنيه وهي أخت ميمونة أم المؤمنين
 ويقال إنها أول امرأة أسلمت بعد خديجة
 روت عن النبي صلى الله عليه وسلم
 أحاديث كثيرة فعنها أنها دخلت على رسول
 الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول
 الله إني رأيت حلما بضم فسكون وبضمان
 ففي النهاية الحلم بضمتين وبضم فسكون
 ما يراه النائم منكرا بفتح الكاف المخففة
 أي مهولا الليلة أي البارحة قال وما هو
 قالت إنه شديد أي صعب سماعه قال وما
 هو قالت رأيت كأن قطعة من جسدك
 قطعت بصيغة المجهول وكذا قوله فوضعت
 في حجري بالكسر ويفتح وتقدم أن الحجر

بالكسر أشهر في الحضن وبالفتح في التربية
 فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت
 خيراً تلد فاطمة إن شاء الله غلاماً يكُون
 في حجرك فولدت فاطمة الحسين فكان في
 حجري كما قال رسول الله صلى الله عليه
 وسلم فدخلت يوماً على رسول الله صلى
 الله عليه وسلم فوضعته في حجره وفي
 نسخة في حجري ثم كانت مني التفاته أي
 وقعت مني ملاحظة إلى غيره فنظرت إلى
 جانبه فإذا عيناً رسول الله صلى الله عليه
 وسلم تهريقان الدموع بفتحاه ويسكن
 أي تسيلان ماء العين للبكاء قالت فقلت
 يا نبي الله بأبي أنت وأي ما لك أي ما
 الحال الذي يبكيك قال أتأني جبريل وفي
 نسخة عليه السلام فأخبرني أن أمي أي
 أمة الإجابة ستقتل ابني هذا أي ظلماً
 فقلت أي لجبريل هذا أي ابني هذا لزيادة
 التأكيد قال نعم وأتأني بتربة من تربته أي
 من ترابه الذي يقتل به حمراء بالفتح صفة
 لتربة حمراء مناقب أهل بيته كتاب مرقة
 المفاتيح شرح مشكاة المصاصي حمللاً على
 القاريء صفحه: ٤٥، جلد: ١٨.

لهم اور لعلج النبی ﷺ

”ام افضل بنت حارث سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ کے پاس داخل ہوئی اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے آج رات ایک براخواب دیکھا ہے۔ ایک دن میں رسول اللہ کے ہاں گئی، میں نے حسینؑ کو اٹھا کر اپنی گود میں لے لیا ہے۔ میں کسی اور طرف دیکھنے لگی۔ اچانک رسول اللہؐ کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈھا گئیں۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: حضرت جبریل میرے پاس آئے ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میرے اس میں کو قتل کر دے گی۔ میں نے کہا: اس کو جبریل نے کہا ہاں اور پھر جبریل نے مجھے اس جگہ کی سرخ منی لا کر دھلانی ہے۔“

تاریخ دمشق

وأخبرنا أبو تمام الواسطي إجازة أئبأً أَمْد
بن عبيدة قراءة نا محمد بن الحسين نا ابن
أبي هيشمة خالد بن خراش نا حماد بن زيد
عن جمهان أن جبريل أتى النبي (صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) بتراب من تربة القرية التي
قتل فيها الحسين وقيل اسمها كربلاء فقال
رسول الله (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كرب
وبلاء.

”جبریل امین پاک نبی کریمؐ کے پاس آئے اور اس علاقے (بستی) کی مٹی لائے جہاں امام عالی مقام نے شہید ہونا تھا۔ کہا جاتا ہے اس کا نام کربلا ہے۔ پاک نبی اس کو یوں کہا مصیبت اور

بِلَادِنَّمَّتَهَا

تاریخ دمشق

قال قالت جرداہ و ما تنکر من هذا هو
أعلم بما قال منك نادت بذلك وهي في
جوف البيت قال وأنا ابن سعد أنا عبید
الله بن موسى أنا إسرائیل عن أبي إسحاق
عن هانئ بن هانئ عن علي قال ليقتل
الحسین بن علي قتلا وإنی لأعرف تربة
الأرض التي يقتل بها يقتل بقرية قریب
من الشہرين.

”علی علیہ السلام سے روایت ہے حسین بن علی قتل ہوں گے میں
اس جگہ کی مٹی کو جانتا ہوں جہاں ان کو قتل کیا جائے گا۔ وہ دریا
کے قریب قتل ہونگے۔“

تاریخ البدایہ والنہایہ

وروى محمد بن سعد عن علي بن محمد
عن يحيى بن زكرياء عن رجل عن عامر
الشعبي عن علي مثله وقد روى محمد بن
سعد وغيره من غير وجه عن علي بن أبي
طالب أنه مر بكرباء عند أشجار
الحنظل وهو ذاهب إلى صفين فسأل عن
أسمها فقيل كربلاء فقال كرب وبلاء فنزل
فصل عند شجرة هناك ثم قال يقتل هنـا
شهداء هـم خـير الشـهداء غـير الصـحابة

يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ

”بعض لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے روایت کی ہے کہ آپ جب صحن کی جانب کربلا سے گزرے تو آپ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس جگہ کا نام کیا ہے؟ بتایا گیا کہ اس کا نام کربلا ہے۔ آپ نے فرمایا: کربلا آپ سواری سے اترے۔ ایک درخت کے نیچے نماز ادا کی، پھر فرمایا: یہ وہ مقام ہے جہاں شہداء میں سے افضل شہداء جو غیر صحابہ میں ہوں گے وہ جنت میں پہنچ رہا جائیں گے۔“

صَوَاعِقُ الْحَرْقَه

ابن سعد اور طبرانی نے حضرت عائشہؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ مجھے جبریلؑ نے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسین میرے بعد ارض طف میں مارا جائے گا اور وہ میرے پاس اس جگہ کی مٹی بھی لا یا اور بتایا کہ اس جگہ وہ قتل ہو کر پڑا ہو۔“

بَابٌ هِيجَدْم

مِنْجَدْم
جَانِبُ بَنْتِ كَعْبَى كَعْبَى كَعْبَى كَعْبَى كَعْبَى
شَانِي مِنْجَدْم اِشْعَار

مرثیہ قدیمی

ادب عرب کی وراثت تھی۔ عرب شعراء جنگ و جدل میں شاعری کو اپنے انساب کے مطابق پڑھا کرتے تھے اور جنگ کو بھڑکانے کے لیے طرفین جب بہادروں کا انتخاب کرتے تھے تو مقالی اپنی نسی اور قبائلی بہادری کو خر سے بیان کر کے جنگ کا طبل بھایا کرتے تھے اور اس کے اختتام پر مقتولوں کی شان پر جو بہادری اور اس کی نسبی، قبائلی اور ذاتی شان ہوتی تھی اس کو بیان کر کے آنکھوں میں آنسو بھائے جاتے تھے، اس لیے جن قبائل کے کلام میں فصاحت و بلاغت پر قدرت تھی اہل علم کی نظر میں ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا، بلکہ کلام کا نبی کا درج حاصل تھا اس لیے قرآن حکیم کا بھی دعویٰ ہے کہ اگر آپ کا کلام اس مقام پر فائز ہے جس پر تمہیں اپنے کلام میں خیر اور گمند ہے تو پھر کسی ایک سورہ کے ساتھ اس کا مقابلہ کیجیے۔ یہ کلام کہیں طرح سے درجہ بندی میں تھا۔ اگر کسی کی تعریف اور شجاعت بیان کرنا ہوتا تو اس خاندان کی قدیمی شجاعت کے لیے قصائد بیان کیے جاتے تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا مقصود تھی تو پھر کلام حمد اور نعمت کے ساتھ بیان ہوتا تھا۔ اگر کسی کی نعمت بیان کرنا ضروری تھی تو پھر جو کسی زبان استعمال کی جاتی تھی۔ اسی طرح اگر مقتولوں کی بہادری اور قربانی کا تذکرہ کیا جاتا تو پھر اس کلام کو مرثیہ اور نوحہ کی زبان میں بیان کیا جاتا تھا۔ یہ کلام کا حسن تھا جو آج بھی علم و ادب نے ہر زبان میں زندہ رکھا ہوا ہے۔ پس دنیا میں زبانوں کی تبدیلی آئی ہیں۔ مگر فرنگی کلام اور شاعری کی اختلاف قدیمی ہیں۔

پاک نبی کریمؐ کی بارگاہ میں شعراءِ اسلام کو خاص مقام و مرتبہ حاصل تھا اور آپ پاک نبی کریمؐ ان سے کلام سنتے تھے اور پسند فرماتے تھے۔ ان میں حسان بن ثابت کا نام

نمایاں ہے۔ شاعر قوم کا ترجمان ہوتا ہے، لہذا شاعر اسلام حسان بن ثابت نے پاک نبی پر ماتھی مرثیہ پڑھا۔ ان سے چند اشعار کا احتساب کیا جاتا ہے۔ مرثیہ وہ شعاراتی کلام ہے جس کو پڑھ کر آہ و بکاء کیا جاتا ہے۔ اس میں مرحوم یا شہید کے محاسن اور خوبیاں بیان ہوتی ہیں۔ اس سے انسان کو تسلیم قلب نصیب ہوتی ہے۔ اگر دل کو خوش کرنا ہوتونت، قصادر کی صورت میں مدح بیان کی جاتی ہے اور اگر غم کی محفل ہو وہاں مرثیہ یا نوحہ پڑھا جاتا ہے۔ لہذا یہاں اس مقام پر شعراء نے جو کلام مرثیہ پختہ اسلام پر دیگر شہداء کے احمد اور موتھ پر پڑھا ہے اس کو تحریر کیا جاتا ہے۔

﴿شِعْرُ حَسَانَ بْنِ ثَابَتٍ فِي مَرْثِيَّةِ الرَّسُولِ﴾

سیرت ابن هشام، طبقات ابن سعد، روض الانف تاریخ البدایہ

والنهاية

وَقَالَ حَسَانُ بْنُ ثَابَتَ يَبْنِي رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا حَدَّثَنَا أَبْنُ
هِشَامٍ، عَنْ أَبِي زَيْدِ الْأَنْصَارِيِّ

”حسان بن ثابت نے یہ اشعار کہے جن میں وہ رسول اللہ پر آہ و بکاء کرتے ہیں۔“

❶ ظَلَّلْتُ بِهَا أَبْنَيِ الرَّسُولَ فَأَسْعَدْتُ ...
عُيُونُ وَمِثْلًا هَا مِنَ الْجَنْفِنِ تُسْعَدُ.

”اب میں اس مقام سے رسول اللہ گوروارہوں اور آنکھوں نے میری اعانت کی ہے اور ان آنکھوں سے بھی دو میری پلکیں میرا ساتھ دے رہی ہیں۔“

❷ يَدْكُرُنَّ آلَةَ الرَّسُولِ وَمَا أَرَى ... لَهَا مُخْصِيَا
نَفْسِي فَنَفْسِي تَبَلَّدُ

”عورتیں رسول اللہ کی نعمتوں اور برکتوں کی یاد دلارہی ہیں اور

سیرا حال یہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں میری ذات تو آپ کی نعمتوں
اور برکتوں کو شمار کرنے سے قاصر ہے۔“

**مُفْجِعَةً قَدْ شَفَهَا فَقَدْ أَخْمَدَ ... فَظَلَّتْ
لِآلَاءِ الرَّسُولِ تَعْدَدُ**

”اور میں تو بالکل ششیدر اور حیران ہو رہا ہوں، سخت درود مند
ہو رہا ہوں اور مجھے تو احمد مجتبی کے کو جانے نے بالکل نہ حال
کر دیا ہے۔ میں ان نعمتوں اور برکتوں کو شمار کر رہا ہوں۔“

**وَمَا بَلَّغَتْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ عَشِيرَةً ... وَلَكِنْ
لِتَفْسِيِّي تَبَعِدُ مَا قَدْ تَوَجَّدُ**

”ورنہ میری ذات کی ایک معاملہ کی نعمتوں سے عشر عشیر کو بھی
نہیں پہنچ سکتی۔“

**طَالَتْ وَفُوقًا تَذْرِيفُ الْعَيْنَ جُهْدَهَا ... عَلَى
طَلَلِ الْقَبْرِ الَّذِي فِيهِ أَخْتَدَ**

”مگر آپ کے بعد مجھے تو سخت حزن و ملال لاحق ہو گیا ہے میرا
دل طویل مدت سے کھڑا ایری آنکھوں سے پوری طاقت اس قبر
کے نشان پر جس میں احمد صطفیٰ فون کر دیے گے ہیں، یہاں آنسو
بھار ہوں۔“

**قَبُورِكَثْ يَا قَبْرَ الرَّسُولِ وَبُورِكَثْ ... بِلَادِ
ثَوَى فِيهَا الرَّشِيدُ الْمُسَدَّدُ**

”اے قبر رسول! تجھے برکت حاصل ہو گئی ہے اور اس بلااد کو
برکت حاصل ہو گئی ہے جن میں بادی مہدی رسول اللہ نے ٹھکانا
لیا ہے۔“

وَبُورِكَ لَكُمْ مِنْكَ ضُمَّنَ ظَبَّا ... عَلَيْهِ بِنَاءٌ

مِنْ صَفِيعٍ مُنْصَدٌ

”اور اے قبر رسول! تمہری لمحہ بابرکت ہو گئی ہے۔ جس نے
ایک پاک و طیب سمتی کو اپنے اندر لے لیا ہے اور جسے اوپر
چڑھے تھے تو اس کو تھہ بہہ بنا دیا گیا ہے۔“

تَهْيِلٌ عَلَيْنَا التَّرَبَ أَنِيدُ وَأَغْعِنُ ... عَلَيْنَا وَقَدْ
غَارَثٌ بِذِلِّكَ أَسْعَدُ

”اور جس پر لوگوں کے ہاتھ میں ڈال رہے تھے اور آنکھیں اس
پر گلی ہوئی چیزیں۔ جب اس طور سے ٹیک بختیاں اندر فن ہو رہی
چیزیں۔“

لَقَدْ غَيَّبُوا حَلْمًا وَعَلِمْنَا وَرَحْمَةً ... عَشِيشَةً
عَلَوَّةً التَّرَى لَا يُوْسَدُ.

”لوگوں نے علم و بردباری کو علم و معرفت کو رحمت و برکت کو اس
رات میں غائب کر دیا۔ جب لوگ آپ کے اوپر وہ مٹی کا ذمیر
چڑھا رہے تھے جس میں کوئی فرش تک نہ بچھایا گیا تھا۔“

وَرَاحُوا بِخُزْنٍ لَيْسَ فِيهِمْ تَبِيِّهٌ ... وَقَدْ
وَهَنَتْ مِنْهُمْ ظُهُورٌ وَأَغْضَدُ.

”اور یہم زدہ لوگ اس حالت میں ہو گئے کہ اب ان میں ان
کے خیالیں اور اب ان کی کمریں اور بازوں بالکل کمزور ہو گئے۔“
يُبَيْكُونَ مِنْ تَبَيِّكِ السَّمَوَاتُ يَوْمَهُ . وَمَنْ قَدْ
بَيَّثَتْ الْأَرْضُ فَالْتَّاسُ أَكْتَدُ.

”یہ لوگ اس سمتی پر رورہے تھے جس پر اس کی وفات کے دن
آسمان اور زمین رو رہی تھی اور لوگ بہت گم زدہ تھے۔“

وَهَلْ عَدَلَتْ يَوْمًا رَزِيَّةً هَالِيكَ ... رَزِيَّةً يَوْمَ

اَمْ اُولَئِنَّ اُبَيْنِ

مَاتَ فِيهِ مُحَمَّدٌ؟

”اور کیا کسی مرنے والے مصیبت کا دن اس دن کی مصیبت کے
برابر ہو سکتا ہے جس میں محمدؐؐ وفات ہوئی۔“

﴿ تَقْطَعُ فِيهِ مَنْزِلُ الْوَنْحِي عَنْهُمْ ... وَقَدْ كَانَ
ذَا نُورٍ يَغُورُ وَيَنْجُدُ ﴾

”یہ دن ہے جس میں لوگوں سے وہ شخص منقطع ہو گیا جس پر
وہی کا نزول ہوتا اور اس کا نور پست والامقامات کو متور کرتا تھا۔“

﴿ فَبَيْكَ رَسُولَ اللَّهِيَا عَيْنُ عَبْرَةٍ ... وَلَا
أَغْرِقْنَاكَ الدَّهْرَ دَمْعُكَ يُجْتَمِدُ ﴾

”میں اے آنکھ: جسمے کیا ہو گیا ہے کہ تو ایسی نعمت کے مالک
پر خوب رو اور بڑے بڑے آنسو بپا اور میں کبھی نہ دیکھوں کہ
تیرے آنسو خشک ہو گئے ہیں۔“

﴿ وَمَا لَكَ لَا تَبْكِينَ ذَا التَّعْمَةِ الَّتِي ... عَلَى
الثَّالِسِ مِنْهَا سَابِعٌ يُتَعَمِّدُ ﴾

”میں اے آنکھ: جسمے کیا ہو گیا ہے کہ تو ایسی نعمت کے مالک پر
نہیں روئی جس کا ایک حصہ بھی لوگوں کے لیے پورا ہوتا ہے اس
نعمت کے مالک پر جواب مستور ہو جی ہے۔“

﴿ جُودِي عَلَيْهِ بِالْدَمْوعِ وَأَغْوِيِ ... لِفَقْدِ
الَّذِي لَا مِثْلُهُ الدَّهْرُ يُوَجَّدُ ﴾

”میں تو ان پر آنسوؤں کے ساتھ اچھی طرح سخاوت کر اور اس
ہستی کے فرقان پر جھیلیں مار مار کر رو، جس کی مثال زمانہ بھر میں
نہیں پائی جاسکتی۔“

﴿ وَمَا فَقَدَ الْمَاضُونَ مِثْلَ مُحَمَّدٍ ... وَلَا مِثْلُهُ ﴾

اُمِّ الْمُرْتَاجِ الْبَنِي

حَتَّى الْقِيَامَةِ يُفْقَدُ

”اوگز ری ہوئی اس تو نے مجھ سیکھی تھیں کہ نہیں کی اور نہ
قیامت تک ان کا ملک گم کیا جا سکتا ہے۔“

وَقَالَ حَسَانٌ بْنُ ثَابِتٍ أَيْضًا ، يَبْكِي رَسُولُ
اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

”حسان بن ثابت کا درس ارشیہ جو آپ نے پاک نبی کریم
ﷺ پر آدوب کیا تھا۔“

ما بَالْ عَيْنِكَ لَا تَنَامُ كَأَنَّمَا ... كُحِلتَ
مَا قِيَمَهَا يُكْحَلُ الْأَرْمَدِ .

❶

”تیری آنکھ کو کیا ہو گیا ہے کہ اس سے نیند نہیں آتی گویا اس
آنکھ کے کناروں میں ٹکلوں کا سرمه لکادیا گیا ہے۔“

جَزَعًا عَلَى الْمُهَدِّيِ أَصْبَحَ نَاوِيًّا ... يَا حَيْزَرَ
مَنْ وَطَئَ الْخَصَّى لَا تَبْعَذْ .

❷

”اس ہادی و مہدی پر آدوب کرنے کی وجہ سے جو اپنے ٹھکانے
لگ گیا ہے۔ اے وہ حقیقتی! جس نے اس زمین کو جمل کر برابر
روندا ہے مجھ سے دور نہ ہو۔“

بَوَجَهِيِ يَقِيلَ التَّرْبَ لَهُنِي لَيْتَنِي ... غَيْثَيْتَ
قَبْلَكَ فِي بَقِيعِ الْغَرْقَدِ .

❸

”میرا چہرہ آپ کوئی سے بچائے افسوس کا شہیں آپ سے
پہلے مدینہ مقبرہ بقیع الغرقد میں دفن کر دیا جاتا۔“

أَيُّ وَأَيُّ مَنْ شَهِدَتْ وَفَاتَهُ ... فِي يَوْمِ
الإِثْنَيْنِ التِّيْ الْمُهَتَّدِيِ .

❹

”اس نبی مہدی پر میرے ماں باپ قربان جس کی وفات دوشنبہ

احم در طبع انتیں

کوئیرے سامنے ہی ہو گئی۔“
فَقَطَلِيلُتْ بَعْدَ وَقَاتِهِ مُتَبَدِّلًا ... مُتَلَدِّدًا يَا لَيْتَنِي لَمْ أُولَذْ۔

”اس لیے اب میں آپ کی وفات کے بعد حیران و ششدر ہوں اور ادھر ادھر دیکھتا پھرتا ہوں۔ اے کاش! میں پیدا ہی نہ ہوتا۔“

أَقِيمُ بَعْدَكَ بِالْمَدِينَةِ يَبْيَثُهُمْ ... يَا لَيْتَنِي صُبْحَتْ سَمَّ الْأَسْوَدِ۔

”کیا میں آپ کے بغیر مدینہ میں لوگوں کے درمیان رہ سکوں گا؟ اے کاش! من صحیح مجھے کالے ناگوں کا زبر پلا دیا جاتا۔“

أَوْ حَلَّ أَمْرُ الْلَّهِيَّنَا عَاجِلًا ... فِي رَوْحَةٍ مِّنْ يَوْمِنَا أَوْ مِنْ غَيْرِهِ
 ”یا آج کی شام یا کل کی شام میں جلدی سے اللہ کا امر ہمارے لیے نازل ہو جائے۔“

حوالہ جات

- (۱) سیرت ابن ہشام باب جلد: ۲، صفحہ: ۲۲۹ تا ۲۲۶۔
- (۲) طبقات ابن سعد باب وفات نبی کریم ان پر مرثیہ جات جلد: ۲، صفحہ: ۳۲۲۔
- (۳) روض الانف باب وفات نبی صفحہ: ۳۵۸، جلد: ۳۔ تاریخ البدایہ والنہایہ باب وفات پیغمبر جلد: ۵، صفحہ: ۲۸۰۔

استیعاب، سیرت ابن ہشام، تاریخ البدایہ والنہایہ، الروض الانف

ابن حکیم نے کہا: عبد اللہ بن رواحد ان اشعار میں حمزہ بن عبد المطلب پر آہ و بکاء کرتے ہیں:

بَكَتْ عَيْنِي وَحْقُّهَا بَكَاهَا ... وَمَا يَغْنِي
البَكَاءُ وَالْعَوْيَلُ

”میری آنکھوں سے آنسو کل پڑے اور ایسا ہونا بھی چاہیے تھا
لیکن آہ و بکاء اور شور شیون سے کیا فائدہ؟“

عَلَى أَسْدِ الإِلَهِ غَدَةٌ قَالُوا ... لَحْمَةُ ذَاصْمٍ
الرجل القتيل

”میرے آنسو شیر خدا حمزہ پر اس وقت کل پڑے جب لوگوں
نے کہا یہ متنول آدمی حمزہ ہے۔“

أَصَبَّ الْمُسْلِمُونَ بِهِ جَمِيعًا ... هُنَاكَ وَقَدْ
أَصَبَّ بِهِ الرَّسُولُ

”حضرت حمزہؑ کے قتل سے تمام مسلمانوں کو تکلیف پہنچی ہے اور تو
اور خود رسول اللہؐ کو اس کا سخت صدمہ ہوا ہے۔“

أَبَا بَعْلَى لِكَ الْأَرْكَانَ هَدَتْ ... وَأَنْتَ الْمَاجِدُ
البر الوصول

”اے ابو بعلی (کنیت حمزہؑ) تمہارے تمام اعضاء کاٹ دیا لے

اہم اور اعلیٰ ائمہ

گے، حالانکہ تم ایک شریف، نیک اور سب کے کام آنے والے
فرستے۔“

علیک سلام ربک فی جنان ... بخالطہها
نعم لا یزول

”اے حمزہ! آپ پر سلام تیرے رب کی جانب سے اور جنت
میں لازوال عیش و آرام ملدار ہے گا۔“

الا یا هاشم الأخیار صبرا ... فکل

فعالکم حسن جمیل
”اے ہاشم! جو سب میں سب سے زیادہ بہتر ہے، تمہارا ہر کام
نہایت حسین و جمیل خوا۔“

رسول اللہ مصطفیٰ کریم ... بامر اللہ
ینطق إذ يقول

”اللہ کے رسول صابر اور کریم آدمی ہیں۔ وہ جب کچھ فرماتے
ہیں اللہ ہی کی بات وہن مبارک سے نکالتے ہیں۔“

حوالہ جات

- (۱) تاریخ البدا و الباهیہ باب غزوہ واحد جلد: ۳، صفحہ: ۵۹
- (۲) سیرت ابن شام ۱۶۲ جلد: ۲، باب غزوہ واحد
- (۳) روض الانف جلد: ۲، صفحہ: ۲۳۲ باب واحد

شہدائے احمد پر مرثیہ

سیرت ابنہ شام جلد: ۲، صفحہ: ۱۵۱] شِعْرُ حَسَانٍ فِي قَتْلَى
يَوْمِ أُخْدِي [بَابُ احْدٍ

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ : وَقَالَ حَسَانٌ بْنُ نَابِيٍّ
يَنِيكِي حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُظْلِبِ وَمَنْ أَصْبَيَ
مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يَوْمَ أُخْدِي

”ابن اسحاق کہتے ہیں اور حسان بن ثابت نے اس وقت اشعار
کہے جس وقت حضرت حمزہ اور دیگر شہدائے احمد پر آہ و بکاء
کرتے ہیں۔“

غزوہ احمد مسلمانوں کے لیے ایک تکلیف دھنگ تھی۔ جس میں فتح شکر اسلام کو
خفت اٹھائی پڑھی۔ جتنی جنگ بد نظری کی بنا پر سخت اور بڑا لقصان انھما پڑھا۔ البتہ بعض
بہادر شہسواروں نے غصب کی جنگ کی اور شہادت کا رتبہ پایا ان میں حضرت حمزہ نمایاں
ہیں، اگرچہ آپ کی شہادت پاک نبی کریم کے لیے بڑی تکلیف کا باعث تھی مگر آپ کے
بہت سے جانداروں نے تاریخ بھی رقم کی۔ حضرت حمزہ اس جنگ کے ہیر و قرار پائے۔
آپ کو تمہارے صحن میں ملا کہ سید الشہداء، اسد اللہ، اسد رسول اللہ بن گئے۔ اس سے حضرت
حمزہ کا مقام و مرتبہ کا تین ہو گیا مگر پاک نبی کریم کا ایک بازوں کو گیا اور یہ واقعہ
کے بواہم کے غم و گریہ کا سامان فراہم کر گیا۔ اب شرعاً کس نظر سے دیکھتے ہیں اس جانب
ایک نظر کرتے ہیں۔

يَا مَيْ قُوَّيْ فَانْدِيْنْ ... إِسْحَيْرَةَ شَجَوَ التَّوَائِيْجَ

أَمْ لِهِنْجَانِيْشِيْ

”اے میری ماں! اُنھوں کھڑی ہو اور نوحہ کرنے والیوں کا سامنہ
واندھے لے کر مقامِ سعید فریدوں سے بے بیرون ہو کر۔“
كَالْخَامِلَاتِ الْوَقِيرِ يَالٍ ... تَقْلِيلُ الْمُلْحَاجَاتِ

التواضع

”ان عورتوں کی طرح نوحہ کر جو زبردست بوجھ کو پوری مشقت
کے ساتھ انجام دیں۔“

السَّغِيلَاتِ الْخَامِشَاتِ وُجُوهَ حُرَّاتِ

صَحَافَيْج

”جو عورتیں منہ تو نق نوح کر بیا آؤ اداز بلند نوحہ اور آہ و بکاء کرنی
ہیں، ان کے چہرے آزاد اور شرافت عورتوں کے چہرے ہیں۔“
وَكَانَ سَيْلَ دُمُوعِهَا أَلِ ... أَنْصَابُ ثُخَضَبُ

بِالْذِيَاجِ

”ان کے آنسوؤں کا سیلاب گویا سنت انصاب ہے، جو قربانی
کے جانور کے خون سے رنگا ہوا ہے۔“

يَنْقُضُنَ أَشْعَارًا لَهُنَّ ... هُنَّاكَ بَادِيَةُ السَّائِعِ

”یہ نوحہ خوان عورتیں اس جگہ اپنے بال کھولے ہوئے تھیں۔ ان
کی میٹھیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔“

وَقَالَ كَعْبٌ أَيْضًا يَنْبِيَ حَمْزَةً

”کعب حضرت حمزہ پر آہ و بکاء کرتے ہیں۔“

صَفِيَّةٌ قُويٌّ وَلَا تَعْجِزِي ... وَيَكْتَيِ النَّسَاءُ

عَلَى حَمْزَةَ

”اے صفتیہ! اُنھوں کھڑی ہو، عاجزی و مجبوری نہ دیکھو اور حضرت
حمزہ پر آہ و بکاء کرنے کے لیے عورتوں کو آمادہ کر۔“

نَمَاءُ الْقِلَاجِ الْبَنِي

**وَلَا تَسْأَيْ أَنْ تُطْبِلِ الْبَنَّا ... عَلَى أَسْدِ
اللَّهِفَنِ الْعِزَّةِ**

”اگر اللہ کے اس شیر پر جو میدان جنگ کے اندر حرکت میں آ جاتا تھا تھا طویل ہے طویل مدت تک آہ و بکاہ کی نوبت آئے تو اکٹاں جانا۔“

**فَقَدْ كَانَ عِزًا لَا يَنْتَهِي ... وَلَيْنَتِ الْمَلَاحِمِ فِي
الْبَرِّيَّةِ**

”وہ ہمارے قبیلوں کے لیے دوسروں پر غالب آ جاتا ہے اور بڑے بڑے معروکوں میں الٹ جنگ کے ساتھ گود جانے والا شیر ہے۔“

**يُرِيدُ بِذَلِكَ رِضاً أَخْتَدِي ... وَرِضْوَانَ ذِي
الْعَرْشِ وَالْعِزَّةِ**

”اس سے اس کا مقصد بجزیرہ اس کے بھائیں خادوں رسول اللہ اور وہ مالک ارض و سماء اور صاحب قوت خدا کی خوشنودی حاصل کریں۔“

حَفْرٌ طِيَارٌ پَرْ حَسَانٌ بْنُ ثَابَتٍ كَامَتْ كَامَتْ مَرْشِيهِ

سیرت ابن بشام، تاریخ البدایہ والہایہ، الروض الانف

[شِغْرُ حَسَانٍ فِي بُكَاءِ جَعْفَرٍ بْنِ أَبِي
ظَالِّبٍ] وَقَالَ حَسَانٌ بْنُ ثَابَتٍ يَبْنِيَ جَعْفَرَ
بْنَ أَبِي ظَالِّبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

وَلَقَدْ بَكَيْتُ وَعَزَّ مُهْلَكُ جَعْفَرٍ ... حَبَّ
الثَّيَّيِّ عَلَى الْبَرِّيَّةِ كُلَّهَا

”وہیا میں رسول اللہ کے سب سے زیادہ محبوب جعفرؑ کی ہلاکت

ہم اور قلعہ انبیٰ

وَهَادِتْ بِحَجٍَّ بِرَبِّهِتْ گُرَانِ گُنْدَرِیٰ ہے اس لیے میں روپڑا۔“
 وَلَقَدْ جَزِغْتَ وَقُلْتَ حِينَ نَعِيَتْ لِي . مَنْ
 لِلْجَلَادِ لَدَى الْعُقَابِ وَظَلَّمَهَا
 بِالْبَيْضِ حِينَ نُشَلَّ مِنْ أَعْمَادِهَا ... ضَرْبًا
 وَأَنْهَالِ الرَّمَاجِ وَعَلَمَهَا

”اے جعفر“ جس وقت آپ کی شہادت کی خبر ہمیں دی گئی ہے میں غصہ پھین کر کہا جس وقت تکاروں کو ان کے نیاموں سے مارنے کے لیے نکلا جائے گا اور جس وقت نیزے کے بعد مگر متواتر اپنی پیاس بجا گیں گے اس وقت اور نیزوں کو لے کر کون کون ہو گا جو رسول اللہ کے جہنم سے عقاب نہیں اور اس کے سمائے کے نیچے آ کر حضرت جعفر کے بعد شہتوں کا مقابلہ کرے گا۔“

بعد ائن فاطمۃ المبارکہ جعفرؑ خیر البریتیہ
 کلمہ وَأَجَلَهَا.

”وَجَعْفَرُ جُو قَاطِمَہ بُنْتُ اَسَدٍ بْنِ هَامٍ کے مبارک بیٹے اور ساری دنیا میں بہترین انسان ہیں۔“

(حوالہ جات)

- (۱) سیرت ابن بشام سریہ موتہ صفحہ: ۳۸۶، جلد: ۲۔
- (۲) تاریخ البدایہ والنہایہ غزوہ موتہ جلد: ۳، صفحہ: ۲۵۷۔

شِعْرُ حَسَانَ فِي بُكَاءِ ابْنِ حَارِثَةَ وَابْنِ رَوَاحَةَ

سرات ابن بشام بباب سريه مorte صفحه: ۳۸۶، جلد: ۲

قالَ حَسَانُ بْنُ ثَابِتٍ فِي يَوْمِ مُؤْتَهَ يَبْنِي
زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ رَوَاحَةَ
(زيد بن حارث وعبد الله بن رواحة پرماتم ومرثیہ)۔

عَلَيْنِ جُودِيٍّ يَدْمِعُكَ الْمَذْوِرِ ... وَإِذْكُرِي
فِي الرَّخَاءِ أَهْلَ الْقُبُورِ

”اے چشم پرم! روتے روئے خشک ہو جانے کے باعث
تیرے آنسو جو تھوڑے رہ گئے ہیں۔ کافی نہیں ان میں کسی نہ کسی
طرح آنسوؤں کا اور اضافہ کر اور خوب خوب رفتہ رفتہ کے
اوقات میں قبروں کے اندر پہنچ جانے والوں کو خوب یاد کرو۔“

وَإِذْكُرِي مُؤْتَهَةَ وَمَا كَانَ فِيهَا ... يَوْمَ رَأَحُوا
فِي وَقْعَةِ التَّغْوِيرِ

”اے چشم پرم! موتیہ کو یاد کر اور موتیہ میں جو ہوا وہ یاد کر جب
مسلم افواج کا فرار اختیار کرنے کا واقعہ پیش آیا تھا۔“

رَأَحُوا وَغَادَرُوا ثُمَّ زَيْدًا ... يَعْمَ مَأْوَى
الضَّرِيكِ وَالْمَأْسُورِ

”جس وقت وہ واپس آئیں اور وہ زید بن حارث کو وہی چھوڑ

اُمِّ الْمُلْكَ اُمِّيْتُ

آئیں حالاً کہ اس غریب قیدی کا یہ اچھا نکانا ہو گیا ہے۔“

حَبَّةُ الْأَنَامَ طَرَا جَمِيعًا ... سَيِّدُ التَّالِيْسِ
حَبَّةُ فِي الصَّدُورِ

”ساری دنیا میں جو کل مخلوق سے اعلیٰ وارفع ہستی ہیں زید بن حارثان کے محبوب تھے۔ لوگوں کے سردار تھے، ان کی محبت آج ہمارے سینوں میں پوشیدہ ہے۔“

ذَاهِقُهُمْ أَخْتَدُ الَّذِي لَا سِوَاءُ ... ذَالِكَ حُزْنِي لَهُ
مَعَا وَسُرُورِي

”یہ صرف احمد مجتبی کی ہستی ہے۔ اس کے سوابے اور کوئی ہستی ہے جن کے حزن و ملال اور جن کے سرور و انبساط میں ہم برابر کے شریک ہیں۔“

إِنْ رَبِّنَا قَدْ كَانَ مِنَا يَأْمُرُ ... لَيْسَ أَمْرَ
الشَّكَّابِ الْمَغْرُورِ

”یہ وہ زید ہیں جو سب کی طرف سے ایک امارات کے کام پر مقرر کیے گئے تھے اور یہ کام کوئی جھلکائے غریب خودہ لوگوں کا منشاء تھا۔“

وَقَالَ شَاعِرٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ مِنْ رَجَعِ مِنْ
غَزْوَةِ مُؤْتَةٍ :

كَفَى حَرَّنَا أَتَى رَجَعُتْ وَجَعْفُرُ ... وَرَبِّنَدْ
وَعَبَدْ اللَّهِ فِي رَمَضَانَ أَقْبَرْ
قَضَوْنَا تَحْبِئُمْ لَمَا مَضَوْنَا لِسَيِّلِهِمْ ... وَخَلَقْتُ
لِلْبَلْوَى مَعَ الْمُتَّغَيِّرِ
تَلَائِهُ رَهْطٌ ثَدَمُوا فَتَقَدَّمُوا ... إِلَى وَزَدْ

اتہم اور انفع الختنی

مکرُوہ میں الموت آخر

”میرے لیے یہ غم کیا کم تھا میں ایسی حالت میں لوٹ کر آگئی کہ زید بن حارث اور عبد اللہ بن رواحد کی سرز میں موجود میں قبروں کی مٹی کے نیچے دب کر رہ گئے۔ ان اکابر نے امنی شہادت کے رستے پر چل کر اپنا مقصد پورا کر لیا ہے۔ میں امتحان و آزمائش کے لیے زندہ رہ گیا۔ یہ تینوں گروہ تھے جو آگے بڑھائے اور یہ موت کے اس نالپسندیدہ اور سرخ گھاث کی طرف بڑھ بھی گئے۔“

طف کر بلا کے مقتولوں کا مرثیہ

تاریخ مسعودی، تاریخ البدایہ والنہایہ، سیرت ابن بشام، تاریخ
الخلفاء استعیاب

رثاء قتيل الطف

وفي قتيل الطف يقول سليمان بن قنة
يرثيه على ما ذكره الزبير بن بكار في
كتاب أنساب قريش من أبيات:

”طف کے مقتولوں کے متعلق سلمان بن قنة اس کے مرثیہ میں کہتا ہے جسے زبیر بن بکار اپنی کتاب انساب قریش میں کرتا ہے۔“

فَإِنْ قَتِيلَ الطَّفَ مِنْ آلِ هَاشَمٍ ... أَذْلَّ
رَقَابًا مِنْ قُرَيْشٍ فَدَلَّتِ.

”اوآل هاشم میں سے طف کے مقتولوں نے قریش کی گرد نہیں
جمگاہی ہیں۔“

فَإِنْ يُتَشْيِعُوهُ عَائِذُ الْبَيْتِ يُضَبِّحُوا ... كَعَادٍ

تعمت عن هُدَاهَا فَضَّلَتْ

”پس اگر انہوں نے اُسے بیت اللہ میں پناہ لینے والے کے
بیچے لاکا تو وہ عاد کی طرح ہو جائیں گے جو اپنے راستے سے بھٹک
کر گراہ ہو گئی تھیں۔“

**اللَّمَّا تَرَأَّتِ الْأَرْضَ أَضَحَّتْ مَرِيظَةً ... بَقْتُلَ
حُسَيْنَ وَالْبَلَادَ افْشَعَرَتْ**
”کیا تو نہیں دیکھ رہا کہ حسین مظلہ ہونے سے زمین بیار ہو گئی
ہے اور مکانوں کے روشنیے گھرے ہو گئے ہیں۔“

فَلَا يُنْبَعِذُ اللَّهُ الدِّيَارَ وَأَهْلَهَا ... وَانْ
اُصبحتْ مِنْهُمْ بِرَغْمِيْ تَخَلَّتْ
”پس اللہ تعالیٰ مکانوں اور کمپنیوں کو تباہ کرے اگرچہ وہ مرے
خیال کے برعکس خالی ہو گئے ہیں۔“

كتب حوالہ جات

- (۱) السیرۃ النبویۃ لابن حشام باب غزوہ اجد صفحہ: ۹۱، جلد: ۲۔
- (۲) بشام باب سریہ موتہ صفحہ: ۳۸۶، جلد: ۲۔
- (۳) وفات نبی۔ صفحہ: ۷۰، ۲۲۶، جلد: ۳۔ استیعاب صفحہ: ۱۱۱، جلد: ۱ حضرت
حزمہ بن عبد اللطلب: ۳ تاریخ مسعودی باب جلد: ۱ صفحہ: ۳۷۶۔
- (۴) تاریخ الخلفاء سیوطی: ۵۹۔
- (۵) تاریخ البدایہ والہایہ سن اکستھو هجری باب مرئیہ امام عالی مقام جلد: ۸،
صفحہ: ۲۱۱۔

باب نونزدهم

شعار الاسلام

jabirabbas@yahoo.com
jabirabbas@rajaratnakina.com

شعاڑ اللہ کیا ہے؟

ہر شیء جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے وہ شعاڑ ہے لیکن جس کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے یا پاک نبی کریم نے کلام میں کرتے ہوئے حرام اور حلال میں تعین کر دی گئی ہے وہ شعاڑ اسلام ہیں۔

تفسیرالکبیرالرازی

وَأَمَا [شعاڑ اللہ] فھي أعلم طاعته ،
وَكُلْ شىء جعل علماً من أعلم طاعة اللہ
فھو من شعاڻ اللہ ،

”شعاڻ اللہ وہ ہیں جس کی نشانیوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت
پائی جائے اس کو شعاڻ اللہ کہتے ہیں۔“

پھاڑ شعاڻ اللہ ہیں

جناب ہاجرہ کا پانی کی تلاش کے لیے نکاناں کی پریشانی بڑھتی گئی کہ بیٹھے حضرت امام علی کی پیاس کی شدت نے اسے مجبور کر کے رکھ دیا تھا اور بالآخر پانی کی تلاش کے لیے نکل پڑی، پھر ایک پھاڑ صفا سے دوسرے پھاڑ مروہ پر جا کر رک جاتی تھی اس خیال سے کہیں کوئی درندہ اس کے بیٹھے کو آخانے لے جائے، پھر اس کی محبت میں پلٹ آتی تھی اور پیار اور حوصلہ دے کر چل پڑتی تھی۔ لیکن بیٹھے کا آنکھوں سے اوجھل ہونے سے دل میں تسلی اور سکون نہ ہونے کی بنا پر لوٹ آتی تھی۔ ہاجرہ کا یہ بار بار ایسا عمل کرنے کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کو شعاڻ ابراہیم قرار دیا تھا۔ اوزلط اسلامی کو حج کے مناسک سے جو زد دیا ہے۔ قرآن حکیم نے یوں ارشاد فرمایا تھا:

إِنَّ الْعَصَفَا وَالْمَرْءَةَ وَمَنْ شَعَّا بِرَبِّهِ لَلَّهُ، فَمَنْ تَجَّعَّلُ الْبَيْتُ

أَوْ اخْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَكْلُفَ بِهِنَا، وَمَنْ

تَكْلُفَ عَلَيْهِ إِذَا «فَإِنَّ اللَّهَ شَاءَ كَرِهَ عَلَيْهِمْ» (البقرة)

”بیکھ صفا اور مرودہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، چنانچہ جو شخص

بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں

کے (درمیان) چکر لگائے، اور جو شخص اپنی خوشی سے کوئی نیکی

کرے تو یقیناً اللہ (بڑا) قدر شناس (بڑا) خبردار ہے۔“

قربانی کے جانوروں کو جن کے گلے میں پہنچے، جبوٹے باندھ دیے جائیں یا اونٹ کی کوہاں کو زخمی کر دیا جائے اس علامت سے ان جانوروں کو شعارِ اللہ کہتے ہیں۔

جانور کا احترام کرنا اور اس کی ضرورت پوری کرنا ایک انسان پر لازم ہے۔ اس کو قید کر کرنا ہو یا اس سے خدمت حاصل کر رہا ہو۔ قربانی کے لیے وہ حلال جانور جس کا گوشت کھایا جانے کا حکم ہے۔ اس کے لیے بھی اللہ تعالیٰ نے قانون سازی کر کی ہے۔ لیکن وہ حلال جانور جن کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے قربانی کے لیے مختص کر دیا گیا ہو یا اس کو بیت اللہ کی جانب لے جانے کے لیے گلے میں پہنچے یا کوئی رخصم لگا دیا گیا ہو اسکی چیز جو عرف میں علامت کے طور پر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ جانور بیت اللہ کی جانب قربانی کے لیے مختص ہے۔ اس کا احترام لازم ہو جاتا ہے۔ اور اس جانور کی بے حرمتی حرام ہو جاتی ہے۔

چار ماہ ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب بھی شعارِ اللہ ہیں

ان چار مہینوں میں کسی مسلمان کو حق نہیں ہے کہ کوئی بھی شخص یا قوم جو مسلمان بھی نہ ہو مگر بیت اللہ کے احترام کے لیے کوئی علامت بطورے نذرانہ، بدی، جانور لے کر آئیں۔ ان کو اس عرصہ میں مت روکو اور زیادتی نہ کرو، بلکہ ان کو بھی اعمال ادا کرنے دو۔ اس پر قرآن حکیم نے اس طرح انسان کے لیے رہنمائی فرمائی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْمِلُوا شَعَابِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ
 الْحَرَامَ وَلَا الْهَدَى وَلَا الْقَلَبِدَ وَلَا أَقْنَى الْمَيْتَ
 الْحَرَامَ يَهْتَجِعُونَ فَضْلًا قِنْ رَقِيدٍ وَرِضْوَانًا، وَإِذَا
 حَلَّلُكُمْ فَاقْطَلُهُو، وَلَا تَخِرْ مَتَّكُمْ شَتَّانٌ قَوْمٌ أَنْ
 صَدُّوكُمْ عَنِ التَّسْعِيدِ الْحَرَامِ أَنْ تَغْتَدِوا،
 وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبَرِّ وَالثَّقْوِيِّ، وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى
 الْأَنْعَمِ وَالْعَدُوَانِ، وَاتَّقُوا اللَّهَ، إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ
 الْعِقَابِ⑥ [النَّادِي]

”اے ایمان والو! اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ
 حرمت (ادب) والے میئنے کی (یعنی ذوالقدر، ذوالجہ، محروم اور
 رجب میں سے کسی ماہ کی) اور نہ حرمت کعبہ کو بیسی ہوئے قربانی کے
 چانوروں کی اور نہ مکہ لائے جانے والے ان چانوروں کی جن
 کے گھے میں علامتی پہنچے ہوں اور نہ حرمت والے گھر (یعنی خانہ
 کعبہ) کا قصد کر کے آنے والوں (کے جان و مال اور عزت و
 آبرو) کی (بے حرمتی کرو کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں) جو اپنے رب کا
 فضل اور رضا -ناش کر رہے ہیں، اور جب تم حلاجِ حرام سے
 باہر نکل آؤ تو تم شکار کر سکتے ہو، اور تمہیں کسی قوم کی (یہ) دھمنی کر
 انہوں نے تم کو مسجدِ حرام (یعنی خانہ کعبہ کی حاضری) سے روکا تھا
 اس بات پر ہرگز نہ ابھارے کہ تم (ان کے ساتھ) زیادتی کرو،
 اور نیکی اور پر نیزگاری (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کیا
 کرو اور گناہ اور قلم (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو
 اور اللہ سے ذرتے رہو۔ پیشک اللہ (نافرمانی کرنے والوں کو)

سخت سزا دینے والا ہے،“

قریبی کے بڑے طالب جانور شعائر اللہ ہیں
 وَالْمُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ فِي مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا
 خَيْرٌ فَإِذَا كُرُوا إِسْمَ اللَّهِ عَلَيْهَا صَوَافِقُ، فَإِذَا وَجَهْتُمْ
 جَنُوَبَهَا فَكُلُّوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعَذَّبَ،
 كُلُّكُمْ سَعَرَنَاهَا لَكُمْ لَعْلَكُمْ تَشْكُرُونَ ⑤ [الحج]

”اور قربی کے بڑے جانوروں (یعنی اوئٹ اور مگاٹے وغیرہ) کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے بنادیا ہے۔ ان میں تمہارے لئے بھلائی ہے۔ پس تم (انہیں) قطار میں کھدا کر کے (نیزہ مار کر خر کے وقت) ان پر اللہ کا نام لو، پھر حب وہ اپنے پہلو کے مل گر جائیں تو تم خود (بھی) اس میں سے کھاؤ اور قناعت سے بیٹھے رہنے والوں کو اور سوال کرنے والے (محاجوں) کو (بھی) کھلاو۔ اس طرح ہم نے انہیں تمہارے تابع کر دیا ہے تاکہ تم شکر بھالاؤ۔“

(بروفیسر طاهر القادری)

اللَّهُ الْكَعْبَةُ الْبَيْتُ الْحَرَامُ قِيَمًا لِلنَّاسِ وَالشَّهْرُ
 الْحَرَامُ وَالْهَدْيُ وَالْقَلَبُ، ذَلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ
 يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ يُكْلِلُ
 شَفَاعَةً عَلَيْهِمْ ⑥ [اللائدة]

اللہ نے ادب والے گھر کعبہ کو لوگوں کے قیام کا باعث کیا اور حرمت و احترامہ دینے اور حرم کی قربی کی اور مگلے میں علامت آؤ زیاد جانوروں کو یہ اس لیے کہ تم یقین کرو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ

نام پر تعالیٰ نتی

آسانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں اور یہ کہ اللہ سب کچھ جانتا ہے، (ترجمہ احمد رضا خاں بہریلوی)

② ”اللہ نے عزت (وادب) والے گھر کعبہ کو لوگوں کے (دینی و دنیوی امور میں) قیام (اکن) کا باعث بنایا ہے اور حرمت والے مینے کو اور کعبہ کی قربانی کو اور مگلے میں علمائی پے والے جانوروں کو بھی (جو حرم مکہ میں لائے گئے ہوں سب کو اسی نسبت سے عزت و احترام عطا کر دیا گیا ہے)، یہ اس لئے کہ تمہیں علم ہو جائے کہ جو کچھ آسانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ خوب جانتا ہے اور اللہ ہر چیز سے بہت واقف ہے۔“

(ترجمہ پروفسر طاہر القادری)

③ ”خدا نے عزت کے گھر (یعنی) کعبے کو لوگوں کے لیے موجب امن مقرر فرمایا ہے اور عزت کے مہیوں کو اور قربانی کو اور ان جانوروں کو جن کے مگلے میں چنے بندھے ہوں یہ اس لیے کہ تم جان لو کہ جو کچھ آسانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے خدا سب کو جانتا ہے اور یہ کہ خدا کو ہر چیز کا علم ہے۔“ (مولانا جلال الدہری)

مسجد، شعائر اسلام ہیں

ساجد مٹی، پتھر، لوہا، سمنت وغیرہ کا نام ہے۔ جس طرح انسان اپنے گھر کی تعمیر کرتا ہے اس طرح یہ گھر بھی تعمیر ہوتا ہے ان وسائل کے ساتھ جو اپنے یا پرانے چندہ وغیرہ سے تعمیر ہونے والے گھر کو جب یہ نیت باندھ کر لی جاتی ہے اس گھر میں خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دین کی ترویج کرنا ہو گئی تو عمارت جو مٹی اور پتھر سے وجود میں آئی تھی مقدس حیثیت اختیار کر جاتی ہے چونکہ اس کے بنانے میں یا وقف کرنے میں عمارت یا جگہ کا مکان و مرتبہ بڑھ جاتا ہے میں اس کی بے حرمتی کرنا ناجائز ہو جائے گی، اس طرح جانوروں میں جس جانور کو اللہ کے نام پر وقف کر دیا جائے اور خاص علامت دے دی

جائے وہ بھی اللہ تعالیٰ کا شعائر بن گیا ہے۔ اس کی توہین کرنا حرام ہو جاتا ہے۔ پس انسان کی نیت عبادت کی ہے تو ہر شی مقدس بن جائے گی۔ اگر کوئی عبادت کے نام ادaroں کا قیام، عید کا ہیں، امام بارگا ہیں، حرم الانبیاء، حرم ائمہ علیہم السلام، اور علامتیں قرار دیتا ہے تو یہ شعائر اللہ ہوں گی اس شرط کے ساتھ اس میں عبادت الگی مراد ہو۔ ورنہ شعائر مسلک بن جائیں گے۔

وَأَنَّ الْمَسْجِدَ بِلِوْلَاتِهِ مَحْظُومٌ لِلَّهِ أَخْدَادًا [جن]

”اور یہ کہ جدہ گاہیں اللہ کے لئے (محصول) ہیں، سو اللہ کے ساتھ کسی اور کی پرستش مت کیا کرو۔“

**يَمْكُلُفُونَ ۝ وَمَنْ أَقْلَمَهُ مَنْعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرْ فِيهَا إِنْفَهَقَهُ وَسَهَقَهُ فِي تَهْرِيزِهَا ۚ أُولَئِكَ مَا كَانُوا
لَهُمْ أَنْ يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَابِقُونَ ۖ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا
بِخُزْنٍ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝** [البرة]

”اور اس شخص سے بڑھ کر کون خالم ہو گا جو اللہ کی مسجدوں میں اس کے نام کا ذکر کیے جانے سے روک دے اور انہیں دیران کرنے کی کوشش کرے اپنیں ایسا کرنا مناسب نہ تھا کہ مسجدوں میں داخل ہوتے مگر ذرتے ہوئے، ان کے لئے دنیا میں (بھی) ذلت ہے اور ان کے لئے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہے۔“ (بیوفیسر طاہر قادری)

بیت اللہ میں حج کے موقعہ پر کسی شے کو مارنا اور ڈرانا حرام ہے حال جانور کا استعمال اور حرام جانور سے فوائد حاصل کرنا اور انسان کے دشمن بھانور و دودھوں کا مارنے کا حکم ہے لیکن ایک حاجی جب حج کے لیے نیت کر کے سرز من خود کے کوئی حرم کعبہ کے اندر حالت حرام میں قیام پذیر ہوتا ہے تو ہر قسم کے جانور سے

نہم اور نجاحِ انجی

زیادتی کرنا حرام ہے اور قابل موندہ ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان اور ہر جلوق کو اس دھرتی پر محفوظ بنایا ہے۔

لیکن اگر کوئی یہ کہہ کر حلال مال حرام ہو گیا اور حرام حلال ہو گیا ہے تو یہ درست نہیں ہے۔ جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو ہر ظلم و ستم سے محفوظ بنایا (بشر طیکہ دشمن اس پر بقدر نہ کرے) اس طرح شی کو یہ رعایت دی ہے کہ اس سر زمین پر خود کو مامون سمجھے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ بھی شعائر اللہ ہیں

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے شہر اور زمین شعائر اللہ ہیں۔ اس زمین کی توجیہن کرنا اس پر قتل اور فساد کرنا یا اس کو پامال کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے اگر کوئی ایسی نیت سے کرتا ہے تو واجب الحش ہونے کے علاوہ وہ مرد بھی ہے۔ جس کی بخشش ناممکن ہے۔ یہ حدود حرم ہیں جو احادیث سے بھی ثابت ہیں۔

کتاب اللہ اور انہیا کرام بھی شعائر اللہ ہیں۔ کتاب اللہ اور انہیا کرام بھی شعائر اللہ ہیں۔ ان کی توجیہن کرنا ستوجب سزا ہے۔ اور ایک مسلمان پر ان کا احترام کرنا فرض ہے۔ اس طرح غیر مسلم کو بھی ان کا احترام کرنا لازم ہے۔ اگر بے حرمتی کی نیت کرتے ہوئے کوئی ایسا عمل کرے جس سے توجیہن کا پہلو لٹکا ہو تو وہ بھی سخت سزا ہے اس طرح ازدواج مطہرات اور انگہ اطہار اور مومن صحابہ کرام پر سبے حیات تقدید اور خلاف واقعہ بیان کرنا بھی ناجائز ہے۔

نوفٹ: شعائر اسلام کی فہرست طویل ہے لہذا اچند مثالیں دینا مطلوب تھیں۔

شعائرِ مسلک

بعض علماء ایسی ہیں جن کی مسلک عزت اور احترام کرتا ہے، جیسے مسلمانوں کی ساجد اور دیگر عباد گاہیں غیر مسلم کو احترام کرنے کا حق رہتا ہے اور ان کی توجیہن کو شعائر اللہ کی توجیہن جانی جاتی ہے۔ اسی طرح ایک مسلمان پر غیر مسلم عبادات گاہوں کا احترام بھی لازم ہے۔ جس کی توجیہن کے پہلو میں ہر ریاست نے قانون سازی اور سزا قائم کر کی

ہے۔ یا اس کی بے حرمتی میں فساد کی بنیاد ہو ایسا کرنا بھی حرام ہے۔ اس طرح اگر کوئی طبقہ کسی عمل مباح کو عبادت کا درجہ دیتا ہے جیسے انبیاء کرام، صحابہ کرام، آئمہ اطہار، آئمہ نقش، ائمہ احادیث، اولیاء کرام کے مزار اور مقابر کو دینی خدمات کے سبب جانتا ہے اور زیارت کو باعثِ ثواب جانتا ہے تو اس کی بے حرمتی ناجائز ہے اور تو ہیں باعثِ فساد ہے۔ چونکہ یہ ان کے مسلک کے پیچان کی علامات ہیں۔ اس طرح ایک کالا یا سبز جھنڈا اور ذوالجناح یا وہ تبرکات جو آپ (نبی کریم) سے ثابت ہیں جو یہ واقعہ، تاریخ، قوم کی پیچان کی علامات بن چکے ہیں کہ یہ پاک نبی کریم ﷺ کے نشانیوں میں سے اس طرح کو جھنڈا اسلامی شاعر کا ایک ذریعہ ہے کہ پاک نبی کریم نے کوئی جنگ ایسی نہ تھی جو علم (جھنڈا) سے خالی تھی، بلکہ یہ اسلام اور کفر کے فرق میں نہایاں کردار ادا کرتا تھا جو کہ غزوہ خندق اور غزوہ خیبر میں اس کی اہمیت اس لیے بڑھ گئی تھی کہ آپ نے مقام خیبر میں ہر شخص کو جھنڈا اور اہم کیا ہے جس نے بھی انکر سلام کے تیادوں کی خواہش فرمائی، لیکن فتح کا سہرا کسی اور کے سر پر سمجھا تھا۔ آپ نے افواج کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا: بلکہ یہ جھنڈا اس شخص کے حوالے کروں گا جو اللہ و رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور رسول بھی اس سے محبت کرتے ہیں، وہ بڑ کے حملہ کرنے والا ہے، مگر راہ فرار اختیار نہیں کرتا۔ بالآخر یہ سعادت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نصیب ہوئی تھی۔

(خصوصاً نساني، طبری، کامل، بخاری، مسلم کتب بسیار میں یہ)
 آج بھی اگر جہاد اسلامی ہو تو کہا جاسکتا ہے کہ دین کی بقا کے لیے جو آج حالت ہے وہ بھی شہادت ہے چونکہ اس دین کی بقا کے لیے پاک نبی کریم کے اوال اور عمل افواج، وہ علامات جو آپ رسول اللہ اپنایا کرتے تھے جیسے یہ جھنڈے، لباس، توار، یا موجودہ زمانہ کا جدید اسلوب توانست نبوی ہے کہ اس جدید احوال کے ساتھ دھرم اسلام سے دفاع کریں۔ اس طرح زمانہ قدمی میں سفر و حضر کے علاوہ سواری اونٹ، گھوڑا ہمی زیادہ استعمال ہوتے تھے اگر ان کو آج بھی استعمال کیا جانا مطلوب ہو تو وہ اس زمانے کی عکاسی ہو گا۔
 آج ایک ریاست کے اندر جہاں کثیر المذاہب موجود ہوں۔ ان کے مذہب کے

مطابق اپنے اپنے شعائر ہیں اور وہ ہر مسلک کی پہچان ہیں، مثلاً ہر سیاسی اور مذہبی پارٹیوں نے اپنی اپنی پہچان کے لیے اپنا پرچم تیار کر رکھا ہے اور یہ پرچم اس مسلک یا پارٹی کی پہچان ہے۔ کوئی طبقہ یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی میری پہچان کی توحیح کرے، الہذا ذوالجناح ہتفزیہ اور علم بھی ایک علماتی نشان ہیں، جو وہ اس زمانے کے حالات اور مصطفوی سنت اور تاریخ کر بلکہ نشاندھی کرتے ہیں اسی طرح زمانہ تبدیل ہو گیا وسائل اور حالت تبدیل ہو گئے، مگر جو کی جانب جاتے وقت قربانیاں انہی جانوروں کی دی جاتی ہیں جو پاک نبی کریمؐ کے زمانے میں تھے زمانہ ترقی کرنے کے باوجود اس قربانی میں تبدیلی نہیں آئی اگر جو کے مناسک میں سے ایک بھی ثوٹ جائے تو جن نہیں ہو گا۔ اس طرح جہاں پیدل سفر کرنا ہے طوافِ کعبہ اور صفا و مردہ پر ووڑنا ہے۔ جس سے اعمال وابستہ ہیں وہ پیدل ہو گا۔ آج سر کے بالوں کو حلق کرنا ہے۔ کیا یہ دین کی بنیادیں نہیں ہیں اور وہ قربانیاں جو حادی خاص علامات کے ساتھ لاتا ہے جس کا احترام لازم ہو گیا ہے تا قیامت علامات اور شعائر زندہ رہیں گے تو ایک مسلمان پر من و عن اتنا گز کرنا فرض ہے۔ اور کسی غیر مسلم کو اور مسلمان کو بھی حق نہیں دیا جاسکتا کہ وہ ان اسلامی شعائر اللہ شعائر مسلک میں مداخلت کریں۔ اور ان کی بے حرمتی کرئے۔ شعائر مسلک کی چند مثالیں قارئین کی نظر کی جاتی ہیں۔

تقلید مذہب

امت نے دین کی راہنمائی کے لیے تقدیم کا رستہ اختیار کیا ہے۔ آج کروڑوں انسان کسی نہ کسی مجہد اعلم کے ساتھ مسلک ہے، اگرچہ ایک طبقہ زندہ مجہد اور دوسرا طبقہ مردہ مجہدین کو اپنادینی پیشو اقرار دیتا ہے، مگر ہر زمانہ میں ان کے احکام اور خاتمی تمام اسلامی مسلک قبول کرتے ہیں۔ اگر ان پر بے جا تقدیم کی جائے تو اس مسلک کے افراد کی دل شکنی ہوتی ہے۔ اس طرح کنیدگی بڑھتی ہے۔ ہر مسلک کے فتویٰ کی محنت اس کے مانے والے مقلدین پر ہے مگر دوسروں کے لیے اس کا احترام کرنا لازمی ہے۔

رمضان کے نوافل

رمضان میں نوافل پاک نبی کریمؐ سے ثابت ہیں۔ لیکن ان نوافل کی تعداد میں اختلاف ہے۔ اس طرح رمضان میں پاک نبی کریمؐ سے جماعت ثابت نہیں لیکن اہل سنت کے مطابق حضرت عمرؓ نے اس نوافل کو جماعت سے ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور صدیوں سے مسلمان رمضان میں اس کو جماعت سے ادا کرتے ہیں جب کہ کتب اہل بیتؓ ان نوافل کو انفرادی طور پر ادا کرنے کا حکم دیتا ہے لہذا یہی شعائرِ مسلک ہے۔ اس کا احترام دوسروں کے لیے لازمی ہے جو اس کو جماعت قرار نہیں دیتے۔ اس پر احترام لازمی ہے۔

تمین طلاق

اسلام کے تمام طبقوں میں ایک رتبہ تمین طلاق دینے اور واقعہ ہونے میں اختلاف ہے۔ مذاہب ارلئی ایک نشست میں دی گئی تمین طلاق کو تمین طلاق موثر قرار دیتے ہیں۔ اس کے مقابل کتب غیر مقلد اور اہل بیت اطہار کے مفسر اور مجتہدین ایک نشست میں دی گئی تمین طلاق کو ایک طلاق کہتے ہیں۔ اس کو قرآن حکیم اور احادیث سے اپنے اپنے نقطہ نظر سے حکم کا استنباط کرتے ہیں، البتہ جس مسلک میں تمین طلاق ایک نشست میں جمع ہیں تو یہ ان کے لیے جمعت ہیں اور جس کے نزدیک تمین یا زیادہ ایک وقت میں دی جانے والی طلاق ایک رجیع واقعہ ہوگی تو ان کے لیے جمعت ہیں۔ اس طرح کثیر التعداد مثالیں شعائرِ مسلک کی موجود ہیں جو جس کا مسلک ہوگا اس پر جمعت ہوگا دوسروں کو بلا ضرورت تعمید کرنا کا حق نہیں ہے۔

تقریباتِ میلاد، حرم، تنظیمی، احتجاجی، جلسے اور جلسوں

ہر مسلک کی ترتوخ اور اشاعتِ دین کے طریقے عرف میں مسروف ہو جاتے ہیں تو پھر اس کے پیروکار اس پر عمل و درآمد کرتے ہیں۔ اس کی مثال ربيع الاول کے ماہ میں مختلف ایام میں پاک نبی اکرمؐ کی ولادت باسعادت کے موقعہ پر ملک پاکستان کے کوئے

امم اور اتحاد انبیاء

کونے سے ہر بڑے اور چھوٹے شہر میں اس ولادت باسحادت کی خوشی میں تبلیغ تقربیات کے علاوہ جلسے، جلوس اور ریلیوں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس طرح سیاسی اور مذہبی تبلیغیں اپنے پروگرام کی نشر و اشتاعت کے علاوہ اپنے قائدین کے استقبال کرتے وقت یا جلسے کا کامیاب کے لیے ریلیوں کا بھی خصوصی انتظام کیا جاتا ہے۔ بنابر ملک کے اندر اور باہر جب مسلمانوں کے خلاف اور اللہ تعالیٰ کے دین کے ساتھ جب مذاق یا توہین کی جاتی ہے تو ہر ملک اپنے عقیدے کے مطابق مراجحتی جلسے اور جاسوس کے علاوہ اجتماعی تقربیات انعقاد کرتے ہیں۔ اس طرح محرم میں پاک نبی کریمؐ کے لخت جگر اور سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے ساتھیوں کے یاد میں عزاداری کا انتظام ہوتا ہے۔ اقوام عالم میں جہاں کہیں مسلمان آباد ہیں تقربیات کے علاوہ اپنے ملک کے مطابق جلسے اور جلوس نکالتے ہیں۔ اس کے علاوہ تمام ممالک اپنے اپنے مخصوص مقامات پر سالانہ تبلیغی و ترجمی اجتماعات کا اہتمام کرتے ہیں۔

یہ تمام عمل اور کوشش مبارح ہے۔ جو جوازیت پر دلالت ہے ملکی آئین میں مذہبی آزادی ہے اس بنابر یہ تمام اقدامات شعائر ملک ہیں۔

”حج کے لیے وہ قربانی کا جانور جس کو زخم یا گلے میں جو ہتا یا پڑھ ڈال دیا جائے اس کا احترام لازم اور بے حرمتی حرام ہے۔ اس طرح جب ذوالجناح، علم اور تقریبے امام حسین علیہ السلام اور شہدائے کربلا کی یاد میں خاص کر دیا جائے تو ان شعائر کا احترام لازم اور بے حرمتی حرام ہو جاتی ہے۔“

سورہ المائدہ کی آیت (۲۹۷) میں ان جانوروں کا ذکر کیا گیا جو مسلمان حج کے ارادے سے قربانیاں کو ساتھ لے کر کعبۃ اللہ کی جانب جاتے ہیں اور ان کے گلے میں پڑھ یا کوئی علامت ڈال دی جاتی ہے یا اس کی کوہاں کو زخمی کیا جاتا ہے، تو ایسے قربانی والے جانور کی بے حرمتی کرنا شریعت مقدس میں حرام قرار دیا گیا ہے، چونکہ ان کی نسبت کعبۃ اللہ کی جانب ہے اس طرح اگر کوئی اتباع سنت کرتا ہے تو مسلمانوں پر اس کا احترام لازم

نام اور ارجح انجی

ہو جاتا ہے لہذا جو ایک مکتبہ فکر اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے کربلا کے شہداء کی یاد میں غم مناتے ہیں اور وہ اس واقعہ کو ایک ذوالجہاج اور اسلامی جہنم سے کو بطور واقع کی عظمت کی بلندی اور واقعہ نگاری پیش کرتے ہیں تو ان امنوں کی مانندان کا احترام بھی لازمی ہو جاتا ہے اور یہ شعائرِ اسلک ہیں۔ اس پر قربانیوں کے جانوروں کی عزت اور احترام پر متوجین اور مفسرین کی آراء بیان کی جاتی ہے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحْمِلُوا شَعَابَرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهَرَ
 الْحَرَامَ وَلَا الْهَدَى وَلَا الْقَلَابَ وَلَا أَقِمْنَ الْبَيْتَ
 الْحَرَامِيَّةَ تَغْوِونَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا

[الائدہ ۵]

① ”اے ایمان والو! اللہ کی نثاریوں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ حرمت (ادب) والے میئنے کی (یعنی ذوالقدر، ذوالجہاج، حرم اور رجب میں سے کسی ماہ کی) اور نہ حرم کعبہ کو بیسیج ہوئے قربانی کے جانوروں کی اور نہ مکہ لائے جائے (اویس اے ان جانوروں کی جن کے گلے میں علامتی پڑے ہوں اور نہ حرمت والے گھر (یعنی خانہ کعبہ) کا قصد کر کے آئے والوں (کے جان و مال اور عزت و آبرو) کی (بے حرمتی کرو کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں) جو اپنے رب کا فضل اور رضا خلاش کر رہے ہیں۔“

(ترجمہ پروفیسر طاہر قادری)

② ”مومنو! خدا کے نام کی چیزوں کی بے حرمتی نہ کرنا اور نہ ادب کے میئنے کی اور نہ قربانی کے جانوروں کی اور نہ ان جانوروں کی (جو خدا کی نذر کر دیئے گئے ہوں اور جن کے گھوں میں پڑے بندھے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو عزت کے گھر (یعنی بیت اللہ) کو جا رہے ہیں (اور) اپنے پروردگار کے فضل اور اس کی

خوشنودی کے طلبگار ہوں۔ (ترجمہ مولانا جالندھری)

④ ”اے ایمان والو! حلال نہ سمجھو اللہ کے نشان (ف ۵) اور نہ

ادب والے صینے اور نہ حرم کو بھی ہوئی قربانیاں اور نہ جن کے
گلے میں علامتیں آؤ زیں ان اور نہ ان کا مال و آبروج عزت والے
سمکر کا قصد کر کے آئیں۔ اپنے رب کا فضل اور اس کی خوشی

چاہتے۔“ (ترجمہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی)

⑤ مفسر تفسیر مظہری تحریر کرتے ہیں:

”ابوعبدیہ نے کہا: شعائر اللہ سے مراد ہیں قربانی کے وہ جانور جو
حاجی کعبہ کو بھیجا ہے۔ شعائر علامت بنادیتا (یعنی حقیقی ہے)۔
اوٹ کے کوہاں کے ایک پہلو کو کسی تدریجی دیا جاتا تھا کہ اس سے
خون پہنچنے لگتا تھا۔ یہ خصوصی علامت تھی اس امر کی کہ یہ اوٹ
قربانی کے لیے بھیجا ہوا ہے۔ زخم کر دینے کو شعائر اسی مناسبت
سے کہا جاتا ہے۔ اے ایمان والو! حلال نہ سمجھو اللہ کی نشانیاں کو
اور نہ ادب والے ماہ کو اور نہ اس جانور کو جو نیاز کعبہ کی ہو اور جس
کے گلے میں پٹاؤں کر پھیلان کر دی گئی ہے۔ اور نہ آنے والوں
کو حرمت دا۔ لے گھر کی طرف جو ڈھونڈتے ہیں فضل اپنے رب
کا۔“

⑥ مفسر مغارف القرآن لکھتے ہیں:

”اے ایمان والو! حلال نہ سمجھو اللہ کی نشانیوں کو اور نہ ادب
والے ماہ کو اور نہ اس جانور کو جو نیاز کعبہ کی ہو اور جس کے گلے
میں پٹاؤں کر پھیلان کر دی گئی ہے۔ اور نہ آنے والوں کو حرمت
والے گھر کی طرف جو ڈھونڈتے ہیں فضل اپنے رب کا۔“

⑦ مفسر تفسیر نبی تحریر کرتے ہیں:

”اور ان جانور کی بے حرمتی نہ کرو جو کمکہ سکر مذکون کے واسطے بطور

ہدی لے جایا جا رہا ہو اور نہ ہدی جانوروں کے ہاروں کی بے حرمتی کرو جوان کے گلے میں ڈالے گئے ہیں۔ بطور علامت کے ندان لوگوں کو حلال شہر اور جو بیت اللہ شریف کے ارادا سے حج و عمر کرنے ساتھ ہی تجارت کے ذریعہ نفع کے لیے لے جا رہے ہیں۔“

شعاڑ ریاست

ہر ریاست ملکی نظام چلانے کے لیے چند چیزیں متعارف کرواتی ہے۔ جس سے اس کی پہچان ہے۔ جیسے دار حکومت، ملکی سرحد، کرنی، جنڈا، آرمی کی وردی، حکومتی دستور، یا ملکی علامت وغیرہ تو ریاست جب ان کو شعاڑ ریاست کا خطاب دیتا ہے تو پھر اس کی خلافت کے انتظام اور اصرام کے لیے قانون سازی بھی کرتی ہے اور اگر اس کی کوئی شہری، ملکی اور غیر ملکی خلاف ورزی کرئے تو سزا کا تھیں بھی کرتی ہے۔ اسے شعاڑ ریاست بھی کہتے ہیں۔ اس کی توہین ریاست کی توہین بھی جاتی ہے۔ اور اس کی خلافت کرنے والوں کو باخی کہا جاتا ہے۔

شعاڑ حکومت

ہر ریاست ملکی نظام چلانے کے لیے ایک قانونی حکومت تشكیل دیتی ہے۔ حکومت اپنی خاص اکائیوں کے ساتھ کامل ہوتی ہے۔ ریاست کے باسی نظام حکومت کے لیے قانون سازی کرتے ہیں تو اس قانون سازی میں اقتدار حکومت، پارلیمنٹ، عدالیہ اور دیگر اداروں کا قیام عمل میں لا جاتا ہے۔ ان کو چلانے کے لیے قانون واضح کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس کا احترام نہ کرئے یا حکم عدالی کرئے تو سزا کا مستحق شہرہ ایسا جاتا ہے۔

سفیر ریاست

قانون میں الاقوامی میں سفیر کو قدیمی روایات نے یہ حقوق دے رکھے تھے کہ اس کا احترام فرض ہے اور اس کی عزت و احترام وہی ہو گا جو اس کے ملک کا ہے اسلام نے تو

نام اور اعلیٰ انتی

ایک سفیر کے قتل میں ایک بڑی جنگ موت کے نام کی تھی تو واقعہ نگاری غزوہ موت میں بیان کی چکی ہے کہ ایک سفیر کا قتل اور توہین کی بنا پر پاک نبی کریم نے زید بن حارث کی قیادت میں ایک مکمل جنگ کی اور اس کے مزید بدله میں دوسری جنگ اسامہ بن زید کی سربراہی میں لٹکر ارسال کیا تھا جس کی تحریک چہاد حضرت ابو بکرؓ کے آغاز حکومت میں ہوا تھا۔ لہذا ایک سفیر کی توہین ایک ملک کی توہین سمجھی جاتی ہے۔ اس کا احترام اقوام عالم کے قانون میں موجود ہے۔

شعار تنظیم پارٹی

دنیا کا ہر فرد یا قوم جب تنظیم یا پارٹی تھکیل دیتی ہے تو اپنی پیچان کے لیے چند علامات کا انتخاب کرتی ہے۔ کچھ ظاہری علامات ہوتی ہیں اور کچھ پوشیدہ۔ جو ظاہری علامات ہوتی ہیں ان میں جنہاً انہیاں حیثیت رکھتا ہے اور ہر ملک اور تنظیم کی پیچان اسی سے ہے۔ اگر کوئی شخص جو اس ملک کا ہے یا اس تنظیم کے ساتھ و لاسط ہے تو اس کو تمام منشور کو مانتا ہو گا۔ اگر کوئی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کے لیے رکھی گئی سزا سے اُسے گذرنا پڑے گا۔ تنظیم نہ ہی ہو یا جہادی جماعت اس کا خاص رنگ یا خاص علامت اس کی پیچان ہوتی ہے۔ اگر تنظیم حکومتی رجسٹری اور اہ میں درج ہے تو ہر اس کا نام اور منشور کے خاص خاص اہداف اس کے محفوظ ہو جاتے ہیں اور یہ نام اور منشور اور خاص علامات اس تنظیم کی پیچان بن جاتے ہیں یہ قانونی حیثیت قرار پاتے ہیں اس کے مطابق کوئی دوسری جماعت سیاسی یا مذہبی پر یہ پائیدی ہو جاتی ہے کہ اس نام سے ریاست کوئی جماعت، تنظیم، رجسٹرنڈ کرے۔۔

مفسرینِ اسلام کی شعائرِ اللہ، شعائرِ اسلام پر آراء

شعائرِ اللہ کی تفسیر

تفہیم القرآن مولانا مودودی

شعائر کیا ہے؟

ہر وہ جو کسی مسلک یا عقیدہ یا طرز فکر یا کسی نظام کی نمائندگی کرتی ہے۔ وہ اس کا شعائر کہلانے گی، کیونکہ وہ اس کے لیے علامت یا نشانی کا کام دیتی ہے۔ سرکاری جہڈنے والے، پولیس وغیرہ کی یونیفارم، سکے، نوٹ، اور اس اس پ حکومتوں کے شعائر ہیں۔ اور وہ اپنے حکوموں سے بلکہ جن جن پر ان کا زور چلے سب سے ان کے احترام کا مطالبہ کرتی ہیں۔ گرجا اور قربان گاہ اور صلیب اور مسیحیت کے شعائر ہیں۔ چوتھی اور زیارات اور مندر برہمیت کے شعائر ہیں۔ کیس، کڑا، کرپان وغیرہ سکھ مذہب کے شعائر ہیں۔ ہنوز اور درانتی اشتراکیت کا شعائر ہے۔ سوسیکار آریشل پرستی کا شعائر ہے۔ یہ سلک اپنے اپنے ہیروں کاروں سے اپنے ان شعائر کے احترام کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی نظام کے شعائر میں سے کسی شعائر کی توہین کرتا ہے تو یہ بات اس کی علامت ہے کہ وہ دراصل اُس نظام کے خلاف وغیرہ رکھتا ہے اگر وہ توہین کرنے والا خود اسی نظام سے تعلق رکھتا ہے۔ تو اس کا یہ فعل اپنے نظام سے ارتدا در بغاوت کا ہم ملتی ہے۔

شعائرِ اسلام

شعائرِ اللہ سے مراد وہ تمام علامات یا نشانیاں ہیں جو شرک اور کفر و ہریت کے

بالمقابل خالص خدا پرستی خالص خدا پرستی کے مسلک کی نمائندگی کرتی ہوں۔ اسی علامات جہاں جس مسلک اور جس نظام میں پائی جائیں مسلمان ان کے احترام پر مامور ہیں بشرطیکہ ان کا نفسانی پس منظر خالص خدا پرستا شہ ہو۔ کسی مشرکانہ یا کافرانہ تحیل کی آسودگی سے انہیں ناپاک نہ کر دیا گیا ہو۔ کوئی شخص خواہ وہ غیر مسلم کیوں نہ ہو اگر اپنے عقیدے اور عمل میں خدا نے واحد کی بندگی و عبادت کا کوئی جزر رکھتا ہے تو اس جز کی حد تک مسلمان اس سے موافقت کریں گے اور ان شعائر کا بھی پورا احترام کریں گے جو اس کے مذہب میں خالص خدا پرستی کی علامت ہوں۔ اس چیز میں ہمارے اور اس کے درمیان نزعاع نہیں بلکہ موافقت ہے۔ نزعاع اگر ہے تو اس امر میں ہے کہ وہ خدا کی بندگی کیوں کرتا ہے، بلکہ اس امر میں ہے کہ وہ خدا کی بندگی کے ساتھ دوسری بندگیوں کی آمیزش کیوں کرتا ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ شعائر کے احترام کا یہ حکم اُس زمانہ میں دیا گیا تھا جبکہ مسلمانوں اور مشرکین عرب کے درمیان جنگ برپا تھی۔ مکہ پر مشرکین قابض تھے۔ عرب کے ہر حصے سے مشرک قبلی کے لوگ حج و زیارات کے لیے کعبہ کی طرف جاتے تھے اور بہت سے قبلوں کے راستے مسلمانوں کی زدوں میں تھے۔ اس وقت حکم دیا گیا تھا کہ یہ لوگ مشرک ہی کسی تمہارے اور ان کے درمیان جنگ ہی کسی مگر جب یہ خدا کے گھر کی طرف جاتے ہیں تو انہیں نہ چھیڑو، حج کے مہینوں میں ان پر حملہ نہ کرو۔ خدا کے دربار میں نذر کرنے کے لیے جو جانور یہ لیے جا رہے ہیں ان پر ہاتھ نہ ڈالو کیونکہ ان کے مگرے ہوئے مذہب میں خدا پرستی میں جتنا حصہ باقی ہے وہ بجائے خود احترام کا مستحق ہے اور نہ کہ بے احترامی کا۔

شعائر اللہ کے احترام کا عام حکم دینے کے بعد چند شعائر کا نام لے کر ان کے احترام کا خالص طور پر حکم دیا گیا ہے۔ کوئی کہ اس وقت جنگی حالات کی وجہ سے یہ اندیشہ پیدا ہو گیا تھا۔ کہ جنگ کے جوش میں کہیں مسلمانوں کے ہاتھوں ان کی توہین نہ ہو جائے ان چند شعائر کو نام بیان کرنے سے یہ مقصود نہیں ہے۔ کہ صرف یہی احترام کے مستحق ہیں۔ احرام بھی من جملہ شعائر اللہ ہے۔ اور اس کی پابندیوں میں کسی پا پنڈی کو توڑنا اس کی بے حرمتی کرنا ہے۔ اس لیے شعائر اللہ ہی کے سلسلہ میں اس کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ جب

تم تم احرام باندھے رہو تو فکار کرنا خدا پرستی کے شعائر کی تو ہیں کرنا ہے البتہ جب شرعی قائدہ کے مطابق احرام کی حد ختم ہو جائے تو فکار کرنے کی اجازت ہے۔ (تفسیر تفہیم

القرآن ابوالاعلیٰ مودودی جلد، سورہ للائدہ آیت: ۲، صفحہ: ۳۹، ۳۸)

دیوبند کتب گلر کے مفتی اعظم محمد شفیع تفسیر معارف القرآن میں آیت المائدہ (۲) میں بیان کرتے ہیں۔ آیت کے پہلے جملے میں ارشاد ہے کہ القرآن،

[لَيَكُنْ لَهُ الْبَيِّنَ أَمْنُوا لَا تُجْعِلُوا أَشْعَارَ اللَّهِ] [المائدہ: ۲]

”اے ایمان والو! اللہ کی نشانیوں کی بے حرمتی نہ کرو۔“

اس میں لفظ شعائر جس کا ترجمہ نشانیوں سے کیا گیا ہے۔ شیرہ کی جمع ہے۔ جس کے معنی (علامت) ہیں۔ اس سے شعائر اور شیرہ اس محسوس چیزوں کو کہا جاتا ہے جو کسی چیز کی علامت ہو۔ شعائر اسلام ان اعمال و افعال کو کہا جائے گا جو عرف مسلمان ہونے کی علامت سمجھے جاتے ہیں۔ اور محسوس و مشاہدے میں ہیں۔ جیسے نماز، آذان، حج، ختنہ، اور سنت کے مطابق داڑھی وغیرہ۔ شعائر اللہ کی تشریف اس آیت میں مختلف الفاظ سے منقول ہے مگر جائز بات وہ ہے جو بحریح طیب اور روح المعانی نے بیان کی۔ حضرت حسن بصری اور عطاء سے منقول ہے اور امام جصاص نے اس کو تمام اقوال کے لیے جامع فرمایا ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ شعائر اللہ سے مراد تمام شرائع اور دین کی تفسیر کردہ واجبات، فرائض اور ان کی حدود ہیں۔ اس آیت میں لا تجعلوا شعائر اللہ کے ارشاد کا پہنچا حاصل ہے۔ اللہ کے شعائر کپے حرمتی نہ کرو تو شعائر کی بے حرمتی ایک تو یہ ہے۔ کہ سرے سے ان احکام کو نظر انداز کر دیا جائے۔ دوسرا یہ ہے کہ مقرر کردہ حدود سے تجاوز کر کے آگے بڑھنے لگیں لا تجعلوا اشعائر اللہ میں ان نیتوں صورتوں سے منع فرمایا گیا ہے۔ اے ایمان والو! حالانکہ محبوب اللہ کی نشانیاں کو اور نہ ادب و اسلے ماہ کو اور نہ اس جانور کو جو نیاز کعبہ کی ہو اور جس کے گلے میں پٹاڑا ایسا کر پہنچان کر دی گئی ہے۔ اور نہ آنے والوں کو حرمت و اسلے گھر کی طرف جو ڈھونڈتے ہیں نفضل اپنے رب کا اور اس کی خوشی اور جب احرام سے نکلو تو فکار کر لو اور تم کو اس قوم کی دشمنی جو کہ تم کو روکتی تھی حرمت والی مسجد سے اس پر کی زیارتی

کرنے لگو اور آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیز گاری پر اور عدالت کرو گناہ پر اور ظلم پر اور ذرائعے رہا اللہ یشیک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

بریلوی کتب فلک کے مفتی احمد یار خان نصیبی بدایوں تفسیر نصیبی میں سورہ المائدہ آیت: ۲ میں لکھتے ہیں: ۷

”اے ایمان والو! تم ان چیزوں کو حلال نہ بنالو جن کو اللہ تعالیٰ نے دین ایمان کی نشانیاں شہرا یا ہے کہ ان کی تنظیم مومن ہونے کی علامت ہے۔“

ان کی اہانت نہ کرو نہ حرمت والے میتوں (رجب، ذی قعده، ذی الحجه، اور حرم) کو حلال شہرا کر ان میں جگہ جہاد کرو یا میئنے تبدیل کر کے ان محترم میتوں کی بے حرمتی نہ کرو۔ اور ان جانور کی بے حرمتی نہ کرو جو مکہ مکرمہ ذرع کے واسطے بطور بدی لے جایا جا رہا ہو اور نہ بدی جانوروں کے ہاروں کی بے حرمتی کرو جو ان کے گلے میں ڈالے گئے ہیں۔ بطور علامت کے نہ ان لوگوں کو حلال شہرا کو جو بیت اللہ شریف کے ارادا سے حج و عمر کرنے کے ساتھ ہی تجارت کے ذریعہ نفع کے لیے لے جا رہے ہیں۔ ایسے لوگوں سے تفرض نہ کرو۔ اور یہ بھی خیال رکھو کہ احرام کی وجہ سے تم پر ہر خشك و تر حرام کر دیا گیا ہے۔ جب تم احرام کھولو تو یہ پابندی ختم ہو جائے گئی۔

ابلست کی ترجمان تفسیر مظہری مترجم سورہ المائدہ: ۲

لَيَكُتُبُوا إِلَيْهِنَّ أَمْنُوا لَا تُحِلُّوا أَشْعَالَهُنَّ اللَّهُ [۲:۲] اللہ:۲

”اے ایمان والو! ابے حرمتی مت کرو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی۔“

حضرت ابن عباسؓ اور چاہد نے فرمایا شعائر سے مراد ہیں حج کے مناسک اور مواقف یعنی کعبہ کا طواف صفا اور مروہ کے درمیان سی، عرفہ اور مزدلفہ میں قیام، سکریاں مارنا اور تمام امور جو حاجی کرتا ہے جیسے احرام، طواف، سرمنڈانا، قربانی کرنا وغیرہ۔ شعائر کو حلال قرار دیتے سے مراد ہے ان کی نہ پرواہ کرنا ان کی توہین کرنا حاجیوں کے ان اعمال میں رکاوٹ پیدا کرنا مشرکین حج کرتے اور قربانی کے جانور کعبہ کو سمجھا کرتے ہے۔

تھے۔ مسلمانوں نے ان کو لوٹا چاہا تو ممانعت میں یہ آیت نازل ہوئی۔ شعائر جمع ہے شیر کی۔ واحد کسی چیز کی خصوصی علامت کو شیرہ کہتے ہیں۔ حج کے مناسک اور موافق حج کی علامات اور نشانیاں ہیں۔ اسی لیے ان کو شعائر حج کہا جاتا ہے۔ ابو عبیدہ نے کہا: شعائر اللہ سے مراد ہیں قربانی کے وہ جانور جو حرامی کعبہ کو بھیجا ہے۔ شعائر علامت بنادیں (یہ غوی متنی ہے)۔ اونٹ کے کوہاں کے ایک پہلو کو کسی قدر چیر دیا جاتا تھا کہ اس سے خون بہنے لگتا تھا۔ یہ خصوصی علامت تھی اس امر کی کہ یہ اونٹ قربانی کے لیے بھیجا ہوا ہے۔ اس کو زخم کر دینے کو شعائر اسی مناسبت سے کہا جاتا ہے۔ (اختصار)
 کتب الم بیت کے مفسر علامہ محمد حسین بھنگی تفسیر فیضان الرحمن آیت (۱۵۸) البقرہ کی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں۔

شعائر اللہ کا مفہوم

[إِنَّ الضَّفَّاً وَالنَّزْرَ وَهُنَّ شَعَائِرُ اللَّهِ]، [البقرة: ۱۵۸]

”صفاو مرودہ مکہ کی دو محشر پہاڑیاں ہیں۔“

جنہیں اللہ نے شعائر اللہ قرار دیا ہے۔ شعائر (شیرہ) کی جمع ہے۔ جس کے معنی علامت اور نشانی کے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو یاد دلانے والی نشانیاں۔ شریعت کی اصطلاح میں عبادت کے مکان، زمان اور علامت کو شعائر اللہ کہا جاتا ہے۔ مکان جیسے کعبہ، عرفات، مزدلفہ، منی اور صفا اور مرودہ اور زمان جیسے ماہ رمضان اشهر حج، عیدین اور جمعہ اور علامت قربانی کے جانور اذان واقامت اور نماز باجماعت وغیرہ وغیرہ۔ حج یا عمرہ اور کان مخصوصہ کے مجموعہ کا نام ہے۔ فرق یہ ہے کہ جو مخصوص ایام میں کیا جاتا ہے۔ (۱) ذوالحجہ سے لیکر ۱۲ ذوالحجہ) جبکہ عمرہ دوسرے عام دنوں میں ہوتا ہے باوجود یہ کہ حج و عمرہ میں صفا مرودہ کے درمیان سی کرنا بابر مشہور عند المسلمين واجب ہے۔ سورہ المائدہ آیت (۲) کی تفسیر یہ ہے کہ یہاں شعائر اللہ اور دوسری بعض مختص چیزوں کی ہٹک حرمت کرنے کی اہل ایمان کی منادی کی جاری ہے۔ شعائر شیرہ کی جمع ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ہر وہ علامت جس کی نسبت اللہ کی طرف ہو اور جس سے حق اور باطل کی پیچان ہو سکے۔

ارشاد قدرت ہے: وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ كہ تم نے
قربانی کے جانوروں کو شعائر اللہ میں سے قرار دیا ہے یہاں خدا نے منان اہل ایمان کو
شعائر اللہ، شہر حرم، حدی، قلائد اور بیت اللہ الحرام کا قصد کرنے والے اہل اسلام کی بے
حوتی کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حوالہ جات

- (۱) تفسیر تفہیم القرآن ابوالاعلیٰ موهومی جلد: ۱، سورہ للائدہ آیت: ۲، صفحہ:
۳۸، ۳۹
- (۲) دیوبند مکتب فکر کے مفتی اعظم محمد شقیع تفسیر معارف القرآن میں آیت
للائدہ: ۲، جلد: ۳، صفحہ: ۱۸، ۱۹۔
- (۳) بریلوی مکتب فکر کی مفتی احمدیار خان نعیمی بدایونی تفسیر نعیمی میں سورہ
للائدہ آیت: ۲، جلد: ۲، صفحہ: ۱۸۲۔
- (۴) ترجیان المیست تفسیر للظہری قاضی محمد ثنا اللہ عثمانی پانی پس سورہ للائدہ
آیت: ۲، جلد: ۳، صفحہ: ۲۳۱، ۲۳۲۔
- (۵) مکتب المیست کی ترجیان (تفسیر فیضان الرحمن علامہ شیخ محمد حسین تجفی)
جلد: ۱، صفحہ: ۲۳۶ تفسیر آیت: ۱۵۸، البقرہ، للائدہ آیت: ۲، للائدہ ص: ۳۶۷،
جلد: ۲۔ مترجمین۔
- (۶) تفسیر مظہری مولانا ثنا اللہ پانی پشی
- (۷) مترجم پروفیسر طاہر قادری۔
- (۸) مولانا احمد رضا خان بریلوی۔
- (۹) مولانا جمال الدہبی۔

بیستم باب

یزید کا مسلک اور عقیدہ

jabirabbas@yahoo.com
jabirabbas@jaberakina.com

امن باب میں بلا بصرہ فقط حوالہ جات کے ذریعے عقائد
اور

نظیریات قاری کی نظر کیے جائے ہیں

امام عالی مقام اور صحابہ کرام سے

بیعت کا مطالبہ اور قتل کا حکم

تاریخ البدایہ والنہایہ: ۱۳۷، ۸

وكتب إليه في صحيفة كأنها أذن الفارة

أما بعد فخذ حسينا وعبد الله بن عمر

وعبد الله بن الزبير بالبيعة أخذها شديدا

ليست فيه رخصة حق يبايعوا والسلام

یزید کا ولید بن عتبہ کے نام دخطوٹ۔ ایک خط میں ملک میں تمام گورنرزوں کو مرگ

معاویہ کی اطلاع کی۔ اور دوسرا خط میں یتحریر کیا کہ امام حسینؑ اور عبد اللہ بن عمرؑ اور عبد اللہ

بن زبیرؑ سے بیعت لینے میں تھوڑہ کرو اور جب تک بیعت نہیں لیں تو انہیں مہلت نہ دو۔

تاریخ طبری: ۲۲۷، ۳

فكتب إلى الوليد: بسم الله الرحمن الرحيم.

من يزيد أمير المؤمنين إلى الوليد بن عتبة،

أما بعد، فإن معاوية كان عبداً من عباد

الله، أكمله الله واستخلفه، وخوله،

وممكن له، فعاش بقدر، ومات بأجل،

ام در قلچ انبیاء ﷺ فرجمہ اللہ، فقد عاش محموداً، ومات برأ
تقیاً، والسلام.

وكتب إليه في صحيفة كأنها أذن فارة:
أما بعد، فخذ حسيناً وعبد الله بن عمر
وعبد الله بن الزبير بالبيعة أخذنا شديداً
ليست فيه رخصة حتى يبايعوا، والسلام.

بیزید کے ولید بن عتبہ کے نام و خطوط۔ ایک خط میں ملک میں تمام گورزوں کو مرگ
معاویہ کی اطلاع کی۔ اور درسرے خط میں یہ تحریر کیا کہ امام حسین اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ
بن زبیر سے بیعت لینے میں تهدید کرو اور جب تک بیعت نہ لئیں ذرا انہیں مہلت نہ دو۔

تاریخ الكامل: ۲: ۱۵۱

فلما تولى كان على المدينة الوليد بن عتبة
بن أبي سفيان، وعلى مكة عمرو بن سعيد
بن العاص، وعلى البصرة عبد الله بن
زياد، وعلى الكوفة التعمان بن بشير، ولم
يكن لبیزید همة إلا بيعة الثغر الذين أبوا
على معاودة بیعته.

فكتب إلى الوليد يخبره بموت معاوية،
وكتاباً آخر صغيراً فيه: أما بعد فخذ
حسيناً وعبد الله بن عمر وابن الزبير
بالبيعة أخذنا ليس فيه رخصة حتى يبايعوا
”بیزید کا ولید بن عتبہ کے نام و خطوط۔ ایک خط میں ملک میں
تمام گورزوں کو مرگ معاویہ کی اطلاع کی۔ اور درسرے خط
میں یہ تحریر کیا کہ امام حسین اور عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر“

اہم اور مطلع ائمہ

سے بیعت لینے میں تشدید کرو اور جب تک بیعت نہیں ذرا انہیں
مہلت نہ دو۔“

تاریخ یعقوبی: ۲۰۵، ۶

فَلَمَّا قَدِمَ دِمْشَقَ كَتَبَ إِلَى الْوَلِيدِ بْنِ عُثْمَانَ
بْنِ أَبِي سَفِيَانٍ وَهُوَ عَامِلُ الْمَدِينَةِ: إِذَا أَتَاكُ
كَتَابًا هَذَا، فَأَحْضِرْهُ الْحَسَنَ بْنَ عَلَىٰ، وَعَبْدَ
اللهِ بْنَ الزَّبِيرَ، فَخُذُوهُمَا بِالْبَيْعَةِ لِيٌ، فَإِنْ
أَمْتَنَعْتُمْ فَاضْرِبُوهُمَا أَعْنَاقَهُمَا، وَابْعَثُ لِيٌ
بِرْوَسَهُمَا، وَخُذُ النَّاسَ بِالْبَيْعَةِ، فَمَنْ أَمْتَنَعَ
فَأَنْفَذْ فِيهِ الْحُكْمَ، وَفِي الْحَسَنِ بْنِ عَلَىٰ
وَعَبْدِ اللهِ بْنِ الزَّبِيرِ، وَالسَّلَامُ.

”حکومت شام والی یزید نے ولید بن عقبہ بن ابی سفیان کو خط لکھا
جو کہ مدینہ کا گورنر تھا۔ اس میں لکھا کہ جب میرا خطا پ تک پہنچ
پائے اس وقت حسین بن علی اور عبد اللہ بن زبیر کو طلب کر کے
بیعت لیما اگر ایسا کرنے کے انکاری ہوں تو ان کی گردان کاٹ کر
ان دونوں کے سر میری جانب ارسال کر دینا۔ اس طرح دوسروں
سے بیعت لیما اگر وہ بھی مانع ہوں تو ان کے ساتھ سلوک وہی
کرنا جو حسین بن علی اور عبد اللہ بن زبیر جیسا کرتا ہوگا۔“ وَالسَّلَامُ

حوالہ جات

- (۱) تاریخ البدایہ والنہایہ، صفحہ: ۱۳۲، جلد: ۸۔ واقعات سالہ ۱۰۰۰ھ۔
- (۲) تاریخ طبری، صفحہ: ۲۲۷، جلد: ۳۔
- (۳) تاریخ الكامل، صفحہ: ۱۵۱، جلد: ۲۔
- (۴) تاریخ یعقوبی، صفحہ: ۲۰۵، جلد: ۱۔

امام الانبیاء کا امام حسینؑ کے بارے میں عقیدہ

زید کا عقیدہ امام حسین علیہ السلام کے بارے میں پوچش کیا گیا اور پاک نبی کریمؐ کا عقیدہ بھی تحریر کیا جاتا ہے:

الترمذی، المستدرک للحاکم، الطبرانی فی الکبیر، سنن ابن ماجہ،
ارجح الطالب

عن زید بن أرقم : أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی و فاطمة و الحسن و الحسین أنا حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمتم.

”زید بن ارقم روایت کرتے ہیں کہ پاک نبی کریمؐ نے علی، فاطمہ، الحسن، الحسین علیہم السلام کے بارے میں فرمایا تھا کہ میں اس سے جنگ کروں گا جو ان سے جنگ کرے گا اور میں اس سے صلح کروں گا جو ان کے ساتھ صلح رکھے گا۔“

المستدرک للحاکم، ارجح الطالب
عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : نظر النبي صلی اللہ علیہ وسلم إلى علي وفاطمة والحسن والحسين ، فقال : أنا حرب لمن حاربكم ، وسلم لمن سالمكم .

”ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نبی کریمؐ دیکھا علی، فاطمہ، الحسن، الحسین علیہم السلام کی طرف اور فرمایا تھا کہ میں

نہ اور ان کی نبی ﷺ
اس سے جنگ کروں گا جو ان سے جنگ کرئے گا اور میں اس
سے صلح کروں گا جو ان کے ساتھ صلح رکھے گا۔“

حوالہ جات

- (۱) جامع الترمذی باب اہل بیت اطہار جلد: ۵، صفحہ: ۹۹، مترجم باب اہل بیت اطہار جلد دوم۔
- (۲) للستدرک حاکم باب سیده فاطمہ زینہ جلد: ۱۱، صفحہ: ۲۱، ۲۰۔
- (۳) مشکوہ اثر شریف مترجم صفحہ: ۲۵۳، جلد: ۲۔ باب مناقب الہبیت نبی ﷺ۔
- (۴) مودۃ القربی باب مناقب اہل بیت صفحہ: ۹۰، باب: ۱۲۔
- (۵) صواعق حمرہ مترجم باب (فصل دوم) حدیث: ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲۔
- (۶) ارجح للطالب بباب مناقب اہل عباد علیہم السلام صفحہ: ۳۹۰۔
- (۷) سنن ابن ماجہ باب الحسن والحسین جلد: ۱، صفحہ: ۱۷۷۔

یزید کا مسلک امام عالی مقام کے دانت مبارک کی توهین کی جہاں پاک نبی بوسہ دیا کرتے تھے

تاریخ طبری: ۲۹۲، ۳

ثُمَّ أَذْبَسَ فَدَخَلُوا وَالرَّأْسُ بَيْنِ يَدَيْهِ،
وَمَعَ يَزِيدَ قَضِيبٌ فَهُوَ يَنْكِتُ بَهُ فِي ثَغْرٍ، ثُمَّ
قَالَ: إِنَّ هَذَا وَإِيَّانَا كَمَا قَالَ الْحَصَنُ بْنُ
الْحَمَّامِ الْمَرْيَ:

يَفْلَقُنْ هَامَّاً مِنْ رِجَالٍ أَحَبَّهُ إِلَيْنَا وَهُمْ كَانُوا
أَعْقَ وَأَظْلَمُ قَابِلٌ: فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقَالُ لَهُ أَبُو
بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ: أَتَنْكِتُ بِقَضِيبِكَ فِي ثَغْرِ
الْحَسِينِ! أَمَا لَقَدْ أَخْذَ قَضِيبِكَ مِنْ ثَغْرِهِ
مَا خَذَاهُ، لِرَبِّهِمَا رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْشَفُهُ، أَمَا إِنْكَ يَا يَزِيدَ تَجْجِيءُ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَابْنَ زَيْدَ شَفِيعَكَ، وَيَجِيءُ هَذَا
يَوْمُ الْقِيَامَةِ وَمُحَمَّدُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شَفِيعَهُ؛ ثُمَّ قَامَ فَوْلِ.

”یزید اور ابو بزرہ اسلامی اس کے بعد یزید نے لوگوں کو دربار میں آنے کا اذن دیا۔ لوگ داخل ہوئے کیا دیکھا کر آپ امام حسین کا سر بریزید کے سامنے رکھا ہوا تھا۔ یزید کے ہاتھ میں چھڑی ہے وہ آپ کے دانت کو چھڑی سے چھیڑ رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے ان کی وہ میری مثال ہے جو حسین بن حام مری نے کی ہے۔ ہماری تکوarیں اپنے پیاروں کے سر اڑا دیتی ہیں وہ بھی تو بڑے نافرمان اور بڑے خالم تھے۔ اصحاب رسول اللہ سے ابو بزرہ اسلامی نے یہ دیکھ کر کہا اے یزید! تیری چھڑی اور حسین کے دانت اڑا رے تیری چھڑی کس مقام پر ہے میں نے اسی جگہ کو دیکھا کہ رسول اللہ چھوٹتے تھے۔ سن رکھا تھا قیامت کے دن تیرا ہٹراں زیاد کے ساتھ ہو گا۔ حسین رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہونگے یہ کہہ کر وہ دربار سے اٹھے ہوئے چلے گے۔“

تاریخ کامل: ۱۰۲، ۱۔ قال الحصین بن الحمام

ابی قومنا اُن ينصفونا فأنصفت ... قواضب

فِي أَيْمَانِنَا تَقْطَرُ الدَّمًا

يَفْلُقُنَّ هَامًا مِنْ رِجَالٍ أَعْزَةٌ ... عَلَيْنَا وَهُمْ

كَانُوا أَعْنَقَ وَأَظْلَمُ

فَقَالَ أَبُو بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ: أَتَنْكِتُ بِقَضَيْبِكِ

فِي ثَغْرِ الْحُسَيْنِ؟ أَمَا لَقَدْ أَخْذَ قَضَيْبِكِ فِي

ثَغْرِهِ مَأْخَذًا، لِرِبِّما رَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ، صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَرْشَفَهُ، أَمَا إِنْكَ يَا يَزِيدَ

تَجْيِيءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَابْنُ زِيَادَ شَفِيعَكِ،

وَيَجِيءُ هَذَا وَمُحَمَّدُ شَفِيعَكِ. ثُمَّ قَامَ فُولِي.

”بیزید اور ابو بزرہ اسلئی، اس کے بعد بیزید نے لوگوں کو دربار میں آنے کا اذن دیا۔ لوگ داخل ہوئے کیا دیکھا کہ امام حسین کا سر بیزید کے سامنے رکھا ہوا تھا۔ بیزید کے ہاتھ میں چھڑی ہے۔ وہ آپ کے دانت کو چھڑی سے چھیر رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ ان کی وہ میری مثال ہے جو حسین بن حام مری نے کہی ہے۔ ہماری ٹکواریں اپنے پیاروں کے سر آزادتی ہیں۔ وہ بھی تو بڑے نافرمان اور بڑے خالم تھے اصحاب رسول اللہ سے بڑے نافرمان اور بڑے خالم تھے اصحاب رسول اللہ سے ابو بزرہ اسلئی نے یہ دیکھ کر کہا: اے بیزید! تیری چھڑی اور حسین کے دانت؟ ارے تیری چھڑی کس مقام پر ہے؟ میں نے اسی جگہ کو دیکھا کہ رسول اللہ چوتے تھے۔ سن رکھا تھا کہ قیامت کے دون تیرا خدا ابن زیاد کے ساتھ ہو گا۔ حسین رسول اللہ کے ساتھ ہونگے یہ کہہ کر وہ دربار سے اٹھے اور چلے گئے۔“

تاریخ البدایہ و انهایہ، وسیلة النجات

لیت أشیاخی بدر شهدوا ... جزع
الخزرج من وقع الأسل ... حين حللت
بنائهم برکها ... واستمر القتل في عبد
الأشل ... قد قتلنا الضعف من أشرافهم ...
وعدنا ميل بدر فاعتدل ... وقد زاد بعض
الروافض فيها فقال ... لیت هاشم بالملك
فلا ... ملك جاءه ولا وحى نزل .

”کاش آج میرے وہ بزرگوار جو جنگ بدر وغیرہ میں مارے گئے موجود ہوتے تو وہ خوش ہو کر مجھے داد دیتے کہ میں نے ان کا کیسا انتقام لیا احساد است بوناہشم کو قتل کیا۔ پیشک میں عتبہ کیں

میں شمارہ نہ ہوتا اور اگر آں احمد سے ان تمام باتوں کا جو (احمد) کر گئے ہیں بدلا نہ لیتا۔ وہ حقیقت تھی ہاشم نے ملک گیری کے وحکومتے نکالے تھے ورنہ ان کے پاس نہ کوئی فرشتہ آیا نہ تو نازل ہوئی۔“

تاریخ البدایہ والهایہ: ۲۲۵، ۸

أعلم وقال أبو مخنف عن أبي حمزة العمالى عن عبد الله اليماني عن القاسم بن بخت قال لما وضع رأس الحسين بين يدي يزيد بن معاوية جعل ينكت بقضيب كان في يده في ثغره ثم قال إن هذا وإيانا كما قال الحسين ابن الحمام المري ... يفلقن هاما من رجال أعزه ... علينا وهم كانوا أعق وأظلموا ...

فقال له أبو بربة الأسلمي أما والله لقد أخذ قضيبك هذا مأخذنا لقد رأيت رسول الله ص يرشفه ثم قال ألا إن هذا سيجيء يوم القيمة وشفيعه محمد وتجيء وشفيعك ابن زياد ثم قام فولى

”يزید اور ابو بربہ اسلامی، اس کے بعد یزید نے لوگوں کو دربار میں آنے کا اذن دیا۔ لوگ داخل ہوئے کیا دیکھا کہ آپ امام حسین کا سر یزید کے سامنے رکھا ہوا ہے۔ یزید کے ہاتھ میں چھڑی ہے۔ وہ آپ کے دانت کو چھڑی سے چھیڑ رہا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ ان کی وہ میری مثال ہے جو حسین بن حام مرمی

نے کہی ہے۔ ہماری تواریخ اپنے بیویوں کے سر آزادی تھی ہیں۔
وہ بھی تو بڑے نافرمان اور بڑے قالم تھے۔ اصحاب رسول اللہ
سے ابو بزرگہ اصلیٰ نے یہ دیکھ کر کہا: اسے یہ بیدا تیری چھڑی اور
حسین کے دانت ادارے تیری چھڑی کس مقام پر ہے؟ میں نے
اسی جگہ کو دیکھا کہ رسول اللہ چوتھے تھے۔ سن رکھا تھا کہ قیامت
کے دن تیرا حشر امن زیاد کے ساتھ ہو گا حسین رسول اللہ کے
ساتھ ہو گئے یہ کہہ کر وہ دربار سے اٹھے اور پڑے گئے۔“

حوالہ جات

- (۱) تاریخ طبری۔ صفحہ: ۲۹۲ جلد: ۳
- (۲) تاریخ کامل۔ صفحہ: ۱۰۲ جلد: ۱ باب امام علی مقام ابل عیال دمشق میدنا کشٹو
بھری: ۶۱۔
- (۳) تاریخ البدایہ والنہایہ صفحہ: ۲۲۳) جلد: ۸، واقعہ اکستہ ۲۱ھجری۔
- (۴) صواعق عمرۃ ابن حجر مکی۔ مترجم صفحہ: ۲۸، ۲۹: ۷۶
- (۵) وسیله النجات ملامین لکھوی فرنگی علی از تاریخ احمدی صفحہ: ۱: ۳۰۔
- (۶) سیرت ابن حبان باب یزید بن معاویہ ابو خالد جلد: ۱، صفحہ: ۵۵۵۔

مسجد نبوی کے بارے میں یزید کے گھناؤ نے افعال

ریاست کے امیر کا حکم تھا۔ مدینہ میں اصحاب اور ان کی اولادوں کا قتل عام کیا جائے اور ان کو امیر حکومت کا غلام بنایا جائے۔ عالی مدینہ نے قتل عام اور مسجد نبوی کی بے حرمتی کے علاوہ زنا عام کیا۔ مدینہ کے صحابہ کرام کی بغاوت۔

صواتی سحر قده (برق سوزان) حافظ ابن حجر مکی مترجم واقدی نے کئی طرق سے بیان کیا ہے۔ عبداللہ بن حنظله بن الفسل کہتے ہیں: خدا کی قسم، ہم نے یزید کے خلاف اس وقت بغاوت کی جب ہمیں خدا شہ ہو گیا کہ آسان سے ہم پر پھر بر سائے جائیں گے۔ وہ شخص لڑکوں کی ملوں، بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرنا، جائز سمجھتا تھا، شراب پیتا اور تارک المصلوہ تھا۔

یزید نے ایک لشکر کے ساتھ اہل مدینہ سے جنگ کی اور انہیں خوفزدہ کیا، جس حدیث سے بیان ہوا ہے کہ مسلم بن عقبہ کے لشکرنے بہت سوں کو قتل کیا اور فساد عظیم برپا کیا۔ لوگوں کو اسیر بنایا اور مدینہ کی بے حرمتی کی اور یہ ایک مشہور بات ہے یہاں تک کہ تمین سونوجوان اور اتنے ہی صحابہ کرام قتل ہوئے اور سات سو کے قریب قرآن کے قاری مارے گئے اور کئی دن تک مدینہ کی بے حرمتی ہوتی رہی اور مسجد نبوی میں نماز باجماعت نہ ہو سکی اور اہل مدینہ روپوش رہے اور کئی روز تک کوئی شخص مسجد نبوی میں داخل نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ کتوں اور بھیڑیوں نے مسجد میں داخل ہو کر رسول اللہ کے منبر پر پیشتاب کیا اور یہ سب باتیں رسول اللہ کی پیش جبری کی تصدیق کر رہی ہیں۔ اور اس لشکر کا امیر صرف اس بات پر راضی ہوا کہ لوگ اس کے ہاتھ پر یزید کی بیعت کریں اور یہ کہ وہ اس کے غلام ہیں۔ خواہ اس کو بچ دے یا آزاد کر دے۔ بعض لوگوں نے کہا: ہم کتاب اللہ اور سنت

رسول اللہ پر بیعت کرتے ہیں، مگر ان کو قتل کر دیا گی۔

خلافت ملوکیت مولانا مودودی

اس کے بعد دوسرا سخت المناک واقعہ جنگ حرہ کا تھا۔ جو حملہ یزید کی زندگی کے آخری ایام میں چیل آیا۔ اس واقعہ کی مختصر روداد یہ ہے کہ اہل مدینہ نے یزید کو فاسق و فاجر اور ظالم قرار دے کر اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ اس کے عامل کو شہر سے نکال دیا اور عبد اللہ بن حظہ کو اپنا سر برہ بنا لیا۔ یزید کو یہ اطلاع پہنچنے تو اس نے مسلم بن عقبہ المراء کو (جسے سلف صالحین معرف بن عقبہ کہتے ہیں) ۱۲۰۰۰ فوج دے کر مدینہ پر پڑھائی کے لیے بھیج دیا اور اسے حکم دیا کہ تین دن تک اہل شہر کو اطاعت قبول کرنے کی دعوت دیتے رہنا، پھر اگر وہ نہ مانے تو ان سے جنگ کرنا اور جب فتح پا لو تو تین دن کے لیے مدینہ کو فوج پر مبارح کر دینا۔ اس حدایت پر یہ فوج گئی اور جنگ ہوئی۔ مدینہ فتح ہوا، اور اس کے بعد یزید کے حکم کے مطابق تین دن کے لیے فوج کو اجازت دے دی گئی کہ شہروں میں جو کچھ چاہے کرے۔ ان تین دنوں میں شہر کے اندر لوٹ مار کی گئی شہر کے باشندوں کا قتل عام کیا گیا۔ جس میں امام زہری کی روایت کے مطابق سات سو (۷۰۰) معززین اور دس ہزار (۱۰۰۰) کے قریب عوام مارے گئے۔ غصب یہ کہ وحشی فوجیوں نے گھروں میں گھس کر بے در لئے عورتوں کی عصمت دری کی۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہیں حق قیل انه حبلت الف امرا في بتلك ایام من غير زوج۔ کہا جاتا ہے کہ ان دنوں میں ایک ہزار عورتیں زنا سے حاملہ ہو گیں۔

جذب القلوب محدث دہلوی

حج اکرامہ صدیق حسن خاں اہل حدیث نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے۔ جب یزید نے مسلم بن عقبہ کو لٹکر دے کر اہل مدینہ کے قتل و غارت کے لیے بھیجا تو اس نے بمقام حرمہ مدینہ والوں کو نہایت ذلت کے ساتھ قتل کیا اور تین دن تک حرم نبوی کی بے حرمتی کی۔ اس واقعہ کو واقعہ حرمہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس کا وقوع بمقام حرمہ واقعہ تھا جو مسجد نبوی سے ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ اس ہنگامہ ناگفتہ میں ایک ہزار سات سو شخص

اکم اہل اتفاق انبیاء

طبقہ مہاجرین و انصارین، تابعین کے اور دس ہزار حوماً الناس قتل ہوئے خواتین اور بچے اس میں شمار نہیں ہیں۔ تیز سات (۰۰۷) حفاظ قرآن اور ستانوے آدمی قوم قریش کے تباخ ہوئے اور علائیہ طور سے فتن و فجور اور زنا مباح کر دیا۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد ایک ہزار عورتوں نے حرام کے پیچے جتے، علاوه ازیں مسجد نبوی کے اندر گھوڑے پھرائے گے اور روضہ رسول میں گھوڑوں نے بول و برآ کیا، جو اہلی مدینہ کے لوگ قتل سے فتح گئے وہ یزید کی بیعت غلامانہ اس شرط کے ساتھ مجبور کیے گئے کہ یزید چاہے ان کو پنج دے چاہے آزاد کرے، چاہے ان سے خدا کی اطاعت کرائے اور چاہے ان سے خدا کی نافرمانی کا حکم دے۔

تاریخ طبری

قال هشام: فحدثني عن عوانة، قال: فبلغنا أن
مسلم بن عقبة كان يجلس على كرسٍ
ويحمله الرجال وهو يقاتل ابن الغسيل يوم
الحرب وهو يقول:
أحيا أباء هاشم بن حرمله ... يوم ال�باتين
و يوم اليعمله
كل الملوك عنده مغربله ... و رمحه للوالدات
مهكلا

لا يلبث القتيل حتى يجدله ... يقتل ذا
الذنب ومن لا ذنب له

قال هشام، عن أبي مخنف: وخرج محمد
بن سعد بن أبي وقاص يومئذ يقاتل، فلما
انهزم الناس مال عليهم يضر بهم بسيفه
حتى غلبتهم الهزيمة، فذهب فيمن ذهب

اَنْ هُوَ اَنْعَلٌ لِّبْنِي

مِنَ النَّاسِ، وَأَبَاحَ مُسْلِمُ الْمَدِينَةِ ثَلَاثَةً
يَقْتَلُونَ النَّاسَ وَيَأْخُذُونَ الْأَمْوَالَ؛ فَأَفْزَعَ
ذَلِكَ مَنْ كَانَ بَهَا مِنَ الصَّحَابَةِ

مَدِينَةٌ مِّنْ دَيْنٍ دَنَ تَكْ قُتْلُ عَامٌ

روایت ہے کہ مسلم کری پر بیٹھا ہوا تھا۔ لوگ کری کو انٹھائے ہوئے پھرتے تھے اسی بیت سے وہ ان غسل سے جنگ حرہ میں قاتل کر رہا تھا۔ اور یہ رجز پڑھتا تھا۔ جنگ حیا تین اور جنگ بعلہ میں ہاشم بن حرمہ نے اپنے باپ کاتام روشن کر دیا۔ بادشاہ ان کے سامنے ڈھیر بن گھے اس کی بچپن ماؤں کو بیٹوں کے غم میں رولاتی ہے۔ مسلم نے تین دن تک مدینہ کی لوٹ مارشیوں کے لیے مبارح کر دیا۔ لوگوں کو قتل کرتے پھرتے تھے اور ان کا مال لوٹ لیتے تھے۔ صحابہ میں سے جو لوگ مدینہ میں تھے ہر اسال ہوئے۔

تاریخ ابو الفداء

فِيهَا اتَّفَقَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ عَلَى خَلْعِ يَزِيدَ بْنِ
مَعَاوِيَةَ وَأَخْرَجُوا نَائِبَهُ عَثَمَانَ بْنَ مُحَمَّدٍ بْنَ
أَبِي سَفِيَّانَ مِنْهَا فَجَهَرَ يَزِيدَ جِيشًا مَعَ
مُسْلِمَ بْنَ عَقْبَةَ وَأَمْرَهُ يَزِيدُ أَنْ يَقْاتِلَ أَهْلَ
الْمَدِينَةِ فَإِذَا ظَفَرَ بِهِمْ أَبَاحَهَا لِلْجَنْدِ ثَلَاثَةَ
أَيَّامٍ يَسْفِكُونَ فِيهَا الدَّمَاءَ وَيَأْخُذُونَ مَا
يَمْجُدُونَ مِنَ الْأَمْوَالِ وَأَنْ يَبَايِعُهُمْ عَلَى أَنْهُمْ
خَوْلٌ وَعَبِيدٌ لِيَزِيدٍ وَإِذَا فَرَغَ مِنَ الْمَدِينَةِ
يَسِيرُ إِلَى مَكَّةَ . فَسَارَ مُسْلِمُ الْمَذْكُورُ فِي
عَشْرَةِ آلَافِ فَارِسٍ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ حَتَّى
نَزَلَ عَلَى الْمَدِينَةِ مِنْ جَهَةِ الْحَرَةِ وَأَصْرَ أَهْلِ

حکم اور نفع الحنفی

المدينة من المهاجرين والأنصار وغيرهم
على قتاله وعملوا خندقاً واقتتلوا فقتل
الفضل بن العباس بن ربيعة بن الحارث
بن عبد المطلب بعد أن قاتل قاتلاً عظيماً
و كذلك قاتل جماعة من الأشراف والأنصار
و دام قتالهم ثم انهزم أهل المدينة وأباح
مسلم مدينة النبي صلى الله عليه وسلم
ثلاثة أيام يقتلون فيها الناس ويأخذون ما
بها من الأموال ويفسقون بالنساء.

وعن الزهري أن قتلى الحرة كانوا سبعمائة
من وجوه الناس من قريش والمهاجرين
والأنصار وعشرة آلاف من وجوه المولى
ومن لا يعرف وكانت الواقعة لثلاث بقين
من ذي الحجة سنة ثلاثة وستين ثم إن
مسلمًا بايع من بقي من الناس على أنهم
خول وعيبد ليزيد بن معاوية ولما فرغ
مسلم بن عقبة من المدينة سار بالجيش
إلى مكة

”اس سال میں سب الہی مدینہ نے متفق ہو کر زید کی بیت
چھوڑ دی اور ان کے نائب عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ سے
ٹکال دیا۔ یہ حال سن کر زید نے لشکر ہمراہ مسلم بن عقبہ کے روانہ
کیا اور اس کو حکم دیا کہ الہی مدینہ سے لڑتا، جب فتح ہو جائے اس
وقت لشکر میں عام حکم دیتا کہ تم روز تک قتل عام ہو اور جو مال

جس کے باتھ آئے لشکری آدمی لوٹ لیں اور بعد تین روز کے لیے اس طرح سے افرا کروانا کہ ہم غلام اور تابعدار یزید کے لیں۔ یہ افرا کروانے کے بیعت کروانا اور مدینہ سے فراغت پا کر کہ کو جانا۔ چنانچہ مسلم مذکور ہمراہ دس ہزار افراد شام سے مدینہ پر حرہ کی طرف آیا۔ اہل مدینہ کے مهاجرین اور انصار اس سے لڑے اور ایک خندق بنایا کہ جنگ کرنا شروع کی۔ فضیل بن عباس بن ربیعہ شہید ہوئے، مگر پہلے خوب لڑے اور بعد میں حالت جنگ میں شہید ہوئے، اس طرح ایک جماعت اشراف اور انصار کی بھی قتل ہوئی اور لڑائی خوب رہتی یہاں تک کہ اہل مدینہ کو ٹکست ہوئی اور مسلم نے حکم دیا کہ تین دن تک قتل عام ہو اور جو مال پاؤ دہ لے لو۔ اور مدینہ کی سورتوں سے حرام کاری کر و مقتول ہے زبری سے کہ مقتول حرہ میں سات سو (۷۰۰) رہیں اشراف تو م تم قریش کے مهاجرین اور انصار سے قتل ہوئے اور دس ہزار (۱۰۰۰۰) اشراف غلاموں کے اور ناطعوں آدمی قتل ہوئے۔ یہ جنگ ستائیسویں ذی الحجه (۲۳)ء کو واقع ہوئی تھی پھر مسلم نے باقی مانگان مدینہ سے کہا کہ افرا کرو کہ ہم یزید کے تابعدار اور غلام ہیں۔ جب یہاں سے فارغ ہوا تو مکہ پر لشکرنے چھ جائی کروی۔“

تاریخ یعقوبی

فَأَرْسَلَ عُثْمَانَ إِلَى جَمَاعَةِ مِنْهُمْ، فَكَلَمَهُمْ
بِكَلَامٍ غَلِيظٍ، فَوَثَبُوا بِهِ وَبِمِنْ كَانَ مَعَهُ
بِالْمَدِينَةِ مِنْ بَنِي أُمَّيَّةَ، وَأَخْرَجُوهُمْ مِنْ
الْمَدِينَةِ وَاتَّبَعُوهُمْ يَرْجُونَهُمْ بِالْحَجَّارَةِ، فَلَمَّا

انتهی الخبر إلى يزيد بن معاوية ووجه إلى مسلم بن عقبة، فأقدمه من فلسطين، وهو مريض، فأدخله منزله، ثم قص عليه القصص فقال: يا أمير المؤمنين! وجهني إليهم فو الله لأدعن أسفلاها أعلاها، يعني مدينة الرسول، فوجده في خمسة آلاف إلى المدينة، فأوقع بأهلها وقعة الحرة، فقاتلته أهل المدينة قتالاً شديداً، وخندقوا على المدينة، فرام ناحية من نواحي الخندق، فتعذر ذلك عليه، فخدع مروان بعضهم، فدخل ومعه مائة فارس، فاتبعه الخييل حتى دخلت المدينة، فلم يبق بها كثير أحد إلا قتل، وأباح حرم رسول الله، حتى ولدت الأبكار لا يعرف من أولدهن، ثم أخذ الناس على أن يبايعوا على أنهم عبيد يزيد بن معاوية، فكان الرجل من قريش يوثق به، فيقال: بایع آیة إنك عبد قن لیزید، فيقول: لا فيضرب عنقه

”عمال مدینہ عثمان کو اور انی امیر کے لوگوں کو بچھ را مار کر نکال دیا گیا اس پر سخت کلام ہوئی۔ یزید بن معاویہ کو یہ خبر ملی کہ ان کا عامل کو مدینہ سے نکال دیا تو مسلم بن عقبہ جو رہ فلسطین میں تھا طلب کیا گیا وہ اس وقت پیار تھا جب وہ دا انگلکومت پہنچ گیا تو اس کو تمام واقعات سے آواہ کیا تو اس نے ہا اے امیر جماعت

یا کام میرے پر دیکھئے۔ تو پھر خدا کی قسم مدینہ رسول کی ہر چیز کو اور وہ نیچے کر دوں گا۔ اس کو پانچ ہزار افواج دے کر روانہ کیا اور وہ مقام حرمہ پر آتا اور مدینہ والوں کا آٹا سامنا کیا اور ان کو سخت پیش آیا انہوں نے اپنی حنفیت کے لیے خندق کھود رکھی تھی اس لیے انکو خندق میں دے ما دار بعض افراد نے غدر قیش کیا مگر ان کو بھی مروان نے دھوکا دیا ایک سوسوار مدینہ شہر میں داخل ہوئے اور مزید فوج بھی شامل ہو گئی۔ اس طرح اکثریت اولاد صحابہ کو قتل کیا پھر حرم مدینہ میں زنا عام کیا اور ان سے حرام کے بچے جتنے جن کا باپ معلوم نہیں تھا۔ جوئے کے ان کو بیزید بن معاویہ کے غلامی پر بیعت کو قبول کیا جو اس سے انکاری ہوئے میں ان کو قتل کر دیا گیا۔“

یائیح المودہ نے علامہ ذہبی کے حوالے تحریر کیا ہے کہ بیزید نے مدینہ والوں سے جو سلوک کیا ہے بیزید کے حکم سے تین روز تک مدینہ کو لوٹا گیا۔ سینکروں اصحابی رسول قتل کئے گئے اور ہزاروں باکرہ عورتوں کی محضت دری کی گئی۔

تاریخ الخلفاء۔

وَفِي سَنَةِ ثَلَاثَ وَسْتِينَ بَلَغَهُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ
خَرَجُوا عَلَيْهِ وَخَلَعُوهُ فَأُرْسَلَ إِلَيْهِمْ جِيشًا
كَثِيرًا وَأَمْرُهُمْ بِقتالِهِمْ ثُمَّ الْمَسِيرُ إِلَى مَكَةَ
الْقَتَالِ أَبْنَ الزَّبِيرِ فَجَاءُوهُ وَكَانَتْ وَقْعَةُ الْحَرَةِ
عَلَى بَابِ طَبِيبَةِ وَمَا أَدْرَاكَ مَا وَقْعَةُ الْحَرَةِ
ذَكْرُهَا الْحَسْنُ مَرَةٌ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا كَادَ يَنْجُو
مِنْهُمْ أَحَدٌ قُتِلَ فِيهَا خَلْقٌ مِنَ الصَّحَابَةِ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَمَنْ غَيْرُهُمْ وَنَهِيَتِ الْمَدِينَةِ

وافتض فيها ألف عذراء فلما نأى الله وإننا إليه
 سے میں یزید کو خبری کرالی میں اس پر خروج کی تیاری
 کر رہے تھے۔ اور انہوں نے اس کی بیعت توڑ دی ہے یہ سن کر
 اس نے براہمیاری لٹکر اسی مدینہ کی طرف روانہ کیا اور مدینہ والوں
 سے اعلان جنگ کر دیا یہاں لوٹے مار کرنے کے بعد اور سبی لٹکر
 کم سلطنت حضرت ابن زبیر پر لٹکر کشی کے لیے بیجا گیا اور وادا قدحہ
 باب طیبہ پر واقع ہوا وادا قدحہ ہے۔ اس کی کیفیت حسن مرہ اس
 طرح بیان کرتے ہیں۔ جب مدینہ پر لٹکر کشی ہوئی تو مدینہ کا کوئی
 شخص اس سے محفوظ نہیں رہا ہزاروں اصحاب اُن لٹکریوں سے شہید
 ہوئے اور مدینہ منورہ کو خوب نوٹا گیا ہزاروں باکرہ لاکھوں کی
 بکارت زائل کی گئی ان کے ساتھ نہ ہا بابر کیا کیا تھا۔

فیان اللہ وإننا إليه راجعون۔

حوالہ چات

- (۱) صواعق عمرہ باب۔ فهل عسيتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض کی تفصیل۔ صفحہ: ۲۵، ۲۶۔
- (۲) خلافت ملوکیت باب یزید کے دور میں صفحہ: ۱۸۱، ۲۔
- (۳) تاریخ طبری (باب) (جلد: ۳، صفحہ: ۳۰۴)۔
- (۴) تاریخ یعقوبی واقعات حرہ: ۱۲، جلد: ۱، صفحہ: ۲۰۹۔
- (۵) تاریخ البدایہ والنہایہ واقعات ترسیہ (۱۲) هجری۔ جلد: ۱، صفحہ: ۲۲۱۔
- (۶) تاریخ ابوالفضلاء صفحہ: ۹۷، ۹۸۔
- (۷) پیاسیع للودۃ باب واحادیث جو صواعق عمرہ میں درج ہیں۔ صفحہ: ۵۲۲۔
- (۸) تاریخ الخلفاسیو طی باب یزید بن معاویہ صفحہ: ۸۵ مترجم صفحہ: ۳۰۶۔
- (۹) تاریخ مروج الذبب و معادن الجوابر للسعودی۔ باب (حرہ کا واقعہ) جلد: ۱، صفحہ: ۳۷۸۔
- (۱۰) جذب القلوب حدث دہلوی، حج الکرامہ صدیق حسن خان الحدیث از اخذ تاریخ احمدی صفحہ: ۳۰۹۔

نبوی کریم کا حکم جو مدینہ نبی کی بے حرمتی کرے گا وہ جہنمی اور لعنتی ہے

تاریخ الخلفاسیوطی

قال صلی اللہ علیہ وسلم "من أخاف أهل
المدينة أخافه الله وعلیہ لعنة الله
والملائکة والناس أجمعین" رواہ مسلم.
وكان سبب خلع أهل المدينة له أن يزيد
أسرف في العاصي وأخرج الواقد من طرق
أن عبد الله بن حنظلة بن الغسیل قال:
والله ما خرجنا على يزيد حتى خفنا أن
ترمى بالحجارة من السماء إنه رجل ينكح
أمهاط الأولاد والبنات والأخوات ويشرب
الخمر ويدع الصلاة.

"رسول اللہ کا فرمان ہے کہ جو شخص الہی مدینہ کو ذراۓ کا اللہ
تعالیٰ اس کو ذراۓ کا اور اس شخص پر اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں
اور تمام لوگوں کی لعنت ہوگی۔ الہی مدینہ نے یزید سے خلع بیعت
پیوں کیا کہ یزید مکنا ہوں اور فواؤش میں بری طرح پھنس گیا تھا۔
وقدی عبد اللہ بن حنظلة الغسل سے روایت کرتے ہیں کہ واللہ
یزید پر حملہ کی ہم نے اس وقت تیاری کی جب ہمیں یقین ہو گیا

کہ اب ہم پر آسمان سے پھرروں کی بارش ہو گی۔ کیونکہ فتن
و فخر کا یہ عالم تھا کہ لوگ اپنی ماؤں، بہنوں، اور بیٹیوں سے نکاح
کر رہے تھے۔ شرائیں پی جاری تھیں اور لوگوں نے نماز ترک
کر دی تھی۔“

تاریخ البدایہ والنہایہ

قال البخاری في صحيحه حدثنا الحسين بن الحارث ثنا الفضل بن موسى ثنا الجعد عن عائشة بنت سعد بن أبي وقاص عن أبيها قال سمعت رسول الله ص يقول لا يكيد أهل المدينة أحد إلا انماع كما ينساع الملح في الماء وقد رواه مسلم من حديث أبي عبد الله القراط المديني واسمه دينار عن سعد بن أبي وقاص أن رسول الله ص قال لا يريد أحد المدينة بسوء إلا أذابه الله في النار ذوب الرصاص أو ذوب الملح في الماء وفي رواية مسلم من طريق أبي عبد الله القراط عن سعد وأبي هريرة أن رسول الله ص قال من أراد أهل المدينة بسوء أذابه الله كما يذوب الملح في الماء وقال الإمام أحمد حدثنا أنس بن عياض ثنا يزيد بن خصيفة عن عطاء بن يسار عن السائب بن خلاد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من أخاف أهل المدينة ظلما

أَخَافُهُ اللَّهُ وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ
 وَالنَّاسُ أَجْمَعُونَ لَا يَقْبِلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمًا
 الْقِيَامَةَ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا وَرِوَاةُ النَّسَائِيِّ مِنْ
 غَيْرِ وَجْهٍ عَنْ عَلِيٍّ بْنِ حَجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ
 بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ يَزِيدِ بْنِ خَصِيفَةِ عَنْ عَبْدِ
 الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي
 صَعْصَعَةِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ خَلَادِينَ
 مَنْجُوفَ بْنِ الْخَزْرَجِ أَخْبَرَهُ فَذَكَرَهُ وَكَذَّلَكَ
 رَوَاهُ الْحَمِيدِيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي
 حَازِمٍ عَنْ يَزِيدِ بْنِ خَصِيفَةِ وَرِوَاةُ النَّسَائِيِّ
 أَيْضًا عَنْ يَحْيَى بْنِ حَبِيبٍ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ
 حَمَادَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ مُسْلِمٍ بْنِ أَبِي
 مَرِيمٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي خَلَادَ
 وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَفَدَ ذَكْرَهُ
 وَقَالَ أَبْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ بْنُ شَرِيعٍ
 عَنْ أَبِي الْهَادِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ
 يَسَارٍ عَنْ السَّائِبِ بْنِ خَلَادٍ قَالَ سَمِعْتُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَفَرَ يَقُولُ مِنْ أَخَافُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ
 أَخَافُهُ اللَّهُ وَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ
 وَالنَّاسُ أَجْمَعُونَ.

کتب صحابہ بنواری اور مسلم کے علاوہ کثیر التعداد کتب اور اکثر صحابہ کرام سے
 منقول روایت کا مجموعی خلاصہ کلام اس طرح ہے:
 ”رسول اللہ کا فرمان ہے کہ جو شخص الہی مدینہ کوڑا رائے گا اللہ

ام مرتعن ایشی

تعالیٰ اس کو ذرائے گا اور اس شخص پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور حامی لوگوں کی لخت ہوگی۔ وہ جہنمی ہے۔ اور کسی کی شفاعت ممکن نہیں ہے۔“

حوالہ جات

- (۱) تاریخ الخلفاء جلال الدین سیوطی۔ باب یزید بن معاویہ صفحہ: ۸۵، مترجم: ۳۰۶۔
- (۲) تاریخ البدایہ والہایہ حافظ ابوالقدای ابن کثیر باب قتل ابن زیر اور ان کے ساتھی جلد: ۸، صفحہ: ۲۲۳۔

یزید کا بیت اللہ کے بارے میں عقیدہ

تاریخ طبری

إذا مضت ثلاثة أيام من شهر ربيع الأول
يوم السبت سنة أربع وستين قذفوا البيت
بالمجانيق، وحرقوه بالنار، وأخذوا يرتجون
و يقولون:

خطارةٌ مثل الفنيد المزبد ... نري بها
أعواد هذا المسجد
قال هشام: قال أبو عوانة: جعل عمرو بن
حوط السدوسي يقول:
كيف ترى صنيع أم فروه ... تأخذهم بين
الصفا والمرود
يعني بأم فروه المنجنيق.

خانہ کعبہ پر سنگاری

ربيع الاول ٤٢ کی تیری تاریخ روز شنبہ ان لوگوں نے خانہ کعبہ پر مجینق سے پھر
برسائے اور آگ لگادی اور یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

”یہ مجینق ایک شترست ہے کہم اس سے کعبہ پر نٹانے کا
رہے ہیں۔ عمرو بن حوط سدوی یہ کہتا جاتا تھا۔ کیف نری
ذراہ ام فروہ دیکھنا کہ صفا و مرود کے درمیان لوگوں کو نٹانے بنا رہی

ہم اور انہیں نہیں کام رکھا تھا۔“
وَفِي هَذِهِ السَّنَةِ حُرُقَتِ الْكَعْبَةُ.
ذَكْرُ السَّببِ فِي إِحْرَاقِهَا

قال محمد بن عمر: احترقت الكعبه يوم السبت لثلاث ليال خلون من شهر ربيع الأول سنة أربع وستين قبل أن يأتي نعي يزيد بن معاوية بتسعة وعشرين يوماً، وجاء نعيه هلال ربيع الآخر ليلة الثلاثاء.

قال محمد بن عمر: حدثنا رياح بن مسلم، عن أبيه، قال: كانوا يوقدون حول الكعبه، فأقبلت شرارة هبت بها الريح، فاحترقت ثياب الكعبه، واحتراق خشب البيت يوم السبت لثلاث ليال خلون من ربيع الأول.

خانہ کعبہ میں آتش زنی

خانہ کعبہ کے جلنے کا واقعہ یزید کے مرنے سے ایسیں دن پیش ہوا۔ لوگ گروہ درگر وہ آگ سلاکرتے تھے۔ ہوا چلی ایک چنگاری اڑ کر غلام سو کعبہ پر جا پڑی غلاف جل کیا۔ چوبینہ جل گیا۔ روز شنبہ ربع الاول کی تیسری کویہ واقعہ گذرا۔

صوابع محرقدہ

پھر اس کا یہ لشکر حضرت ابن زبیر سے جنگ کے لیے گیا اور ان لوگوں نے مجینق سے کعبہ پر ٹکماری کی اور اسے آگ سے جلا دیا۔ پس ان بری باتوں سے جواس کے زمانے میں پیدا ہو گئیں اور کوئی بات بڑی ہے اور یہ باتیں گزشتہ حدیث کا مصداق ہیں کہ میری امت ہمیشہ اپر خلافت میں انصاف پر قائم رہے گی، یہاں تک کہ تو امیر میں سے

اک آدمی جیسے یزید کہا جائے گا اسے توڑ پوڑ دے گا۔

تاریخ البدایہ والنہایہ

فلما کان یوم السبت ثالث ربیع الاول
سنۃ أربع وستین نصبوا المجانیق علی^۱
الکعبۃ ورموها حقی بالنار فاحتراق جدار
البیت فی یوم السبت وهذا قول الواقدی
وهم يقولون ... خطارہ مثل الفتیق المزید ...
تری بھا جدران هذا المسجد ...

وجعل عمر بن حوطة السدوسی يقول
... کیف تری صنیع أم فروہ ... تأخذہم
بین الصفا والمروہ ...

وأم فروہ اسم المجنیق وقيل إنما
احترق لأن أهل المسجد جعلوا يوقدون
النار وهم حول الكعبۃ فعلقت النار في
بعض أستار الكعبۃ فسرت إلى أخشابها
وسقوفها فاحترق

خانہ کعبہ پر سکبیاری

ربیع الاول ۶۲ھ کی تیسرا تاریخ روز شنبہ ان لوگوں نے خانہ کعبہ پر تجھیق سے پھر
برسائے اور آگ لگادی اور یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

”یہ تجھیق ایک شترست ہے کہ ہم اس سے کعبہ پر نشانے کا
رہے ہیں۔ عمرو بن حوط سدوسی یہ کہتا جاتا تھا۔ کیف نری
ذرا م فروہ دیکھنا کہ صفا و مروہ کے درمیان لوگوں کو نشانہ بناری“

نام اور نوٹس انجینئرنگ
کے متعلق ایجنسی

ہے۔ ام فروہ اس نے مجھیں کا نام رکھا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اہل
مسجد کو جلا دیا گیا۔ کعبہ کے اردو گرو آگ جلانی گئی تو آگ کے
شعلوں نے کعبہ کے پردے ہلا دیے گئے۔“

تاریخ کامل
إذا مضت ثلاثة أيام من شهر ربيع الأول
سنة أربع وستين يوم السبت رموا البيت
بالمجانيق وحرقوه بالنار وأخذوا يرتجون
ويقولون:
خطارةٌ مثل الفنيق المزبد ... نري بها
أعواد هذا المسجد

وقيل: إن الكعبة احترقت من نار كان
يوقدها أصحاب عبد الله حول الكعبة
وأقبلت شرارة هبت بها الريح فاحترقت
ثياب الكعبة واحترق خشب البيت،
والأول أصلح،

خانہ کعبہ پر سنگباری
ربيع الاول ۱۴۲۷ھ کی تیری تاریخ روز شنبہ ان لوگوں نے خانہ کعبہ پر مجھیں سے تھر
بر سائے اور آگ لگادی اور یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔
”مجھیں ایک شترست ہے کہ ہم اس سے کعبہ پر نٹا نہ گا
رہے ہیں۔“

کہا جاتا ہے کہ عبد اللہ کے ساتھیوں نے کعبہ پر آگ جلانی تو ہوا کی چنان گاریوں
سے غلاف کعبہ جل گیا اور اس سے لکڑی کا گھر بھی جل گیا لیکن اول واتعذ زیادہ سمجھ ہے
تاریخ الخلفاء مسیوطی

وسار جيش الحرة إلى مكة لقتال ابن الزبير فمات أمير الجيش بالطريق فاستخلف عليهم أميراً وأتوا مكة فحاصروا ابن الزبير وقاتلوه ورموه بالمنجنيق وذلك في صفر سنة أربع وستين وأحرقت من شرارة نيرانهم أستار الكعبة سقفها وقرنا الكبش الذي فدى الله به إسماعيل وكانا في السقف

”جب لشکر زیری مکہ معظیر میں داخل ہوا تو اس نے عبداللہ بن زیر ” کا حاصرہ کر لیا۔ جہاں تک بن پڑا حضرت ابن زیر نے بھی ان لشکر کا مقابلہ کیا۔ چونکہ آپ محصور تھے اس لیے آپ پر تجھیق سے پتھر بر سائے گئے۔ ان پتھروں کے شاروں سے کعبہ شریف کا پردہ جل گیا۔ کعبہ کی چھت اور اس دنبہ کا سینگ جو فدی حضرت رسماعیل علیہ السلام میں جنت سے بھیجا گیا تھا وہ کعبہ کی چھت سے آؤزیں اس تھا وہ بھی جل گیا اسی آتشِ زوگی کے باعث اس کو واقعہ حرام کہتے ہیں۔ یہ واقعہ صفر ۶۲ء میں ہیش آیا۔“

تاریخ مسعودی۔ رمی الكعبۃ بالمجانیق
ونصب الحصین فیمن معه من أهل الشام
المجانیق والعرادات على مکة والمسجد من
الجبال والفجاج، وابن الزبیر في المسجد،
ومعه المختار بن أبي عبید الشفیق. داخلاً
في جملته، منضافاً إلى بيته، منقاداً إلى

إمامته، على، شرائط شرطها عليه لا يخالف له رأيًا، ولا يعصي له أمرًا، فتواترت أحجار المجانيق والعرادات على البيت، ورمي مع الأحجار بالنمازو والنفط ومشاقات الكتان وغير ذلك من المحرقات، وانهدمت الكعبة، واحترقـت الـبنـية، ووـقـعـت صـاعـقة فـاحـرـقتـ منـ أـصـحـابـ الـمجـانـيقـ أـحـدـ عـشـرـ

رجلـاـ

كـعبـةـ پـرـ مـنـجـنـقـ سـےـ سـنـگـارـیـ

”حسین نے اپنے شای ساتھیوں کے ساتھ مل کر منجینقوں کو کمہ پر نصب کر دیا۔ اور مسجد کے ارد گرد جو پیاری راستے تھے ان پر منجینق نصب کر دیئے۔ ابین زیر مسجد میں تھے۔ ان کے ساتھ عمار بن ابی عبدیہ ثقیل بھی دیگر اصحاب کے ساتھ شامل تھے۔ اور ان شرائط کے ساتھ ان کی بیعت امامت میں شامل تھا کہ ان کی رائے کی مخالفت نہیں کرے گا۔ اور نہ اس کی حکم عدویٰ کرے گا۔ جس منجینق کے پتھر پے درپے بیت اللہ پر برنسے گے اور پتھروں کے ساتھ آگ برنسے گے۔ اور پتھروں کے ساتھ آگ اور منی کا تحلیل اور کستان نے کلڑے اور دیگر جلنے والی چیزیں پھینکی جانے لگیں۔ اس طرح کعبہ منہدم ہو گیا۔ اور اس کی عمارت جل گئی اور ایک بیکلی گری جس نے منجینق چلانے والے گیارہ آدمی کو جلا کر کر دیا۔“

حوالہ جات

- (۱) تاریخ طبری جلد: ۳، صفحہ: ۲۰ باب واقعات ۶۷ چو سٹھ هجری
- (۲) صواعق عرقہ باب۔ فہل عسیتم ان تولیتم ان نفسدوافی الارض کی تفصیل۔ صفحہ: ۲۵، ۳۵، ۷۳۲۔
- (۳) تاریخ البداو التهایہ صفحہ: ۸، جلد: ۸۔
- (۴) تاریخ کامل صفحہ: ۱۱۹، جلد: ۲۔
- (۵) تاریخ الخلفاسیو طی باب یزید بن معاویہ صفحہ (۸۶) مترجم صفحہ: ۲۰۴۔
- (۶) تاریخ یعقوبیں باب یزید بن معاویہ جلد: ۱، صفحہ: ۲۱۰۔
- (۷) تاریخ مروج الذئب و معادن الجواہر للسعودی۔ باب (رمی الكعبۃ بالحجانیق) جلد: ۱۱، صفحہ: ۳۶۹۔

یزید کا عقیدہ، مال، ہم سے نکاح جائز ہے

صواعقِ محقرہ

واقدی نے کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن حنظله ابن الغسل کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم نے یزید کے خلاف اس وقت بغاوت کی جب ہمیں خدشہ ہو گیا کہ آسان سے ہم پر پھر بر سارے جائیں گے۔ وہ شخص لوگوں کا ماسیں، بیٹیوں، اور بہنوں سے نکاح کرتا، شراب پیتا اور تارک الصلوٰۃ تھا۔

تاریخ الخلفاء سیوطی

وكان سبب خلع أهل المدينة له أن يزيد
أسرف في المعاصي وأخرج الواقد من طرق
أن عبد الله بن حنظلة بن الغسل قال:
والله ما خرجنا على يزيد حتى خفنا أن
ترمى بالحجارة من السماء إنه رجل ينكح
أمهاط الأولاد والبنات والأخوات ويشرب
الخمر ويدع الصلاة.

”اہل مدینہ نے یزید سے خلچ بیعت یوں کیا کہ یزید گناہوں اور فوایش میں بڑی طرح پہنچ گیا تھا۔ واقدی نے کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن حنظله ابن الغسل کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم نے یزید کے خلاف اس وقت بغاوت کی جب ہمیں خدشہ ہو گیا کہ آسان سے ہم پر پھر بر سارے جائیں گے، کیونکہ فتن و فور کا یہ عالم تھا کہ لوگ اپنی ماسیں، بیٹیوں، اور بہنوں سے نکاح کر رہے تھے شرائیں لی جا رہی تھیں اور لوگوں نے ترک نماز

ہم اور اولج النبی ﷺ
کر دی تھی۔“

تاریخ السلام ذہبی

وقال الواقدي: أنا ابن أبي ذئب عن صالح بن أبي حسان أنا إسماعيل بن إبراهيم المخزوبي عن أبيه وثنا سعيد بن محمد بن عمرو بن يحيى عن عبادة بن تميم كل قد حدثني قالوا : لما وتب أهل الحرة وأخرجوا بني أمية عن المدينة واجتمعوا على عبد الله بن حنظلة وبابهم على الموت قال: يا قوم اتقوا الله فوالله ما خرجنا على يزيد حتى خفنا أن نرمي بالحجارة من السماء إنه رجل ينكح أمهات الأولاد والبنات والأخوات ويدشرب الخل ويدع الصلاة.

”جب واقعہ حرہ ہوا تو اہل مدینے نے نوامیہ کو نکال دیا تو پھر لوگوں نے عبداللہ بن حنظلة پر اجماع کر لیا اور موت پر بیعت کر لی۔“

وقدی نے کئی طرق سے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن حنظلة ہیں الغسل کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم نے یزید کے خلاف اس وقت بغاوت کی جب ہمیں خدشہ ہو گیا کہ آسمان سے ہم پر پھر بر سائے جائیں گے، کیونکہ فتن و فحور کا یہ عالم تھا کہ لوگ اپنی ماں، بیٹیوں، اور بہنوں سے نکاح کرو ہے تھے۔ شرائیں پی جا رہی تھیں اور لوگوں نے ترک کو نماز کر دی تھی۔

حوالہ جات

- (۱) صواعق عمرۃ ابن حجر مکی مترجم باب صفحہ: ۳۲۔
- (۲) تاریخ الخلفاسیوطی بباب یزید بن معاویہ صفحہ: ۸۵، صفحہ مترجم: ۳۰۲۔
- (۳) تاریخ السلام ذہبی جلد: ۱، صفحہ: ۵۶۳۔

يزيد كاردار اور عقاائد

سوق يزيد وعماله

تاریخ مسعودی

وكان يزيد صاحب طرب وجوارح وكلاب
وقرود وفهود ومنادمة على الشراب، وجلس
ذات يوم على شرابة، وعن يمينه ابن زياد،
وذلك بعد قتل الحسين، فأقبل على ساقيه
 فقال:

اسقيني شربة ثروي مشاشي ... ثم مل
فاسق مثلها ابن زياد
صاحب السر والأمانة عندي ... ولتسديد
معنى وجهادي
ثم أمر المغنين فغنوا به.

وغلب على أصحاب يزيد وعماله ما كان
يفعله من الفسق، وفي أيامه ظهر الغناء
بمكة والمدينة، واستعملت الملائكة، وأظهر
الناس شرب الشراب، وكان له قرد يسكنى
بأبي قيس بحضور مجلس منادمه، ويطرح
له متوكأ، وكان قرداً خبيثاً وكان يحمله على

أَقْنَانٍ وَحُشِّيَّةٍ قَدْ رَبَضَتْ وَذَلَّتْ لِذَلِكَ
بَسْرَجٌ وَلِجَامٌ وَيُسَابِقُ بِهَا الْخَيْلَ يَوْمَ الْخَلْبَةِ،
فَجَاءَ فِي بَعْضِ الْأَيَّامِ سَابِقًاً، فَتَنَاؤلُ الْقَصْبَةِ
وَدُخُلُ الْحَجَرَةِ قَبْلَ الْخَيْلِ، وَعَلَى أَبِي قَيْسِ
قَبَّاءَ مِنَ الْحَرِيرِ الْأَحْمَرِ وَالْأَصْفَرِ مَشْمُرٌ،
وَعَلَى رَأْسِهِ قَلْنَسُوَةٌ مِنَ الْحَرِيرِ ذَاتِ الْأَلوَانِ
بِشَقَّاقَتِهِ، وَعَلَى الْأَقْنَانِ سَرْجٌ مِنَ الْحَرِيرِ
الْأَحْمَرِ مَنْقُوشٌ مَلْمَعًا بِأَنْوَاعِ الْأَلوَانِ

یزید اور اس کے عمال کی بدکرواری

یزید کا نے بجائے اور کتوں، بندروں اور چیتوں کا دلدادہ تھا۔ شرب نوش تھا۔
ایک روز وہ شغل میں نوشی کے لیے بیٹھا اور اس کی دلائیں جانب اپنی زیادتی اور یہ حضرت
حسینؑ کے قتل کے بعد کا واقعہ ہے۔ وہ اپنے ساتی کے پاس آ کر کہنے لگا: مجھے وہ شراب پلا
و جو میری نرم زم ڈبوں کو بھی سیراب کرے۔ پھر اپنی زیادتی کی ایسا ہی جام پھر کر دے جو
میرے نزدیک میرا ہمزاد اور امین ہے۔ اور میری خدمت اور جہاد کی ضرورت کو پورا
کرنے والا ہے۔۔۔ پھر اس نے گلوکاروں کو حکم دیا کہ وہ ان اشتعار کو گا بھیں۔ پس انہوں
نے گناہ شروع کر دیا، اور یزید کے اصحاب یزید کی طرح بدکروار تھے اور اس کے زمانے
میں مکہ اور مدینہ میں گانے کا دور دورہ ہو گیا اور کھیل کو دے کے آلات استعمال کیے جانے
لگے۔ اور لوگوں نے کھلے بندوں شراب نوشی شروع کر دی تھی۔ اس کے پاس ایک بند
خانہ جس کی کنیت ابو قیس تھی وہ بھی محل میں میں نوشی میں موجود ہوتا تھا اور اسے سمجھ کر دیا تھا
کہ اور وہ بڑا خبیث بند تھا اور وہ ایک جنگلی گھر پر جو بندگی ہوئی جو تی پڑھا دیا تھا
اور لگام اور زین لگا کر وہ اسے گھوڑوں کے گھوڑوں کے ساتھ دوڑا آتا تھا۔ کبھی بھی وہ سب
سے آگے بڑھ جاتا اور بائس کو اکھاڑ لیتا اور گھوڑوں سے پہلے ہی مجرہ میں داخل ہو جاتا اور

ابو قیس پر سرخ اور زرد شم کی قبا ہوتی اور وہ آئین پڑھائے ہوتا اور اس کے سر پر رشم کی مخفی چک دار رنگوں کی زین ہوتی۔ اس روز شام کے ایک شاعر نے اس بارے میں کہا (ابو قیس کو اس کی لگام کے زائد حصے سے پکڑ لے اور اگر تو گر پڑے تو اس کی ذمہ داری اس پر نہیں ہو گئی تم میں سے کسی شخص نے اس بندروں کو دیکھا ہے جو امیر المؤمنین کے گھوڑوں سے گدھی کو دوڑا کر آگئے لے گیا۔

تاریخ البیدیہ والنهایہ

وقد روى أن يزيد كان قد إشتهر بالمعازف
وشرب الخمر والغناء والصيد والتخيّذ الغلمان
والقیان والكلاب والنطاح بين الكباش
والدباب والقرود وما من يوم إلا يصبح فيه
مخموراً وكان يشد القرد على فرس مسرجة
بحمال ويسوق به ويلبس القرد قلانس
الذهب وكذلك الغلمان وكان يسابق بين
الخييل وكان إذا مات القرد حزن عليه.

”یزید آلات لہو و لہب سے کھیلتا تھا۔ شراب پیتا تھا۔ گلوکاری کرتا تھا۔ شکاری کرنے پاتا تھا۔ ڈھول بھیتا تھا۔ مینڈھے لڑتا تھا۔ بندر رکھتا تھا، گھوڑوں پر بندر بھا کر دوڑاتا تھا۔ بندروں کو سونے کی نوبیاں پہنھاتا تھا۔ اس طرح لڑکوں کے ساتھ کرتا تھا اور جب بندر مر گیا اُس پر اس نے گریہ کیا تھا۔“

کتاب ماتم اور ازواج النبی اختتام پذیر ہوئی۔

والحمد لله اولاً و آخر و حامداً ومصلياً و مسلماً

بتاریخ ۲۸ فروردین ۱۴۰۰ بروز پیر، بوقت رات گیاره بجی مظفر آباد

احر

سید نزاکت حسین کاظمی مفتی

صدر دفتر امور دینیہ مظفر آباد آزاد شهر

مستقل پندت مقام تر فوت سید امداد کاند جرجانی خلیل و حصیل کوئٹی آزاد شهر -

حوالہ جات

(۱) اریخ مروج اللذب ومعادن الجواہر للسعودی سباب (فسوق یزید و عمالہ)
جلد: ۱۱، صفحہ: ۳۷۷۔

(۲) تاریخ البدایہ والنایہ حافظ ابن کثیر باب فقال له أتسبها ف قال إی والله يا أمیر للؤمنین
جلد: ۸، صفحہ: ۲۳۵۔

ادارہ منہاج الصالحین کی کتب پر ایک نظر

سوگنامہ آل محمد

سوگنامہ آل محمد علام محمد اشٹاروی کی تالیف متنابہ ہے جس کا اردو ترجمہ علام ربانی
حسین جھنڑی فائل قم نے فرمایا ہے: تقریباً بڑے صفات پر مشتمل اس کتاب میں چارہ صورتیں کے خاتم
و صفات کو نہایت جاصیت سے بیان کیا گیا ہے۔ بالخصوص صاحب محمد آل محمد پر دور حاضر کے خطہاں
ذکرین کے لئے یہ ایک نہایت مفید اور سخشن قفل گش ہے۔ دو سال کے قابلِ حرمتے میں اسی کا تیرالیہ
شائع ہونے کو ہے۔ ڈی ۲۲۸ روپے

سردار کربلا

یہ کتاب متنابہ حقیقی عالی تدریج الاسلام والسلیمان مہاس امامیل یزدی کا تاریخ کربلا کے
مطہری پر بہترین سریعہ تحقیق ہے۔ کتاب وہت کے نام سے ہے پووفیر مظہر مہاس صاحب نے
خوبصورت سلیس اور روائی دوائی اور دو کے قالب میں ذکر کیا ہے۔ یہ بات حقیق کے ساتھ کمی جا سکتی ہے کہ
کتب مسائل میں تحقیق میں اور الملوک بیان کے حوالے سے یہ کتاب بلند ترین مقام کی حامل ہے، جس کی
تالیف میں سکھوں قدیم کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ یہ تصریح جھوپیاتی، تاریخی، خواہ جاتی کتب تاریخ میں
خصوصی امتیاز کی حامل ہے۔ صفات کی دنیا میں اس کتاب کی آمد سے ہر ذی شور اور باضیرہ گاری کے ذہن
میں جہاں درود آباد ہونے کو ہے۔ ڈی ۳۰۰ روپے

فلسفہ غیبیت مہدی

شیع صدوق علیہ الرحمہ ذہب تشیع کے نہایت پذیر پایہ ملائے اطام میں سے ہیں جملوں نے
شیعیت کو جیسا کہ موصوف امام زمانہ کی دعا سے پیسا ہنسئے اور اجھی کے حرم سے کمال الدین و
 تمام الحمد نہی کتاب مرتبی میں تالیف کی۔ غیبیت کے مطہری پر یہ سمجھ ترین کتاب ہے۔ اس کی اہمیت و

انوارت کے پیش نظر و انشور کرای پر فخر ملکہ مہاس صاحب نے پاہنچ تحقیق سے صحیح و عجیب کے بھروسہ کا اثاب و انتقام امداد ربان میں قائم کیا ہے۔ یہ اثاب و انتقام اپنی حامل آپ ہے، جو امری کتاب کی دھوکہ جلوں کے مطالعہ سے ہے یا ڈاکر دیتا ہے۔ مخفی نام کے لئے پیش بھائی تحقیق پر کوشش اور جاپ نظر و کتب امداد میں صرف شہد پر آتا ہے۔ جیسا کہ بھی نام زمانہ کی افادہ ہے کہ تحقیق نام کے مخفی کو اس قدر سلیمانی، نہ اس اور جائیں انعامات میں قائم کیا گیا ہے۔ ۹۔ ۱۳۵ نوبت ۱۹۸۶ء

جنت

کتاب و اصحاب "جنت آبیت اللہ و عجیب شہید کی طرف سے کی گئی "سید و مولو" کی تفسیر ہے۔ تفسیر قرآن کی اگرچہ بے شمار کافیں میریں ہیں مگن آبیت اللہ موصوف کی تفسیر کا ہر لمحہ مطہرات کا سند اور تحقیقات کا خزانہ ہوتا ہے۔ اس کتاب کے مطلب یہ ہے آپ ان شاهزادوں جنت کے ماطر کو اپنے سامنے صدمہ پائیں گے۔ اخواز و تغیر لادم و لطمہ ہیں، لہذا سخن کے تمام جنت کے سامنے ساخنہ اسی تفسیر میں آپ قرآنی کے مطالعی آبیت اللہ موصوف نے دفعہ کی ہلاکتوں کا بھی سفرگئی (از محدثات صورین کی روشنی میں) کی ہے۔

مولانا ریاض حسین علیری قابل قلم کے علم سے اس کا خواصہ ترتیب امدادی قابل روایت ہے۔ خواصہ ترتیب امدادی، تیس کا نام، اعلیٰ طاعت کا نام ہے۔ ۹۔ ۱۳۵ نوبت ۱۹۸۰ء

نصاریع

"نصاریع آبیت اللہ و عجیب شہید کی طرف سے سید اقری تفسیر کا پیش بھار مٹھا ہے۔ اس تفسیر میں آپ کے وحیب الہ شناخت نے اپنے امباب نام کے مطالعی نہ صرف مطہرات و نیہ کے امداد کا ہے، بلکہ بے شمار نصاریع بھی ریکارڈی کریں گے۔ مطہر مام پر لائے ہیں۔

مولانا ریاض حسین علیری صاحب قابل قلم نے اس کتاب کا ترتیب کر کے امداد کے نام کو قرآن حقی کے خصوصی شاہکار سے ہمدرد کیا ہے۔ نصاریع ایک ایک کتاب ہے جس کو ایک دلخواہ پڑھ کے بعد پارہار پڑھنے کو ہی چاہتا ہے۔ خواصہ طاعت سے بہترین کتاب کا ہے۔ ۹۔ ۱۳۵ نوبت ۱۹۸۰ء